

|B|O|O|K| |H|O|M|E|

# ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا

ای ڈی میکلیگن / ایچ اے روز



# ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا

ای۔ ڈی میکین، ایچ اے روز

ترجمہ: یاسر جواد

BOOK HOME

A Glossary  
of the  
Tribes and Castes  
of the  
Punjab and North-West Frontier Provinces

By: E.D. MacLagan & H.A. Rose

## ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا

ای۔ ڈی۔ میک لگن، ایچ۔ اے۔ روز

ترجمہ: یاسر جواد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اہتمام رانا عبدالرحمن

پروڈکشن ایم سرور

کمپوزنگ محمد انور

پرنٹرز حاجی حنیف پرنٹرز، لاہور

اشاعت 2014ء

قیمت 800 روپے

ناشر بک ہوم لاہور

بک ہوم



بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان

فون: 042-37245072-37231518-042-37310854 فیکس: 042-37310854

bookhome1@hotmail.com - bookhome\_1@yahoo.com

www.bookhomepublishers.com

## فہرست

" احمد زئی، امانی _____	" لہڑھوت (اودھوت) _____	29 پیش لفظ _____
" اخوند خیل _____	" ابرا _____	آ
" اخوندزادہ یا پیرزادہ _____	" ابکال _____	31 آجری _____
" اداسی _____	" ابلانا _____	" آد پتھی _____
37 ادمال _____	" ابوانی _____	" آدم خیل _____
" ادویت _____	" ابونی _____	" آریا _____
" ادھانا _____	" ابھ پتھی _____	" آریہ سماج _____
" ادھنا تھ _____	" ابھیر _____	" آزاد _____
" ادے _____	" ایل _____	" آسن دھاری _____
" ارار، ارڑ _____	" آپیرا _____	" آغا خیل _____
" اراکس، راکس _____	" اتر _____	32 آگری _____
38 ارک _____	35 اتر ادھی _____	" آلو اجیا _____
39 اروڑا (یاروڑا) _____	" اتمان خیل _____	" آلووالہ (آلووالیہ) _____
40 ارقول یا اروال _____	" اتمان زئی _____	" آندی _____
" اڑکے _____	" اٹھنگل _____	" آلووالیہ _____
" اسپیرکا _____	" اٹھوال یا اٹھوال _____	" آہن گر _____
" استاور _____	" اٹھیرا _____	" آہوجا _____
" اسحاق زئی _____	" اٹھوال _____	" آہولانا _____
" آسر، اسرا _____	" اجودھا پتھی _____	" آہیر (اہیر) _____
" اسرا _____	" اچارچ _____	ا
" اسرام _____	" اجران _____	33 ابا خیل _____
" اسماعیل زئی _____	" اچھر _____	" ابازئی _____
" اسوت، سوت _____	36 اچھرل _____	" ابدال یا عبدل _____
" اسیال _____	" اچھیادھاری _____	" ابدالی _____
" اعوان _____	" احمدانی _____	" ابدال _____
42 افغان _____	" احمد زئی _____	34 ابد کے _____

"	پابالالی	"	ادایسی	43	اکاخیل
"	بابر	"	اوبھائی	"	اکازئی
"	پاتھیکے	"	اوتر	"	اکالی
"	باتی	"	اوترا	44	اکرا
"	باٹ	"	اوتھوال	"	اکوان
52	باٹ، باتھ	"	اوجلا	"	اکوخیل
"	باجوہ	"	اوجلا	"	اکورایا اکوڑا
53	بادی	"	اوجھ	"	اکوزئی یوسف زئی
"	بارکزی	"	اوڈ، اوڈھ یا بیلدار	"	اکیرے
"	بارک	47	اوڈھانا	"	اکے زئی
"	باری	48	اورک زئی	"	اکھکھے
"	باڑھی	"	اورک	"	اکو کے
"	بازید خیل	"	اورماڑ	"	اگردال
"	بازی گر	"	اورے	"	اگوانا
54	باسن	"	اورغان، انخوان	"	اکیر
"	باشا	"	اولکھ (اورک)	"	الازئی یا اللہ زئی
"	باشرع	"	اولک	45	الپاہ
"	باغبان، باغ وان	"	اومرا	"	الپیال
"	باکھری	49	اوتھوال	"	الڈنگ
"	باگڑی	"	اہاری	"	اللہ دادی
55	بالسکی، والسکی	"	اہلاوت	"	الور
"	بالو	"	اہیری	"	امازئی
"	بالو پتھی	"	ایاسی	"	امامیا، امامیہ
"	بالی	"	ایک	"	امرتسریا
"	بالی	50	اپتھی	"	املاوت
"	بام مارگی، وام چاری	"	ایٹلی یا ایٹلے	"	اندار
"	باموزئی	"	ایرانی	"	اندوال
"	بانوا	"	ایسیکے	"	اندوریا
"	بانپا	"	اینو کے	"	انصاری
56	بانی، بیل	"		46	انصاری
"	بادا			"	انگر (انگرا)
"	بادرے	51	باب	"	انوال
"	باوری	"	بابالال دریائی	"	انوجا

63	بڑیے	"	بڈون	"	باوریا، باوریا
"	بزاز	"	بڈوہل	57	بائی زئی (بائیزئی)
"	بُردار	"	بڈھ	"	باہمن
"	بساطی	"	بڈھر	"	باہی
"	بسرا	60	بڈھن یا پکھائی	"	بب
"	بسی	"	بڈھ وال	"	ببائی
"	بشگالی	"	بڈھور	"	بیر
"	بشونئی	"	بڈھی	"	بیللا
"	بشیرا	"	بڈھی کے	"	بیر
"	ببک	"	بر	"	بپھلا
"	ببکرکی	"	بُرَا	"	بپی
64	ببکنیرا	"	بُرَا	"	بپکروئی
"	ببکھڑ	"	برار	"	بپھرا
"	ببکھڑ	"	برار	"	بپھر
"	بببٹی	"	براڑ	58	بپڑ
"	ببگرد	"	برج پانی	"	بپی
"	ببگرانا	"	بُرُڑا	"	بجارہ
"	ببگراہ	61	برکا	"	بجاڑ
"	ببگھیلا	"	بُرُکڑئی	"	بچو
"	ببگیانہ	"	برکنداج	"	بچ
"	ببلائی	"	برکیزئی	"	بچل
"	ببلفروش	"	برگھٹ	"	ببخاری
"	بببما	"	برلاس	"	بخت مل سادھ
"	بببکنن	"	برمہند	"	بختیار
"	بببیل	"	برہم چری	59	بختیال
"	بببیل	"	برہمن	"	بدانہ
65	بببوترہ	62	بریا، وریا	"	بداہ
"	بببئوچ، بل اُچ	"	بریار	"	بدر
"	بببئوچ	"	بریال	"	بدر
73	بببہارا	"	بریے	"	بدلی، بدئی
"	بببہم	"	بُرُڈانا	"	بدوہدوں
"	بببلیدھی (بلیدی)	"	بببگوجر	"	بدوال
"	ببببما	"	بببڑھی	"	بببوزئی

87	بھربھونچی	79	بھاڑ	"	بمب
"	بھرت	"	بھالی	"	بن ورا
"	بھرتھ	"	بھروپیا	"	بند
"	بھرگود، ہوسر، دھونسر	"	بھاڑا	"	بنجارہ
"	بھروال	80	بھابھا	74	بندل
"	بھروانہ	"	بھاٹ	"	بندیال
"	بھروئی	"	بھاڑوا	"	بندیجاہ
"	بھرہ، بھارہ	"	بھائی	"	بندیچھ
"	بھری	81	بھاپا	"	بند
"	بھریال	"	بھائی واد	"	بنگالی
"	بھریچ (برج)	82	بھار	75	بنگلش
"	بھریڑا	"	بھاکھری	76	بنوت
"	بھڑال	"	بھاگت	"	بنوچی
"	بھڑانج	"	بھانڈ، بھنڈ	77	بنہور
"	بھڑبھونجا	"	بھانی وال	"	بنیچ
88	بھڑیار	"	بھائی	"	بواہ
"	بھشتی	"	بھتا	"	بُوبک
"	بھک	"	بھٹ	"	بوپاہرے
"	بھکراں	83	بھٹا ہر ہارا، بھٹیا آرا	"	بوپیرائے
"	بھکری	"	بھٹ	"	بوت
"	بھکاری	"	بھٹی	"	بوٹر، بٹر
"	بھگت بھگوان	"	بھٹی	"	بوجک
"	بھگت پنٹی	"	بھٹے	"	بوچہ
"	بھگتی	85	بھٹیا	"	بودلہ
89	بھگتیا	"	بھٹیا	78	بوسن
"	بھگد	"	بھچر	"	بوکھیا
"	بھگو	"	بھچکی	"	بولا
"	بھل	"	بھدراہ	"	بومی
"	بھلوا	"	بھدر	"	بول، بونا
"	بھلکا	"	بھدرو	"	بونا، بونیا
"	بھلووانا	"	بھدھل	"	بونہ
"	بھلیراہ	"	بھدیار	"	بوہرا
"	بھرائی	"	بھرائی	"	بھادر کے

"	پاندی	"	بھونپے	"	بھمن
98	پانڈا	"	بھوانا	"	بھمپے
"	پاونده	"	بھیکھ دھاری، بھیکھی	90	بھن
"	پاؤلی	"	بھینس	"	بھنجر
99	پاہور	"	بھنڈ	"	بھندر
"	پانیاں	93	بھیدا	"	بھندل
"	پترا	"	بی بیزنی	"	بھندیر
"	پترے	"	پتو	"	بھندیلا
"	پتوا	"	پٹھی	"	بھنڈا
"	پتون	"	بیدا	"	بھنڈر
"	پتوبا	"	بید	"	بھنڑا
"	پٹھان	"	بید	"	بھنڑے
110	پٹھانہ	"	بیدوان	"	بھنگو
"	پٹھانیہ	"	بیدی	"	بھنگو
"	پچھادا، پچادا	"	بیراگی	"	بھنگلی
"	پچیدا	94	بیرگ	"	بھنگیا
111	پڈہ	"	بیروال	91	بھنوالا
"	پراچہ، پراچا	95	بیسکو	"	بھنوت
113	پرائی	"	بے شرع	"	بھنکن
"	پدیرا	"	بیگے کے	"	بھنی وال
"	پزچونیا	"	بیلدار	"	بھو
"	پرنا	"	بے نوا (بانوا)	"	بھوانہ
"	پرنگی	"	بھنس (ونیس)	"	بھوت
"	پروپیا	96	بیٹھڑ	"	بھوٹر
114	پر و کے		پ	"	بھوٹو
"	پروہت	97	پادھا	"	بھوجکی
"	پرہار	"	پاڈی	92	بھوجوانا
"	پرہر	"	پارسی	"	بھوجیا
"	پریت پالا	"	پاک رحمانی	"	بھوکے
"	پریر	"	پالی	"	بھولا
"	پریری	"	پانده	"	بھولر
"	پساریے	"	پاندھا	"	بھون
"	پستانی	"	پاندھو	"	بھونہ



"	تازو	"	پونکتھوت	"	پسوئی
"	تاگا	"	پونگل	"	پشکرنا
122	تاگو	"	پولندر	115	پکھاوجی
"	تالبر	"	پونتہ	"	پکھی دارا
"	تالیپور	"	پونز	"	پلوہان
"	تاؤنی	"	پونگر	"	پلے دار
"	تاہریا طاہر	"	پونی	"	پن
"	تھی لنڈ	"	پونیا	"	پن
123	تت خالصہ	"	پوہادیے	"	پناج
"	تتلا	"	پوہنو	"	پنجوترہ
"	تتھی	"	پوہیا	"	پنجوتھا
"	تتجار	119	پور	116	پندھرا لیا
"	تتجرا	"	پوری	"	پندپ
"	تتجرائے	"	پونیا	"	پندسکی
"	تتجوانہ	"	پہوریا پھور	"	پنڈت
"	تت	"	پھاگر	"	پنساری
"	ترانا	"	پھالکیرے	"	پنگوال
"	تتخیل	"	پھچھرا	"	پنوار
"	تتک	"	پھچھرا	117	پنوار
124	تتکزئی	"	پھیریا	"	پنور
"	تتکلانزی	"	پھکی وار	"	پنون
"	تتکھان	"	پھگے	"	پنوں
125	تتگ	"	پھلریا پھلار	"	پنوہان
"	تتگر	"	پھلرواں	"	پنوہن
"	تتگر	120	پھلرون	"	پنہل
"	تتندی	"	پھلسوال	118	پنی
"	تتوند	"	پھلیوں	"	پنہیل
126	تتہولی	"	پھوگھاٹ	"	پواڑ
"	تتیر	"	پھولکیاں	"	پوتے
"	تتیرٹھ	"	پنجا	"	پونج
"	تتیلی	"		"	پور
"	تترین	121	تارا	"	پوری وال
"	تتلا	"	تارڑ	"	پوسلا

ت

"	جکے	"	ٹنڈی	"	تکوٹ
"	جتووال	"	ٹوانہ	"	تکوکر
"	جتوئی	"	ٹوبا	"	تنہ
"	جتھیانا	132	ٹوڑی	"	تنکے
"	جتھے دار	"	ٹھٹھیرا، ٹھٹھیار	"	تتیاں
"	جتھیانا	"	ٹھگ	"	تلیری
"	جتھ	"	ٹھوکا	"	تنبولی
151	جتھالا		ج	"	تنگ
"	جتھول	133	جاتے	"	تنگر
152	جتھ	"	جاتو	"	تھوار
"	جتھوان	"	جاتک	127	توترو
"	جتھ	"	جاتی	"	تولا
"	جتھ (اور) جتھول	"	جاتک	"	تونیاں
"	جتھوان، جتھوان	"	جاڈو، جاڈو بنسی	"	تھرانا
"	جتھون	"	جاڈو، جار، زاد	"	تھیم
"	جتھراج	"	جارا	128	تھاوی
"	جتھرائے	"	جاڑ	129	تھاہل
"	جتھرودھ	"	جاگھر	"	تھتھال
"	جتھروار	134	جاگل	"	تھرولی
"	جتھرولا	"	جالپے	"	تھکیاں
"	جتھریا	"	جالپ	"	تھکیڑیے
"	جتھریاں	135	جالپکے، یا جالپ کے	"	تھنہ
"	جتھریال	"	جالا	"	تھوبا، تھوبی
"	جتھتکانی	"	جام	"	تھوتھیا
"	جتھرا	"	جامرا	"	تھوٹھا
153	جتھروتیا	"	جاموگی	"	تھوری
"	جتھر	"	جانگل	"	تھرمیم
"	جتھگم	"	جانگلی	"	تھیر
"	جتھوان	"	جانی	"	تھیرا
"	جتھیال	"	جانیل	"	تھیلی
"	جتھفر	136	جتھر	130	تھینی راجا
"	جتھفرانی	"	جتھی		ت
"	جتھھر	"	جتھو کے	131	ٹانوری

"	جو یا	"	جوا کی	"	جکھو
"	جہانبر	"	جوتا	"	جگ
"	جہانبو	"	جوتھی، جوتھی	"	جگل
"	جہانگیری	"	جوجہ	"	جگمان
"	جھامن	"	جوچو	"	جگھداں
"	جھاوری	"	جود	154	جلاد
"	جھانک	"	جودسی	"	جلالانی
"	جھیل	"	جودھا	"	جلالی
174	جھٹا	"	جودھ	"	جلائیر
"	جھبھرا	"	جودھرا، جودرا	"	جلوانی
"	جھد	159	جورا	"	جلوزنی
"	جھڈو	"	جورو	"	جلو کے
"	جھری	"	جوڑیے	"	جمن
"	جھکر	"	جوسر	"	جمنوں
"	جھکڑ	"	جوسن	"	جمول
"	جھٹی	"	جوسن	155	جمن
"	جھمت	"	جوسی، جوتھی	"	جمنہا
"	جھنوتے	"	جوکھاڑو	"	جمنوعہ
"	جھندا	"	جوگی	157	جمنوہن
"	جھنڈر	167	جولاہ	"	جندانی
"	جھنڈو	"	جولاہا	"	جندرن
"	جھنڈوانا	"	جولاہا، جلاہا	"	جندوالی
"	جھنڈیر	169	جون	"	جندی
175	جھنڈوٹھ	"	جون	"	جندیکے
"	چو جا	"	جوند	"	جمن سن
"	چھور	"	جونڈنگیال	"	جنگالی
"	چھونجیہ	"	جوندہ	"	جنگل
"	چھونجیہ	"	جونن	"	جمن وس
"	چھلن	170	جونان	"	جمنہال
"	چھمت	"	جونیہ، جونیا	158	جمنی
"	چھنہ	172	جوہر	"	جنیر
"	چھون	173	جوبل	"	جوا

"	چندر	"	چٹہ	"	جھینور، جھپور
"	چندرار	"	چٹھہ	176	جیتوڑی
"	چنڈڑھ	"	چٹکانا	"	جیتھل
"	چندو، چندوار	"	چٹھر (یا چھپر)	"	جے
"	چندئی	"	چدانا	"	جے کاری
"	چندیا	"	چدھر	"	جے رامی
"	چندیر	"	چدو	"	جیسک
"	چندیل	"	چدوی	"	جیسوارا
"	چنڈال	"	چڈھا	177	جین
"	چنر	"	چرن داسی	178	جیواتھا
187	چنکر	"	چرہویا		ج
"	چنگر	183	چریرا	179	چاچڑ
"	چنگڑ	"	چستی	"	چاک
188	چن	"	چشتی	"	چاکر کے
"	چنوال	"	چٹنا	"	چاکی، چکانی
"	چنوزئی	"	چکرالوی	"	چائل
"	چنون	184	چکورا	"	چاندیا
"	چنی	"	چلاسی	"	چانگلا
"	چواس	"	چما	"	چانگ
"	چوپرا	"	چمار، چمیار	"	چانٹی
"	چوتا	185	چمبیاں	"	چاولا، چاولہ
"	چوتیا	"	چمرنگ	"	چاہ رنگ
"	چودھری	"	چمروا برہمن	180	چاٹڑ
"	چودھریاں	"	چمکنی	"	چاہک
189	چوڑی گر	"	چمنے	"	چائل
"	چوسر	"	چمیر	"	چاہنگ
"	چوکا ہی	"	چمین	181	چھ
"	چوکھیا	"	چمیے	"	چہر بند
"	چونہ	"	چن	"	چترالی
"	چوواہ، چوون	"	چنال، یا چنال	"	چترتھ
"	چوہان	186	چنبل	182	چترگپت بنسی
190	چوہر	"	چنڈر	"	چتیاں

"	حضرت خلیل	"	چھپر	"	پو ہڑا
"	حضرت زئی	"	چھیل	195	پو ہن (چوہان)
"	خلج	"	چھیمبا	"	چوہنگ
"	خلجی	199	چھینا	"	چویکا
"	چھی	200	چیت رائی	"	چہال
"	خلف زئی	201	چپھی	"	چھابری
209	خلیفہ	"	چیمہ	"	چھادھریا چھریا چھڑ
"	خلیل	202	چیمیا	196	چھا کھا نگ
"	خواجه	"	چینا	"	چھالا
"	خوجانی	"	چینا	"	چھالی گر
	د	"	چنچھی	"	چھانت
210	داتے		ح	"	چھنہر
"	داد پوترا	203	حجام	"	چھبلا
"	دادی	"	حسن خیل	"	چھسی، چھو
"	دادو پنہتی	"	حسن زئی	"	چھبیل داسی
"	دادو کے	"	حسی	"	چھیبیہ والے
"	داروگر	"	حسینی	"	چھتر
"	داس (داسا)	"	حور	197	چھتر ساز
"	داگر	"	حقیقی	"	چھجرا
"	داگی، داغی	"	حکیم	"	چھجرا
"	دانگرہ	"	حلال خور	"	چھجو
"	داوری	"	خلوائی	"	چھجو، چھجو پنہتی
"	داؤد پوترا	"	حنبل	"	چہل
211	داؤد زئی	204	حنفیہ (حنفیہ)	"	چھلپ دار
"	داؤد		خ	198	چھمب
"	داؤلی	205	خاص خیل	"	چھمیا
"	داؤل	"	خاطی	"	چھنا
"	داوی	"	خاکوانی	"	چھنیر
"	داہر	"	خالصہ	"	چھوڑی
212	دایا	"	خانزادہ	"	چھول یا چھول
"	دب، ڈب	206	خٹک	"	چھولیا نا
"	ڈبیر	208	خروٹی	"	چھون، چھونی

"	دہرا	"	دوتانی	"	دیراہ
"	دھرکھان	215	دوتنی	"	دُتی
"	دھڑو کے	"	دود	"	دھچی
"	دہر	"	دودائی	"	دڈ
"	دہریجا	"	دودھی	"	دورا بھٹی
"	دھڑو کا	"	دودی	"	دودوال
"	دھسا	"	دوڑا	"	دُزانی
"	دھکڑ	"	دوسالی	"	دراہ
"	دھکڑ	"	دولا	"	درزی
"	دھکو	"	دولت	"	درکھن
219	دھکوچی	"	دولت خیل	"	درگ
"	دھلان	216	دولٹ، دلہت	"	درگھ
"	دہلر	"	دولے کے	213	درمان
"	دھلو بھٹی	"	دومبکی، دوکی	"	دروول، درولی
"	دہلوی	"	دومرہ	"	درویش
"	دھلوں	"	دومڑا	"	درویش خیل
"	دھلی	"	دُون	"	دریشک
"	دھالی	"	دوئے	"	درین
"	دھان	"	دہا	"	دُسادھ، دوساد
"	دھرا	"	دھاریوال	"	دُسخ
"	دہرایہ	217	دھالیوال	"	دُتی
"	دھنچون	"	دہان	214	دفرانا
"	دھنڑائی	"	دھاندا	"	دلازاک
"	دھنڑی	"	دھانک	"	دلال
"	دھندسا	"	دہپا	"	دلانی
"	دھندسہر	"	دھڈو آنا	"	دلا والیہ
220	دھنوتے	"	دھدھا	"	ڈلو، ڈلو
"	دھنیا	218	دھدھی	"	دمڑ
"	دھنیال	"	دھدھیال یا دھدیل	"	دُندرائے
"	دہو	"	دھدہ	"	دندن
"	دھوبی	"	دھڈھی	"	دندیال
221	دھوڑ	"	دھڑ	"	دندیوال

"	ڈھنگے	225	دیوآنیا	"	دھوٹ
"	ڈھوڑی بھنڈ، کھنڈ، نموننا، ویر	"	دیول	"	دھودا
"	ڈھون	"	دیہر	"	دھوری
"	ڈھیڈ	"	دیہگان، دیہگان، دہقان	"	ڈھوکا
"	ڈھینگ	"	دیہیا	"	دھوگری
"	ڈیال		ڈ	"	دھوکا
"	ڈیڈھڑ	226	ڈال	"	دھول
"	ڈیربجا	"	ڈانور	"	ڈھول
"	ڈیور	"	ڈائیر	"	ڈھول
	د	"	ڈاہر	"	ڈھوننا
232	رائھ	"	ڈبگر	"	دھونچک
"	رائھور	"	ڈسپال	"	ڈھوند
"	رائھی	"	ڈنڈی	222	ڈھوندا
"	راج	"	ڈنگرک	"	دھوں (دھون)
"	راجپوت	"	ڈنگے	"	ڈھیا
236	راجر	"	ڈوگر	"	دھیڈ
"	راجڑ	228	ڈوم (ڈوم)	"	دھیڈھ، ڈیڑھ
"	رادپو، راجادیو	229	ڈومرا، (ڈومرا)	223	دھیر
"	راشی	"	ڈومنا	"	دھیرمالیا
"	رافضی	"	ڈومنا	"	دھیس
237	راک	"	ڈھابا	"	دھیلا
"	راگی	"	ڈہار	"	دھینڈیے
"	رامانجی	"	ڈھاڈھی	"	ڈھیا
"	رامان	"	ڈھاسی	"	دھینور، دھیر
"	رامانندی	"	ڈھالا	224	دیسوال
"	رامداسی	"	ڈھالو، ڈھلو	"	دیس
238	رامداسیا	"	ڈھالی یادھالی	"	دین دار
"	رام رائیا	"	ڈھاوا	"	دیو
"	رام گڑھیا	230	ڈھکو	"	دیوار
"	رامیے	"	ڈھل	"	دیوالا
"	رانا	"	ڈھلوں، ڈھلوں	"	دیوانا
"	رانجھا	231	ڈھنگ	"	دیوانہ

"	رہولہ	"	رکھیا	239	راں
"	رہیلہ	"	رگھو بنسی	"	رائدو
"	ریار	"	رگیال	"	رائگڑ، رگھر
"	ریاڑ	"	رمانا	"	راوت
"	ریمان	"	رمبا	240	راول
"	ریہان	"	رمن	241	رائے
"	ریسا	"	رن سنہہ	"	رائیں
	ز	"	رند	"	راہداری
248	زایدی	"	رندووانا	"	راہل
"	زرتشت	"	رندھاوا	"	راہو
"	زرکن	245	رنگریٹا	"	راہی
"	زمرانی	"	رنگریز	"	رابابی
"	زمری	"	رنگساز	"	ربانہ
"	زمیندار	"	رنگی	"	رپال
"	زنجانی	"	رنیرا	"	رتن پال
"	زنخے	"	رواتی	242	رتو
"	زیدی	"	روانی	"	رتول
"	زیرک	"	روپال	"	رتہ
"	زیمشت	"	روتھ	"	رتھیہ
	س	"	رودے	"	رٹال
249	سادھ	"	روڈا	"	رجادیکے
"	سادھ مارگی	"	رورا	"	رجوا
"	سادھو	"	روڑ	"	رجوانا
"	سادیکے	246	روشیا	"	رحمان کے
"	سالار	"	ڑوکر	"	رحمے کے
"	سایتہ	"	زول	"	رد
250	سایمل	"	رونکا	"	رڈ
"	ساندی	"	رونگر	"	رز
"	سانڈیے	"	روہادے	"	رسول شاہی
"	سانسی	"	رہان	243	رسی ونٹ
253	سانگرہ	247	رہباری	"	رک
"	سانگھیرا	"	رہو	"	رکوال



"	سگل	258	سُدھرا	"	ساجھی
"	سگلا	"	سِدھووانا	"	ساگی
261	سکوال	"	سِدھو	"	سانول شاہی
"	سگھ	"	سرا	"	سانی
"	سگلی	"	سرا	"	ساولہ
"	سلطانی	"	سراج	"	سانسی
"	سلو ترا	"	سرارا	"	ساہون
"	سلو تھی	"	سراف، صراف	"	ساہی
"	سلونے	259	سرائی	254	سہراہی
"	سلہریا	"	سرائے	"	سہروال
262	سلیمان خیل	"	سرائے	"	سبیا
"	سلیم شاہی یا شیر شاہی	"	سربگی	"	سہرا
"	سلیکا	"	سردیے	"	سہرا
"	سنبیل، سنبیل	"	سرگانا	"	سہرائے
"	سہار	"	سرلہ	"	سہیلا، سپیرا یا سپادا
"	سہرائی	"	سروان	"	ست واہن
"	سہرا	"	سروانی	"	سترداری
"	سہرائے	"	سروت	"	ستنامی
"	سہرے	"	سروقیا	"	ستھار
"	سہمن	"	سرورویا	"	ستھار
"	سہند خیل	260	سرور کے	255	ستھار
263	سہور	"	سروہا	"	ستھانک واسی
"	سہتہ	"	سروی	"	ستھرا شاہی
"	سہیجا، سہیچہ	"	سہہاری	"	ستھند
"	سہتے کے	"	سہہانی	"	ستھی
"	سہیوگی	"	سہریا، سہریہرا، سہراہرا	256	ستے گرہ
"	سہن	"	سہریہر	"	سہرا
"	سہنار	"	سہرچکیا	"	سہدوڑکی
"	سہنچیل	"	سہتہ	"	سہدہ
"	سہندا	"	سہکھرا	"	سہدھانا
264	سہندہال	"	سہقطیاں	"	سہدھنا پنٹھی
"	سہندراتا	"	سہکھیرا	"	سہدھو، سہدھو۔ برار

"	سہول	"	سوجانی	"	سدری
"	سہول	"	سود	"	سندہ، ساندہ
"	سیار	268	سودھن	"	سندھر
"	سیال	"	سور	"	سندھل
274	سیان	"	سورج پرست	"	سندھو
"	سپپی	"	سورداس	265	سندھے
"	سپٹی (سیٹھی)	"	سورو	"	سندیل
"	سید	"	سوگل	"	سندیلہ
277	سیر	"	سوگی	"	سنراں
"	سیرائے راجپوت	"	سولکھ	"	سنیال
"	سیرہ	"	سوگی	"	سنگ تراش
"	سیکن	269	سومرا	"	سنگاہ
278	سیکھو	"	سومڑ	"	سنگو
"	سیگر	"	سونال	"	سنگو کے
"	سیگراہ	"	سونبڑ	"	سنگہ
"	سیپی	"	سونترا	"	سنگھ
"	سنین	"	سوندی	"	سنگھ، سنگھ
"	سنینی	"	سونی	"	سنگھا
"	سیوا پنتھی	"	سوبا	"	سنگھاڑی
"	سیواری	"	سوپلا	"	سنگھو وال
"	سیوک دریا	"	سوپل	"	سنگھے
279	سیوک	"	سوپن	266	سنگیرے
"	سیونی	270	سوی	"	سنی
"	سپو	"	سویرا	"	سنیاسی
"	سپپی	"	سونے	267	سوآئی
	ش	"	سہارن	"	سواگ
280	شافیا (شافعی)	"	سچ دھاری	"	سوامی
"	شام داسی	"	سہروردی	"	سوآئی
"	شامیے	"	سہروردیہ	"	سوٹرک
"	شاہ	271	سہنسر، ہینسر	"	سوڑہ
"	شاہ باسی	"	سہوتا	"	سوچھنہ
"	شاہ دولتاناہ	"	سہوکا	"	سوڑ

## ذاتوں کا انسائیکلو پیڈ یا

"	قاریانی	"	عثمان زئی	"	شاہی خیل
"	قارلُغ، قارلُغ یا قارلُوق	"	عدن شاہی	"	شاہیے
"	قاضی	"	عرب	"	شجرا
"	قاضی شیخ راضو (راجو)	"	عربی	"	شکاری
"	قانونگو	"	عطار	281	شلولی
292	قائم خانی	"	علماء	"	شہبانی
"	قریشی	288	علوی	"	شمسی
"	قریشی	"	علی خانانہ	"	شموزئی
293	قزلباش	"	علی خیل	"	شنگی
"	قصاب	"	علی زئی یا علی زئی	"	شہواری
294	قصابی	"	علی شیر خیل	"	شوگو ترا
"	قصابی	"	علیانی (یا الیانی)	"	شون دل
"	قصرانی	"	عمر زئی	"	شہید
"	قصدانا	"	عیسوی	282	شیخ
"	قلندری	"	عیسیٰ خیل	283	شیخ بھنگی یا شیخرا
295	قہاری	"	عیسیٰ زئی	"	شیخ ہسلانی
	<b>ک</b>		<b>غ</b>	"	شیںوں
296	کاپری	289	غزلانی	"	شیرازی
"	کاپڑیا یا کاپڑی	"	غلام	"	شیرانی
"	کاٹل	"	غلزئی	"	شیر خانانہ
"	کاٹھیا	"	غورگشت	"	شیر کے
299	کاجھی	"	غوری	"	شیر و آنا
"	کادیاں	"	غوریا یا غوریا خیل	"	شیوراں
"	کارلُغ		<b>ف</b>		<b>ص</b>
"	کاسی	290	فاروق یا فاروکا	284	صابون گر
"	کافر	"	فتیانہ	"	صاحب زادہ
"	کاکا خیل	"	فردوسیاں	"	صقلی گر
"	کا کر (غالبا کا کر)	"	فقیر	"	صونی
300	کا کر	"	فیروز کے		<b>ط</b>
"	کا کر	"	فیض الپوریا	285	طوسی
"	کا کر		<b>ق</b>		<b>ع</b>
"	کا کر	291	قادر، قادریہ	286	عباسی

"	کرؤنجوا	"	کتور	"	کازو
"	کرہالہ	"	کتھانیے	"	کالس
307	کریلا	"	کتھراو	"	کالسن
"	کڑلانی	"	کتھک	"	کالیہ
308	کسانے	"	کتھورا	"	کالون
"	کتھر	"	کتھ	"	کالیر، کالیر
"	کسرائی، قیصرانی	"	کٹاریا	"	کالیرتھ
"	کسیرا	"	کٹاریے	"	کالیکا
"	کشمیری	"	کٹال یا کٹل	"	کالینر
309	کفش دوز	"	کٹوچ	"	کاما
"	ککے زئی	304	کٹھانے	"	کامون
"	کگوانہ	"	کجلان	"	کانجن
310	کلا	"	کجلا	"	کانجو
"	کلاسره	"	کچالا	301	کانچی
"	کلال	"	کچورے	"	کانڈا
"	کلاؤنٹ، کلاؤنٹ	"	کچیرا	"	کانوری
"	کلتیرا	"	کچیلا	"	کانوین
"	کلچی یا کلچی	"	کدھر	"	کانتھ، کیتھ، یا کانتھ
"	کلنس	"	کدھن	"	کابلوں
"	کلسن	305	گرار	"	کابلوں، کھلون
"	کلگان، کلگان	"	کراڑ	"	کبیر پنٹھی
"	کلمت	"	کراں	302	کبیرواہ
"	کلو	306	کرتاری، کلتاری	"	کپائی
"	کلو	"	کرتانا	"	کپاہی
"	کلہورا یا اسرائے	"	کرخیاڈ	"	کچپانی (کچپانی)
311	کلیار	"	کرتشی	"	کپور
"	کلیر	"	کرمانی	"	کتانہ، کرتانہ
312	کلیہ	"	کرمی یا کسمھی	303	کتایا
"	کماچی	"	کرتاتک	"	کتپال
"	کمال زئی	"	کرتول	"	کترہ
"	کمان گر	"	کرنیرے	"	کتل باشی
"	کبوه	"	کڑولا	"	کتوال

"	کھترا	"	کھوٹ	315	کھلانا
"	کھترائی	"	کھوج بند	"	کھلیا، کھلیا
"	کھتری	"	کھوڑن	"	کھوکے
331	کھتیک	"	کھورا	"	کھہار
332	کھنڈ	"	کھوریا نا	317	کھیانا
334	کھجن	"	کھوریتانہ	"	کھیرا
"	کھجی	"	کھوریچہ یا قوریچہ	318	کھیرا
"	کھچر	"	کھوری	"	کھنازی
"	کھچی	"	کھورے	"	کھنجر
"	کھچی	"	کھوک	319	کھنجر
"	کھدر خیل	"	کھوکا	"	کھنجن
"	کھرا	"	کھولی	"	کھنجیاں والا
"	کھرل	"	کھوم	"	کھنچن
339	کھر	"	کھوٹا پنہتی	320	کھندان
"	کھروالا	323	کھوہاڑ	"	کھدرانہ
"	کھروالی	"	کھوبلی	"	کھدر کے
"	کھروپر	"	کھویا	"	کھدیرا
"	کھرورا	"	کھواری	"	کھڈوا
"	کھروکا	"	کھہار	"	کھڈی یا کھندی
"	کھریالا	"	کھہدر	"	کھنگ
"	کھریہ	"	کھہل	321	کھنگ
"	کھریے	"	کھہوٹ	"	کھنگرہ
"	کھٹک	324	کھہاجہ	"	کھنگیارا
"	کھٹکھ	"	کھہادر	"	کھنوری، کھنوری
"	کھٹکھا	"	کھہادل	"	کھنون
340	کھٹگا	"	کھہارا	"	کھنون کھور
"	کھٹگر	325	کھہاشا	"	کھنہیا (یا کھنیا)
"	کھٹگہ	"	کھہامہ	"	کھنیاں
"	کھٹگل	"	کھہاندانا	"	کھنیت
"	کھٹلانی	"	کھہانگڑواہ	"	کھنیرا
"	کھٹلواہ	"	کھہتھ	322	کھنیران
"	کھٹمان	"	کھہسیرا	"	کھوتلا

"	گدون یا جدون	"	کیمل خیل	"	کھنجان
357	گدھی	"	کیہل	"	کھند
"	گدھیوک	"	گی	341	کھندویہ
358	گدی، گادی	354	گادی	"	کھنڈ
"	گڈری	"	گاریا گارھ اور سائل یا سائیل	"	کھنڈیے
"	گڈریا	"	گار (گڑا)	"	کھوترے
"	گراہا	"	گاری	"	کھوتریل
"	گراہا چروا	"	گازر	"	کھوجا
"	گرینڈ	"	گاگرا	342	کھوجہ
359	گردلی	355	گاگرہ	"	کھوجی
"	گردیزی	"	گال یا گل	"	کھود
"	گرزما ریا رفائی	"	گان وری	"	کھور بجا
"	گر کے	"	گانڈی	"	کھوڑ
"	گرمنگ	"	گانگہ	343	کھوسر
"	گرن	"	گاہی	"	کھوسک
"	گرل وال	"	گبر	"	کھوسہ
"	گرنتھی	"	گبرے، گوتے	"	کھوکر
"	گرنو	"	گمبھل	349	کھوپارنا
"	گروانہ	"	گمبیر	"	کھوپڑ
"	گرہار	"	گت	"	کھیتراں
"	گریوال	"	گتب	350	کھیرا
"	گڑی یا گاڈی	"	گٹو کا	"	کھیرا
360	گڑیسی	356	گٹخانہ	"	کھیرے
"	گڑدار	"	گٹھ والا	"	کھیوا
"	گڑی	"	گٹھا	"	کیتوال
"	گٹھوری	"	گٹھراں	351	کیجاہ
"	گٹھڑ	"	گٹھا	"	کیجر
363	گٹگ	"	گڈارہ	"	کیرہ
"	گٹریل	"	گڈری، گڈری	"	کینس
"	گٹھی	"	گڈگور	"	کیر شاہی
"	گٹھن	"	گڈگیر	"	کیکن
364	گلاب داسی، گلاب داسیا	"	گڈوار	"	کیلے

"	گھریالا	"	گورائے	"	گلبابا
"	گھڑامی	"	گورایا	"	گلشن
"	گھڑیالی	"	گورچے	"	گل ڈترہ
"	گھگ	"	گورچانی	"	گلبہار
"	گھگ، گھگیت	373	گورسی	365	گکھری، گکھریا
"	گھگرہ	"	گورکھاپاگرکھا	"	گمرانی
"	گھگھریل	"	گورمانی	"	گنچ
377	گھلو	"	گورواہ	"	گنچ بخشی
"	گھلو	"	گورہ	"	گنجیال
"	گھلو کنجا نراہ	"	گوری	"	گنڈو
"	گھلو و کنون	"	گوریا	"	گنڈھی
"	گھمار	"	گوریے	"	گنڈھیلا
"	گھمان	"	گوڑ	"	گنڈیا
"	گھمٹیک	"	گوڑواہ	"	گنڈاپور
"	گھمن، گھمن	"	گوسل	366	گنگ
378	گھمن	"	گوسین	"	گنگو
"	گھن	374	گوکھا	"	گنگو شاہی
"	گھن گھن	"	گوگیرہ	"	گنوان
"	گھنٹھرا	"	گولیا یا گولیا	"	گنوبین
"	گھنیرا	"	گولیرا	"	گوار، گواریا
"	گھنیرے	"	گونڈال	"	گواسی
"	گھوٹو	"	گونڈل	"	گوالا
"	گھور یواہا	375	گوہرا	367	گوپارائے
379	گھوسی	"	گوہڑ	"	گوپالک
"	گھوگھا	"	گھاسی	"	گوپانگ، گوپھانگ
"	گھووال	"	گھائی، گاہی	"	گوتم
"	گھبیا	"	گھلو	"	گونج
380	گھبیتی	"	گھٹوال	"	گو جراتی
"	گھپے	"	گھراٹیا	368	گو جر، گجر
"	گھپانی	"	گھرچھ	372	گور
"	گھپانی	376	گھروال	"	گور
"	گھپتی	"	گھرنا	"	گوراتہ

"	لوڈ کیے	"	لڑکا	"	گیلانی
392	لور	"	لسپال	"	گیلین
"	لوری ملانہ	"	لسن پال	"	گینڈس
"	لولہ	"	لغاری	"	گیملن
"	لولیری	"	لک	<b>ل</b>	
"	لونی، لورنی	"	لک زئی	381	لاری
"	لونی، لونی	"	لکویرا	"	لارے
"	لوہار	"	لکھن پال	"	لاشاری
394	لوہان	"	لکھی وال	"	لاکھا
"	لوہرا	"	لکھیرا	"	لاکھی
"	لہور	388	لکھیکا	"	لال بیگی
"	لہوری	"	للا	382	لال داسی
"	لیکھو	"	للوٹا	383	لالی
"	لیل	"	للوٹرا	"	لانگ
"	لیلی	"	لٹھی	"	لاور
<b>م</b>		389	لٹی	"	لاویاٹو
395	ماچھی	"	للیانہ	"	لاوی
396	مادھو	"	لمیرا	"	لابر
"	مارتھ	"	لنا	"	لار
"	مارز	"	لنڈ	"	لاہر
"	مال	"	لنگانہ	"	لاہل
"	مالکی	"	لنگاہ	"	لاہولا، لاہولی
"	مالی	390	لنگرہ	"	لاہی
397	مامازئی	"	لنگریاں	"	لبانہ
"	مان	391	لنگہ	386	لہیجا
398	مانگ، منگ	"	لکھیرے	"	لت
"	ماہتم یا ماہتم	"	لوتھا	"	لتھریا لاتھر
399	ماہرا	"	لودرہ	"	لتی
"	ماہڑوال	"	لودھا	"	لڈو
"	ماہل	"	لودھرا	387	لدھانہ
400	ماہل	"	لودھراں	"	لدھر
"	ماہی	"	لودی (لودھی)	"	لڑا



"	مُشانی	"	مرچانا	"	ماہی گیر
"	مِشوانی	"	مُردانا	"	متر
"	مشہدی	"	مرریا مرار	"	متر و
"	مِشوانی	"	مرکندا	"	متر و
"	مُصلہ نشین	"	مرکھا	"	مبھی
"	مُصلی	"	مر کے	"	مبھی
406	مغل (مُگل)	"	مزل	"	متی
407	مکول	403	مرل	"	متی
"	مکوما	"	مروت	"	متیانہ
"	مگل	"	مروک	"	مٹ
408	مگسی	"	مرئی	"	مٹو
"	مگھ	"	مری	"	مٹھایا مٹھا
"	مگھیانا	404	مریال	"	مجدوب
"	مکیانا	"	مریانہ	"	مجواتھا
"	مگے	"	مژدک	"	مجوکا
"	مٹ	"	مژل	"	مجھیانا
"	مٹا	"	مژہیل	"	مجھیر و
"	مٹاج	"	مزاری	"	مجھیرا
409	مٹا غوری	"	مژو	401	مخدوم، (مخدومانہ)
"	مٹان	"	مٹانہ	"	محمد خیل
"	مٹانا	"	مٹانی	"	مداری
"	مٹانی	"	مُستدی (یامُدی)	402	مدو کے
"	مٹک	"	مستیانہ	"	مدھ
"	مٹکا	"	مسر	"	مدہ
"	مٹک وین	"	مُسریرا	"	مدھول
"	مٹکیار	405	مُسلہ	"	مدھے
"	مٹن ہانس	"	مسن	"	مڈیر
"	مٹے	"	مسنہ مسنہ و	"	مڈی (مڈھی)
"	مٹوانی	"	مسن کے	"	مراٹی
410	مٹوترا	"	مسوان	"	مرالی
"	مٹود	"	مسو کے	"	مرانا
"	مٹاہ	"	مُسیانی یا مُوسیانی	"	مرائی

"	مہاجن	"	منماہر	"	منہی
"	مہاد	"	منن	"	منہی
"	مہار (مہر)	"	منوالے	"	منہی
418	مہارا	"	منہاس	"	ملیازو
"	مہان صاحب	414	منیار	"	ممبر
"	مہتر	"	منیس، مانیس	"	مدانا
"	مہتر ملی	"	موتہ	"	مر
"	مہتوں	"	موتھا	"	مررا
"	مہتوں	"	موتے	"	مرائے
419	مہتہ	"	موتیے	"	مررا
"	مہتیال	"	موثر	"	مند
"	مہدو	"	موچانی	411	میرا
"	مہر	415	موچر، موچھر	"	منج
"	مہرانا	"	موچی	"	منجوٹھا
"	مہرشہ	416	موچی منگ	412	منجوٹھ
"	مہلو کے	"	مور	"	منداہار
"	مہمند	"	مورارے	"	مندل، مڑیل
420	مہن	"	مورن	"	مندز
"	مہنت	"	موسیٰ خیل	"	مندو خیل
"	مہنی	"	مولا	"	مندہ
"	مہنیش	"	مومی	"	مندہ
"	مہنیکے	"	مونٹھ	"	منڈا
"	مہوتا	"	موندہ	"	منڈایا موٹا
"	مہی	"	موندی	413	منڈن
"	مہے	"	مونڈ	"	منڈیے
"	مہیار	"	مونن	"	منگٹ، مانگٹ
"	مہیال	"	موہانا	"	منگر
"	مہیرا	417	موہر	"	منگل
"	مہیسر	"	موہل	"	منگلا
"	مہیشری	"	موہنا	"	منگن
421	میاں	"	مہابرہمن	"	منگنی
"	میاں خیل	"	مہاجرین	"	منگنیرا

"	نشانیا	432	نازو	"	میانگن
"	نقاش	"	ناصر، ناصری	"	میانہ
"	نقال	433	ناگا	"	میانی
"	نقشبندی، نقشبندیہ	"	ناگ پال	"	میچن خیل
439	نکل سینی	"	ناگری	"	میٹلا
"	نکئی	"	نامدھاری	"	میدھ
"	نگارا	"	نامدیو پنٹھی	"	میر
"	نگیاننا	"	نانڈلہ	"	میراٹی
440	نلوکا	"	نانک پتر	425	میرانا
"	نمتس	"	نانک پنٹھی	"	میرانزئی
"	نند	434	نانک شاہی	"	میرانی، برزہانی
"	نندپ	"	نانکی، یاناگی کا پتھ	"	میردادی
"	نندن	"	ناہر	426	میرلہبا
"	نندوانا	"	نانک	"	میری
"	ننگا یا سز بھنگی	"	نانی	"	میکن
"	ننگلو	435	نت	"	میگ
"	ننوا	"	نت	"	میگل
"	نوار	"	نتری	"	میگلا
"	نوزکانی	"	نتھو کا	"	میگھ (یا مہنگ)
"	نور	436	نٹ	"	میلو
"	نور بخش	437	نچار	427	میں
441	نورڈھا	"	نچاری	"	مینا
"	نور کے، نوریکے	"	نجر	429	مینگھ وال
"	نوشاہی	"	نجر	"	میو
"	نوک	"	ندھو	430	میوں
"	نول	"	ندھے	"	میر
"	نون	"	نڈھال		ن
"	نوناری	"	نرا	431	ناتھ
"	نوپانا	"	نرکت	"	ناچنگ
442	نوبل	438	نرمل	"	ناچی
"	نوبل کے	"	نرکاری	"	نارتھ
"	نپہا کئے	"	نسوانا	"	نارما، ناروا

"	ولانا	"	وجر	"	تہنگ
"	ولانا	"	وجلہ	"	تیج، تیج
"	ولانہ	"	وجوگا	"	نیاریا
452	ولسری	"	وچھل	"	نیازی
"	ولووانا	447	ودھرا	"	نیایک
"	ولیرائے	"	ودھل	"	نے پال، نیپال
"	ولمک	"	ودھن	443	نیر
"	ولنامک	"	ودھوا	"	نیوکارا
"	ولنجو	"	وڈالا	"	نمین
"	ولندر	"	وڈاہ	"	نیولا
"	ولنڈا	"	وڈوال		
"	ولگری گریا بنگیرا	"	وربھو	444	واتل
"	ولگھایا	"	ورپال	"	وانجورہ
"	ولہالا	"	ورک	"	وارن
"	ولہانڈی	"	ورک	"	وارہ
"	ولہروکا	448	وروال	"	واسلی
"	ولہوجہ	"	ورہ	"	واگھ
"	ولیرار	"	ورھے	"	واگی
"	ولیری	"	وریا	"	وار
"	ولیش، ولیش	"	وریاہ	"	والوٹ
"	ولیہا	"	وریا	"	وام مارگی
453	ولہیوال (بہیوال)	"	وریہ	"	وان وڈا
"	ولیرپے	"	ورپے	"	وانٹی
"	ولیش	"	وڑانچ	"	واہک
	۵	450	وزیری یادزیر	"	ولہلہ
454	ہارل	451	وسیر	445	واہل
"	ہارنی	"	وگ	"	وباوہ
"	ہاسل	"	وگڑ	"	وتارہ
"	ہال	"	وگن	"	وٹو
"	ہالی	"	وگھ	"	وٹو
"	ہانڈا	"	وگھا	446	وٹوزئی
"	ہانس	"	وگھل	"	وجبا

461	ہیر	"	ہمدی (حمی)	"	ہانسره
"	ہیر، اہیر یا پوروال	"	ہمرا یا ہمار	"	ہانسہ
"	ہیسی، ہینسی	"	ہمشیرہ، ہمشیرا	"	ہانسی
"	ہیم راجی	458	ہمند کے	455	ہتانو
	<b>ی</b>	"	ہموکا	"	ہتھار
462	یوسف زئی	"	ہنہی	"	ہتھاری
"	یویل	"	ہنخرا، ہنخرائی، ہنخراؤں	"	ہتیار
		"	ہنخرا	"	ہتیار
		"	ہنخرائے	"	ہتی خیل
		"	ہنجن	"	ہجرا
		"	ہندالی	"	ہجن
		459	ہند کی	"	ہجو آہ
		"	ہندل	"	ہجولی
		"	ہندل	"	ہدوال
		"	ہند وال	"	ہڑا
		"	ہند وال	456	ہراج
		"	ہندوانہ	"	ہرائیکے
		"	ہنڈوریا	"	ہرپال
		"	ہنڈال	"	ہرچند
		"	ہنڈیے	"	ہرر
		"	ہنوترہ	"	ہرگن
		"	ہوت	"	ہرل
		460	ہوتک	"	ہری
		"	ہودا، سودا	"	ہری پال، ہرپائل
		"	ہورل	457	ہزارا
		"	ہورہ	"	ہسانہ
		"	ہولی	"	ہسٹام، ہسٹام
		"	ہولے	"	ہکلا
		"	ہوندل	"	ہلاوت
		"	ہوندی	"	ہٹن
		"	ہو کے	"	ہتھ
		"	ہجرا	"	ہمدانی

## پیش لفظ

یہ کتاب A Glossary of the Tribes and Castes of Punjab and N.W.F.P کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب تین جلدوں پر مشتمل تھی۔ پہلی جلد میں پنجاب کے مختلف گروہوں اور مذہبی فرقوں کے رواج، رسوم، لوک کہانیاں، اعتقادات وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ای۔ ڈی میکلیگن سی ایس آئی نے سر ڈینزل ایٹسن KCSI کی پنجاب مردم شماری رپورٹ 1892ء کی بنیاد پر لکھی۔ ایچ اے روز نے اسے مرتب کیا اور یہ پہلی مرتبہ 1911ء میں شائع ہوئی تھی۔ ای۔ ڈی میکلیگن نے کئی جگہوں پر سر ڈینزل ایٹسن کی کتاب سے اقتباسات لیے اور ان میں اضافے اور ترامیم کیں۔

ایک اور قابل وضاحت امر یہ ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ کرتے وقت کچھ حصوں کو ایڈٹ بھی کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں آج سے 100 سال قبل کے پنجاب میں انتظامی طور پر شامل کچھ علاقے آج ہر طرح سے الگ ہو چکے ہیں۔ مثلاً پہاڑی ریاستیں (مالیر کوٹلہ، نابھا، جنڈ وغیرہ)، روہتک، حصار، انبالہ اور اسی طرح کچھ دیگر حصے۔ حتیٰ کہ یہ علاقے اُس دور میں بھی پنجاب کی تاریخی حدود میں شامل نہیں تھے۔ یوں تو کسی بھی خطے یا صوبے کو اُس بکے پڑوسی علاقوں سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور ایک نسل یا گروہ کے ڈانڈے بہت دور دراز خطوں تک جاتے ہیں، مگر تاریخی و ثقافتی حوالہ اس قسم کی ”حد بندی“ کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اُن ذاتوں پر خصوصی توجہ دی ہے جو ”موجودہ“ مشرقی اور مغربی پنجاب میں پائی جاتی تھیں۔ تاہم، پہاڑی ریاستوں وغیرہ کی ذاتوں کو بھی کلیتاً نظر انداز کرنے کی بجائے مختصراً نمائندگی ضرور دی گئی۔

تقریباً اڑھائی ہزار ذاتوں کو حروف تہجی کی ترتیب دینا ایک نہایت دقت طلب کام تھا۔ اگر کمپیوٹر کی مدد حاصل نہ ہوتی تو شاید یہ کام چند ماہ کی بجائے کئی سالوں میں مکمل ہوتا اور صرف ایک آدمی ہی اسے سرانجام نہ دے سکتا۔ مگر کمپیوٹر کے اردو پروگرامز کی صلاحیتیں محدود ہیں۔ مثلاً وہ اندراجات کو حروف تہجی کی ترتیب دیتے وقت اعراب والے الفاظ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے ہیں۔ لہذا ترتیب کو کئی مرتبہ درست اور تبدیل کرنا پڑا۔

یاسر جواد

جنوری 2004ء

yjawwad@yahoo.com

## آ

آجری (اریالی، ایالی، اجاری)..... اجر یعنی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ سے مشتق۔ یہ راو پنڈی اور جہلم وغیرہ میں ہیں۔ جہلم میں یہ شورش پسند اعوانوں کی ایک شاخ کا نام بھی ہے۔  
آد پنتھی..... غالباً ان سکھوں کا ایک لقب جو اصل (آدی) عقیدے (یا آدی گرنٹھ) کے ماننے والے ہیں۔

آدم خیل..... آفریدی پٹھانوں کے آٹھ نمایاں قبیلچوں میں سے ایک۔ ان کی چار شاخیں ہیں: حسن خیل، جوا کی، گلی اور اشو خیل۔

آریا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

آریہ سماج..... ابھی تک پنجاب میں اہم ترین جدید ہندو فرقہ۔ اس کی بنیاد 1847ء میں کاٹھیاواڑ کے ایک برہمن پنڈت دیانند سرسوتی نے رکھی۔ دیانند 1824ء میں پیدا ہوا۔ وہ بت پرستی اور شادی بیاہ کی رسوم سے یکساں نفرت کرتا تھا۔ اس نے روایات کی گہری تحقیق کے بعد لاہور میں ایک ”سماج“ کی بنیاد رکھی اور پھر بقیہ پنجاب میں بھی شاخیں قائم کیں۔ اس کی باقی زندگی یوپی اور راجپوتانہ میں سفر کرتے ہوئے گزری۔ اپنے عہد کے ہندومت کے خلاف اس کے حملوں نے شدید مخالفت کو جنم دیا۔ اس نے ویدوں کی ایک خصوصی تفسیر پر زور دیا اور ایک کتاب ”ستیا رتھ پرکاش“ لکھی جس میں آریہ مذہب کا دیگر مذاہب کے ساتھ فرق بیان کیا۔

آزاد..... اسلام کے ”بے شرع“ فرقوں کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ انہیں مجذوب بھی کہتے ہیں، جبکہ ان کا متضاد سالک ہیں۔ قلندر بھی آزاد کہلاتے ہیں۔ آزاد کہتے ہیں کہ شرع صرف عام عوام کے لیے ہے، ان لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں جنہوں نے معرفت حاصل کر لی ہو۔  
آسن دھاری (مت دھاری)..... گوسینوں کا ایک فرقہ یا سلسلہ۔ (دیکھیں ”گوسین“۔)  
آغا خیل..... مروت پٹھانوں کا ایک اہم قبیلچہ۔ بنوں میں ملتا ہے۔



آگری (آگری یا آگریا)..... ”نمک مزدور“ آگرہ کا مطلب نمک کا برتن (Salt-pan) ہے۔ آگری راجپوتانہ اور مشرقی و جنوب مشرقی پنجاب کے نمک بنانے والے ہیں اور ایک حقیقی ذات معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آگریوں کو محض کہاروں کی ایک گوت بھی بتایا جاتا ہے۔ یہ امر یقینی نہیں کہ آگرہ کا نام آگریوں سے ماخوذ ہے یا نہیں، کیونکہ وادی پشاور میں بھی ایک آگرہ ہے۔ گڑگاؤں کے آگری چتوڑ کے راجپوتوں کے ساتھ تعلق کے دعویٰ دار ہیں۔ یہ سب کے سب ہندو ہیں۔

آلو اُجیا..... ”کلال“ کا ہم معنی۔

آلووالہ (آلووالیہ، آلوواری)..... (دیکھیں ”آہلووالیہ“)

آسندی..... کچھ سنیا سیوں کا لقب۔

آہلووالیہ..... سکھوں کی مسلوں میں سے ایک جو لاہور کے قریب آہلو سے تعلق رکھنے والے

جست سنگھ نے قائم کی۔ کپور تھلہ کا حکمران خاندان اس کا نمائندہ ہے۔

آہن گر..... لوہار کے لیے فارسی نام۔

آہوجا..... ملتان میں ملنے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔ ڈیہرہ کے اروڑوں کی ایک شاخ کا نام بھی

آہوجا ہے۔

آہولانا..... روہتک وغیرہ میں پائے جانے والے جنٹوں کے دو بڑے دھڑوں یا حصوں میں سے ایک۔

آہیر (اہیر)..... بلاشبہ یہ نام سنسکرت کے ابھیر سے ماخوذ ہے جس کا مطلب گوالا ہے۔

آہیروں کی اپنی روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی برہمن نے ایک ویش لڑکی سے شادی کی اور

ان کی اولاد کو امت سنکیہ یعنی ذات باہر قرار دیا گیا۔ پھر امت سنگیوں کی ایک بیٹی نے ایک

برہمن سے شادی کی اور اس کی اولاد ابھیر کہلائی (یعنی گوپے یا چرواہا) اور بعد میں یہ لفظ بگڑ

کر آہیر بن گیا۔

آہیر بالخصوص دہلی کے جنوب، گڑگاؤں اور روہتک کے علاوہ پھلکیاں ریاستوں سے ملحقہ

علاقوں میں بھی ملتے ہیں۔ وہ مغل دور میں دہلی سے آکر یہاں آباد ہوئے۔



د

اباخیل..... اکوزئی یوسف زئی پٹھانوں کے بائیزئی قبیلے کی چھ شاخوں میں سے ایک۔ یہ پشاور میں ملتے ہیں۔

ابازئی..... یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ، جو بنیر میں ملتے ہیں۔

ابدال یا عبدل..... ایک زرعی ارائیں قبیلے۔ منگمری میں پایا جاتا ہے۔

ابدالی..... (1) ایک دور میں تمام افغانوں کو ابدالی کہا جاتا تھا۔ (2) افغانستان میں پہلی افغان سلطنت قائم کرنے والے سدوزئی پٹھانوں کا ایک مشہور خاندان۔ اب انہیں ڈرانی کہتے ہیں۔ یہ خاندان افغانوں کی سربانی یا سربنی شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ یہ نام ابدال یا اودال بن ترین بن شرجوں بن سربان بن قیس سے ماخوذ ہے۔

ابدال..... کانگڑا میں ملنے والی ایک چھوٹی سی مسلمان ذات۔ یہ ہوشیار پور کے جسوان ڈون میں بھی ملتے ہیں۔ ابدالوں کی بارہ ٹولیاں یا شاخیں ہیں۔ کانگڑا کے ابدال خود کو سنگھارا اور نور پور کے ساتھ منسلک نہیں کرتے۔ ابدال گداگر اور گھوم پھر کر گانے والے ہیں۔ یہ بالخصوص راجپوتوں کے جنازوں میں بین پر سوگ کے راگ بجاتے ہوئے سب سے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ راجاؤں کے دور میں جب کوئی راجپوت کسی لڑائی میں مارا جاتا اور اس کی موت کی خبر گھر پہنچتی تو وہ اس کے کپڑے پہن لیتے اور بین بجاتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے نور پور کے وزیر رام سنگھ اور شام سنگھ اٹاری والا (جو انگریزوں کے خلاف لڑا تھا) اور چمبہ کے راجا رائے سنگھ کے لیے پرلاپ (نغمہ ہائے سوز) بجائے۔ آج کل کے ابدال مختلف گیت گاتے اور راجپوتوں کی شادیوں میں جاتے ہیں۔ وہ دروں زواجی یعنی اپنی ذات گوت کے اندر ہی شادی کرتے ہیں۔ لفظ ابدال کا مطلب ”لیفٹیننٹ“ ہے۔ مسلمان جہاں گرد مرتاضوں کا ایک طبقہ ابدال بھی ہے۔ یہ امر واضح نہیں ہو سکا کہ آیا اسلامی اسطوریات کے چہیل ابدال اور ابدالوں کے نام کے درمیان کوئی تعلق ہے۔

ابد کے..... ایک زرعی کھری قبیلچہ۔ منگمری میں۔

ابدھوت (اودھوت)..... تارک الدنیا گوسینوں کا ایک طبقہ جو بھیک مانگ کر گزارا کرتے ہیں۔ مت داری (دھاری) یا آسن داری طبقے کے برعکس ابدھوت سیلانی ہیں (دیکھیں ”گوسین“ کے ضمن میں)۔ ایک دشمن فرقتے کا نام بھی اودھوت ہے۔ تلسی داس کا تعلق بھی اسی سے تھا۔

ابڑا..... سندھ اور ریاست بہاولپور میں ملنے والے جنوں کا ایک قدیم قبیلہ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جنوب مغربی پنجاب اور سندھ میں زراعتی فنون انہوں نے ہی متعارف کروائے تھے۔ اس قبیلے کو ستموں کی ایک شاخ بھی بتایا جاتا ہے اور بہاولپور میں ان کی تعداد کافی ہے۔

ابکال..... راجپوتوں کی ایک شاخ جو کہلور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے واہگل کی اولاد ہیں۔

ابلانا..... (1) ملتان میں ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔ (2) منگمری اور بہاولپور کی منجن آباد نظامت میں ملنے والے کھریوں کی ایک شاخ۔

ابوانی..... امرتسر میں ملنے والا ایک زرعی پٹھان قبیلچہ۔

ابوئی..... ملتان میں ملنے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔

ابھ پنتھی..... جوگیوں کے 12 سلسلوں میں سے ایک۔

ابھیر..... جدید آہیر۔

اہل..... منگمری اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔ یہ لدھیانہ میں بھی ہیں، جہاں

شادی کے موقع پر ان کا دلہا جنڈ کی ڈالی کاٹتا ہے۔ اہل اپنے جٹھیر امڈا کی پوجا کرتے اور

برہمنوں کو خیرات میں سواپانچ سیر کاروٹ اور چاول دیتے ہیں۔

اُپیرا..... کھریوں کے مرکزی مہینوں یا قبیلچوں میں سے ایک، جس کا صدر مقام منگمری میں جھمرہ

اور دانا باد ہے۔ سولہویں صدی کے وسط میں اس نے ویرکوں کو بے دخل کرنے کے ذریعہ راوی

کے آس پاس اہمیت حاصل کر لی تھی۔

اُترا..... شاہ پور اور زریں ڈیرہ جات میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔ وہ ”رانا“ کا لقب استعمال

کرتے ہیں۔

اُتر اُدھی..... داؤد پنتھی فرقہ کی ایک ذیلی شاخ۔ ان کا ”گرو“ حصار میں راٹھیا کے مقام پر رہتا ہے۔  
اُتمان خیل..... ایک طاقتور قبیلہ۔ یہ غالباً کرلازری کی کوئی شاخ کے پٹھان ہیں جو اس وقت  
یوسف زئی اور مندزر کے ساتھ منسلک ہو گئے جب موخرالذکر نے ہجرت کر کے موجودہ ضلع  
پشاور میں پہاڑوں کے دامن میں اُنڈخوار کے آس پاس رہائش اختیار کی۔

اُتمان زئی..... (1) بنوں میں وزیر پٹھانوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔ اس کی اپنی بھی  
مزید دو شاخیں بکا خیل اور جانی خیل ہیں۔ (2) مندزر پٹھانوں کی چار شاخوں میں سے ایک۔  
یہ پشاور اور ہزارہ میں ملتے ہیں۔ اُتمان ابن منو ابن مندور کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی میں  
سے اکازئی، کنی زئی اور علی زئی کا سلسلہ چلا جنہیں بحیثیت مجموعی اُتمان زئی کہتے ہیں۔ دوسری  
بیوی کی اولاد سدوزئی کہلائی۔ کالے پہاڑ کا قبیلہ اکازئی بالکل الگ ہے۔

اُتھنگل..... ملتان تحصیل کے جنوب میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ مغل دور میں جموں سے  
آ کر وہاں آباد ہوئے۔

اُتھوال یا اُتھوال..... سر ڈینزل ایٹسن کے مطابق یہ مرکزی طور پر انبالہ، لدھیانہ، جالندھر اور  
پٹیالہ کے ملحقہ علاقے میں ملتے ہیں۔ لیکن اگر یہ دو الگ الگ نام گڈ مدنہ ہوں تو دہلی میں ان  
کی ایک کافی بڑی آبادی ہے جو انبالہ والی آبادی سے بالکل علیحدہ معلوم ہوتی ہے۔ انہیں  
سورج بنسی راجپوت مہاراج کی اولاد بتایا جاتا ہے جسے اونٹ کی سواری کے شوق کی وجہ سے  
اُتھوال کا لقب ملا۔

اُتھیرا..... ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں ایک قبیلچہ۔ ”آئین اکبری“ لکھے جانے کے دور سے  
پہلے ہی یہ دُنیا پور کے آس پاس آباد ہو چکے تھے۔  
اُتھوال..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

اجودھا پنتھی..... (1) ایک ہندو وشنو فرقہ جس کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ رام چندر اجودھیا (اودھ)  
میں رہتا تھا، (2) ایک وشنو۔ غالباً موخرالذکر ہی درست ہے۔

اچارچ..... ”برہمن“ کے ضمن میں دیکھیں۔

اچران..... ایک زرعی قبیلچہ۔ شاہ پور میں پایا گیا۔

اچپھر..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

اچھرل..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

اچھیا دھاری..... تمام چیزوں میں صرف اپنی خواہشات پر عمل کرنے والا۔ یہ غالباً گلاب داسی ہیں۔

احمدانی..... ڈیرہ غازی خان کے ہٹھاڑ (Low lands) میں ملنے والا ایک غیر منظم بلوچ قبیلہ۔

احمد زئی..... درویش خیل وزیر یوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

احمد زئی، امازئی..... اُسترانہ پٹھانوں کے دو مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

اخوند خیل..... ملیزئی یوسف زئی پٹھانوں کی پابندہ خیل شاخ کا حصہ جس سے دیر کے خوانین تعلق

رکھتے ہیں۔ یہ وادی دیر کے زیریں حصے میں رہتے ہیں جہاں دیر گاؤں واقع ہے۔ اس کا بانی

ملا الیاس یا اخوند بابا تھا جو بزرگ کا درجہ رکھتا ہے۔ (اس اخوند بابا کو سوات کے اخوند سے

نہیں ملانا چاہیے جو 1784ء میں پیدا ہوا تھا)۔

اخوندزادہ یا پیرزادہ..... محض مقامی یا قبائلی ساکھ کے حامل ایک بزرگ کی اولاد (سوات اور دیر

کے پٹھانوں میں)۔ ملاشکی عالم کی اولادیں اخوندزادہ کہلاتی ہیں کیونکہ وہ اس رتبے کا حامل

تھا، وگرنہ وہ محض صاحبزادہ ہی ہیں۔ (دیکھیں ”صاحبزادہ“)

اداسی..... نانک پتر کا ہم معنی۔ سکھوں کا مرکزی مذہبی سلسلہ۔ یہ بلاشبہ تمام سکھ سلسلوں سے

پرانے ہیں اور اپنا بانی گورو نانک کے بڑے بیٹے سری چند کو بتاتے ہیں۔ ”اداسی“ کا مطلب

وہی بتایا جاتا ہے جو آج اردو میں مستعمل ہے یعنی دکھ، رنج، اداس ہونا۔ اصل میں اداس

سنسکرت کا لفظ ہے۔ انہیں تیسرے گورو امر داس نے دین بدر کیا تھا۔ کچھ آراء کے مطابق یہ

کام گورو ارجن نے کیا۔ اداسی عقائد ہندو مرتاضیت کے رنگ میں رنگے ہونے کے باوجود

بنیاد پرست گورو ہرگو بند کے پیروکاروں کے خیالات سے ملتے جلتے ہیں۔ اداسی مجرد ہیں اور

ان کی برہمنہ رہنے والی شاخ کا اداسی ”اداسی ننگا“ کہلاتا ہے۔ ان کا تعلق تمام ذاتوں سے ہے

اور کسی بھی ہندو کے ہاتھ سے کھا لیتے ہیں۔ وہ عموماً مقدس زیارت گاہوں کی جانب آتے

جاتے دکھائی دیتے ہیں، مثلاً امرتسر، ڈیرہ نانک، کرتار پور وغیرہ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ انہیں عام

طور پر سکھ نہیں سمجھا جاتا۔ وہ آدی گرنٹھ کا خصوصی احترام کرتے لیکن گووند سنگھ کے گرنٹھ کو بھی

مانتے اور سکھوں کی حیثیت میں ہی مقدس مقامات پر جاتے ہیں۔ عبادت کے دوران وہ

گھنٹیاں بجاتے، بھجن گاتے اور آدی گرتھ اور بابا نانک کی تصویر کے سامنے چراغ لہراتے ہیں۔ کچھ کیس اور کچھ پٹے رکھتے ہیں۔ کچھ اپنے مُردوں کو عام ہندو طریقے سے جلاتے ہیں، کچھ انہیں جلانے کے بعد سادھ یا یادگاریں بنا دیتے ہیں جبکہ دیگر مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔

ادمال..... گلکھڑوں کی ایک شاخ۔

ادویت..... ایک ہندو فرقہ جو یقین رکھتا ہے کہ موت کے بعد روح خدا میں سما جاتی ہے۔

اُدھانا..... زیریں ڈیرہ جات میں ملنے والا جٹ قبیلہ۔ یہ اپنے نام کے ساتھ جام لگاتے ہیں۔

ادھ ناتھ..... جوگیوں کے بارہ سلسلوں میں سے ایک۔

اُدے..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

اراڑ، ارڑ..... دیپال پور تحصیل میں جٹ کے درجے کے حامل مسلمانوں کا ایک قبیلہ۔ وہاں وہ

خانواہ راجباہ کے بالائی بہاؤ پر لاہور سرحد کے ساتھ ساتھ آباد ہوئے۔ وہ مغل نسل سے ہونے

کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنا اصل وطن عرب بتاتے ہیں۔ وہ کافی اچھے کاشتکار ہیں۔ ان

کا جدا مجد دہلی سے آیا، جہاں وہ 500 سال قبل دربار کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ جٹوں کے

ساتھ باہمی شادیاں کرنے کے بعد پست ہو کر جٹ کے ہم رتبہ ہو گئے۔ بہاولپور کی مچن آباد

نظامت میں وہ وٹوؤں کے ساتھ بھی باہمی شادیاں کرتے یا انہیں اپنی بیٹیاں دیتے ہیں۔ یہ

شاہ پور میں بھی ملتے ہیں اور زراعت پیشہ ہی شمار کیے گئے۔

ارائیں، رائیں..... اس نام کی موخر الذکر صورت (رائیں) وادیِ جمنا میں ہے۔ یہ اصطلاح

کم از کم دو مطلب رکھتی ہے: وادیِ ستلج اور سارے مشرقی میدانوں میں ارائیں ایک حقیقی

ذات ہیں، لیکن باقی دو صوبوں میں کسی بھی سبزی اگانے والے کو ارائیں کہتے ہیں اور یہ نام

باغبان، مالی، ملیار اور حتیٰ کہ جٹ کا ہم معنی ہے (جنوب مغربی پنجاب میں)۔ ارائیں کہتے

ہیں کہ وہ اُج سے آئے اور کمبوہوں کے ساتھ ان کی قرابتیں ہیں۔ دوسری جانب کچھ ایک

ارائیں اور ہندو سنی قبیلوں کے نام ایک جیسے ہیں۔ وہ اُج سے سرسار گئے اور وہاں سے پنجاب

میں آئے۔ سرسار اور ستلج میں ارائیں گھاگرا کے ارائیوں سے ملے۔ یہ باہمی شادیاں نہیں

کرتے لیکن وادیِ گھاگر کے ارائیں کہتے ہیں کہ وہ پنجند (نزد ملتان) میں آباد راجپوت تھے

اور تقریباً 400 سال قبل اُج کے سید جلال الدین نے انہیں وہاں سے نکالا۔ وہ جیسلمر کے

ساتھ ایک تعلق کے دعویدار ہیں۔ 1759ء اور 1783ء کے قحطوں تک وہ چویا اور گھاگر کی زیریں وادیوں پر قابض تھے لیکن بعد میں بھٹیوں نے سومروں کے خلاف شورش انگیزی کی، علاقے میں ابتری پھیلی اور بہت سے ارائیں گنگاپار ہجرت کر کے بریلی اور رام پور کے قریب آباد ہو گئے۔ گھاگر اور بریلی کے ارائیوں کی طرح وہ بھی ہندو کبھوہوں کے ساتھ نسلی تعلق رکھتے ہیں۔

مسٹر ولسن کے خیال میں غالباً یہ دونوں طبقات اصل میں کبھوہ ہی ہیں جو مسلمان ہو گئے، اور گھاگر کے ارائیوں نے ایک جتھے کی صورت میں ملتان سے ہجرت کی۔ فیروز پور، لدھیانہ، انبالہ اور حصار کے ارائیں بھی اُچ یا اس کے گرد نواح کے ساتھ اپنا تعلق جوڑتے ہیں، البتہ حصار کے ارائیوں کو محض مسلمان مالی بتایا جاتا ہے۔

بحیثیت مجموعی یہ لگتا ہے کہ ارائیں بالاصل زیریں دریائے سندھ سے آئے اور پنجاب کے پانچ دریاؤں کے ساتھ ساتھ پھیل گئے۔ مالیوں کے ساتھ ان کے مبینہ تعلق کی وجہ غالباً ان کا مشترکہ پیشہ ہے، لیکن کبھوہوں کے ساتھ ان کی قرابت داری کی بات بے وجہ نہیں۔ جالندھر میں 19 فیصد سے زائد افراد نے اپنا انداج بطور ررائیں کروایا۔ ان کی مختلف شاخوں کے نام یہ ہیں: ارکی (سیالکوٹ)، بگا (گجرات)، باغبان (بہاولپور)، برار، بھٹ، بھمبھانی (ڈی جی خان)، بھٹی (ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور)، بھٹ (بہاولپور)، چنیال، چندوڑ، ڈھینگا (سیالکوٹ)، جنجوعہ (گجرات)، کیر، مہمانیا، مندو، میتلا، ندھی، کبھوہ، قریشی، ران یارامی، سپال، سندھو، سوہنا، تھندا، تھیرکی، واہند — گجرات میں واہند، کھوکر، بگا اور نین کبھوہوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے کیونکہ انہیں کمتر سمجھتے ہیں۔ اس ذات کا اصل نیو کلیس غالباً ہندو سنی یا کبھوہ کاشت کاروں کا ایک گروہ تھا جو کافی عرصہ پہلے مسلمان ہو گئے۔ لیکن رسوم اور لباس کے لحاظ سے ارائیں دیگر مسلمانوں سے زیادہ مختلف نہیں۔

ارک..... چنڈ میں مسلمان جنوں کا ایک قبیلہ۔ بتایا جاتا ہے کہ اس قبیلے کے ارکان اب بھی اپنے جٹھیر اسین داس کی درگاہ پر حاضری دیتے ہیں، اور اپنی شادیوں کے موقع پر اس کے نام پر ایک روپیہ ”دھیانی“ بھی نذر کرتے ہیں۔

اروڑا (یاروڑا)..... یہ جاتکی بولنے والوں یا جنوب مغربی پنجاب کی سرکردہ ذات ہے، یعنی ان کا علاقہ پنجند سے آگے سندھ کے اندر تک جاتا ہے۔ دریاؤں کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف اروڑے کھتریوں کے ہم مقام ہیں۔ یہ ذات بھاشیا کی نسبت زیادہ وسیع اور کثیر التعداد ہے، لیکن اروڑوں کی نصف آبادی ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں ہے۔ اگرچہ کھتریوں کی طرح یہ ذات بھی سارے افغانستان اور حتیٰ کہ ترکستان میں بھی ملتی ہے۔ کھتریوں کی ہی طرح اور بانیوں کے برعکس، اروڑا محض تاجر ہی نہیں، بلکہ وہ کوئی بھی پیشہ اختیار کر لیتا ہے۔ وہ ایک قابل تعریف کاشتکار ہے اور زیریں پنجاب پر اروڑوں کا ایک خاصا بڑا حصہ خالصتاً زراعت پیشہ ہے، جبکہ مغربی پنجاب میں وہ کپڑے سیتا، چٹائیاں بنتا، ٹوکریاں بناتا، تانبے اور پتیل کے برتن بناتا اور سنیارے کا کام کرتا ہوا بھی ملتا ہے۔ وہ اپنی کمتر جسمانی حالت کے باوجود مستعد، پھرتیلا، محنتی اور جفاکش ہے۔ ضرب المثل ہے: ”لک بدھا اروڑیاں، تے منا کوہ لہور۔“ یعنی اروڑوں کے کمرکنے کی دیر ہے، اور لاہور بس پونے میل ہی دور رہ جاتا ہے۔ بہاولپور میں اروڑوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور وہاں کی ساری تجارت سنبھالے ہوئے ہیں۔ وہ ہر چیز کا کاروبار کرتے ہیں، حتیٰ کہ جوتے اور سبزیاں بیچنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کچھ ایک ٹھیکے دار، بینک کار یا سود پر روپیہ دینے والے ہیں۔ لہذا انہوں نے رہن کے ذریعہ مسلمان زمینداروں سے بہت سی زمین حاصل کر لی ہے۔ البتہ 40 یا 50 برس پہلے وہ ایک ایکڑ قابل کاشت زمین کے مالک بھی نہیں تھے۔ مسلمانوں کی آبادی اروڑوں سے چھ گنا زیادہ ہونے کے باوجود وہ (اروڑے) زیادہ تعداد میں ریاستی ملازم ہیں۔ چنانچہ ریاست بہاولپور میں یہ محاورہ عام ہے: ”کراڑ ہوری یار، دشمن دھار نہ دھار۔“ یعنی جس کا دوست کراڑ ہو اسے دشمن کی ضرورت نہیں۔

مذہب کے اعتبار سے اروڑوں کی اکثریت ہندو ہے، لیکن متعدد سکھ بھی ہیں۔ اروڑوں کی ذیلی شاخیں (بالکل کھتریوں کی طرح) مندرجہ ذیل ہیں: اترادھی (شمالی)، دکھنا یا دکھنا دھاین (جنوبی)، ڈیہرا (مغربی) اور سندھی۔ دکھنا اور ڈیہرا شاخیں جھنگ میں تو باہمی شادیاں کرتی ہیں مگر اب فاضلکا میں بھی انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔ شادیوں کے موقع پر فیروز پور کے اترادھی ایک رسم ”دوراتے پھیرے“ پر عمل کرتے ہیں یعنی اگر شادی



6 تاریخ کو طے ہوئی ہو تو لڑکے والوں کا ٹولہ 5 تاریخ کی دوپہر کو پہنچ جاتا ہے اور ”ملنی“ 5 اور 6 کی درمیانی رات کو ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دکھنا شاخ کے اروڑے 6 تاریخ کی دوپہر کو یا دوپہر سے پہلے پہنچتے ہیں۔

ارول یا اروال..... ڈیرہ اسماعیل خان کی سانگھڑ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ منجوتھوں اور سانگھیوں کی طرح اروال بھی شادی سے متعلقہ تمام معاملات میں بلوچ روایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اس تحصیل کے دیگر تمام جٹ قبائل سے مختلف ہیں۔ یہ ملتان میں ہی ملتے ہیں اور وہاں انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا ہے۔

اڑکے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلہ۔

اسپیر کا..... بنوں میں آباد وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کے پانچ قبیلوں میں سے ایک۔ اس کی مرکزی تقسیمات مہمند خیل اور سندن خیل ہیں۔

استاور..... سنیا سیوں کا ایک خطاب۔

اسحاق زئی..... پشاور میں خلیوں کے چار مرکزی قبیلوں میں سے ایک۔

اسر، اسرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

اسرا..... (دیکھیں ”اسر“)

اسرام..... سنیا سیوں کا ایک خطاب۔

اسماعیل زئی..... پشاور میں مندور پٹھانوں کی عثمان زئی شاخ کا ایک کمال زئی قبیلہ۔

اسوت، سوت..... افغانوں کے بڑے ہٹی قبیلے کی ایک شاخ جو قبل ازیں سیوی یا سیہستان کے

ایک بڑے ٹھٹے پر قابض تھے۔ ان کی زمینیں ڈیرہ اسماعیل خان کی سرحد پر جعفر پٹھانوں کے

مغرب میں واقع ہیں۔

اسیال..... منج راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔

اعوان..... یہ ایک اہم مسلمان قبیلہ ہے۔ اعوان زیادہ تر کوہستان نمک میں ملتے ہیں جہاں وہ

”اعوان کاری“ کے مالک ہیں، لیکن اس علاقے کے مشرق، جنوب اور مغرب میں بھی ان کی

کافی تعداد ہے۔ سندھ پار کے بنوں میں وہ جزوی اور ڈیرہ اسماعیل خان میں مکمل طور پر جٹوں

کے ساتھ مدغم ہو گئے ہیں (ان علاقوں میں جٹ سے مراد محض کاشتکار ہے)۔ پشاور کے

اعوان ”ہمسایہ“ یا ”فقیر“ طبقے میں شامل ہیں۔ کوہاٹ میں خوشحال گڑھ کی طرف جاتے ہوئے ملنے والے اعوان کو ہستان نمک کے اعوانوں جیسے ہیں، لیکن ضلع کے دیگر حصوں میں وہ بنگلہ اور نیازیوں سے جدا نظر نہیں آتے۔ قبل ازیں وہ مغربی کوہستان نمک کی وادی میں موجود سارے میدانی علاقے کے مالک ہوا کرتے تھے، لیکن دریائے سندھ سے آنے والے پٹھانوں اور جہلم سے آنے والے ٹوانوں نے انہیں پہاڑیوں میں دھکیل دیا۔

لفظ اعوان غالباً ”اہوان“ یعنی مددگار سے مشتق ہے لیکن اس کے ماخذ کے حوالے سے مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اعوان (جو عرب ماخذ کے دعویدار ہیں) قطب شاہ کی اولاد ہیں اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے والی مسلمان افواج کے ساتھ بطور ”مددگار“ گئے۔ کپورتھلہ میں ایک اور روایت انہیں علوی سادات ثابت کرتی ہے جنہوں نے عباسیوں کی مخالفت کی اور بھاگ کر سندھ آ گئے، بالآخر وہ سبکتگین کے حلیف بنے جس نے انہیں اعوان کا خطاب دیا۔ لیکن اس قبیلے کے بارے میں دستیاب بہترین بیان یہ ہے: اعوان یقیناً عرب ماخذ رکھتے ہیں اور قطب شاہ کی نسل سے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ہرات پر حکومت کرتا تھا اور ہندوستان پر محمود غزنی کے حملے کے وقت اس کے ساتھ مل گیا۔ اس کے بیٹوں میں سے چھ ساتھ آئے: گوہر شاہ یا گورارا جو سکسر کے قریب آباد ہوا؛ کلان شاہ یا کلگان جو دھن کوٹ (کالاباغ) کے قریب آباد ہوا؛ چوہان جس نے دریائے سندھ کے قریب پہاڑیوں کو بسایا (انک کے کھڑا سی کی اولاد ہیں)؛ کھوکھریا محمد شاہ جو چناب کے کنارے مقیم ہوا؛ توری اور جھجھ جن کی اولادیں اب بھی تیراہ اور گردنواح میں آباد بتائی جاتی ہیں۔

ان ناموں کا ہندی تاثر مصدقہ ہے اور یہ امر ان کے اس بیان کی وضاحت نہیں کرتا کہ چوہان اور کوکھری نے اپنی ماؤں کے نام اپنائے۔ گجرات میں عام روایت کے مطابق قطب شاہ کی تین بیویاں تھیں جن سے کھوکھری اور اعوانوں کے تین ”مہین“ یا قبیلے پیدا ہوئے۔ پہلی بیوی بارتھ نے کھوکھری کو جنم دیا؛ دوسری بیوی سہد کھراڑا یا گراڑا کی ماں بنی؛ اور تیسری بیوی فتح خاتون کے تین بیٹے تھے۔ کلگان، چوہان اور کندن۔

ان چار قبیلوں کی مزید متعدد شاخیں ہیں جن میں گوجر، جٹ اور دیگر قبائلی شاخوں کے

نام بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ سیالکوٹ میں اعوانوں کی 24 مہین یا شاخیں بتائی جاتی ہیں لیکن گجرات میں کھراڑا قبیلچہ 21 ذیلی شاخوں پر مشتمل ہے (مثلاً جالپ، بھگری)۔ کلگان قبیلچے کی 43 شاخیں ہیں (ڈڈیال، اندر، پاپین)۔ چوہان تین شاخوں میں منقسم ہیں: لدین، بھوسن اور گھنٹر۔ اور کندن قبیلچے میں چچی، مہر، ملکا، مایان اور سرویا شاخیں ہیں۔ ان میں سے چند ایک نام ہی اسلامی لگتے ہیں۔

قطب شاہ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہونے کے باعث اعوانوں کو اکثر قطب شاہی بھی کہا جاتا ہے۔ گجرات میں وہ صرف دروں زواجی ہی کرتے ہیں، اور چھوٹوں کو اپنی بیٹیاں نہیں دیتے اور نہ کھوکھروں کے ساتھ رشتے کرتے ہیں۔ جہلم میں بھی اعوان اصولی طور پر صرف اعوانوں کے ساتھ ہی شادیاں کرتے ہیں، لیکن چکوال کے کچھ سرکردہ قبیلوں کو بیٹیاں دینے کی کچھ مثالیں ملتی ہیں۔ تاہم یہ کہا جاتا ہے کہ کالا باغ کے ملک نے اپنی بیٹی کی شادی راولپنڈی کے گھیبوں کے سردار محمد علی کے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اعوانوں کا سرکردہ گھرانہ کالا باغ کے ملک کا ہے۔ کسروں، جنجوعوں اور کھوکھروں کی طرح، لیکن گھوکھروں کے برعکس اعوانوں کے ہاں ”سرداری“ کی روایت موجود ہے جس کے تحت سردار کا سب سے بڑا بیٹا اضافی حصہ لیتا ہے۔ دیگر حوالوں سے ان کی روایات وراثت اردگرد کے دیگر مسلمان قبیلوں جیسی ہی ہیں۔ تاہم شاہ پور اور جہلم کے اعوان بیٹی کو بھی باپ کی جگہ سردار بننے کا حق دیتے ہیں۔ تلہ گنگ تحصیل کے اعوان دیہات میں تمام قبروں کے سرہانے اور پائنتی کی طرف ایک ایک سل لگائی جاتی ہے، جبکہ عورت کی قبر کے درمیان میں بھی ایک نسبتاً چھوٹی سل لگی ہوتی ہے۔ اعوان لڑکی ماتھے پر مینڈھیاں کرتی ہے اور شادی کے بعد کانوں میں بندے پہنتی ہے۔

افغان..... (جمع افغانہ)، روہیلہ اور پٹھانوں کے ہم معنی۔ افغانوں کا قدیم ترین تاریخی ذکر 1024ء میں اس موقع پر ملتا ہے جب محمود غزنوی نے افغانیوں کی آبادی والے پہاڑوں پر حملہ کیا (ہندوستان سے واپس غزنی جاتے ہوئے)، انہیں لوٹا اور بہت سا مال ساتھ لے گیا۔ افغان روایت کے مطابق کاشی گھریا شوال ان کا ابتدائی ترین صدر مقام تھا اور ”افغانستان“ کی اصطلاح قندھار اور ڈیرہ جات، جلال آباد اور وادی خیبر کے درمیانی کوہستان خطے پر لاگو

ہوتی ہے۔ لیکن آج کل عموماً اس سے مراد سلطنت افغانستان ہے۔ مذہبی لحاظ سے افغان کلیتاً مسلمان ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ولی مانتے ہیں۔ غالباً دہلی کا قطب مینار اسی بزرگ کے نام پر ہے۔

اکاخیل..... آفریدیوں کے آٹھ مرکزی قبیلوں میں سے ایک۔

اکازئی..... (1) اتمان زئی پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک، (2) ایک کالا پہاڑ قبیلہ، یوسف زئی پٹھانوں کے عیسیٰ زئی قبیلے کی ایک شاخ۔

اکالی..... اکالی فرقہ ایک عسکریت پسند تنظیم ہونے کے ناطے دیگر تمام سکھ سلسلوں سے مختلف ہے۔

ان کا بانی گورو گو بند (آخری سکھ گورو) کو بتایا جاتا ہے اور انہوں نے بندہ بیراگی کی اختراعات کی بڑی ثابت قدمی کے ساتھ مخالفت کی۔ کچھ لوگ اس لفظ کو "اکالی پرس" (ابدی کا پجاری) سے مشتق بتاتے ہیں۔ لیکن اکال کا مطلب لاقانی یعنی خدا ہے، لہذا اکالی سے مراد "خدا کا پجاری" بنتا ہے۔ اکالی لوگ خانے دار نیلا لباس اور کڑا پہنتے ہیں۔ وہ اپنی نیلی پگڑیوں کے اونچے نوکدار شملے پر بھی چھلے، چھوٹی چھوٹی کٹاریں، خنجر اور زنجیریں لگاتے ہیں۔ اکالیوں کی عسکریت پسندی کی حوالے سے انہیں نہنگ یا ناقابل شکست کہا جاتا ہے۔ انہوں نے سکھ تاریخ میں کافی نمایاں کردار ادا کیا۔ 1818ء میں محاصرہ ملتان کے موقع پر کچھ اکالی سکھوں نے جت سنگھ کی زیر قیادت اچانک دھاوا بولا اور قلعے کو شکست دینے میں مدد کی۔

پھولا سنگھ کا کیرئیر ان کی خصوصیات اور نقائص دونوں کا غماز ہے۔ یہ عظیم اکالی پہلی مرتبہ اس وقت نظروں میں آیا جب اس نے 1809ء میں امرتسر کے مقام پر مٹکاف کے ہمراہ جانے والے دستے پر حملے کی قیادت کی۔ تب رنجیت سنگھ نے اسے وادی سندھ کی قیادت سونپی جہاں وہ مسلمان آبادی پر سنگین مظالم کا مرتکب ہوا۔ انجام کار پھولا سنگھ اور اس کے اکالیوں نے 1823ء میں تیری (Teri) کے مقام پر یوسف زئی کے خلاف رنجیت سنگھ کو فتح دلائی۔ اس جنگ میں پھولا سنگھ داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا اور اب نوشہرہ میں اس کا مزار ہندوؤں اور سکھوں دونوں کے لیے ایک زیارت گاہ بن گیا ہے۔

پھولا سنگھ کی قیادت کے ابتدائی دنوں میں یا غالباً اس سے پہلے بھی اکالی اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لیے ایک ہی طرح باعثِ دہشت بن گئے تھے۔ 1823ء کے بعد رنجیت سنگھ

نے ان کا اثر و رسوخ کافی گھٹایا اور اکالی اپنی اہمیت کھو بیٹھے۔

اکالیوں کا ہیڈ کوارٹر اکال بنگا (امرتسر) میں تھا جہاں انہوں نے گرومت کورانج کیا۔ درحقیقت وہ خالصہ کی ایک عمومی قیادت منوانے کے دعویدار تھے۔ اکالی گوشت کھاتے اور نہ ہی شراب پیتے ہیں۔ البتہ ان کے نزدیک بھنگ کا نشہ جائز ہے۔

اکرا..... جہلم میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

اکوان..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

اکوخیل..... پشاور میں ملنے والے رزر پٹھانوں کے رزر قبیلچے کی شاخ۔

اکورایا اکوڑا..... خٹکوں کی ایک شاخ جس کا بانی ملک اکوڑ تھا۔ وہ اکبر کے دور میں پشاور ضلع میں دریائے کابل کے قریب رہتا تھا۔ خٹکوں کا اکوڑا یا مشرقی دھڑا مغربی یا تیری دھڑے کا مخالف ہے۔

اکوزئی یوسف زئی..... یوسف زئی پٹھانوں کا قبیلہ جو اس وقت بالائی اور زیریں سوات پر قابض ہے۔

اکیرے..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

اکے زئی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

اکٹکے..... منگمری میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔ (دیکھیں ”اکو کے“)

اکو کے..... منگمری اور ملتان میں جوئیوں کی ایک بڑی شاخ۔ زیاست بہاولپور میں بھی ان کی خاصی تعداد ہے۔

اکروال..... بیوں کی ایک گوت۔

اکوانا..... ملتان میں پایا جانے والا ایک زرعی جٹ قبیلچہ۔

اکیم..... غالباً آگری کی ایک بدلی ہوئی صورت۔

اکڑکی یا اللہ زئی..... اتمان زئی پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔ تین اتمان زئی

شاخوں (اکازئی، الازئی اور کنازئی) میں سے الازئی ہزارہ میں سب سے زیادہ ہے اور تین

قبیلچوں خوش حال خانی، سید خانی اور ترخیلی پر مشتمل ہے۔ سرکردہ خاندانوں کا تعلق سید خانی

شاخ سے ہے۔ اہم ترین خاندان خلافت ہے جس کے ساتھ میر زمان خان (سرجمز ایبٹ کا

بہادر اور وفادار ترین ساتھی) کا تعلق تھا۔

الپاہ..... منگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

الپیال..... راولپنڈی میں مسلمان راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ یہ فتح جنگ کے جنوبی کونے پر قابض ہیں۔ ان کی شادی کی رسوم میں اب بھی ہندو رنگ موجود ہے، اور لگتا ہے کہ وہ اپنے موجودہ مقامات پر آباد ہونے سے پہلے خوشاب اور تلہ گنگ میں بھی کچھ عرصہ رہے ہیں۔ وہ بہادر، اچھی جسمانی ساخت کے مالک اور جرائم پیشہ ہیں۔

الڈنگ..... بشہر ریاست کے علاقہ کٹاور میں لبرنگ گاؤں میں ملنے والی کنیتوں کی ایک شاخ۔

الڈداوی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

الور..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

امازئی..... اتمان زئی یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ۔ یہ اتمان زئیوں کے شمال میں ہیں۔ ان کا

علاقہ دریائے سندھ کے اس پار امب کے تناولی خان کے علاقہ کے ساتھ ساتھ ہے۔

امامیاء امامیہ..... شیعہ کا ہم معنی لفظ۔ یہ ایمان رکھنے والا شخص کہ حقیقی امام کو ماننا ہی اصل

اسلام ہے۔

امر تسریا..... ایک سکھ، بالخصوص امرتسر کے گولڈن ٹمپل میں پوجا کرنے والا۔

املاوت..... املانا می راجپوت کی نسل ہونے کے دعویدار جٹوں کا قبیلہ۔ یہ جٹ میں ملتے ہیں۔

اندار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اندوال..... ہزارہ میں ڈھنڈ قبیلے کی ایک شاخ۔

اندوریا..... (1) کانگڑا میں درجہ دوم ہندو راجپوتوں کی ایک شاخ، جو تمام بیٹوں کو جاگیر میں مساوی

حصہ دیتے ہیں جبکہ باقیوں میں سب سے بڑے بیٹے کو زیادہ حصہ ملتا ہے۔ (2) گڑ گاؤں میں

گوڑ برہمنوں کی ایک آل یا شاخ۔

انصاری..... حضرت محمد کی مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت انہیں وہاں خوش آمدید کہنے اور مدد کرنے

والے مسلمان۔ ان مسلمانوں سے تعلق کے دعویدار خود کو انصاری کہلاتے ہیں۔ جالبندھر کے

انصاری شیخ پنجاب کے نہایت دلچسپ انصاری خاندانوں میں سے ہیں۔ وہ اپنا تعلق خالد

انصار (ابو ایوبؓ) سے بتاتے ہیں جن کے گھر میں آپؐ ٹھہرے تھے۔ ان کے شجرے میں دو

اہم نام شیخ یوسف اور سراج الدین (شیخ درویش) ہیں۔ ریورٹی نے ان شیخوں کو تاجک نسل کا بتایا۔ وہ جالندھر کے برکیوں سے دروں زواجی کرتے ہیں (جو پٹھان ہیں)۔

انصاری..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

انگر (انگرا)..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

انوال..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

انوجا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اولیسی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اوبھائی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اوتر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اوترا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اٹھوال..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ جھنگ بار کا ایک قبیلہ ہے۔ اس کا اُس بلوچ

سے کوئی تعلق نہیں جسے صرف اونٹ بان ہونے کی وجہ سے اونٹوال کہہ دیا جاتا ہے۔ اٹھوال کی

دو شاخیں ہیں: راوی کے دونوں کناروں پر ایک ایک۔ وہ خود کو دہلی سے آئے ہوئے چغتای

بتاتے ہیں۔ ان علاقوں میں ان کا صدر مقام سیال والا ہے۔ ایک اور بیان کے مطابق وہ

ملتان کی سمت سے آئے ہوئے پُوار ہیں۔ وہ کھڑوں میں اپنی بیٹیاں بیاہتے ہیں لیکن بلوچ یا

چدھڑوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کرتے۔

اوجلا..... ملتان اور کپورتھلہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اوجلا..... جو آراجپوت کی نسل سے تعلق رکھنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یہ سیالکوٹ کے علاوہ منٹگمری

میں بھی ملتے ہیں۔ منٹگمری میں وہ مسلمان ہیں اور زراعت پیشہ شمار کیے گئے۔

اوجھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اوڈ، اوڈھ یا بیلدار..... بیلدار محض ایک پیشہ کا موزوں نام ہے۔ یہ بیل (یعنی کدال) سے مشتق،

اور اس کے ساتھ کام کرنے والوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن صوبہ میں عام مزدور کھدائی

کے کام میں ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ اوڈ پنجاب کا ”پیشہ ور“ تعمیراتی مزدور ہے۔ کم از کم ایک قبائلی

نام کی حیثیت میں لفظ بیلدار کسی بھی دوسری ذات کے ارکان کے لیے شاذ و نادر ہی استعمال

ہوتا ہے، تاہم مشرق میں زیادہ عام نظر آتا ہے۔ وہاں مغرب کے اوڈ کو بالعموم بطور بیلدار جانا جاتا ہے۔

اوڈیا اوڈھ ایک آوارہ گرد قبیلہ ہے جس کا اصل گھر مغربی ہندوستان اور راجپوتانہ نظر آتا ہے۔ کم از کم پنجاب کے اوڈ بالعموم ان علاقوں سے آئے۔ وہ اپنے کنبوں کے ہمراہ کھدائی کے کام کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے والے سیلانی ہیں۔ اصولی طور پر وہ چھوٹے موٹے کام نہیں لیں گے لیکن شاہراہوں، نہروں، ریلویز وغیرہ پر چھوٹے معاہدوں یعنی کوئی رہائشی مکان تعمیر کرنے، تالاب کھودنے یا حتیٰ کہ ایک کنواں کھودنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مرد کھدائی کرتے ہیں، اور عورتیں گدھوں پر (جو ان کے پاس ہمیشہ ہوتے ہیں) مٹی لا کر لے جاتی ہیں اور بچے گدھوں کو مٹی پھینکنے کے لیے ہانک کر لے جاتے ہیں۔ خطہ کوہستان نمک میں وہ کانکنی اور پتھر نکالنے کا کام کرتے ہیں اور شمال مغربی صوبوں کے علاقوں میں انہیں خوانچہ فروش بھی بتایا گیا۔ وہ ہر کوئی شے کھا لیتے ہیں۔ اگرچہ بالعموم مسلمان لیکن خصوصاً مغرب میں بہر صورت اچھوت ہیں۔ ان کی بولی ”اوڈکی“ ہے جس کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں، لیکن وہ شاید ان کے آبائی مقام کا ایک عام لہجہ ہی ہوگا۔ وہ اونی کپڑے یا کم از کم ایک اونی کپڑا پہنتے ہیں۔ وہ بھاگیرت کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ ایک کنوئیں سے دو مرتبہ پانی نہیں پیے گا۔ لہذا وہ ہر روز ایک نیا کنواں کھودتا، یہاں تک کہ ایک دن وہ کھودتا رہا اور کھودتا رہا اور کبھی واپس نہ آیا۔ اسی کے افسوس میں وہ اون پہنتے اور اس کی تقلید میں (حتیٰ کہ ہندو ہونے کی صورت میں بھی) اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ تاہم شادی ہندو رسومات کے مطابق ہی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بھاگیرت کے ظہور نو تک وہ اچھوت ہی رہیں گے۔ وہ راجپوت یا کشتریہ ماخذ اور مارواڑ سے آئے ہوئے ہونے کے دعویدار ہیں اور پشکارنا (پشکرنا) برہمنوں کے رام اور شیو کی پوجا کرتے ہیں۔ (دیکھئے مسٹرولسن ”انڈین کاسٹس“ جلد دوم، صفحات 114، 139 اور 169)۔ ایک سیلانی قبیلہ ہونے کے باوجود وہ عدیم المثال طور پر جرائم کے تمام الزامات سے پاک ہیں۔ وہ مرکزی طور پر جمنا اضلاع میں پائے گئے۔

اوڈھانا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



اورک زئی..... تیراہ میں آفریدیوں کی ایک شاخ۔ (دیکھیں ”اورک زئی“۔)  
اورک..... (دیکھیں ”اولکھ“۔)

اور ماڑ..... افغانوں کا ایک قبیلہ (دیکھیں ”اُرْمُر“۔)

اورے..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

اوغان، اغوان..... افغان کا مترادف۔ (دیکھیں ”افغان“۔)

اولکھ (اورک)..... ایک جٹ قبیلہ جس کا صدر مقام ضلع امرتسر میں ہے جہاں وہ بارہ دیہات کے مالک ہیں۔ لیکن وہ شمالی مالوہ اور مانجھا میں بھی پائے گئے۔ انہیں سورج بنسی بتایا جاتا ہے اور ان کا جد امجد اولکھ مانجھا (مانجھا) میں رہتا تھا۔ لیکن ایک اور روایت کے مطابق ان کا جد امجد ایک چندر بنسی راجپوت لُوئی لاک تھا۔ وہ سیکھو اور دیو قبیلوں کے قرابت دار ہیں اور ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ امرتسر کے اولکھ اپنا شجرہ یہ بتاتے ہیں: رام چندر— کسب— دھول— رگھوپت— اودے روپ— پورا— جنگ— مرکھنڈ— گوئے— مندل— دھنچ— اولکھ۔ اس طرح وہ پنوں کے رشتہ دار بنتے ہیں۔ راوی کے مغرب میں یہ تک کے علاقہ میں وہ ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلے کے طور پر بھی ملتے ہیں۔ منگمری میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

یہ کے مسلمان اولکھ ایک دلچسپ روایت رکھتے ہیں۔ ہمایوں سے شکایت کی گئی کہ پیر محمد راجن نے شریعت کو مسترد کرتے ہوئے بھنگ پی تھی۔ چنانچہ شہنشاہ نے بزرگ کو دہلی بلوایا اور اسے ایک تنگ راستے پر چلنے کو کہا جس کے دونوں طرف زہریلی تلواریں لگائی گئی تھیں، جبکہ ایک غضب ناک ہاتھی پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پیر محمد کے پیروں تلے آنے والا لوہا پانی بنتا گیا اور اس کے ایک شاگرد نے لاشی کے ایک ہی وار سے ہاتھی کو بھی مار ڈالا۔ درباریوں میں ایک پٹو اور راجپوت راجا اولکھ بھی موجود تھا جس نے یہ معجزہ دیکھتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ پیر محمد راجن واپس راجن پور آیا۔ راجا اولکھ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ اس نے بلوچ قبیلہ کو شکست دے کر علاقہ فتح کیا اور پیروں کے حوالے کر دیا۔ تب شہنشاہ نے بھی یہ علاقہ بطور جاگیر منظور کر لیا۔

اولک..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

اُونٹوال..... یہ ایک خالصتاً پیشہ ورانہ اصطلاح ہے اور اس کا مطلب ”اُونٹ والا“ سے زیادہ کچھ نہیں۔ شتر بان اور ساربان کو بھی اس عنوان کے تحت شامل کیا گیا۔ ان دونوں الفاظ کا مطلب بھی ”اُونٹ والا“ ہی ہے۔ لیکن ”ملک“ کو بلوچ کے ساتھ شمار کیا گیا کیونکہ بنیادی طور پر یہ نام بلوچ اُونٹ سوار کے لیے مخصوص ہے۔ سارے وسطی اضلاع میں بلوچ کی اصطلاح کسی بھی مسلمان اُونٹ سوار کے لیے مستعمل ہے، اس لیے درحقیقت وسطی پنجاب سے اندراج کردہ بلوچوں میں متعدد افراد غالباً زیادہ موزوں طور پر اُونٹوال بتائے گئے ہوں گے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اُونٹوال کا اندراج صوبہ کے صرف ان حصوں سے ہوا جہاں بلوچ کا حقیقی مفہوم لیا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں ان سب کو جٹ بتایا جاتا ہے لیکن دریائے سندھ پر جٹ یا اس کی بجائے کسی بھی چیز کا مطلب بہت کم ہے۔

اہاری..... غالباً اہیری کا ہم معنی۔

اہلاوت..... ایک جٹ قبیلہ جسے تقریباً 30 پشت قبل جے پور میں سانہر سے آنے والے ایک چوہان راجپوت کی نسل بتایا جاتا ہے۔ ان میں سے اہلاوت، اولیان، پرماء، مارے اور جُون جٹوں کی شاخیں نکلیں جو آپس میں شادی نہیں کرتے۔ یہ قبیلہ روہتک، دہلی اور کرنال میں ملتا ہے۔ اس کے ارکان سدو دیب نامی مشترکہ جد امجد کی پوجا کرتے ہیں۔

اہیری..... جنوب مشرقی پنجاب کا ایک چرواہا قبیلہ۔ اس قبیلے کے نام کا ماخذ ہیر یعنی مویشیوں کا ریوڑ بتایا جاتا ہے، لیکن پنجاب میں بالعموم ہیری کہلانے والے اہیری موروثی طور پر شکاری ہیں۔ تقریباً سبھی اہیری ہندو ہیں لیکن پھلکیاں ریاستوں میں کچھ ایک سکھ اہیری بھی ملے۔ یہ لوگ بیوہ کی شادی کر دیتے ہیں۔

ایاسی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ایک..... ضلع ملتان میں کہروڑ کے قریب واہند سرمانا کے مقام پر ملنے والی ایک چھوٹی سی شاخ جو اپنے ترک نام کے باوجود جوئیہ قبیلے کے ساتھ تعلق کی دعویدار ہے۔

اپنتھی..... جوگی سلسلہ اپنتھ (Aipanth) کا پیروکار۔

ایٹلی یا ایٹلے..... کنتیوں کی ایک شاخ۔ یہ کلجوں پرگنہ اور شملہ پہاڑیوں میں ملتے ہیں۔

ایرانی..... ایران کے رہنے والے۔ کبھی کبھی یہ لفظ قزلباش کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ایسکے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھرن قبیلچہ۔

اینو کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرن قبیلچہ۔



## ب

باب..... منگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بابالال دریائی..... ایک سادھو کے پیروکاروں کا فرقہ جس کا مقبرہ وزیر آباد تحصیل میں دریائے

چناب کے کنارے واقع ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے معجزانہ طور پر سیلاب کو روک دیا تھا۔

بابالالی..... متعدد بابالال میں سے ایک کا پیروکار۔ بابالال ٹاہلی والا پنڈ دادنخان کا ایک بیراگی تھا

جو سوکھی چھڑیوں کو شیشم (ٹاہلی) کے درختوں میں تبدیل کر سکتا تھا۔ اور ایک بابالال کا مرکز

بھیرہ میں تھا، اور ایک کی درگاہ گورداسپور میں واقع ہے۔

بابر..... شیرانیوں سے منسلک ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ اسے شیرانی کے پوتے ڈوم کی نسل بتایا جاتا

ہے۔ ان کی دو مرکزی شاخیں محسد اور گھورا خیل ہیں۔ بابر ایک مہذب قبیلہ ہیں اور ان میں

سے زیادہ تر پڑھ اور لکھ سکتے ہیں۔ یہ صرف تجارت کرتے ہیں اور زیریں کوہ سلیمان میدانوں

کا سب سے امیر اور ایماندار قبیلہ شمار ہوتے ہیں۔ ایڈورڈز انہیں سندھ پار کے تمام اضلاع کی

سب سے اعلیٰ نسل قرار دیتا ہے۔ محاورہ ہے: ”بابر کا احمق گنڈاپور کا ولی ہے۔“ ان کا مزاج

نہایت جمہوری ہے۔ ان کا کبھی کوئی تسلیم شدہ سردار نہیں بنا۔ اس قبیلے کے بہت سے ارکان

قندھار اور خراسان کے دیگر علاقوں میں بطور تاجر آباد ہیں۔ چند ایک اب بھی پاونڈہ کا کام

کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بابروں نے چودھویں صدی میں جٹوں اور بلوچوں کو میدانوں

سے بے دخل کر کے اپنے موجودہ مقامات پر قبضہ کر لیا اور پھر اشترانی خاص نے انہیں شمال کی

جانب دھکیلا۔ وہ خود بہت کم کاشتکاری کرتے ہیں۔ جٹ اور بلوچ ان کے مزارعے ہیں۔

باتھیکے..... منگمری اور بہاولپور میں وٹورا جپوتوں کی ایک شاخ۔

باتی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

باٹ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ کشمیری پنڈت کی ایک شاخ بھی باٹ

یا بٹ ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پنجاب کے شمال مغربی دامنی اضلاع میں

آباد ہوئے۔

باٹ، باتھ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ مسٹر کراؤتھر نے باٹ کی مندرجہ ذیل شاخیں بتائی ہیں: بٹ، دھول، جھندول، پوپھرت، جھندیر، دیسی، تتلہ، اوجلا، گھسن، گھمان، کھک، دھاؤل، جانوآ (جنجوعہ)، رندھیر، مدری، سدری، ہوتی، سیتی، کربت۔ ان تمام شاخوں کا مورث اعلیٰ سین پال بتایا جاتا ہے جو 800 برس پہلے مالوہ سے آیا تھا۔ پہلے وہ لاہور میں اودھیارا کے مقام پر آباد ہوئے۔ منگمری کے باٹ ہندو اور مسلمان جٹ دونوں ہیں۔

باجوہ..... سیالکوٹ، امرتسر اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ، اور منگمری میں ایک ہندو جٹ قبیلچہ۔ باجوہ جٹ بچو راجپوتوں سے نسلی قرابت رکھتے ہیں۔ سیالکوٹ کے باجوے منگنی اور شادی کے درمیان رسوآ یا لگن اور بھوج کی رسوم مناتے ہیں۔

باجوہ کا جٹھیر ابا یا مانگا ہے اور شادیوں کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے جنڈیاں اور چھتر جیسی رسوم پر عمل کیا جاتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں جموں پہاڑوں کے دامن میں واقع علاقے بجوات کا نام باجوہ جٹوں اور بچو راجپوتوں کے حوالے سے ہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سورج بنسی راجپوت ہیں اور ان کے جد امجد راجا شلیپ کو سکندر لودھی کے عہد میں ملتان سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اس کے دو بیٹے کلس اور لیس عقاب پالنے والوں کے بھیس میں فرار ہوئے۔ لیس جموں کی طرف گیا اور وہاں ایک کائل راجپوت عورت سے شادی کی، جبکہ کلس نے پسرور میں ایک جٹ لڑکی کو بیوی بنایا۔ دونوں کی اولادیں بجوات میں رہتی ہیں لیکن وہ خود کو تمیز کرنے کے لیے بجور راجپوت اور باجوہ جٹ کہلاتے ہیں۔ ایک اور کہانی کے مطابق اس کے جد امجد جس یارائے جیسن کو رائے پتھورانے دہلی سے باہر نکالا اور وہ سیالکوٹ میں کربلا کے مقام پر آباد ہوا۔ تیسری کہانی کے مطابق جموں کے راجا نارو نے اسے ایک طاقتور پٹھان میر جگوا کو مارنے کے لیے علاقہ گھول میں 84 دیہات دیئے تھے۔ بچو راجپوت باجوہ جٹوں کے ساتھ اپنی قرابت تسلیم کرتے ہیں۔ کلس کے ایک بیٹے داوا کے بیٹے دیوا کے تین بیٹے مندا، وسرا اور نانا عرف پچرہ تھے۔ نانا کے تمام بچے مر گئے تو جوتشی نے اسے بتایا کہ اس کا صرف وہی بچہ زندہ رہے گا جو پچری درخت کے نیچے پیدا ہوگا۔ اس کی نصیحت پر عمل کیا گیا اور نانا کے اگلے بیٹے نے پچرہ شاخ کی بنیادی رکھی جو نارو وال میں ملتے ہیں۔ بچو راجپوتوں کی ایک رسم

چونڈا ونڈ ہے اور بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی چھ، بھاؤ اور منہاس راجپوتوں میں اور بیٹیوں کی راجپوتوں میں کرتے ہیں۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کچھ ہی عرصہ پہلے تک نجو راجپوتوں کے ہاں ایک رسم رانج تھی جس کے تحت کسی لڑکی کی شادی کرنے کے لیے اسے ہندو بنایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے تحت اسے ایک زیر زمین کمرے میں عارضی طور پر دفن کر کے اوپر پڑی مٹی میں ہل چلایا جاتا۔ ان کی بہت سی رسوم ساہی جنٹوں جیسی ہیں۔ وہ تقریباً سبھی کے سبھی سیالکوٹ میں ملتے ہیں، البتہ ان کی تھوڑی بہت تعداد مشرق کی سمت پٹیالہ تک پھیلی ہوئی ہے۔

بادی..... ایک خانہ بدوش قبیلہ جو اپنی عورتوں سے جسم فروشی نہیں کرواتا۔ لفظی ”بادی“ کو ”بازی“ (گر) کی تبدیل شدہ صورت بتایا جاتا ہے۔

بارکزئی..... ابدالی یا درانی افغانوں کا ایک مشہور قبیلہ۔ اس کے مشہور ترین افراد فتح خان اور اس کا بھائی دوست محمد تھے۔ قندھار پر قبضہ کے لیے (1834ء) شاہ شجاع کی مہم ناکام ہونے کے بعد دوست محمد نے امیر کالقب اختیار کیا اور افغانستان کا موجودہ حکمران خاندان قائم کیا۔

بارک..... عرب نسل کا دعویٰ کرنے والے پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ وہ انصاری شیخوں کے ہمراہ کابل اور غزنی کے درمیان واقع لوگر وادی سے ہجرت کر کے جالندھر میں آباد ہوئے۔

باری..... بادل میں ایک ذات جس کے کچھ ارکان ہندو راجپوتوں کے خاندان ہیں۔ وہ راجپوتانہ سے ہجرت کر کے آئے اور خود کو راجپوت نسل سے بتاتے ہیں۔

باڑھی..... جمنائضلاع میں ترکھان کا ہم معنی۔

بازیدخیل..... بائیزئی، کوہاٹ میں ملنے والے جو اکی آفریدیوں کی ایک شاخ۔

بازی گر..... کرتب دکھانے والے۔ بازی گر عموماً مسلمان اور نٹ ہندو ہوتے ہیں۔ بازی گر عورتیں

اور مرد دونوں کھیل دکھاتے ہیں لیکن نٹوں کے صرف مرد ہی ایسا کرتے ہیں۔ کچھ آراء کے

مطابق بازی گر صرف کرتب دکھاتا جب کہ نٹ رے پر چلتا ہے۔ مشرقی پنجاب میں بازی گر

کو بادی کہتے ہیں۔ (دیکھیں ”نٹ“)

فیروز پور میں سادھے والا کے مقام پر بازی گروں کی ایک زیارت گاہ ہے۔ یہ درگاہ ایک

بوڑھی عورت کے احترام میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس مقبرے میں ایک کپ نما سوراخ میں شراب

ڈال کر پی جاتی ہے۔ بازی گروں کا ایک راجا اور اس کی بیوی بانی ہے۔ دونوں تنازعات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ بازی گروں کے کیمپ نزل سے بنی قطار دار جھونپڑیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس ”ذات“ کو مختلف ذاتوں، حتیٰ کہ برہمنوں اور جٹوں پر بھی مشتمل بتایا جاتا ہے، لیکن ہر شاخ صرف آپس میں ہی شادیاں کرتی ہے۔ درحقیقت بازی گرا ایک پیشہ ورانہ طبقہ ہیں۔

باسن..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ، منگمری میں بسن۔

باشا..... بھانڈ کا ہم معنی۔ نقال یا مسخرے کو باشا کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایکٹر بھی باشا ہیں۔ سیالکوٹ میں پرنوں کی ایک شاخ باشا بتائی جاتی ہے۔ باشا عموماً مسلمان ہیں لیکن وہ اصل میں غالباً میراثی ہی ہیں۔ میراثی اور باشا آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ باشا کپ اور کھلونے بھی بنا کر بیچتے ہیں۔

باشرع..... لفظی مطلب باقاعدہ یا پابند۔ سنی مسلمانوں کے چار باقاعدہ بڑے سلسلوں کو باشرع کہتے ہیں: چشتی، قادری، سہروردی اور نقشبندی۔ ان کے برعکس بے شرع ہیں۔

باغبان، باغ دان..... ہالی کے لیے فارسی لفظ۔ مغربی پنجاب میں عموماً ارائیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ باغبانوں کو ایک باقاعدہ ذات کی بجائے محض مالی یا ملیار وغیرہ کے برابر ایک طبقہ خیال کرنا چاہیے۔

باکھری..... بہاولپور کے شہر فرید علاقہ میں ایک قبیلچہ۔ وہ سومرا نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں، اور ان کے چارن گوئے ایک راجپوت ماخذ کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ باکھری بھکر سے ہجرت کر کے ملتان آئے اور وہاں غوث بہاؤ الدین زکریا کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ وہ اپنے ہندو رشتہ داروں میں واپس جانے سے ڈرتے تھے لہذا ملتان میں ہی جولا ہوں کے طور پر آباد ہو گئے۔ اس کے بعد وہ نور پور، پاکستان اور دیگر مقامات پر گئے۔ نور پور میں سے کچھ ایک کو فرید خان اول نے شہر فرید میں آباد کیا۔ وہ لنگیاں بناتے ہیں۔ آج کل باکھری کو بھاکھری بولا جاتا ہے۔

باگڑی..... (1) باگڑیا بیکانیر کی چراگا ہوں سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ہندو راجپوت یا جٹ۔ گورداسپور میں باگڑی سلہریا ہیں جو اپنا قبیلچہ باگڑیا بھاکڑ بتاتے ہیں، اور غالباً حصار اور اس

کے گرد و نواح کے باگڑیوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور میں جیسلمر یا بیکانیر کے کسی بھی ایسے مسلمان یا ہندو کو باگڑی کہتے ہیں جو باگڑی بولی بولتا ہو۔

بالمیکی، والہمکی..... چوہڑوں کی ایک شاخ۔ انہیں بالمیک، بالرکھ یا بالاشاہ کی نسبت سے یہ نام ملا جس نے رامائن لکھی تھی۔ بالمیک شاعر کتر ذات سے تھا اور روایات اسے کرنال میں ناردک کا ایک پست ذات شکاری بتاتی ہیں۔ یا پھر اسے بھیلن ڈاکو بھی بتایا جاتا ہے جو ایک رشی کو لوٹنے کے دوران تائب ہو گیا۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ شاہی درباروں میں جھاڑو دیتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ غزنی میں پاک بازی کی زندگی گزارتا تھا (دیکھیں ”لال بیگی“)

بالو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بالو پنہتی..... ایک چھوٹی سی بیراگی ذیلی شاخ۔ بالاتھپہ یا بالا صاحب جٹ نسل کا ایک بیراگی سادھو تھا جو سیالکوٹ کی ڈسکہ تحصیل میں رہتا تھا۔

بالی..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بالی..... مہیال برہمنوں کی ایک شاخ۔ یہ جنوب مغربی پنجاب کے دھن پوتروں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

بام مارگی، وام چاری..... کالی دیوی کے ”بائیں ہاتھ والے“ پجاری اور شاتھکوں کا بدنام ترین حصہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فرقہ جوگی کنپانے قائم کیا جس میں سنیا سی اور جوگی شامل ہوئے۔ یہ زیادہ تر کانگڑا اور کشمیر میں ملتے ہیں۔

باموزئی..... ملتان میں آباد ایک افغان خاندان۔ یہ احمد شاہ ابدالی کے دور میں خراسان سے یہاں آئے تھے۔

بانوا..... غالباً ”بے نوا“ کی ایک بدلی ہوئی صورت۔ (دیکھیں ”بے نوا“)

بانیا..... لفظ بانیا سنسکرت کے بانیا یا تاجر سے مشتق ہے۔ بانیا تجارت کے ذریعہ ہی روزی کماتے ہیں۔ صوبے کے مشرق میں ان کے پاس کافی علاقہ ہے لیکن وہ شاذ و نادر ہی تجارتی پیشوں کے علاوہ کسی اور پیشے میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ یہ کاروباری معاملات میں بہت ذہین اور سمجھ دار ہیں۔ دہلی، بیکانیر اور مارواڑ کے بڑے بانیا گھرانے بہت بڑے بڑے سودے کرتے ہیں



لیکن گاؤں کا بانیا کافی غریب مخلوق ہے۔ وہ اپنی ساری زندگی دکان میں ہی گزارتا ہے، نتیجتاً اس کا قد و قامت پست اور مزاج بزدلانہ ہے۔ کسان لوگ اسے پیسے کا پجاری ہونے کے ناطے بہ نظر تحقیر دیکھتے ہیں، لیکن ایک حوالے سے بانیے کا سماجی رتبہ کسانوں سے کافی بہتر ہے کیونکہ وہ ایک راسخ العقیدہ ہندو ہے۔ عموماً بانیے کو ویش نسل سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ جانیو (جنیو) یا مقدس دھاگہ پہنتا ہے، بیوہ کی شادی نہیں کرتا اور نہ ہی بیواؤں کے ہاتھ سے لے کر کچھ کھاتا پیتا ہے۔ بانیے کا ذکر روزمرہ مقولوں میں ملتا ہے: ”جس کا بانیا دوست ہو اسے دشمن کی کوئی ضرورت نہیں۔“ ”پہلے بانیے کو اور پھر چور کو مارو۔“ مگر گاؤں کی معیشت میں بانیے کا کردار مرکزی نوعیت کا ہے۔

بانی، بل..... ایک خاتون ملازمہ، دائی۔

باوا..... (مونث باوی) سکھوں کے پہلے تین گوروؤں کی نسل سے تعلق رکھنے والوں کا لقب۔ اس کے علاوہ فقیر یا سادھو اور بھکشوؤں کے کسی سلسلے کے سربراہ کو بھی باوا کہتے ہیں۔

باورے..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

باوری..... منگمری میں جٹوں کے رتبے کے حامل مسلمانوں کا قبیلہ۔

باؤریا، باوریا..... باؤریا گروپس کے بارے میں سرڈینزل انٹرن لکھتے ہیں: ان کو تین حصوں میں

منقسم بتایا جاتا ہے۔ بیکانیر کے بیداوتی، جو اپنا ماخذ بے پور میں بیداوت سے جوڑتے ہیں،

مردار نہیں کھاتے، چھوٹی موٹی چوریوں سے نفرت کرتے مگر تشدد کے شوقین ہیں۔ وہ گائیں

یا بیل نہیں چراتے اور باقیوں پر برتری رکھتے ہیں۔ دوسرے جنگلی یا کال کملیا اکثر سکھ

ریاستوں، فیروز پور اور سرسا کے جنگل دیس میں ملتے ہیں اور ان کی عورتیں کالے کمبل (کملی)

اوڑھتی ہیں۔ تیسرے کا پڑیا، جن کی تعداد دہلی کے گرد و نواح میں سب سے زیادہ ہے اور یہ

بدنام جرائم پیشہ قبیلہ ہیں۔ یہ تینوں شاخیں باہم شادیاں کرتی اور نہ ہی اکٹھا کھاتی ہیں۔ کال

کملیا واحد شاخ ہیں جن کا پیشہ ابھی تک شکار کرنا ہے۔ دیگر شاخیں اس پیشے کو بہ نظر تحقیر دیکھتی

ہیں۔ کا پڑیا زیادہ تر سیلانی ہیں، جبکہ بیداوتی عموماً مستقل مسکن میں رہتے ہیں۔

باوریا اپنی ہی گوت میں شادی نہیں کرتے اور کہا جاتا ہے کہ دلہے کی عمر دلہن سے زیادہ

ہونا لازمی ہے۔ اندھے یا کانے کی شادی اندھی یا کانے کی عورت سے ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح

خوبصورت یا بدصورت عورتیں اپنے ہی جیسے مردوں سے شادی کرتی ہیں۔ کسی اور ذات کی عورت سے میل ملاپ رکھنے والے مرد کو برادری میں بیٹھ کر حقہ کشی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بے وفائی کرنے والی عورت کی زبان پر سرخ گرم لوہا رکھا جاتا ہے۔

بائی زئی (بائیزئی)..... اکوزئی یوسف زئی کے دو قبیلوں میں سے ایک۔ اصلاً یہ لنڈ خوار وادی (پشاور کے انتہائی شمالی حصے میں) سے تعلق رکھتے تھے اور دریائے سوات تک کا علاقہ ان کا تھا۔ یہ اب بھی پہاڑوں پر قابض ہیں لیکن اب ان کے پاس بہت کم علاقہ رہ گیا ہے۔ ان کی چھ شاخیں یہ ہیں: اباخیل، عزیزخیل، بابوزئی، متورے زئی، موسیٰ خیل اور زنگی خیل۔ ان میں سے صرف پہلی تین شاخیں برطانوی مقبوضہ علاقہ میں املاک رکھتی ہیں۔

باہمن..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلہ۔

باہی..... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو ہوشیار پور کے قریب 12 دیہات کا مالک ہے (اس کی تصدیق نہیں ہوئی)۔

بب..... ایک چھوٹا اور کمتر زراعت پیشہ قبیلہ جو ہزارہ ضلع کی ایبٹ آباد تحصیل میں ایک یادو گاؤں پر قابض ہیں۔ غالباً ان کا تعلق اعوانوں سے ہے۔

ببائی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بیر..... ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ بہاولپور کے برابر اپنا شجرہ نسب یوں بتاتے ہیں: راجا کرن۔ کمدو۔ پارگو۔ جنجواہان۔ کھکھ۔ اس آخری کھکھ کے چار بیٹے بیر، گوہر، راہر اور جھگر تھے۔

ببلا..... بھٹیوں کا ایک حصہ جس سے شجاع آباد، ملتان کے چودھریوں کا تعلق ہے۔

بپر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بپھلا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ببئی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ("بوسن" بھی دیکھیں)

ببکزی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

ببہرا..... (پتاہر) پتھر کا کام کرنے والے مستری۔ یہ کانگڑا پہاڑیوں میں ملتے ہیں۔

ببٹر..... ایک جٹ شاخ۔

بڑے..... مرکزی طور پر بالائی ستلج پر ملنے والا ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ انہیں ایک سور یہ بنسی راجپوت کی اولاد بتایا جاتا ہے جو لکی جنگل سے آیا اور گوجرانوالہ میں آباد ہوا۔ یہ منگمری میں ایک ہندو جٹ قبیلے کے طور پر بھی ملتے ہیں۔

بٹی..... منگمری میں کبھو ہوں کا زراعت پیشہ ہندو قبیلہ۔

بجارہ..... قطب شاہ کے بیٹے کلوگن کی نسل سے تعلق رکھنے والے 15 اعوان خاندانوں میں سے ایک۔

بجاڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بجڑ..... سیالکوٹ میں ملنے والا اور باجوہ جٹوں سے منسلک ایک راجپوت قبیلہ۔

بج..... ملتان تحصیل میں ایک جٹ یا راجپوت قبیلہ جہاں انہیں شاہ جہاں کے دور میں ملتان کے حاکم شہزادہ مراد بخش نے بسایا۔

بجل..... نارائن گڑھ تحصیل (انبالہ) کے بھیروگ پرگنہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ تاؤنی راجپوت کی ایک جٹ بیوی سے پیدا ہوئے۔

بخاری..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلہ۔ (دیکھیں "سید")

بخت مل سادھ..... بخت مل کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ جب گورو گوبند سنگھ نے مسندوں یا مصلوں کا

خاتمہ کیا تو ان میں سے ایک بخت مل نامی نے ایک گوجر عورت ماتا کے پاس پناہ لی اور عورت کا بھیس اپنانے کی خاطر چوڑیاں اور نتھ بھی پہن لی۔ بعد میں اس نے یہ حلیہ مستقل طور پر اپنا لیا۔ اس کی گدی کے مہنت اب بھی چوڑیاں پہنتے ہیں۔ اس کے پیروکاروں کو بخشیش سادھ بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ امر مشکوک ہے۔

بختیار..... فارسی ماخذ کا حامل ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان کے میاں خیل

پٹھانوں سے منسلک ہیں اور اب ان کا ایک مرکزی حصہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ تاہم،

ریورٹی بختیاروں کو سید بتاتا ہے۔ شیرانی پٹھانوں کے جد امجد شیران نے اپنی ایک بیٹی کی

شادی سید اسحاق سے کی تھی جس کا ایک بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام حبیب ابوسعید (بخت یار)

رکھا گیا۔ اس بیٹے کو اس کے سوتیلے باپ میانی بن ڈوم بن شیراز نے گود لیا۔ بختیاروں

میں کافی بزرگ پیدا ہوئے جن میں مخدوم عالم خواجہ یحییٰ کبیر بن خواجہ الیاس بن سید محمد بھی

شامل تھا۔ وہ 1333ء میں فوت ہوا اور اس کی اولاد شیخ زکی کہلائی۔ رپورتی کے بقول فارسی بختیار دوسرے بختیاروں سے الگ ہیں۔

بخشیال..... وہورا کھتریوں کا ایک خاندان جو جہلم میں بھون (Bhaun) کے مقام پر آباد ہے۔ یہ فوجی خدمات کی ایک روایت رکھتے ہیں۔

بدانہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بداہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بدر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بدرو..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بدلی، بدنی..... افغان مہاجرین کی آمد سے قبل ننگر ہار سے لے کر دریائے سندھ تک کے علاقے پر آباد لوگ جو اب دوسروں میں جذب ہو چکے ہیں۔ وہ سات قبائل میں منقسم تھے اور اخوند درویزہ نے انہیں بطور کافر بیان کیا لیکن وہ ان کا ذکر بطور بدھست نہیں کرتا۔

بدو، بدوں..... وسطی پنجاب، اور بالخصوص ستلج و بیاس کی بالائی وادیوں میں ملنے والے مسلمانوں کا ایک خانہ بدوش قبیلہ۔ کیملوں کی طرح وہ بھی امام شافعی کے پیروکار ہیں۔ یہ نزل سے مختلف اشیاء بناتے ہیں۔ ان کے تین مرکزی قبیلے دھراء، وابلہ اور بلارا ہیں۔ یہ عرب نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے ہاں چچا، ماموں اور خالہ زاد آپس میں شادی نہیں کر سکتے۔

بدوال..... ننگمیری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

بدوزئی..... ملتان، ڈیرہ جات اور ریاست بہاولپور میں ملنے والا ایک پٹھان خاندان۔

بدون..... دیکھیں ”بدو“۔

بدوہل..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو شادیوں کے موقع پر جسراں اور نابھا میں سستی کی درگاہ پر کھانا نذر کرتے ہیں۔ یہ ہر ماہ کی 9 تاریخ کو دودھ بھی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ بدوہل جٹ میں ملتے ہیں۔

بدھ..... ننگمیری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

بدھر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

بدھن یا پکھائی..... جنوں کا ایک قبیلہ جو سرد آراچوت کے ساتھ اپنی نسبت جوڑتے اور جموں کے کالانامی شخص کو اپنا جد امجد مانتے ہیں۔ یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

بدھ وال..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

بدھور..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بدھی..... گدیوں میں ہل اور دیگر غیر پیچیدہ لکڑی کی چیزیں بنانے والا۔ (کلباڑے یا آری سے کٹائی کرنے کو "بدھنا" کہتے ہیں)۔ (دیکھیں "بڑھی")

بدھی کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

بر..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

برآ..... ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنے ناموں کے شروع میں "جام" لگاتے ہیں۔ غالباً وہ سندھی ماخذ سے ہیں۔

برا..... چنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ اس کے مورث اعلیٰ کی سادھ پٹیالا میں کلؤ کوٹلی کے مقام پر ہے اور شادیوں کے موقع پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔

برار..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلہ۔

برار..... (1) ملتان اور منگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ (منگمری میں ان کا تعلق اسلام اور ہندومت دونوں مذاہب سے ہے)، (2) منگمری میں ایک ہندو اور مسلمان کبوتہ قبیلہ۔

براڑ..... گداگری اور ڈاکہ زنی کرنے والی ایک پست ذات۔ جالندھر میں براڑ چھج اور چھاننے بناتے ہیں۔ وہ کتوں کی مدد سے شکار بھی کرتے ہیں۔ ان کی رسومات چوہڑوں جیسی ہیں۔

کسی شادی کے موقع پر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھ کر آگ روشن کرتا ہے جس کے گرد پھیرے لیے جاتے ہیں۔ رخصتی کے وقت لڑکی کا باپ اسے جہیز دیتا ہے۔ عورتیں گیت گاتی

اور مرد گوگیا گانامی گیت پڑھتے ہیں۔ براڑ لال بیگ کو مانتے اور ہر بیچ میں اسے اڑھائی پیرکاروٹ اور گھی میں ڈوبا ہوا پرندہ نذر کرتے ہیں۔ اس ذات کے کچھ لوگ سیلانی ہیں اور

سانسیوں اور چوہڑوں کے درمیان تعلق بناتے ہیں۔

برج پانی..... بام مارگی کی ایک بدنام ذیلی شاخ۔

برڑا..... برڑوں کا اصل نام ہو جالی تھا۔ کچھ ایک خود کو سمہ شاخ بتاتے ہیں لیکن دیگر کے مطابق وہ

ایک علیحدہ قبیلہ ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق وہ جونا گڑھ کے قریب گرنار کے راجا کی اولاد ہیں جو ہجرت کر کے سندھ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس سے اسلام قبول کروانے والے بزرگ نے اسے بُر (جُبہ، چغہ) کا نام دیا۔

برکا..... پست ذات کے مسلمان۔

برکزی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

برکنداج..... عربی لفظ برق انداز کی بگڑی ہوئی صورت۔ اس سے پولیس والا، کانسٹیبل اور گاؤں کا چوکیدار مراد ہے۔

برکیزی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

برگھٹ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

برلاس..... (برلیسی) امرتسر میں ایک مغل قبیلچہ۔

برہمند..... (دیکھیں ”مہمند“)

برہم چری..... مذہبی طالب علم، جب کوئی برہمن برہمنی دھاگا پہن لے۔ روحانی استاد کی زیر نگرانی ویدوں کا مطالعہ کرنے والا، مرتاض، ہندو سادھوؤں کا ایک طبقہ۔

برہمن..... (بامہن، باہمن) ہندوستان کے برہمن دو جغرافیائی گروپس میں تقسیم ہیں: ایک

اُتر اہک جو ہندھیا کے شمال میں رہتے ہیں، اور دوسرے دکشمت جو جنوب میں رہتے ہیں۔

اُتر اہک کے اندر مزید پانچ گروپ ہیں: سارسوت، کن کج، گوڑ، اُتکل اور میتھل۔ ان پانچوں

کو مجموعی طور پر گوریا گوڑ برہمن بھی کہا جاتا ہے۔ جنوبی گروپ کی بھی پانچ شاخیں ہیں: دراوڑ،

مہاراشٹری، سوراہت یا کرناٹیک، تیلنگ اور گورجر۔ پنجاب میں ان میں سے صرف پشکرنا

برہمن ہیں جو مہاراشٹری گروپ سے نکلے۔ پنجاب کے زیادہ تر برہمن سارسوت ہیں لیکن

صوبے کے مشرقی اضلاع میں گوڑ برہمن بھی ملتے ہیں۔

پشکرنا برہمن پنجاب کے جنوب مغرب میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سندھو اور مارواڑی

گروپوں میں منقسم ہیں۔ پشکرنا تمام بھاٹ راجپوتوں کے پروہت ہونے کے دعوے دار

ہیں۔ وہ عموماً اپنی بیٹیاں ایک ہی خاندان اور اگر ممکن ہو تو بھائیوں کے ساتھ بیاتے ہیں؛ یعنی

اگر کسی پشکرنا برہمن کی تین بیٹیاں ہیں تو وہ تینوں کو ایک ہی خاندان کے تین بیٹوں سے

بیانے کو ترجیح دے گا۔ ان کی دستا شاخ کی دو گوتیں مٹر اور وٹو ہیں۔ وٹو گوت سب سے کمتر ہے۔ مثل مشہور ہے کہ: برہمنوں میں وٹو، گھوڑوں میں ٹٹو۔

برہمنوں کا دوسرا قابل ذکر گروہ مہیال ہے۔ بھاٹ اور جا جک انہیں اپنی شادیوں کے موقع پر ایک رقم مہن دیتے ہیں (5، 7 یا 12 روپے) اور اسی سے ان کا یہ نام پڑ گیا لیکن اس نام کا ماخذ ”مکھیا“ بھی بتایا جاتا ہے۔ مہیال بالاصل یقیناً سارسوت ہیں اور اب بھی گجرات میں اس گروپ کی عورتوں سے شادی کرتے ہیں لیکن راولپنڈی میں، بنجا ہی سارسوت کی پانچ برتر شاخیں (سندھان، سکھان، بھکلال، بھوگ اور کالی) بھیم وال اور دیگر مہیال سارسوت شاخوں میں بھی اپنی بیٹیاں بیاتے ہیں۔

بریا، وریا..... ایک راجپوت قبیلہ۔ جالندھر کے بریوں کو مہا بھارت کے راجا کرن کی نسل سے ہونے کے ناطے سورج بنسی بتایا جاتا ہے۔ ان کا جد امجد مل تقریباً 500 برس پہلے پٹیالہ کے علاقہ جل کاہرا سے آیا تھا۔ البتہ سیالکوٹ میں پائے جانے والے چند ایک بریے راجپوت کی بجائے جٹ شمار ہوتے ہیں، اور وہ اپنا نسب ایک چندر بنسی راجپوت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ یہ قبیلہ پٹیالہ اور نا بھاتا تک ہی محدود ہے۔

بریار..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بریاں..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جلیر، ساہی اور لکھی خاندانوں کے سورج بنسی راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے جد امجد کی نسل سے ایک توک نامی شخص سیالکوٹ میں آباد ہوا تھا۔

بریے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بڑانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بڑگوجر..... برہمنوں، راجپوتوں، میوؤں اور دیگر قبائل کے ساتھ ساتھ عموماً گوجروں میں ملنے والا ایک طبقہ (یا غالباً عہدہ)۔ ان کا تعلق گڑگاؤں سے ہے لیکن ڈینزل ایٹسن کے مطابق بڑگوجر 36 شاہی راجپوت خاندانوں میں سے ایک ہیں، اور گہلوت کے علاوہ صرف یہی رام کے بیٹے لاوا کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ یقیناً سورج بنسی ہیں۔ ان کا قدیمی صدر مقام راجوڑ تھا جس کے کھنڈرات اب بھی الور کے جنوب میں موجود ہیں۔

بڑھئی..... پہاڑی علاقوں کے ترکھان۔ کولو میں بڑھئی اور بادھی ایک ہی ہیں، لیکن کانگڑا خاص

میں نہیں۔ کوٹو کے بڑھی مردار بھی کھا لیتے ہیں۔ کانگڑا کے راٹھیوں کی ایک شاخ کا نام بھی بڑھی ہے۔

بڑے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بزاز..... (1) کپڑا فروخت کرنے والا، (2) اردووں کی ایک شاخ۔

بزدار..... سرحد سے پرے، قصرانی علاقے کی پچھلی طرف واقع ایک خود مختار بلوچ قبیلہ۔ ڈیرہ غازی خان میں ملنے والے بزدار راجن پور کے آس پاس ادھر ادھر دیہات میں رہتے ہیں اور ان کا اپنے اصل قبیلے سے کوئی رابطہ نہیں۔

بساطی..... پھیری والا، چھوٹے پیمانے کا تاجر، چھابڑی فروش۔

بسر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بسی..... جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا جد امجد تھلا کالدھیانہ میں گوپال پور کے مقام پر ایک ”مل“ تھا۔ وہاں بیٹے کی پیدائش اور دیوالی کے موقع پر اس کے نام پر زمین کھودی جاتی ہے۔

بشگالی..... سیاہ پوش کافروں کا ایک قبیلہ۔

بشنوئی..... ایک پہلا دبائی فرقہ جس کا بانی جھامب جی 15 ویں صدی کے اواخر میں گزرا ہے۔

بشنوئی کا دوسرا تلفظ وشنوئی ہے، یعنی وشنو دیوتا سے تعلق رکھنے والے۔ درحقیقت بشنوئی اور

وشنو میں امتیاز کرنا بہت مشکل ہے۔ بشنوئی کبھی کبھار خود کو پراہلد بنسی یا پراہلد پننتھی بھی کہتے ہیں

کیونکہ وشنو اپنے پراہلد بھگت کو خوش کرنے کی خاطر جھامب جی کی ذات میں مجسم ہوا تھا۔

روایت کے مطابق پراہلد کے ساتھ 33 کروڑ دیگر انسان (ہستیاں) تخلیق ہوئے تھے۔ ان

میں سے 5 کروڑ کو مکار ہرناکش نے مار ڈالا، اور جب وشنو نے زسنگھ اوتار کے روپ میں

پراہلد کی زندگی بچالی اور اس سے کوئی خواہش پوچھی تو اس نے درخواست کی کہ باقی 28 کروڑ

کو مکتی دلا دی جائے۔ یہ کام کرنے کے لیے ایک اور اوتار کی ضرورت تھی۔ لہذا جھامب جی

نے جنم لیا۔

بشیرا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

بک..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

بکرکی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



بگنیرا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھری قبیلہ۔

بکھر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بکھر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بگٹی..... (یا زرکنی) ایک منظم بلوچ نمن جس نے پنجاب اور بالائی سندھ کی سرحدوں کے درمیان تگنے علاقے پر قبضہ کیا۔ اس کے قبیلے مندرجہ ذیل ہیں: رہیجا، نوٹھانی، مسوری، کلپھور، پھونگ یا موند رانی اور شمبانی یا کیا زئی۔ بگٹی لوگ مختلف عناصر پر مشتمل ہیں (مرکزی طور پر رند)۔ کیا زئی خود کو میر چار کر کے بیٹے گیاندار کی نسل سے بتاتے ہیں۔ ان کے مطابق گیاندار کے بیٹے رہیجا کے نام پر ہی ان کی ایک شاخ کا نام ہے، البتہ یہ نام ہندوستانی آواز رکھتا ہے۔

بگدر..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

بگرا نا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

بگراہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بگھیلا..... لفظی مطلب ”شیر پالنے والا۔“ یہ کاٹھیوں کی ایک مرکزی شاخ ہیں۔ یہ کمالیہ کے گرد و نواح تک ہی محدود ہیں اور زراعت پیشہ راجپوت شمار ہوتے ہیں۔

بگیا نہ..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

بلائی..... گھیروں کی ایک پست پور بیاضات۔

بل فروش..... بھاٹ کا ہم معنی (راولپنڈی میں)۔

بلما..... شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ پنجاب کے مشرق میں بلکا (بالکا) چیلے کا ہم معنی ہے۔

بلنگن..... جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جموں راجپوتوں کے ساتھ نسلی تعلق کے دعویدار ہیں اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

بل..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بل..... بیاس اور بالائی ستلج کا ایک جٹ قبیلہ۔ اسے سیکھو قبیلے کا ایک قبیلہ بتایا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ ان کے جدا نجد کا نام بھی بیابل بتایا جاتا ہے جو مالوہ سے

آنے والا ایک راجپوت تھا۔ ”بل“ کا لفظی مطلب طاقت ہے۔ قدیم ہندوستانی تاریخ میں یہ نام کافی مشہور ہے اور یہ مختلف صورتوں اور مقامات پر نظر آتا ہے۔ امرتسر کے بل کہتے ہیں کہ وہ بلم گڑھ سے آئے اور ڈھلوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔

بلو ترہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بلوچ، بل اُچ..... ایک پٹھان شاخ (دیکھیں ”بلوچ“)

بلوچ..... سر ڈینزل ایلٹن نے بلوچ کو یوں بیان کیا:

بلوچ کا مفہوم: پنجاب میں لفظ ”بلوچ“ جن افراد کی نشاندہی کرنے کے لیے مختلف انداز میں استعمال ہوتا ہے ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (1) خاص بلوچ، ایک قوم جو اپنا ماخذ مکران سے ملاتی ہے اور اس وقت وہ کوہ سلیمان کی ترائی میں آباد ہے۔ (2) ایک جرائم پیشہ قبیلہ جو تھائیسر کے نیچے گھنے جنگلوں میں مقیم ہے۔ (3) پنجاب کے انتہائی مشرق اور انتہائی مغرب کے علاقوں کے علاوہ کوئی بھی اونٹ سوار مسلمان۔ (4) ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان قبیلہ زیادہ تر بلوچ (بل + اوچ - Baluch) کہلاتا ہے۔ جرائم پیشہ قبیلے کا ذکر سیلانی اور خانہ بدوش قبائل کے تحت کیا جائے گا۔ یہ تقریباً قطعی طور پر بلوچ نسل کا ہے۔ یہ امکان بھی ہے کہ یہ محض حقیقی بلوچیوں کا ہی ایک چھوٹا سا گروہ ہو جو پٹھانوں کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ زیادہ تر تعداد کا تعلق تریس سرحد کے حقیقی بلوچیوں اور پنجاب بھر میں بکھرے ہوئے ان کے نمائندوں سے ہے لیکن مغربی میدانوں کی بالائی چراگاہوں میں بلوچ پناہ گزینوں نے کاشتکاری کی بجائے اونٹ پالنے اور چرانے کا کام اپنا لیا ہے، اور یوں لفظ بلوچ اونٹوں کی پرورش کرنے کے لیے مخصوص ہو گیا۔ یہاں تک کہ سارے پشاور، راولپنڈی، لاہور، امرتسر اور جالندھر اضلاع میں لفظ بلوچ کا استعمال صرف مسلمان اونٹ سوار کے لیے ہی ہوتا ہے، چاہے اس کی ذات کچھ بھی ہو۔ ہر بلوچ کا اونٹ سوار ہونا اور ہر مسلمان اونٹ سوار کا بلوچ ہونا فرض کر لیا گیا ہے۔ سرس میں ملتان سے آنے والے پنوار راجپوت صرف اونٹ پالنے کی وجہ سے بطور بلوچ جانے جاتے ہیں اور متعدد ڈپٹی کمشنروں نے منظوری دی ہے کہ اونٹوں، ساربان اور بلوچ کو ایک ہی ذات شمار کرنا چاہیے۔ ان کا سردار ”ملک“ کہلاتا ہے۔

بلوچ اپنے پڑوسی پٹھان کے مقابلہ میں متعدد حوالوں سے واضح فرق پیش کرتا ہے۔

دونوں کی سیاسی تنظیم قبیلوی ہے، لیکن ایک کسی سردار کی حاکمیت کو اعلیٰ ترین تسلیم کرتا ہے جو ایک لحاظ سے محدود فرمانروا ہے، جبکہ دوسرا قبیلے کی مجلس مشاورت کے سوا کوئی حاکمیت تسلیم نہیں کرتا۔ دونوں میں ایک وحشی اور نیم مہذب زندگی والی متعدد خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ دونوں کے لیے مہمان نوازی مقدس اور مہمان کی حفاظت کرنا بہر صورت لازمی ہے، لیکن ”خون کا بدلہ خون“ لینا ہر شخص کا اولین فرض ہے۔ دونوں بڑی سختی کے ساتھ اپنے اپنے اخلاقی معیاروں پر کاربند ہیں، اگرچہ یہ معیار جدید یورپ والے اخلاقی معیار سے بہت مختلف ہیں۔ دونوں خدائے واحد ”اللہ تعالیٰ“ اور ”محمد رسول اللہ“ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان میں سے ایک اپنے دشمن پر سامنے سے حملہ کرتا ہے تو دوسرا عقب سے، ایک اپنے وعدے کا پابند ہے تو دوسرا مفاد پرست۔

المختصر، بلوچ پٹھان کی نسبت کم شورش پسند، کم دھوکے باز، کم خونخوار اور کم متعصب ہے۔ شمال کی سمت میں اپنے پڑوسی کی نسبت اس کا قد و قامت پست، جسم گھٹیللا اور زیادہ دبلا مگر زورور ہے۔ اگرچہ پشتون کی خود مختاری نے اسے زیادہ دلیر اور مردانہ وضع و دیعت کی ہے۔ وہ اپنے رکھ رکھاؤ میں زیادہ صاف گو اور کھلا اور کینے پن سے مبرا، ہماری عدالتوں کے ہاتھوں بے ایمان نہ ہو جانے کی صورت میں سچا اور کھرا، قول کا پکا، معتدل مزاج اور با حوصلہ اور ہمت کو اعلیٰ ترین وصف قرار دینے والا ہے۔ ڈیرہ جات کی سرحد کا حقیقی بلوچ ایسا انتہائی خوشگوار ترین شخص ہے، جس سے پنجاب میں ہمارا سابقہ ہوا۔ مالیہ کی ادائیگی میں وہ اطمینان بخش نہیں۔ جفاکشی کے لیے اس کی خواہش زبردست ہے لیکن محنت مشقت کو حقیر نظر سے دیکھنے والا اس کا تقاضا سے ایک غریب کا شکار بنا رہا ہے۔

وہ ایک مشاق گھڑ سوار ہے اور گھڑ دوڑ اس کا قومی کھیل ہے۔ سارے شمالی انڈیا میں گھوڑیوں کی بلوچ نسل اپنی شہرت رکھتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک وہ پچھروں کو پیدا ہوتے ہی مار دیتا تھا، اور گھوڑیوں کے لیے اس کی ترجیح اس مقولے سے عیاں ہوتی ہے: ”گھوڑی کی کاٹھی پر بیٹھا ہوا شخص اصل میں گھوڑے پر سوار ہے، اور گھوڑے کی کاٹھی پر بیٹھے ہوئے کی کاٹھی اس کے سر پر ہے۔“ اگر اس میں پوری گھوڑی کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ کسی گھوڑی کی ٹانگیں اپنی استطاعت کے مطابق لے لے گا۔ بلوچ گھوڑی کی چار

ٹانگیں ہوتی ہیں، لہذا وہ اپنی زیر ملکیت ایک ٹانگ کے لیے سال میں تین ماہ گھوڑی اپنے پاس رکھتا ہے۔ اس کے بعد گھوڑی باقی ٹانگوں کے مالکان کے پاس چلی جاتی ہے۔ وہ نسلی اور روایتی چور ہے، کیونکہ وہ کہتا ہے، ”چوری یا لوٹ مار نہ کرنے والے بلوچ پر خدا کی مہربانی نہیں ہوگی۔“ اور ”چوری کرنے والا بلوچ اپنی سات پشتوں کے لیے بہشت حاصل کرتا ہے۔“ لیکن ہمارے آج کے مہذبانہ اثرات کے تحت وہ زیادہ ایمان داری سیکھتا جا رہا ہے۔

اس کا چہرہ لمبا اور بیضوی، نقوش تیکھے اور ناک باز جیسی ہے۔ اس کے بال سیاہ اور روغن میں تر لہراتے ہوئے، داڑھی اور گل مجھے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ شخصیت میں کافی غلیظ واقع ہوا ہے اور صفائی کو زنا نہ پن کی نشانی سمجھتا ہے۔ عموماً اس کے پاس ایک تلوار، چاقو اور ڈھال ہوتی ہے۔ اس کے لباس میں ٹخنوں تک پہنچتا ہوا کڑھائی والا چولا، جس پر کمر کے نزدیک پلیٹ (چٹھیں) ہوتے ہیں، ڈھیلا سا زیر جامہ اور لمبا اونی گلوبند شامل ہے۔ یہ سب لازماً سفید ہوتے ہیں۔ بہر حال وہ خاکی مائل بھی قبول کر لے گا۔ حتیٰ کہ ہماری فوج میں وہ محض اس وجہ سے بھرتی نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اسے رنگین وردی پہننا پڑے گی۔

اس کی عورت سر پر چادر اوڑھتی ہے، اس کا چولا ٹخنوں تک اور زیر جامہ بڑے گھیر والا ہوتا ہے۔ اس کے کپڑوں کا رنگ سرخ یا سفید ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے بالوں کو لمبی لمبی مینڈھیوں کی صورت میں گوندھتی ہے۔ حقیقی بلوچ اپنی عادات و خصائل میں خانہ بدوش ہے، اس لیے وہ اپنی عورتوں کو خانہ نشین نہیں رکھتا، لیکن احترام نسواں سے وہ بہت جلتا ہے۔ بدکاری پکڑے جانے کی صورت میں مرد کو مار دیا جاتا ہے اور عورت حکم کی اطاعت میں خود کو پھانسی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جنگ کے دوران دشمن کی عورتیں اور بچے بلوچ سے محفوظ ہوتے ہیں۔

پہاڑیوں کا بلوچ جھونپڑوں یا عارضی ڈیروں میں رہتا اور اپنے گلوں کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا ہے۔ میدانی علاقوں میں وہ چھوٹے دیہات میں آباد ہو گیا ہے لیکن ان کے گھر بہت ہی غریب ہیں۔ جب اسکے گھر میں لڑکے کی ولادت ہوتی ہے تو اسے ماں کا دودھ پلانے سے قبل استقلال کی علامت کے طور پر گدھی کی لید ملا پانی تلوار کی نوک سے اس کے منہ میں پکایا جاتا ہے۔ مختلف قبائل یا خاندانوں میں واجب زندگیوں کا باقاعدہ حساب کتاب رکھا جاتا ہے، لیکن جب اس میں پیچیدگی پیدا ہو جائے تو اسے منگیوں یا حتیٰ کہ

موشیوں کی ادائیگی سے درست کرتے ہیں۔ ان کے قوانین وراثت شرعی نہیں بلکہ ان کا مقصد جائیداد کو دو دھیالی عزیزوں کے نام کر دینے کے ذریعہ خاندان کے اندر ہی رکھنا ہے۔ تاہم، کہا جاتا ہے کہ کچھ سر کردہ اور پڑھے لکھے افراد اپنے قبیلوں میں ”شرع“ متعارف کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بلوچی نام کو تو مسلمان ہیں لیکن انفرادی حیثیت میں اپنے مذہب سے لاعلم اور مذہبی رسم و رواج اور فرائض سے بے پروا ہیں۔ تاہم وہ کبھی خود کو ”مجان علی“ کہتے تھے (بعد میں تاریخ نویسوں نے بھی کہا)، اس لیے ان کے عربی النسل ہونے کا دعویٰ درست ہونے کی صورت میں وہ لازماً شیعہ ہوں گے۔ بہر حال اب ان کا تعلق بلا استثنیٰ سنی فرقہ سے ہے۔ سرحد کی دیگر متعدد مسلمان نسلوں کی طرح وہ قریشی عرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن کچھ اپنے آپ کو ترکمان نسل سے قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی روایات موخر الذکر نظریہ کے حق میں ہیں: جبکہ ان کے خدو خال قطعی طور پر اول الذکر کے نمائندہ ہیں۔ مسٹر فرائر کی ”ڈیرہ غازی خان سیٹلمنٹ رپورٹ“ کے صفحہ 19 پر اس سلسلے میں کافی بحث کی گئی ہے۔ ان کی زبان پرانی فارسی کی ایک شاخ اور بدیہی طور پر کچھ ایسی متروک روایت بھی لیے ہوئے ہے جن کی جدید شکل ان کے ماخذ پر روشنی ڈالتی ہے۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو ڈیرہ غازی خان کے بلوچیوں کی قبائلی تنظیم سے پرے اب یہ بمشکل ہی بولی جاتی ہے، حتیٰ کہ ان میں بھی میدانوں کی ملتان یا جاتکی اس پر غالب آ گئی ہے۔ ایک ایسا بلوچ سردار بھی ہمارے علم میں ہے جس نے انگریز حکام سے بات چیت کی خاطر انگریزی زبان سیکھی۔ ان کی کوئی بھی تحریری کتاب ہے نہ ادب۔ لیکن وہ شاعری کے زبردست شائق ہیں، خصوصاً ایسی شاعری جس میں قومی یا قبائلی تاریخ کے واقعات اور محبت کے نغموں پر مشتمل قصے بیان کیے گئے ہوں۔ مقامی شاعر بھی ان میں بہت عام ہیں۔

بلوچ کا کہنا ہے کہ وہ قریشی عرب اور آنحضرت کے چچا امیر حمزہ کی اولاد ہیں۔ جب اموی خلافت کے دوسرے خلیفہ یزید نے حضرت امام حسینؑ کو بیدخل کیا تو وہ شام کے علاقہ حلب (Aleppo) میں قیام پذیر اور حسینؑ کے حمایتی تھے۔ یہ قریباً 680 عیسوی کی بات ہے۔ وہ ایران میں ملک کرمان کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور کچھ عرصہ تک وہیں امن کے ساتھ مقیم

رہے۔ اس عرصہ میں ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی کہ شاہ انہیں اپنے ساتھ شادی کے بندھن میں باندھنے کا خواہشمند ہوا۔ لہذا اس نے تمام کے تمام 44 بولکوں یا قبیلوں سے ایک ایک بیوی مانگ لی (روایت کے مطابق اس وقت بلوچ ان 44 قبیلوں میں تقسیم تھے، تاہم ان کے نقوش کافی عرصہ ہوامندل ہو چکے تھے)۔ لیکن باپ اپنی بیٹیاں کسی اجنبی کو نکاح میں نہیں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے 44 لڑکوں کو لڑکیوں کے کپڑے پہنا کر بھیج دیا اور یہ فریب پکڑے جانے سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ نکلے۔ وہ جنوب مشرق کی طرف کچھ مکران یا افغانستان اور بحیرہ عرب کے ساحل کی درمیانی پٹی پر آگے بڑھے، لیکن پھر جزوی طور پر سکونت اختیار کی اور بالآخر اس علاقے میں آن بے جو اب بلوچستان کہلاتا ہے۔ آخری ہجرت کے وقت ان کا سردار جلال خان تھا، جس کے چار بیٹے رند، ہوت، لاشاری اور کورائی اور ایک بیٹی جاتو (Jato) تھی۔ بلوچیوں کے پانچ قبیلوں کے نام اب بھی یہی ہیں لیکن رند اور لاشاری غالب نظر آتے ہیں۔ اور بلوچی (یا ہماری سرحد کے شمال کی طرف بڑھنے والا اس قوم کا آخری حصہ) ان ناموں کے تحت دو بڑی شاخوں میں تقسیم تھا۔ مجھے یقین ہے کہ تمام بلوچ قبائل ابھی تک خود کو ان دونوں شاخوں میں سے کسی ایک کے ساتھ متعلق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہوت سے اپنا سلسلہ جوڑنے والے مزاری اور دریشک رند شاخ سے تعلق کے دعویدار ہیں۔

کچھ مکران میں اپنی پناہ گزینی کے کوئی پانچ سو سال بعد رند، لاشاری اور جتوئی قلات کے قریبی علاقہ میں شمال کی طرف بڑھے، جو زیریں کوہ سلیمان کے مغرب میں ہے۔ رند شوران میں، لاشاری گنداوہ میں، جتوئی سیوی اور ڈھادون میں بس گئے، جبکہ کھوسہ کچھ اور ہوت مکران میں ہی رہے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں سندھ میں ہانک دیا گیا جہاں ایک ہندو شہزادہ باسم ننداوا سندھی لقب ”جام“ کے تحت حکمران تھا۔ اس کا مرکزی مقام قلات تھا۔ رند اور لاشاری شاخوں کے سرداروں میں میر چاکر اور مہر گہرام خان کے بھتیجیوں میں ایک معشوقہ ہزار غمزہ واداء، ایک آفت عاشقان کی وجہ سے رقابت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے رند علاقہ میں ایک گھوڑ دوڑ کرائی جس میں میزبانوں نے مخالفین کے گھوڑے کا زیر بند ڈھیلا کر دیا۔ نتیجتاً جنگ وجدل شروع ہو گئی اور رند (جو شروع میں خسارہ میں رہے)

نے حاکم خراسان کے سلطان حسین سے مدد مانگی اور لاشاریوں کو سندھ میں حیدرآباد اور ٹھٹھہ تک دھکیل دیا، جہاں وہ زیادہ دیر تک اپنے قبیلے کی انفرادی حیثیت برقرار نہ رکھ سکے۔ بلوچی اپنی موجودہ قبیلوی تنظیم بننے کا وقت اس واقعہ کے حوالے سے بتاتے ہیں اور چونکہ اب وہاں رند نام کا کوئی مقامی قبیلہ موجود نہیں اور ہماری سرحد کے قریباً سبھی قبیلے رند کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ امکان غالب ہے کہ رند (جو قلات کے پہاڑی علاقے کے بلا شرکت غیرے مالک بن گئے تھے، کیونکہ جتوئی بھی خود کو قوم کی رند شاخ سے خیال کرتے ہیں) مرحلہ وار مختلف قبیلوں میں بٹ گئے جو اب ہمیں ڈیرہ غازی خان کی سرحد پر ملتے ہیں۔ ان میں سے متعدد قبیلوں نے اپنے نام ان نواحی مقامات کے ناموں پر رکھے جن پر وہ رہتے تھے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کے نام ان علاقوں کے ناموں سے زیادہ پرانے نہیں جو ان کے قبضہ میں ہیں۔

بلوچی شمال میں بولان تک پھیل گئے تھے، لیکن بدیہی طور پر انہوں نے ابھی تک کوہ سلیمان میں مداخلت شروع نہیں کی تھی جو ان کے مشرق پر بسیط ہے اور جس پر پٹھان قابض ہیں۔ تاہم، وادی سندھ اور کوہ سلیمان اور دریائے سندھ کی درمیانی پٹی پر ایک جٹ بستی تھی۔ لیکن پندرہویں صدی کے وسط میں ترکوں (یا مغلوں) نے اپنے ارغون سربراہ کی زیر قیادت کچھ اور سندھ پر حملہ کیا، اور 1479ء اور 1511ء میں سی کو دو مرتبہ تسخیر کیا۔ تقریباً اسی دور میں براہوئی (ایسا قبیلہ جس کے دراوڑی النسل ہونے کا یقین کیا جاتا ہے اور جو ان کے راستوں کی پیروی کرتا نظر آتا ہے) نے بلوچ کو قلات کی زرخیز وادی سے نکال باہر کیا اور ان کے شمالی قبائل پر اپنی حاکمیت قائم کی۔ قلات کے قبائل دباؤ پڑنے پر سلسلہ کوہستان کے ساتھ ساتھ پٹھانوں کو اپنے آگے ہانکتے ہوئے مشرق میں زیریں کوہ سلیمان کی سمت چلے گئے، جبکہ سندھ کے بلوچیوں نے وادی میں پھیلنا شروع کر دیا۔ ان میں سے متعدد نے بعد ازاں ملتان کے لنگاہ حکمرانوں کی ملازمت کر لی اور دروہا کے ساتھ جاگیریں حاصل کیں۔ تقریباً 1480 عیسوی میں ملک سہراب خان کے بیٹوں اسماعیل خان اور فتح خان اور حاجی خان کے بیٹے غازی خان (سبھی دروہائی بلوچی اور رند شاخ کے) نے تین ڈیرہوں کی بنیاد رکھی، جن کے نام ہنوز وہی ہیں۔ انہوں نے سیت پور کے لودھیوں پر غلبہ حاصل کیا اور زیریں ڈیرہ جات

و مظفر گڑھ کے آزاد حکمران بن گئے۔ ان کا یہ رتبہ آنے والی نسلوں نے 300 برس تک برقرار رکھا۔ چنانچہ جنوبی بلوچی مرحلہ بہ مرحلہ وادی سندھ، چناب و ستلج میں پھیل گئے، جبکہ ڈیرہ غازی خان کے قبائل اپنی پہاڑیوں سے اتر کر نیچے پچھاڈ یا دامن کوہ خطہ میں آئے اور ایک جٹ آبادی کو بے گھر کر کے دریا سے نیچے کی جانب دھکیلا، جہاں پر وہ آج ان قطعات میں بھی آبادی کا ایک اہم عنصر ہیں جن پر بلوچیوں کی ملکیت ہے۔

1555ء میں جب ہمایوں دوسری مرتبہ انڈیا میں بطور فاتح آیا تو بلوچیوں کا ایک بہت بڑا جتھا اس کے ساتھ چلا گیا، حالانکہ اس سے قبل وہ بلوچ داستان کے عظیم رند ہیر و میر چاکر کی زیر قیادت شکست سے دوچار ہوتے ہوئے اسے بہت پریشان کر چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس جتھے میں مرکزی طور پر لغاری، دریشک، گوپانگ اور جتوئی شامل تھے۔ انجام کار میر چاکر منگمری میں رہنے لگا، جہاں اسے مہربان حاکم نے ایک خاصا بڑا خطہ (جس پر اب بھی بلوچی آباد تھے) عطا کیا۔ وہ وہیں فوت ہوا اور ست گھرا (ضلع اوکاڑہ) میں اسے دفن کیا گیا۔ یہ امکان ہے کہ صوبہ کے مشرقی اضلاع کی متعدد بلوچ نوآبادیاں ہمایوں کے ملازمین کی ہوں۔ بلوچیوں کے قبیلوں کی تنظیم اب ہماری جنوبی سرحد سے لے کر شمال میں دو ڈیروں کے درمیان سرحد تک بسیط ہے۔ زیادہ تر حصے پہاڑیوں اور ان کے فوراً بعد کی زمینوں تک محدود ہیں، لیکن دریائے سندھ کے مشرق کی طرف راجن پور کے نواح تک پھیلی ہوئی ہے۔ دونوں ڈیروں اور دریائے سندھ کی ساری دریائی زمینوں میں بھی کافی بڑا بلوچ عنصر موجود ہے، خصوصاً ڈیرہ غازی کے جنوبی اور شمالی حصہ میں اور ڈیرہ اسماعیل کی سرحد سے ذرا اوپر جبکہ بہاولپور اور مظفر گڑھ میں کل آبادی کے تناسب میں وہ کافی زیادہ ہیں۔ ملتان میں دریائے ستلج پر، راوی کے شمال کی طرف منگمری میں، جھنگ میں جہلم کے ساتھ اور چناب کے دائیں کنارے پر اور شاہ پور میں دریائے جہلم کے ساتھ ان کے پاس خاصے بڑے علاقے ہیں لیکن ضلع ڈیرہ غازی خان سے باہر، اور درحقیقت اس ضلع کی دریائی سرحد کے ایک بہت بڑے حصے کے ساتھ بلوچ پناہ گزین کسی قبائلی سردار کے مطیع نہیں اور بحیثیت مجموعی قوم کی سیاسی تنظیم سے خارج ہیں اور اپنے پڑوسیوں میں وہ ممتاز حیثیت نہیں رکھتے جو ڈیرہ غازی کے منظم قبائل کو حاصل ہے۔ ان میں سے متعدد نسبتاً حالیہ قوتوں میں اپنی موجودہ مقبوضہ اراضی



پر آباد ہوئے ہیں۔ یا مسٹر ٹکر (Tucker) کے الفاظ میں ”انہوں نے ایک عسکری ذات کی بجائے ایک زراعتی مالک کے طور پر اپنا کتساب کر لیا لیکن زمین کا پیشہ جنٹوں پر چھوڑ دیا۔

ایک رند قبیلے ڈوکی کا سردار سہراب خان بلوچیوں کا برائے نام سربراہ ہے، یا بہر صوت ہماری سرحد کے بلوچیوں کا۔ لیکن ہماری سرحد سے پرے کے تمام شمالی قبائل قلات کے براہوئی خان کی حاکمیت تسلیم کرتے ہیں، ایک حاکمیت جس کی حقیقت ہمیشہ خان کے ذاتی کردار کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے، اور جسے شاید ہماری اپنی سرحد پالیسی نے مکمل معدوم ہونے سے بچا لیا ہے۔ لیکن تمام عملی حوالوں سے سرحدی قبائل باہر والوں اور ایک دوسرے سے آزاد و خود مختار ہیں۔ وہ صرف باہر والوں کے خلاف ہی مشترک قومیت کے تحت یکجا ہوتے ہیں۔ قبیلہ کم از کم اپنی موجودہ صورت میں نسلی نہیں۔ سیاسی اکائی اور مشترک سردار کی اطاعت میں باہم مربوط قبیلوں پر مشتمل ہے۔ غالباً ہر قبیلہ ایک مورث اعلیٰ کی نسل کے دو، تین یا زائد قبیلوں کا ایک مرکزہ رکھتا ہے۔ لیکن ان کے ارد گرد متعدد ملحق حصے جمع ہو گئے کیونکہ کسی قبیلے یا قبیلے کی مختلف شاخوں کے درمیان ربط ہمیشہ مضبوط نہیں اور کسی قبیلے یا اس کی ایک شاخ کا اپنی ہی برادری سے جھگڑ پڑنا اور اپنا قبیلہ چھوڑ کر پڑوسی سردار کے پاس پناہ لینا عام ہے۔ اس کے بعد وہ اس کے ہمسائے بن جاتے ہیں اور پناہ دینے والے ان کی حفاظت کرنے، جبکہ وہ اس کی اطاعت کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی انداز میں لغاری قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ (جس کا نام بدستور وہی ہے) نے خود کو قیصرانی کے ساتھ منسلک کر لیا ہے، جبکہ دونوں دریشک اور گورچانی قبیلوں میں ایک جسکانی شاخ موجود ہے۔ اس کے علاوہ رند قبائل بھی عموماً لاشاری قبیلوں کو اپنے ساتھ منسلک کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ لہذا دہلی پر دھاوا بولنے میں احمد شاہ کی مدد کرنے والے قلات کے بہت بڑے خان ناصر خان نے جب حسانی قبیلے کو کم کیا اور انہیں ان کے علاقہ سے بے دخل کر دیا تو انہوں نے کھیتراں کے پاس پناہ لی اور اب اس قبیلے کا ایک قبیلچہ ہیں۔ حتیٰ کہ اجنبیوں کو بھی اکثر اسی طریقے سے شامل کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ لغاری قبیلے میں ناہر پٹھانوں کی ایک شاخ (وہ خاندان جس سے دہلی کی لودھی سلطنت پھوٹی) بھی شامل ہے جو بلوچ نہیں بلکہ کھیتراں ہیں اور گورچانی قبیلہ میں ایسی شاخیں بھی شامل ہیں، جن کے نام اور زبان اگرچہ بلوچی ہے، جن کا بلوچ نسل سے ہونا جائز

نہیں سمجھا جاتا اور وہ تقریباً یقینی طور پر جٹ ہیں۔ قبیلہ (تمن) اپنے سردار و سالار یا تمندار کے تحت مزید قبیلوں (پاڑوں) کی ایک مختصر تعداد میں تقسیم ہے۔ ان پاڑوں کے سربراہ ”مقدم“ کہلاتے ہیں۔ ہر قبیلے کی متعدد شاخیں (پھلیاں) ہوتی ہیں۔ پھلی سے نیچے خاندان ہے، جن کی تعداد کبھی کبھی درجن بھر ہوتی ہے۔ قبیلوں کی بنیاد مشترک نسل ہے، اور حتیٰ کہ دو مختلف قبیلوں میں قبیلے کے نام کی مماثلت ایک طرح سے یقینی طور پر ایک مشترک مورث اعلیٰ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ ”پھلی“ یقیناً ایک توسیع شدہ خاندان ہے۔ قبائلی نام عموماً آبائی لقب ہیں جو بلوچی اصطلاح ”انی“ پر ختم ہوتے ہیں، (مثلاً گورچانی، بلکانی) یا کچھ صورتوں میں ان کے آخر میں پشتو کا ”زئی“ بھی آتا ہے۔ پھلی کے اندر ہی شادی کرنا ممنوع ہے اور یہ واحد پابندی معلوم ہوتی ہے۔ بلوچی کسی جٹ عورت کے ساتھ آزادانہ شادی کرتے ہیں، تاہم کسی سردار کی پہلی بیوی ہمیشہ بلوچن ہی ہوتی ہے۔

پہارا..... اسے گدھے پالنے والا بتایا جاتا ہے۔ درحقیقت بلہارا ملاح یا موہانا گروپ کی ایک شاخ ہے۔ بہاولپور میں وہ ملاح کے ساتھ ساتھ کاشت کار بھی ہے۔ چناب اور دریائے سندھ پران کے کئی دیہات ہیں۔ وہ ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں زمین داروں کے طور پر بھی ملتے ہیں۔

بلہم..... ملتان میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بلیدی (بلیدی، بکتھی، بردی)..... ڈیرہ غازی خان میں ایک منظم بلوچ تمن۔ یہ بالائی سندھ میں دریائے سندھ کے قریب بُرکا خطے اور قلات کے کچی علاقے میں بھی ملتے ہیں۔

بمبا..... کشمیر میں ایک اہم قبیلہ۔ ہزارہ میں دو خاندان اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ (دیکھیں

ڈسٹرکٹ گزیٹیئر 1907، صفحہ 34)

بہمر..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

بن ورا..... منگمری میں ایک مسلمان زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بنب..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بنجارہ..... بنجارہ اور لبانہ ذات کو عموماً ایک جیسی بتایا جاتا ہے۔ وہ مشرقی اضلاع میں بنجارہ اور خاص

پنجاب میں لبانہ کہلاتے ہیں لیکن بنجارہ کا ماخذ ”بنج“ (اجنبی) یا شاید ”بانجی“ (چھابڑی والا)

ہے۔ بخارہ کی ایک اور صورت و بخارہ بھی ہے۔ مسلمان بخارے تقریباً سبھی پھیری والے ہیں۔ بخارہ پارٹیوں کے سربراہ کو نائیک کہتے ہیں۔ ریلویز کی وجہ سے ان لوگوں کی خدمات صرف پہاڑی خطوں تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ بخاروں کے ہم معنی نام بساطی یا منیار، کھوجا اور پراچا بھی ہیں۔ امرتسر کے بخاروں کی گوتوں میں منہاس، کھوکھر اور بھٹی شاخیں بتائی جاتی ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ اکبر نے چودھری شاہ قلی کو دربار سے درخواست کر دیا جس کے بعد وہ تاجر یا بخارہ بن گیا۔

بندل..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بندیال..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بندیجاہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

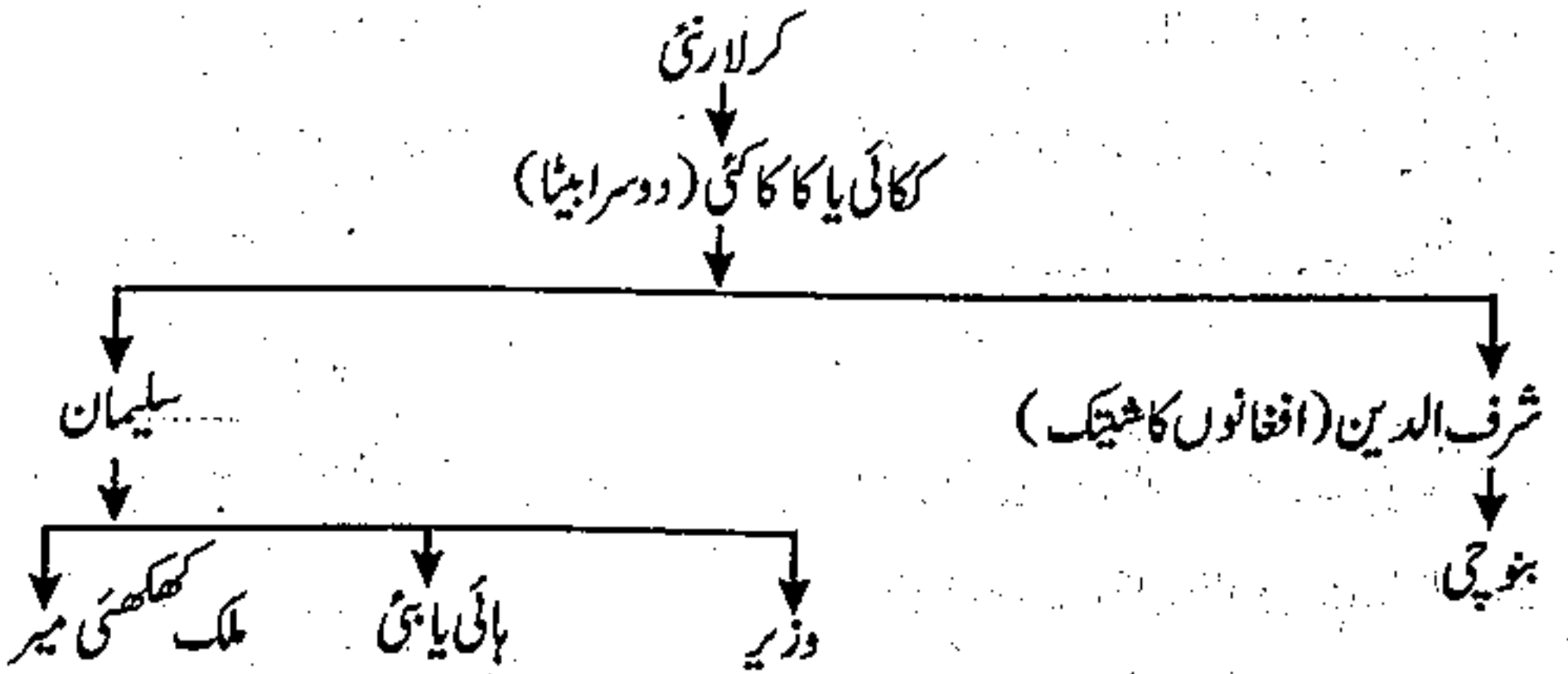
بندیچھ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بند..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بنگالی..... (1) بنگال کا رہنے والا، (2) ایک سیلانی قبیلہ جو سانیوں کا قرابت دار ہے (جن کے ساتھ وہ شادیاں کرتے ہیں)۔ یہ کانگڑا میں ملتے ہیں۔ غالباً وہ کریمنل ٹرائبز ایکٹ لاگو ہونے کے بعد ہوشیار پور سے یہاں آئے۔

بنگالی ایک چھوٹا سا گروپ ہیں لیکن وہ مسلسل سپیروں اور میدانوں کے دیگر جرائم پیشہ قبائل سے رابطہ رکھتے ہیں۔ وہ بھیک مانگ کر گزارا کرتے، سانپوں کا تماشہ دکھاتے، چوری اور شکار کرتے ہیں لیکن وہ غالباً سنگین جرائم کے عادی نہیں۔ وہ شکار کے لیے کتے پالتے ہیں اور کوئی بھی جنگلی جانور، حتیٰ کہ لگڑ بگڑ بھی کھا لیتے ہیں لیکن وہ عموماً اپنے ارد گرد کے لوگوں کے تعصبات کی بنا پر بڑا گوشت یا سور کا گوشت کھاتے ہیں۔ ایک خصوصی بنگالی ارگوت بتائی جاتی ہے جو صرف قبیلے کو ہی معلوم ہوتی ہے۔ ان کی عورتیں جسم فروشی کے علاوہ رقص اور سنگیت بھی جانتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بنگالی حضرت سخی سرور کو لکھ داتا کے طور پر خصوصی احترام دیتے اور ناصر آباد کے قریب دھرم کیت کے مقام پر ان کی درگاہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ (3) کچھ اضلاع میں کچھ اور دیگر میں سپادھا (سپیرا) کو بھی بنگالی کہا جاتا ہے۔ پہلی اور دوسری قسم کے بنگالیوں کا تعلق بنگال سے ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں۔

بنگش..... متعدد پٹھان قبائل کو یہی نام دیا گیا ہے۔ قبل ازیں ان کے ایک لاکھ خاندان شمار ہوئے تھے اور یہ ایک پہاڑی علاقے پر قابض تھے۔ یہ خطہ بالا اور پائیں (زیریں) بنگش کے درمیان منقسم تھا اور اسی لیے اسے بنگشات کہا جاتا تھا۔ بنگشات کا اولین تاریخی تذکرہ بابر کی ترک میں ملتا ہے، لیکن یہ دونوں علاقے کافی عرصہ تک غزنوی سلطنت کے ترک اور مغل حکمرانوں کے کنٹرول میں رہے کیونکہ یہ غزنی اور کابل سے ہندوستان میں جانے کے نہایت موزوں راستے ہیں۔ ایک دور میں جب خشکوں اور کزیوں کا ذکر شاذ ہی ملتا ہے، ہم بنگش کے افغانوں کا متواتر ذکر دیکھتے ہیں۔ موٹے موٹے انداز میں بات کی جائے تو بالائی بنگش گرم اور زیریں بنگش کوہاٹ کے اردگرد ہیں، لیکن تمہن کی بدلتی ہوئی سرحدوں کا تعین کرنا مشکل ہے۔ آئین اکبری کے مطابق تمہن یا تمان کابل سرکار اور صوبہ کا حصہ تھا۔ بنگش کے افغان قبیلے کرلانی (کڑلاری) ماخذ کے تھے۔ ان کا روایتی نسب نیچے دیا گیا ہے:



ہائی کی نسل یعنی ہائی زئی اور ملک میری یا میرانزئی کا جد امجد میر ہے۔ یہ بنگش کے افغانوں کے پدری قبائل تھے۔ سرداری ملک میر کی اولادوں کو ملی اور بعد میں بائیزئیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ مؤخر الذکر کی متعدد شاخیں ہیں۔

بنگش بھی افغانوں کے دیگر کڑلاری قبائل کی طرح پیرروشان کے مرید تھے، اور اس الحاد پرستی نے انہیں تباہی سے دوچار کر دیا۔ مغل حکومت نے متواتر ان کے خلاف مہمات بھیجیں۔ جب خٹک کوہ شوال کے شمال مشرق کی سمت نقل مکانی کر گئے تو بائیزئی، ملک میری اور کاغذی (کھکھی) بالائی بنگش میں آباد ہوئے، زیریں کوہاٹ پر حملہ کیا اور خشکوں کے ساتھ

گٹھ جوڑ کر کے اور کزئی کو مغرب کی سمت میں تیراہ کی جانب نکال دیا۔ یہ نقل و حرکت اکبر کے دور تک جاری رہی۔

بنگلش قبائل اور روشنائیوں کے خلاف مغلوں کی کارروائیوں میں ان کی حصہ داری کی تاریخ مبہم ہے۔ غالباً ان کے اپنے اندر بھی تقسیم موجود تھی، لیکن گرم وادی میں ہی رہ جانے والے بنگلش روشنائیہ عقائد کے پیروکار معلوم ہوتے ہیں۔

بنگلش پٹھانوں کے ہاں لڑکے اور لڑکی کی سگائی نجی طور پر طے ہوتی ہے۔ لڑکے کا باپ مقررہ دن کو اپنے دوستوں کے ہمراہ لڑکی کے باپ سے ملنے جاتا ہے۔ وہاں نمازیں پڑھی اور مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں۔ کبھی کبھی نکاح بھی اسی موقع پر پڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اصولی طور پر لڑکی اپنے منگنی شدہ ہونے کی علامت کے طور پر سونے یا چاندی کا ایک سکہ وصول کرتی ہے۔ اگر شادی کی تاریخ کافی دور ہو تو منگنی کے موقع پر درمانیہ یا دلہن کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ یا پھر اس کی ادائیگی شادی کے موقع پر بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال ادائیگی لازمی ہے اور اس کی رقم 100 تا 1000 روپے تک ہوتی ہے۔ شادی کے انتظامات کا خرچ بھی لڑکے کا باپ ادا کرتا ہے۔ منگنی کے اگلے روز دونوں گھرانے ایک دوسرے کے ساتھ دودھ کے مشکوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔

بنوت..... ہندو راجپوتوں کی ایک شاخ جو ہوشیار پور ضلع میں گڑھ شکر کے قریب ایک ”بارہ“ (12 دیہات) کے مالک ہیں۔ بنوت کے مطابق ان کا ماخذ ناروؤں والا ہی ہے۔ لفظ بنوت کا مطلب ”بان کا سایہ“ یا شوالکوں کے جنگل (جہاں وہ کبھی آباد تھے) بتایا جاتا ہے۔

بنوچی..... پٹھانوں کی ایک شاخ جو بنوں تحصیل کے وسطی حصے، گرم اور ٹوچی دریاؤں کے درمیان آباد ہیں۔ یہ خطہ انہوں نے 16 ویں صدی میں حاصل کیا جب وزیر یوں نے انہیں شوال سے بے دخل کیا۔ خود انہوں نے بھی مینگل اور ہانی قبائل کو کوہاٹ اور گرم کی جانب دھکیلا۔ بہت سے سید اور اسلام کے دیگر پیشوا بنوچیوں کی جانب مائل ہوئے اور وہ ان کے ساتھ باہمی شادیاں بھی کرتے ہیں۔ ان کے خطہ میں آباد تمام مسلمان بنوچی کہلاتے ہیں۔ سر ہربرٹ ایڈورڈز کے بقول ”بنوچی افغانوں کا برانمونہ ہیں۔“ کیا کسی نسل کے بارے میں اس سے زیادہ پرہیزگاریاں جاسکتی ہیں؟ ان میں پٹھانوں والی تمام برائیاں ہیں۔ تاہم، ان کے

ایساکھی (Isakhi) قبیلے کی عورتوں کا حسن مشہور ہے۔ ”جو ایساکھی عورت سے شادی نہ کرے وہ گدھی کے ساتھ شادی کرنے کا حقدار ہے۔“

بہور..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بنیچ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

بواہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوبک..... ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوپاہرے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوپیرائے..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

بوت..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

بوٹر، بٹر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوجک..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوچہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بودلہ..... بودلے وٹورا جپوتوں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں (زیریں اور وسطی ستلج کے علاقہ میں)۔ کچھ پشتوں سے انہیں ایک مخصوص تقدس حاصل ہے اور اب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے قریشی ماخذ کے دعویدار ہیں۔ متعدد خود کو قریشی کہلاتے ہیں۔ وہ اب بھی وٹو لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں لیکن اپنی بیٹیاں صرف بودلوں کو ہی دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک بھی وہ ایک سیلانی قبیلہ تھے۔ اب ایک جاگیر کے مالک ہیں۔ وہ ملتان سے بہاولپور اور پھر منٹگمری آئے۔ مسٹر پرسر کے مطابق وہ ”کاہل، بے وقوف اور احمق ہیں۔“ منٹگمری سے وہ سرسائے گئے اور پھر باہک پرگنہ پر قبضہ کر لیا جو اب تک ان کے ماتحت ہے۔ انہیں جادو منتر کے ذریعہ بیماریاں دور کرنے کی طاقت کا مالک بتایا جاتا ہے۔ وہ بالخصوص سانپ کے کاٹے، آب ترسی یا ہڑک کا علاج کرتے ہیں۔ ان کی بددعا بڑی موثر سمجھی جاتی ہے۔

آس پڑوس کے دیگر قریشیوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں، لہذا ان کا وٹو ہونا مشکوک ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قریشی نسل سے ہوں لیکن اب وٹوؤں کی لڑکیاں لینے کے باعث ان کے ساتھ اس قدر منسلک ہو گئے ہیں کہ تمیز کرنا مشکل ہے۔ ان کی سانپ کے کاٹے کا علاج

کرنے کی اہلیت ایک تاریخی امر سے مربوط ہے۔ جب حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت ایک غار میں پناہ لی تو حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کی حفاظت کی خاطر اپنی پگڑی کے ٹکڑے کر کے مختلف کونوں کھدروں اور سوراخوں کو بند کر دیا تھا، اور ایک سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا جس میں موجود سانپ نے ڈس لیا۔ حضرت محمدؐ نے فوراً آپؐ کا زہر نکال دیا۔ سیلانی گرسٹی فقیروں کے ایک طبقے کا نام بھی بولدہ ہے۔ اس کے علاوہ سنیا سیوں میں اس نام کا ایک فرقہ ہے۔ (دیکھیں ”قریشی“)

بوسن..... ملتان میں، وینس کے جنوب میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ان کے جدا مجد کو بہاول حق کا مرید بتایا جاتا ہے، اور اسے ملتان کے حاکم نے کچھ زمین سے نوازا تھا۔ وہ حیدرآباد سندھ سے آئے اور بہاولپور میں زمینداروں کے طور پر بھی ملتے ہیں۔ (جن کے ساتھ وہ ازدواج کرتے ہیں) اور سگی کو ایک ہی نسل سے بتایا جاتا ہے۔

بوکھیا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ اسے بوکھے بھی کہتے ہیں۔ یہ بہاولپور میں کاشتکار اور اونٹ پالنے والوں کے طور پر ملتے ہیں۔

بولا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بومی..... راجپوتوں کی ایک شاخ۔

بول، بونا..... چمار ذات کا جولاہا۔

بونا، بُنیا..... (دیکھیں ”چمار“)

بونہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بوہرا..... بوہرا میں دو الگ الگ گروہ شامل ہیں: ایک تو مارواڑ کے سودخور برہمن جو جمنہ کے

کنارے اضلاع میں آباد اور بدنام ہیں۔ یہ بوہرے بانیوں سے لڑکیاں تولے لیتے ہیں لیکن

اپنی لڑکیاں انہیں نہیں دیتے۔ پہاڑوں میں بوہرا سے کوئی بھی دکاندار یا سودخور مراد ہے۔

گورداسپور میں بوہرانامی تاجروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے بارے میں بتایا جاتا ہے جو

جٹ ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنی لڑکیوں کی شادی کے ذریعہ روپیہ بٹورنے کے لیے بدنام

ہیں۔ وہ جہیز کے نام پر روپیہ وصول کرتے اور پھر لڑکی سمیت بھاگ جاتے ہیں۔

بہادر کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔ ایک جوئیہ شاخ کا نام بھی یہی ہے۔

بھاڑ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

بہالی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

بہروپیا..... بہروپیا اصل میں سنسکرت کے ”بہو“ (بہت سے) اور ”روپ“ پر مبنی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد ایک اداکار، یا مسخرہ، یا مختلف شکلیں اور کردار بدلنے یا متعدد پیشے اپنانے والا شخص ہے۔ بہروپے عموماً بازار میں آ کر کسی شخص سے رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، اور اگر وہ انکار کر دے تو شرط لگاتے ہیں کہ وہ اسے روپ بدل کر دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے تو رقم ہر حال میں ادا کرنا پڑے گی۔ کچھ روز بعد بہروپیا کسی گوالے، پھیری والے یا کسی اور شخص کے روپ میں اس کے پاس آتا اور اپنی اصلیت ظاہر کیے بغیر سودا کرنے کے بعد ایک دم سب کچھ اتار پھینکتا اور مقررہ انعام وصول کر لیتا ہے۔ ان کا تعلق کسی بھی ذات سے ہو سکتا ہے، لیکن روہتک میں چوہڑے بہروپے ملتے ہیں۔ کچھ اضلاع میں بہروپیوں کی ایک آبادی یا خاندان نے کچھ زمین حاصل کر لی اور ایک ذات بن گئے۔ چنانچہ پانی پت میں ایک بہروپیا خاندان لگان سے مستثنیٰ گاؤں کا مالک ہے، البتہ وہ اب خود کو شیخ کہلواتے ہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں ماہتم کو عموماً بہروپیوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔ گجرات کے بہروپے چتوڑ کے راجوں کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ پٹھانوں کے خلاف ایک مہم میں اکبر کے ساتھ تھے۔ مہم کے بعد وہ چناب کے کناروں پر کاشت کاری کرنے لگے۔ ان کے چار قبیلے راٹھور، چوہان، پنوار اور سپاوت ہیں جو آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ اس ضلع میں سب کے سب بہروپے سکھ ہیں۔ دوسری جگہوں پر ان کا تعلق ہندومت یا مسلمان مذاہب سے بھی ہے۔ بہروپیا بھانڈ سے مختلف ہے۔ بہروپے عموماً سیلانی ٹولوں کی صورت میں رہتے ہیں۔

بھاڑا..... جینیوں کی ایک ذات جو زیادہ تر تجارت سے وابستہ ہیں۔ بھاڑا کی اصطلاح اشوک کی کندہ تحریروں میں بھی ملتی ہے۔ غالباً یہ نام بھاؤ بھلا (نیک نیت والا) سے مشتق ہے، لیکن جالندھر میں بھاڑے بتاتے ہیں کہ پیرسوامی کی پیروی میں مقدس دھاگہ یا جینو پہننے سے انکار اس نام کی وجہ ہے۔ کیونکہ پیرسوامی نے ان کے عقیدے کو بھو (عظیم) قرار دیا تھا۔



تاہم، غیر لوگ کسی بھی بائیے کو بھاڑا کہتے ہیں۔ راو پنڈی اور سرسا میں پیالہ سے آئے ہوئے سکھ مہاجرین یقیناً اس سوال بائیوں کو بھاڑا کہتے ہیں۔

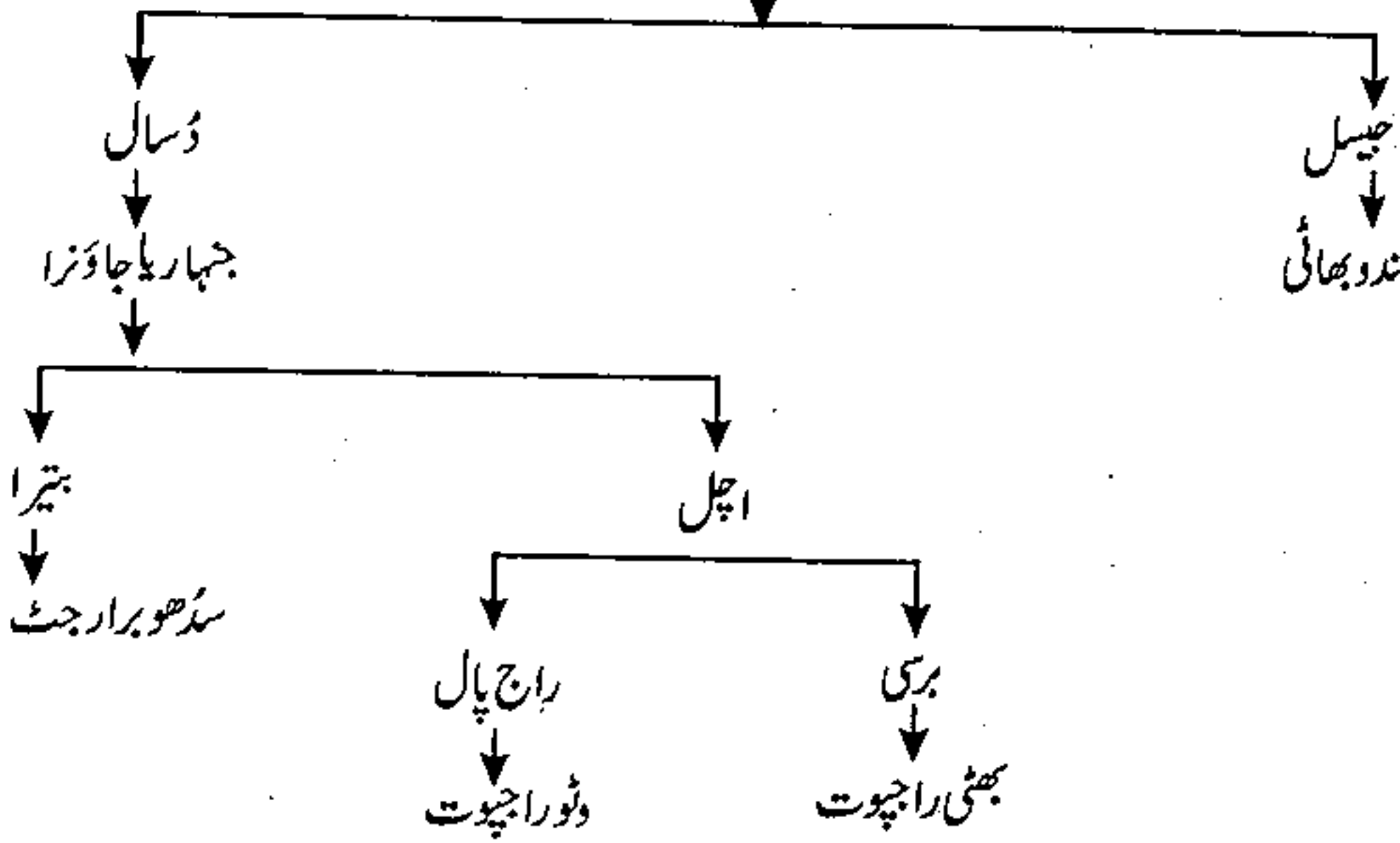
بھاڑا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ؛ بہاولپور میں سموؤں کی ایک شاخ۔  
بھاڑا..... (دیکھیں ”بھٹہ“)

بھاڑا..... نیار، بنجارہ اور دیگر کی طرح بھاڑا بھی پھیری والا ہے۔ وہ برہمن ماخذ کا دعویٰ ہے، اور اس کی روایات بتاتی ہیں کہ ایک برہمن رشی مادھول نے ایک گانے والی لڑکی کام کندل سے محبت اور شادی کی۔ ان کے ملاپ سے مادھوے اور بھاڑے پیدا ہوئے۔ بھاڑا کا لفظ سنسکرت کے بھٹا (یعنی گویا) سے مشتق لگتا ہے۔ بہر حال بھاڑوں کے پنجاب میں آباد ہونے اور سکھ مت قبول کرنے کے حوالے سے ایک دلچسپ روایت موجود ہے۔ مادھو سائیلون میں پیدا ہوا اور وہیں مر گیا لیکن بابر کے دور حکومت میں گورونانک نے وہاں کا دورہ کیا اور چنگا بھاڑہ نامی ایک شخص کو اپنا شاگرد بنایا جو مادھو کی اولاد تھا۔ آدی گرنہ کے مطابق چنگا کے بہت سے پیروکاروں کے لیے روزانہ 20 من نمک درکار ہوتا تھا۔ متعدد نے سکھ مت قبول کیا اور گورونانک کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔

تاہم، مادھوے سب سے پہلے پنجاب میں آباد نہ ہوئے۔ ان کا اصل وطن یوپی میں داور دیس تھا۔ وہاں سے وہ ہجرت کر کے ہوشیار پور اور سیالکوٹ میں آ گئے، لیکن اب وہ بڑے شہروں اور ہندوستان بھر کے مقامات زیارت میں آباد ہیں۔ ہوشیار پور کے بھی بھاڑے سکھ ہیں (البتہ بارہ برس سے کم عمر کے لڑکے سر مونڈتے ہیں) اور یہاں وہ ایک قسم کے ساحروں کی طرح تیل کے کپ کی مدد سے مستقبل کا حال بتاتے ہیں۔ بھاڑوں کے 22 گوتوں میں سے 13 سیالکوٹ میں ملتی ہیں: بھینس (بہنس)، بھٹی، بھوتیوال، دگوا، گئی، گوجرا، گگ، کسا، لندے، لروہی، راتھور، رود۔

بھائی..... ہندو راجپوتوں کا ایک قبیلہ جو بھٹی راجپوتوں اور سدھو برار جٹوں کے جد امجد ہونے کے ناطے باعث دلچسپی ہے:

## بھائی، سربجی کا بھائی



بھائی..... دہلی کے آس پاس سے تعلق رکھنے والی ذات۔ اب ان کا تعلق بھٹنیر اور راجپوتانہ صحرا سے ہے اور یادو بنسی نسل کے راجپوتوں سے تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نام سے لگتا ہے کہ وہ بھائی (پنجاب کے بھٹی) ہوتے تھے، البتہ ان کا راجپوت ماخذ غیر مشکوک ہے۔ سندھ اور گجرات میں ان کی تعداد کافی ہے اور وہاں ان کا مقام وہی ہے جو دریائے سندھ کے کنارے آباد اروڑوں کا ہے۔ ان کا رتبہ کھتری سے بلند ہے اور یہ چھوٹی موٹی دکانداری ہی کرتے ہیں۔ دوسری طرف ڈیرہ اسماعیل خان کے بھائیوں کو ”ایک محنتی تجارتی برادری“ بتایا جاتا ہے۔ یہ نہایت راسخ العقیدہ ہندو ہیں اور شراب و گوشت سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔

بھائیوں کے 84 مکھ یا شاخیں ہیں جن کے دو بڑے گروپ ہیں۔ پہلے ”باری“ گروپ میں بہلا، ڈھگا، اندا، بلاہا، جاو، سونی، گندھی، چچرا، چبک، کندل، گھنگل اور کورے۔ پہلی تین شاخیں ”ڈھائی گھر“ اور پہلی چار شاخیں مل کر ”چار گھر“ بناتی ہیں۔ ڈھائی گھر اپنی لڑکیاں صرف ڈھائی گھر میں بیاتے ہیں، البتہ چار گھر والوں سے لڑکیاں لے ضرور لیتے ہیں۔ دوسرے گروپ ”بجہا ہی“ میں باقی کی تمام شاخیں آتی ہیں، مثلاً بہلا، چوتاک، دھولیا اور ناسیدہ۔ بھائی واد..... سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورہ بنسی راجپوت نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے

ہیں۔ وہ اپنا اصل وطن اجودھیا بتاتے ہیں۔ ان کا جدا جدا وجود ہیا سے امرتسر آیا جہاں وہ ایک جٹ زراعت پیشہ قبیلچے کے طور پر بھی ملے ہیں۔

بھار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھا کھری..... (دیکھیں ”با کھری“)

بھاگت..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بھانڈ، بھنڈ..... بھانڈ یا نقال داستان گوا اور مسخرہ ہے، اور اسے اکثر باشا بھی کہتے ہیں۔ بھانڈ لفظ

ہندی کے بھانڈا (مسخر اپن) سے مشتق ہے۔ بھانڈ بہروپے سے علیحدہ اور کمتر تے کا ہے۔

ان دونوں کو عموماً راجے یا دیگر امیر کبیر لوگ تفریح طبع کے لیے رکھتے ہیں۔ بھانڈ اپنی ذات

میراثی بھی بتاتے ہیں۔ ایلینٹ کے خیال میں بہروپیا ایک ذات جبکہ بھانڈ ایک پیشہ ہے، مگر

پنجاب میں بہروپیا بھی ذات کی حیثیت نہیں رکھتے۔

بھانی وال..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھائی..... (دیکھیں ”باہٹی“)

بھتا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھٹ..... (مونٹ بھٹن، بھٹنی، بھٹنی، بھٹانی)۔ پہاڑوں میں اس کا تلفظ بھاٹ ہے۔ حصار میں

ان کی دو ذیلی ذاتیں برہم اور راج ملتی ہیں۔ ملتان کی تحصیل شجاع آباد میں صرف برہم اور

کاٹی مار گروپ ملتے ہیں۔ برہموں کی 7 گوتیں ہیں: چندی داس، مہل، سوترک، چنگر، پلسا،

چندر یا اور چنن۔ کاٹی مار ایک ذرا مختلف ذیلی ذات ہے۔ وہ عموماً شادیوں کے موقعوں پر طے

شدہ رقم وصول کرتے ہیں۔ وہ گیت کیپوز کرتے ہیں۔ دوسری طرف شاہ پور کے بھاٹ

بجاہیوں اور کھوکھروں میں منقسم ہیں۔ مسلمان بھاٹوں کی تعداد نسبتاً کم ہے اور ان کی تنظیم بھی

زیادہ پیچیدہ نہیں۔ حصار میں وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ عالمگیر کے دور حکومت سے جوڑتے

اور اب بھی مغلوں اور پیرزادوں کے ساتھ ساتھ مہاجنوں اور دیگر ہندوؤں کے لیے بھی

خدمات انجام دیتے ہیں، لیکن شیخ اپنی بیٹیوں کی شادی پر انہیں فیس ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح

تلی اور جولا ہے بھی انہیں آٹھ آنے دیتے ہیں لیکن وہ بیٹے کی پیدائش پر بھی رقم لیتے ہیں۔

شاہ پور کے مسلمان بھاٹوں کی مندرجہ ذیل شاخیں ہیں: پچرال، پنج، سمیت اور گدرال۔

صوبے کے مختلف علاقوں میں بھاٹ مختلف خدمات انجام دیتے ہیں۔ جنوب مشرقی اضلاع میں ان کو کوئی بھی مذہبی کام نہیں سونپا جاتا لیکن کپورتھلہ میں بھاٹ منگنی کے موقع پر مبارکبادی نظمیں گاتا ہے۔ کسی گھر میں وفات ہونے پر بھاٹ 13 روز تک وہیں رہتا اور چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ بٹاتا ہے۔ مغربی اضلاع میں بھٹنی بین ڈالنے کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ شاہ پور میں وہ مرنے والے کی برادری کی عورتوں کی قیادت کرتے ہوئے آہ و بکا کرتی اور ایک روپیہ فیس لیتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں اس کی فیس اڑھائی آنہ فی یوم ہے۔

بھٹا ہر ہارا، بھٹیا آرا..... کھیت مزدوروں کے لیے کھانا تیار کرنے والا شخص۔  
بھٹہ..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

بھٹی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ، اراکین، گوجر اور راجپوت قبیلچہ۔ ملتان میں اس نام کا ایک جٹ اور راجپوت قبیلچہ بھی ہے۔

بھٹی..... اس ذات کے نام کا تعلق بھاٹ، بھٹ، بھائی اور بھائیٹا کے ساتھ ہونا یقینی ہے۔ جس طرح پنجاب میں جاٹ جٹ، اور کام کم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اسی طرح بھائیٹا یا بھٹ نے بھٹی کی صورت اختیار کر لی۔ ایک قبیلے کی حیثیت میں بھٹی کافی پرانے، کثیر التعداد اور وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بھٹیانہ اور بھٹیورہ کے علاوہ بھٹنڈا، بھٹنیر، پنڈی بھٹیاں اور غالباً بھٹیاٹ (چمبہ میں) جیسے مقامات کے نام بھٹیوں سے ہی منسوب ہیں۔

تاریخ میں بھٹیوں کا اولین ذکر تاریخ فیروز شاہی (مصنف شمس سراج عقیف) میں ملتا ہے۔ تاہم، اس کتاب میں بیان کردہ تاریخ کی توثیق بھٹیوں کی روایات سے نہیں ہوتی۔ اس کی بجائے روایات میں قبیلے کا ماخذ برسی سے ہو کر اچل سے جوڑا جاتا ہے جس نے اپنی مطیع سلطنت کو بھٹنیر کے جنوب میں وسعت دی۔ قبیلہ اب زیادہ تر گھاگر وادی کے ساتھ ساتھ بھٹنیر تک ملتا ہے۔

تاہم، متعدد دیگر روایات بھی مختلف علاقوں میں موجود ہیں۔ حصار میں موجود کہانی یہ ہے کہ بہت قدیم زمانے میں انہیں سندھ کے اس پار بھگا دیا گیا لیکن وہ واپس آئے اور کوئی 700 برس قبل لنگاہ، جو یہ اور دیگر قبائل کو زیریں ستلج کے جنوب کی طرف نکال کر جیسلمر کی بنیاد رکھی اور اب بھی اس ریاست پر قابض ہیں۔ دریائے سندھ پار کرتے وقت ان کے رہنما بھٹی کے

دو بیٹے داسل اور جیسل تھے۔ داسل بھٹیانہ میں آباد ہوا اور سدھو برار جٹ اسی کی نسل سے ہیں۔ نیز اس کا پوتا راجپوت وٹوؤں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اس روایت کا موازنہ بہاولپور کے بھٹیوں کے مندرجہ ذیل تفصیلی بیان سے کرنا چاہیے:

رانا راج ودھن کا ایک بیٹا کلیار تھا جس کے چار بیٹے اتیرا، نون، کانجوں اور ہتار تھے۔ روایت کے مطابق راج ودھن کے آباؤ اجداد قدیم وقتوں میں گجنی کے قریب رہتے تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے دہلی آئے، اور پھر کچھ عرصے بعد بھٹنیر چلے گئے۔ ساتویں صدی ہجری میں راج ودھن نے اپنے قبیلے کے ہمراہ بھٹنیر کو خیر باد کہا اور چھمب کلیار (جو اب ملتان کی لودھراں تحصیل میں ہے) میں آباد ہو گیا جو ان دنوں ستلج کے جنوبی کنارے پر واقع اور شہر کے حکمران رائے بھٹہ کی قلمرو میں شامل تھا۔ ستلج کی طغیانی نے شہر کا بڑا حصہ تباہ کر ڈالا تھا لیکن تباہی کی باقیات اب بھی گھارا (تحصیل لودھراں میں) کے دائیں کنارے پر نظر آتی ہیں۔ رانا راج ودھن کی ایک خوبصورت بیٹی تھی جسے رائے بھٹہ اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔ راج ودھن کے سب سے بڑے بیٹے کلیار نے درخواست مسترد کر دی، اور نتیجتاً ہونے والی جنگ میں رائے بھٹہ مارا گیا۔ یوں کلیار اس علاقے کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے اور اس کا نام چھمب کلیار پڑ گیا (اب بھی یہی نام ہے)۔ تب شیر شاہ سید جلال اُچ میں مقیم تھے جہاں رانا راج ودھن اور اس کے بیٹے ملاقات کرنے گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ راج ودھن اُچ میں ہی رہا، اتیرا نے ”ویاہ“ پر قبضہ کیا، نون نے راوی کے کنارے مسکن بنایا، کانجوں دو نارمری آ گیا اور کلیار نے چھمب کلیار میں رہائش اختیار کر لی۔ ہتار کو تر کے میں کوئی حصہ نہ ملا۔

گجرات کے بھٹی بتاتے ہیں کہ وہ پنڈی بھٹیاں کے راجے دلا بھٹی کے دور میں آباد ہوئے۔ دلا بھٹی کو اکبر نے مار ڈالا۔ اس کا سارا خاندان جہلم میں اکبر کے کیمپ میں تھا۔ بالآخر ایک فقیر کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ دلا کے بیٹے کمال خان کو گھمان کے قریب ویران زمینوں پر آباد ہونے کی اجازت دی گئی جبکہ باقی لوگ واپس پنڈی بھٹیاں آ گئے۔

گوجرانوالہ بار کے بھٹی ورک کے فطری دشمن ہیں۔ وہ اپنا جد امجد دھیر کو بتاتے ہیں جو 18 پشتیں قبل بھٹنیر سے نکلا اور نار محل جنگلوں میں رہنے لگا۔ اس کا پوتا راوی کے کناروں تک گیا اور اس کے بیٹے نے گوجرانوالہ کی بالائی زمینوں میں قدم رکھا۔ سیالکوٹ کے بھٹیوں کے

مطابق وہ بھونی کی اولاد ہیں جو بھٹی کی ساتویں پشت میں سے تھا۔ بھونی بریکانیر سے گوجرانوالہ آیا اور پھر وہاں سے سیالکوٹ پہنچا۔ بار کے ان بھٹیوں میں کوئی بھی اپنی بیٹیاں پڑوسی جٹ قبیلوں کو نہیں دیتا، لیکن ان کی عورتیں بخوشی قبول کر لی جاتی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ”راجپوت“۔) منٹگمری میں ایک بلوچ قبیلے، ایک مسلمان کبوتہ قبیلے اور ایک مسلمان جٹ قبیلے کا نام بھی بھٹی ہے۔

بھٹے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں اور راجپوت قبیلے۔

بھٹیانی..... یہ قبیلہ 40 میل لمبے اور 12 تا 16 میل چوڑے کوہستانی علاقے پر قابض ہے۔ یہ علاقہ بنوں ضلع کی مروت تحصیل سے وادی گوٹل تک ہے۔ بھٹیانی چھوٹے چھوٹے دیہات میں رہتے ہیں۔ ان کے جھونپڑے کچے اور نہایت خستہ حال ہیں، اور کچھ لوگ تو پہاڑی غاروں میں بھی مکین ہیں۔

بھٹیانی..... ڈیرہ اسماعیل خان میں گدھے کا مالک جو روٹیاں بھی پکاتا ہے جبکہ عورتیں دایوں کا کام کرتی ہیں۔ ان کا تعلق کہاروں اور کہاروں کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ بھجوا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلے۔

بھچر..... شاہ پور میں ایک کھوکھر قبیلے۔

بھچنگی..... کالیوں کا ایک خطاب۔ بھچنگ کا مطلب کالا ناگ ہے۔

بھداہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

بھدر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلے۔

بھدرو..... امرتسر اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلے۔

بھدھل..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلے۔

بھدیار..... سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت کی نسل ہونے کے دعوے دار ہے۔ بھدیار نامی راجپوت کی ساتویں پڑھی میں سے اٹو اجدادھیا سے آیا اور جموں کے راجاؤں کے پاس ملازمت کر لی۔

بھرائی..... ان صوبجات میں پھیلے ہوئے بھرائی لوگ پرھائیں بھی کہلاتے ہیں جس کی وضاحتیں مندرجہ ذیل ہیں۔ (1) ایک بگن جٹ نخی سرور کا بھگت تھا جس نے ایک دن نخی سرور سے کہا:

”تجھے پری دی“ (یعنی تم پر بزرگ کا منہ پڑے) تبھی سے یہ نام پڑھائی پڑ گیا۔ (2) ایک اور روایت کے مطابق شیخ سید احمد دھونکل سے روانہ ہو کر ملتان گیا اور شاہ کوٹ کے جنوب میں واقع ایک مقام پر ہیں پرستایا جو اس کی والدہ کے آباؤ اجداد کا وطن تھا۔ ملتان میں ایک افغان سردار رہتا تھا جس کی بیٹی کے ساتھ شاہ کوٹ کے بہت سے نوجوان شادی کرنا چاہتے تھے مگر کوئی بھی اس لائق نہ تھا۔ تاہم ایک روز افغان سردار نے سید احمد کو دعوت پر بلایا اور اپنی بیٹی کا ہاتھ تھامنے کو کہا۔ بزرگ نے پیش کش قبول کر لی۔ اس موقع پر لکھا گیا سہرہ آج بھی سید احمد شہید کے احترام میں گایا جاتا ہے۔ تاہم جٹوں اور پٹھانوں کے کہنے پر میراثی قصداً دیر سے پہنچا۔ بزرگ نے اسے ڈیڑھ گز لمبا نیلا کپڑا دیا جو اس نے قبول نہ کیا۔ یہ سن کر بزرگ نے وہی کپڑا ایک جٹ شیخ بدھا کو دے دیا اور کہا: ”یہ ایک بندی (تمغہ) ہے، اسے اپنے سر پر باندھ لو ڈھول بجاؤ۔ ہمیں میراثی کی ضرورت نہیں، اور جب تمہیں مشکل پڑے تو ان الفاظ کے ساتھ مجھے یاد کر لینا: دیم جی ربدیا سواریا، بوہڑ کالی لکی والیا۔ (یعنی اے کالی لکی والے مشکل میں میری مدد کر) تم اور تمہاری اولاد میری پناہ میں ہے اور تم پناہی کہلاؤ گے۔“ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ لفظ بدل کر پرہین بن گیا۔

بھرائیوں کو ایک باقاعدہ ذات قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ وہ ایک پیشہ ورانہ یا روحانی بھائی چارے کا گروہ ہیں جس میں متعدد ذاتوں کے آدمی شامل ہیں۔ ڈوگر، راوت، ڈوم، راجپوت، موچی، گوجر (گجر)، ترکھان اور جٹ بھی۔ ان کا مذہب اسلام ہے لیکن وہ شادیوں میں ہندو رسومات پر عمل کرتے ہیں۔ جٹ بھرائی صرف جٹ عورت سے ہی شادی کرتے ہیں۔ جٹ بھرائیوں کی تعداد کافی ہے۔ وہ سخی سرور کی درگاہ کے ایک ہندو خدمتگار گاربا جٹ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جسے بزرگ نے خواب میں اسلام قبول کرنے کو کہا تھا۔ قبول اسلام کے بعد وہ شیخ گاربا کہلانے لگا۔ جٹ بھرائیوں کی کئی گوتیں ہیں۔ ڈھلوں، دیو، ریوال، گریوال، مان، رندھاوا، جھم، کرہی اور بدیچا۔

بھرائی صرف بکرے کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے خیال میں اگر انہوں نے کسی اور چیز کا گوشت کھایا تو انہیں کوڑھ ہو جائے گا۔ بھرائیوں کے گائے کا گوشت سے اجتناب کرنے کی وجہ ان کا ہندو ماخذ سے ہونا بھی ہے۔

بھربھونچی..... منتر کے ذریعہ بچھو کا زہر نکالنے والے جو گیوں کا ایک طبقہ۔  
 بھرت..... جہلم میں ایک قبیلہ جو اپنی بیٹیاں جالیوں میں بیاہتا ہے۔  
 بھرتھ..... گجرات میں ملنے والی ایک راجپوت شاخ، جن کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔  
 بھرگود، ہوسر، ڈھونسر..... گوڑ برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ، جو اب زیادہ تر تجارت یا کلر کی کرتے ہیں۔

بھروال..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔  
 بھروانہ..... (1) منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ، (2) بھیرو کی نسل سے تعلق رکھنے والے سیالوں کا قبیلہ۔

بھروئی (مونٹ بھرویا)..... بھرو کے موقع پر مسافروں کی دیکھ بھال کرنے والا۔  
 بھرہ، بھارہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔  
 بھرہی..... ایک قبیلہ جو گوڑ برہمنوں کی نسل سے ہونے کا دعویدار ہے اور انہی والی رسوم پر عمل کرتا ہے، لیکن وہ شادیوں کے موقع پر چار کی بجائے سات پھیرے لیتے ہیں۔ گڑگاؤں میں وہ سنگ تراش ہیں۔

بھریال..... طبقات اکبری میں اسے گکھڑوں کا ایک ماتحت قبیلہ بتایا گیا ہے، لیکن واقعات جہانگیری میں انہیں گکھڑوں والے ہی ماخذ کی نسل بتایا گیا ہے۔ یہ روہتاس اور ہتہ کے درمیان آباد تھے۔ بگیال کا نام انہی کے نام پر ہے۔

بھرتیج (برتیج)..... پٹھانوں کی شاخوں میں سے ایک۔ جھجر کے نوابوں کا خاندان اسی شاخ سے ہے۔

بھریڑا..... اس اصطلاح کا مطلب چاندی کا کام کرنے والا بتایا جاتا ہے۔ (شملہ پہاڑوں میں)۔ یہ لوہاروں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

بھڑال..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔  
 بھڑانج..... جڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ یہ سندھ میں بھی ملتے ہیں۔

بھڑ بھونجا..... لفظی مطلب ہے ”بھٹی میں اناج بھونسنے والا“۔ یہ ایک پیشہ ورانہ ذات ہیں جو 4 گوتوں پر مشتمل ہے: (1) جادوہنسی۔ ایک آہیر گوت، (2) بھٹنا گرا اور (3) سکسیم۔ دو



کایتھ گوتیں، اور (4) باسدیو۔ ایک برہمن گوت۔

بھڑ بھونجے ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔ بھڑ بھونجا بیوی کا بچ کی چوڑیاں، نیلے کپڑے اور لونگ نہیں پہنتیں۔ وہ صرف برہمنوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے اور مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔

بھڑیا..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بہشتی..... لفظی مطلب جنت کا رہنے والا۔ مسلمان پانی بردار کے لیے اصطلاح۔

بھک..... منگمری، فیروز پور اور ریاست بہاولپور میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔ ریاست میں وہ خود کو جٹ بتاتے ہیں۔

بھکراں..... ضلع راولپنڈی کے جنوب مشرق میں خاصے وسیع علاقوں پر قابض قبیلوں میں سے ایک گروہ۔ جہلم اور گجرات میں بھی کچھ بھکراں ملتے ہیں۔ بدھال کی طرح وہ بھی غالباً دریائے جہلم کے اس پار جموں کے علاقہ سے آئے تھے۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ قبیلے کے بہت سے افراد نے راولپنڈی میں خود کو پنوار بھی بتایا، اور اس قبیلے کو راجپوت شمار کیا جاسکتا ہے۔

بھکری..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

بھکاری..... بھیک مانگنے والا۔

بھگت بھگوان..... ("اُداسی" کے ضمن میں دیکھیں۔)

بھگت پنہتی..... نانک پنہتیوں کی ایک شاخ جو بھگتیوں یا راولپنڈی کی کہوٹہ تحصیل کے چاہا بھگتانی کے بابا سورج کے پیروکاروں سے بالکل الگ لگتے ہیں۔ بھگت پنہتی بنوں ضلع، پہاڑ پور اور ڈیرہ اسماعیل خان تحصیل میں پائے گئے۔ نانک پنہتی عموماً اپنی شادیوں یا اموات کے موقع پر عام ہندو رسوم پر عمل کرتے ہیں جبکہ بھگت پنہتی ایسا نہیں کرتے۔ وہ اپنے گھروں میں گرنہ لے جاتے اور شادیوں کے مواقع پر ان کے مخصوص حصے پڑھتے ہیں۔ وہ اپنے مردوں کو جلانے کی بجائے دفن کرتے ہیں۔ وفات کے کچھ روز بعد تک گرنہ کی تلاوت کی جاتی ہے، اور خوشی وغنی کے موقع پر کڑاہ پر شاد تقسیم کیا جاتا ہے۔ بھگت پنہتی کوئی خاص زیارت نہیں کرتا، بت پرستی سے اجتناب کرتا ہے اور نہ ہی متونی کے لیے کوئی شراہ انجام دیتا ہے۔ روزانہ عبادت ایک فرض ہے۔ وہ دن میں چھ مرتبہ گرنہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ طلوع آفتاب

سے پہلے، دوپہر سے پہلے، دوپہر کو، غروب آفتاب سے پہلے، شام اور پھر رات کو۔ عبادت کے دوران وہ آٹھ مرتبہ بیٹھتے، آٹھ مرتبہ اٹھتے اور آٹھ مرتبہ ہی جھکتے ہیں۔ یوں یہ شاخ سکھ مت پر سختی سے کاربند اور برہمنی بالادستی سے آزادی کے لیے کوشاں ہے۔

بھگتی..... ایک گوسین سلسلہ۔ اس کا بانی سین داس کا بھائی کانشی رام بتایا جاتا ہے۔ سین داس ایک برہمن بیراگی تھا جس کے بیٹے راما نند کا مقبرہ گوجرانوالہ ضلع میں بدو کے کے مقام پر تھا۔ نسبتاً زیادہ قابل احترام، لاہور کے کھتریوں اور برہمنوں میں اس کے متعدد پیروکار ہیں۔

بھکتیا..... ناچنے والے لڑکوں کے ساتھ سنگت کرنے والا معنی۔

بھگرو..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھگو..... جٹوں کی ایک ذیلی شاخ۔

بھلر..... بھلر، ہیر اور مان قبائل خود کو ”اصل“ جٹ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مہادیو (جس کا لقب بھولا ہے) کی جت سے پیدا ہوئے۔ ان کے بقول مالوہ ان کا اصل وطن تھا اور بالعموم انہیں اڑھائی قبیلے خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی ہیر نصف شمار ہوتے ہیں۔ لیکن مان قبیلے کے گویے کہتے ہیں کہ راجپوتوں کے مان، بھلر اور نصف ہیر قبائل راجپوتانہ سے پنجاب آنے والے اولین کشریہ مہاجرین تھے۔ بھلر کا صدر مقام لاہور اور فیروز پور میں معلوم ہوتا ہے لیکن دہلی اور راولپنڈی کے سوا تقریباً سبھی اضلاع سے ان کا اندراج ہوا۔ غالباً یہ قبیلہ کافی مخلوط ہے۔

منگمری میں بھلر ہندو اور مسلمان جٹ ہیں اور انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔

بھلو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھلکا..... سندھ، بہاولپور اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بلوچ کی ایک شاخ جسے ڈاکہ زنی کا عادی بتایا جاتا ہے۔

بھلووانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھلیراہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھمرائی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھمن..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھمیئے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بھن..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بھنجر..... ہوشیار پور اور گورداسپور کی زیریں پہاڑیوں میں ڈومنا کا ہم معنی۔ یہ گھاس اور بانس سے مختلف چیزیں تیار کرتا ہے۔ سرالیہ اور داؤلی کی طرح بھنجر اکو بھی ڈومنا کا ایک پیشہ ور گروہ تصور کیا جاسکتا ہے۔ وہ ڈومنون کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

بھندر..... چندر بنسی راجپوتوں کی چندر شاخ کے جنوں کا قبیلہ۔ یہ سیالکوٹ میں ہیں۔

بھندل..... سور یہ بنسی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جنوں کا قبیلہ۔ ان کے جد امجد بھندل کی اولاد میں سے بدر نے اسلام قبول کیا۔ بھندل سیالکوٹ میں پانچ دیہات کے مالک ہیں۔

بھندیر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھندیلا..... سر مور میں ملنے والی ایک کمتر ذات جو میدانون کے صفلی گر سے مطابقت رکھتی ہے۔ وہ مغل دور میں مارواڑ سے آئے اور مخصوص بولی بولتے ہیں۔ یہ سکھ مذہب کے پیروکار اور اسلحے کے ڈیلر ہیں۔ انہیں جرائم کا عادی بتایا جاتا ہے۔

بھنڈا..... ایک نہایت قدیمی قبیلہ۔

بھنڈر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھنڑانیہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

بھنڑائے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

بھنگو..... ایک جٹ قبیلہ جو راجپوت ماخذ کا دعویٰ دار ہے۔ بھنگو اور نول ضلع جھنگ کے ابتدائی ترین باشندے ہیں اور شورکوٹ کے قریب علاقے کے مالک ہیں۔ جھنگ کے آس پاس کا علاقہ سیالوں کی آمد سے قبل نول کے پاس تھا۔ سیالوں نے آ کر بھنگو اور نول دونوں کو شکست دی۔ غالباً بھنگو اور بھنگو ایک ہی ہیں۔

بھنگو..... سیالکوٹ میں جنوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت ماخذ کے دعویٰ دار ہیں اور ان کا جد امجد نیپال سے آیا تھا۔ یہ امرتسر اور منگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلے کی صورت میں بھی ملتے ہیں۔

بھنگلی..... (مونٹ بھنگن) خاکروب ذات کا آدمی، یا بھنگلی مسل سے تعلق رکھنے والا۔

بھنگلیا..... بھنگ بیچنے والا۔

بھنوالا..... جنڈ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔

بھنوت..... ایک راجپوت قبیلچہ جو گڑھ شکر کے عین شمال میں پدراوا، سالپور اور پوسی کے گرد ایک

بارہ (12 دیہات) کا مالک ہے۔ غالباً بن (جنگل) کے قریب آباد ہونے کی وجہ سے ان کا یہ

نام پڑ گیا۔ وہ ناروؤں کی ایک آل معلوم ہوتے ہیں۔

پہنکن..... جس کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہ ہو، خیرات مانگ کر گزارہ کرنے والا فقیر۔

بہنی وال..... بالخصوص حصار اور پٹیالا میں ملتے والا ایک جٹ قبیلچہ۔ یہ منگمری میں زیریں ستلج پر بھی

ملتے ہیں۔ 1881ء کی مردم شماری میں منگمری کے بہنی والوں نے غالباً اپنا اندراج بطور بھٹی

راجپوت کروایا تھا۔ وہ تعداد میں تو کم ہیں لیکن ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں ان کا کوئی ثانی

نہیں۔ 1857ء میں انہوں نے انگریز حکومت کو کافی مشکل میں ڈالا۔

بھو..... رگھ بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ (گجرات میں) یہ اجودھیا سے جمنا اور پھر وہاں سے

گجرات کے دامن کوہ میں آئے۔ غالباً اس نام کا ماخذ راجپوتانوی ہے۔ بھو کا رتبہ اعلیٰ ہے

اور وہ، منہاس اور جرال ایک دوسرے سے ملتے وقت ”جے دیو“ کہتے ہیں۔ وہ کدھالے اور

امبریالا کے چمھوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں، لیکن باقی کے چمھوں کے ساتھ نہیں جس

کی وجہ ایک قدیم تنازعہ ہے۔

بھوانہ..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بھوت..... بہاولپور کی صادق آباد کارواری میں ایک قبیلہ۔ یہاں یہ زمیندار اور مزارعے ہیں۔ وہ

دوالگ الگ گروپوں پر مشتمل ہیں۔ ایک بلوچ اور دوسرا جٹ۔ بلوچ شاخ کی تعداد کم اور

جٹ کی بہت زیادہ ہے۔ بھوت جٹ غالباً ابراہوں کی ایک شاخ ہیں جن کے ساتھ وہ باہمی

ازدواج کرتے ہیں لیکن انہیں بھٹیوں کی شاخ بھی بتایا جاتا ہے۔

بھوٹر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (دیکھیں ”بھڑ“)

بھوٹو..... جاہل پہاڑیا، سادہ لوح آدمی۔

بھوجکی..... دیوی کی مرکزی زیارت گاہوں (مثلاً جوالا مکھی، بھون، ہوشیار پور میں) کے پجاریوں

کے لیے اصطلاح۔ مسٹر بارنز کے مطابق ”بھوجکی برہمن نہیں حالانکہ وہ ان مشہور مندروں

کے موروثی پجاری ہیں۔ وہ سب مقدس دھاگا پہنتے، صرف آپس میں شادیاں کرتے، گوشت

کھاتے اور شراب پیتے ہیں۔ ان کے مرد ہر وقت مقدمات کے سلسلے میں عدالتوں میں ہوتے ہیں اور عورتیں اپنی اخلاقی کمزوری کی وجہ سے بدنام ہیں۔“ کرنل جینکنز کے خیال میں بھوج کی کانگرہ، پہاڑیوں کا ایک بے مثال کردار ہیں۔ وہ سارسوت برہمن ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن اگر ایسا ہے بھی تو اب وہ سماجی رتبے میں اس قدر گر گئے ہیں کہ کوئی بھی عام برہمن ان کے ساتھ کچی رسوئی نہیں کھاتا۔ ان کے نام کا ماخذ بلاشبہ سنسکرت لفظ بھوج (یعنی کھانا) ہے اور ان کے فرائض کی بنیاد پر یہ نام پڑا۔ وہ آپس میں اور بودھ پنڈت جوگیوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں۔

بھوجوانا..... سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

بھوجیا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بھوکے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

بھولا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

بھولر..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (یہ بھلر ہی ہے)

بھون..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھوناہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

بھونپے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

بھووانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

بھیکھ دھاری، بھیکھی..... فقیر یا سادھو کو کہتے ہیں۔

بھینس..... امرتسر میں ایک جٹ قبیلچہ (زراعت پیشہ)۔

بھٹہ..... مسٹرائی او برائن کے مطابق بھٹہ کی روایت ان کا تعلق ہندوستان سے جوڑتی ہے اور وہ

سور یہ بنسی راجپوتوں کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن ملتان کے پیرزادہ مراد بخش بھٹہ کی

سرفرازی کے بعد سے بہت سے بھٹوں نے خود کو پیرزادہ کہلوانا شروع کر دیا۔ ایک بیان کے

مطابق وہ بھوٹان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ لیکن یہ رائے قائم ہونے کی وجہ سے صرف ان

کے نام کی بھوٹان سے مماثلت ہے۔ وہ عموماً زراعت کے علاوہ برتن سازی اور کپڑا بننے کا

کام بھی کرتے ہیں۔ انہیں سیدوں کی آمد سے قبل اُچ پر قابض بتایا جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر

زیریں دریائے سندھ، چناب، جہلم، شاہ پور، جھنگ، ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ملتے ہیں۔ جھنگ میں بیشتر نے خود کوراچپوت درج کروایا۔ مشرقی میدانوں میں پھیلے ہوئے بھٹے غالباً مالوہ جنٹوں کے بھٹنا یا بھتر قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہاولپور کی ایک روایت کے مطابق بھٹے اور بھٹیا ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

بھیدا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

بی بیزئی..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

بیٹو..... داغی کا ہم معنی۔ کو لو تحصیل میں سراج کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

بیٹھی..... امرتسر میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

بیدا..... (1) لدراخ میں ایک گانے بجانے والی ذات۔ (2) بالائی وادی ستلج میں بہند اقربانیوں کے موقع پر سے پرچڑھنے والے زیادہ تر لوگ اسی ذات کے ہیں۔

بید..... اوسوال بھا بھڑوں، مہیال برہمنوں اور دیگر ذاتوں کی ایک گوت۔ ویدک طب سے منسلک تمام افراد کو بید (وید) کہا جاتا ہے۔

بید..... مہیالوں کا ایک حصہ۔

بیدوان..... انبالہ میں ایک ہندو۔ سکھ جٹ قبیلہ۔

بیدی (مونث بیدن)..... کھتری ذات کی ایک شاخ جس سے گورونانک کا بھی تعلق تھا۔ اس کی مزید چار شاخیں ہیں جو باہمی شادیاں کرتی ہیں۔

بیراگی..... بیراگی یا ویراگی کا ماخذ سنسکرت کا لفظ ”ویراگیہ“ یعنی جذبات سے پاک ہے۔ یہ وشنو کے ماننے والے ہیں۔ بیراگی غالباً ہندوستانی مذہب کے ایک نہایت قدیم عنصر کے نمائندہ ہیں، کیونکہ ان کے جو فرتے چیتے کی کھال اوڑھتے ہیں وہ بلاشبہ وشنو کے چیتے اوتارزنگھ کے ماننے والے ہیں۔ (بھگتی فقیر بھی کرشن کے لباس، رقص وغیرہ کی پیروی کرتے ہیں)

دیوتا کی نمائندگی کرنے والا پروہت ہر غیر مہذب یا خام مذہب میں ملتا ہے۔ رام اور کرشن کے مسالک سے وابستہ سلسلے بیراگی کہلاتے ہیں اور ان کی تاریخ کا آغاز رامانج سے ہوتا ہے جو گیارہویں اور بارہویں صدی کے دوران جنوبی ہند میں پرچار کرتا تھا۔ لیکن رامانند کے دور یعنی چودھویں صدی میں ہی اس فرقے نے شمالی ہند میں اہمیت حاصل کی۔ بیراگیوں

کے چار مرکزی سلسلے ہیں: رامانندی، وشنوسوامی، نیمانندی اور مادھواچاری۔ پنجاب میں صرف دو سہرا یا سلسلے ملتے ہیں، یعنی (1) رامانندی جو وشنوسوامیوں کی طرح رام چندر کے بھگت ہیں اور اس کی سالگرہ رام نومی مناتے، رامائن کا مطالعہ کرتے ہیں اور اجودھیا کی زیارتیں کرتے ہیں۔ وہ اپنے ماتھے پر سفید رنگ کا تین شاخوں والا نشان بناتے ہیں۔ (2) نیمانندی سلسلے کے بیراگی مادھواچاریوں کی طرح کرشن کے بھگت ہیں۔ وہ بھی بھادوں کی 8 تاریخ کو کرشن اوتار کا دن مناتے ہیں، لیکن وہ سری مدھ بھگوت اور گیتا پڑھتے، برندا بن اور متھر اور دوار کا ناتھ کو مقدس مقامات مانتے ہیں۔ وہ اپنے ماتھے پر سفید رنگ سے دو شاخہ نشان بناتے ہیں۔

تاہم، پنجاب خاص میں رامانندی اور نیمانندی کے درمیان فرق زیادہ اہم نہیں اور غالباً اس کے بارے میں زیادہ لوگ جانتے بھی نہیں۔ تمام بیراگی جت یا لمبے بال رکھتے، کھر درے کپڑے کی لنگوٹی کتے اور عموماً اپنے نام کے ساتھ داس لگاتے ہیں۔ سنیاسیوں کے برعکس وہ خود کو لال پادری کی بجائے سیتا پادری یعنی سیتا رام کے پجاری بتاتے ہیں۔ عام طور پر بیراگیوں کے پانچ بنیادی اصول بتائے جاتے ہیں۔ (1) دوار کا کی زیارت کرنا اور وہاں دائیں بازو پر لوہے کا کڑا پہننا، (2) ماتھے پر گوپی چند مٹی سے نشان بنانا، (3) کرشن کے کسی ایک اوتار پر یقین رکھنا، (4) تلسی کے پھولوں کی مالا پہننا، اور (5) وشنو کے اوتاروں کے حوالے سے کچھ منتر پڑھنا۔

بیراگیوں کے مرتاض سلسلے بڑے منظم ہے۔ کچھ کے پاس بہت سی دولت ہے اور وہ بڑی مہمان داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہوشیار پور میں ان کی تعداد کافی ہے۔ کچھ ایک مہنت بہت پڑھے لکھے اور عالم فاضل ہیں، اور چند ایک سنسکرت بھی جانتے ہیں۔

بیراگیوں کے ذیلی فرقوں میں سے مشہور مندرجہ ذیل ہیں: ہری داس روچک میں، کیشو پننتھی ملتان میں، تلسی داسی گوجرانوالہ میں، مرار پننتھی اور بابا لالی۔ بیراگیوں کا ایک نسبتاً جدید فرقہ چرن داسی ہے جو 1703ء میں الور کے چرن داس نے قائم کیا۔

بیرگ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پیر وال..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو برکھن نامی چوہان راجپوت کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس راجپوت نے دوسری شادی ایک جٹ لڑکی سے کی اور یوں اس کا رتبہ گر گیا۔ یہ نابھا کی باول نظامت میں ملتے ہیں۔

پیسگو..... انارج کی فصل کا رکھوالا۔

بے شرع..... اسلام کے غیر مقلد سلسلوں کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ ان سلسلوں کے پیروکار خود کو مسلمان کہلوانے کے باوجود کسی بھی مسلک کے اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزارتے۔ بے شرع سلسلوں میں بے نوا، گرزمار، مداری اور رسول شاہی شامل ہیں۔

بجگے کے..... منٹگری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔ بہاولپور میں جوئیوں کی ایک شاخ کا نام بھی یہی ہے۔

بیلدار..... بیچے سے کھدائی کرنے والا۔ مغربی پنجاب میں اوڈ کے لیے عام اصطلاح (دیکھیں ”اوڈ“)

بے نوا (بانوا)..... غالباً بے شرع کا ہم معنی۔ (2) یا بانوا جو مسٹر میکلیگن کے مطابق اسلام کے نہایت ممتاز بے شرع سلسلوں میں سے ایک ہے۔ انہیں خواجہ حسن بھری کے پیروکار بتایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس اصطلاح کا اطلاق ڈھیلے ڈھالے انداز میں قادری اور چشتی فقیروں پر بھی ہوتا ہے لیکن مخصوص مفہوم میں صرف بھکاریوں کا ایک نہایت پست گروہ ہی مراد ہے۔ وہ کھانے کے سوا کچھ بھی چیز مانگ لیتے ہیں اور اس کام کے لیے بڑی زوردار زبان استعمال کرتے ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں بہت سے دیہات کے نام ان بھکاریوں سے منسوب ہیں جنہیں خیرات دینے سے انکار کیا گیا تھا۔ پنجاب کے مغرب میں بے نوا شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔

بنیس (وینس)..... ایک جٹ قبیلہ جس کا صدر مقام ہوشیار پور اور جالندھر میں معلوم ہوتا ہے، البتہ وہ مغرب کی سمت میں راولپنڈی تک پھیل چکے ہیں، اور مشرق میں انبالہ اور ملحقہ مقامی ریاستوں تک۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل جنجوعہ راجپوت ہیں اور ان کا جد امجد بنیس فیروز شاہ کے عہد میں مشرق کی طرف آیا تھا۔ بنیس راجپوتوں کے 36 شاہی خاندانوں میں سے ایک



ہیں لیکن ٹوڈ کے خیال میں یہ محض سورج بنسی شاخ کا ایک ذیلی حصہ ہیں۔ گنگا جمنادو آب کے انتہائی مشرقی حصے بیسواڑا کا نام انہی کے نام پر ہے۔ جالندھر میں الاول پور کے سردار بینس ہیں جن کا جدا مجد ہوشیار پور سے جلا نزد سر ہند آیا۔ یہ تقریباً بارہ پشت قبل کا واقعہ ہے۔

یوہڑ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ بہاولپور، بیکانیر اور جیسلمر ریاستوں کے علاوہ ملتان اور مظفر گڑھ میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ جنوب مغربی پنجاب میں یہ مزدور، مزارعے اور اونٹ پال ہیں، اور پنوار ماخذ کی پلپار، دہا، اور پرہار شاخوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں۔



## پ

پادھا..... شادیوں کے موقع پر رسوم انجام دینے والا برہمن۔

پاڈی..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

پارسی..... بمبئی پریزیڈنسی سے پنجاب میں تاجروں اور دکانداروں کی حیثیت میں آنے والا زرتشتی طبقہ۔

پاک رحمانی..... ایک مسلمان فرقہ یا سلسلہ اور نوشاہیوں کی ایک شاخ۔ یہ گوجرانوالہ میں مدفون شاہ رحمان کے پیروکار ہیں۔ ان میں اور نوشاہیوں کے درمیان بس یہی ایک فرقہ ہے کہ یہ وجد کی حالت میں ہنختوں سے الٹے لٹک جاتے اور جسموں کو آگے پیچھے جھلاتے ہوئے اللہ ہو کا ورد کرتے اور آخر کار تھک کر گر پڑتے ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ پاک رحمان ایک مرتبہ آسمان پر گئے اور اسے نوشوہ نے بلوا بھیجا۔ اس نے اپنے استاد کے احترام میں سر کے بل جانا بہتر خیال کیا۔ تاہم، بتایا جاتا ہے کہ فرقے کے جاہل لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔

پالی..... (1) مشرقی پنجاب میں مویشی پالنے والا (2) ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں وہ تیلی سے مشابہہ ہے۔ لیکن کچھ کی رائے میں وہ ایک الگ ذات ہیں اور تیلی کے علاوہ دیگر کاروبار بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام قبول کیا اور ان کی شادی کی رسوم میں ہندومت اور اسلام دونوں کا اثر نظر آتا ہے۔

پاندہ..... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ اس خطہ کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہیں۔

پاندھا..... سکول ماسٹر یا برہمن جو شادیوں اور دیگر خاندانی تقاریب کی صدارت کرتا ہے۔ لنڈے رسم الخط یا ریاضی کا استاد۔

پاندھو..... منگھری میں زراعت پیشہ ہندو کبیر قبیلچہ۔

پاندی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پانڈا..... قسمت کا حال بتانے والا۔ قنوج کے برہمنوں کی ایک شاخ کا بھی یہی نام ہے۔  
پاوندہ..... پاوندہ اصطلاح کے تحت شمار ہونے والے جنگجو تاجروں کے تقریباً سبھی قبائل کا تعلق غلزنئی اور لووی (بالخصوص لودھی) سے ہے۔

لفظ پاوندہ فارسی کے لفظ ”پروندہ“ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب سامان کی گٹھڑی ہے۔ یا شاید اس کا ماخذ پشتو لفظ ”پوول“ ہوگا جس کا مطلب ”چروانا“ ہے۔ ہندوستان، افغانستان اور وسط ایشیاء کی شمالی ریاستوں کی تقریباً تمام تجارت انہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر موسم خزاں میں غزنی کے شمالی میدانوں میں اپنے کنبوں، ریوڑوں، گلوں اور بخارا و قندھار کی مصنوعات سے لدے ہوئے اونٹوں کی لمبی قطاروں کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اور بڑے بڑے کثیر التعداد کارواں بنا کر سپاہیانہ انداز سے کاکڑ اور وزیری علاقہ سے ہو کر کوہ سلیمان میں سے درہ گول اور ژوب سے گزرتے ہیں۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں داخل ہو کر وہ اپنے کنبوں، ریوڑوں، گلوں اور تقریباً دو تہائی جنگجو مردوں کو وسیع و عریض چراگاہوں میں چھوڑ جاتے ہیں جو دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر مقیم ہو جاتے ہیں، اور چند ایک تلاش روزگار کے لیے ادھر ادھر آوارہ گردی کرتے ہیں۔ باقی اپنے تجارتی سامان سے لدے اونٹوں کو لے کر ملتان، راجپوتانہ، لاہور، امرتسر، دہلی، کانپور، بنارس اور پٹنہ تک چلے جاتے ہیں۔ موسم بہار میں وہ دوبارہ اکٹھے ہو کر اسی راستے سے ہوتے ہوئے غزنی اور قلات غلزنئی کے آس پاس والی پہاڑیوں میں اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ موسم گرما کے آغاز پر آدمی اپنی اشیاء پیچھے ہی چھوڑ کر ہندوستان سے خریدے ہوئے انڈین اور یورپین سامان تجارت کے ساتھ قندھار، ہرات اور بخارا کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ماہ اکتوبر میں واپس آ کر وہ ایک مرتبہ پھر انڈیا کے لیے سفر پر جانے کی تیاری کرنے لگتے ہیں۔

پاؤلی..... جولا ہے کے لیے مغربی پنجاب کی اصطلاح۔ وہ مسلمان ہے اور ضلع جھنگ سے اس کے 37 سیکشن درج ہوئے۔ درحقیقت یہ ذات مختلف قبائل کے ان افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ لہذا ان کے درمیان میراثی، ملاح، ماچھی، انگریز اور حتیٰ کہ قصاب اور سید بھی ملتے ہیں۔ لیکن پاؤلی کا جولا ہونا لازمی نہیں۔ وہ کھیت مزدوری اور کاشتکاری بھی کرتا ہے۔ ان کے ہاں گوت کے اندر ہی شادی کرنا قابل ترجیح ہے، البتہ باہر

شادی کرنے پر پابندی نہیں۔ وہ ہر لحاظ سے اسلامی رسوم پر عمل کرتے ہیں۔ پاکپتن میں جولاہوں کی دو شاخیں ہیں: بھکری، جن کی عورتیں کپڑا بکتی ہیں اور پاؤلی، جن کی عورتیں کپڑا بٹنا بے عزتی خیال کرتی ہیں۔

پاہور..... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں جٹ قبیلچہ۔ وہ اس خطہ کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہے۔

پانیان..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

پترا..... ہندو رقصہ۔

پترے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پتوا..... زیورات کو پروانے کے لیے ریشم کی ڈوریاں تیار کرنے والا۔

پتون..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پتوہا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پٹھان..... انڈیا کی شمال مغربی سرحد سے تعلق رکھنے والے کسی بھی قبیلے کے ارکان کو بالعموم پٹھان کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک متبادل روہیلہ (روہ یعنی کوہستان کا رہنے والا) ہے۔ ایک اور متبادل اصطلاح افغان ہے۔ انڈیا کی شمال مغربی سرحد پر پشتو (نہ کہ ہند کی) بولنے والے قبائل کے ارکان کے لیے بھی پٹھان کی اصطلاح مستعمل ہے۔

دیر، سوات اور باجوڑ کے پٹھان صرف نظم و ضبط کی پابندی کے حوالے سے دیگر پٹھانوں سے مختلف ہیں۔ تاہم، اتمان خیل کے ہاں یہ جذبہ سب سے کم ہے۔ انہیں سازش بازی میں اولین درجہ دیا جاسکتا ہے، لیکن شجاعت اور مہمان داری کے معاملے میں وہ دیگر پٹھانوں سے زیادہ مختلف نہیں۔

کسی علاقے پر قبضہ کیے جانے پر ساری زمینوں کو قبیلے کی شاخوں کے درمیان ٹپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر ٹپہ دفتروں میں مزید تقسیم ہوتا ہے اور ہر ایک خیل اور ہر دفتر کی مزید تقسیم برکھے یا بکھرے ہیں، یعنی انفرادی حصے۔ دفتر میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ رکھنے والا فرد بھی دفتری کہلاتا ہے اور ہر ایک دفتری کے حصے کو مساوی کرنے کے لیے (ہر ممکن حد تک) ہر ایک خیل کی زمینوں کو زمین کی نوعیت کے حساب سے ”ونڈوں“ میں درجہ بند کیا جاتا تھا۔

چنانچہ دفتری کا حصہ نہ صرف چھوٹا ہوتا بلکہ اکثر مختلف ونڈوں میں چھوٹے چھوٹے قطعات پر بھی مشتمل ہوتا۔ تاہم، برادری کی زمین کا ایک حصہ اس تقسیم سے مستثنیٰ تھا اور ان لوگوں کو الاٹ کیا جاتا تھا جو خیل یا گاؤں کی خدمت تلوار یا عبادت کے ذریعے کرتے تھے۔ اس قسم کی زمین سیری کہلاتی ہے۔

پشتو زبان کا موجودہ ادب سولہویں صدی سے شروع ہوتا ہے اور یہ زیادہ تر تاریخی واقعات کی شاعری پر مشتمل ہے۔ مثلاً اخون درویش کی ”مخزنِ پشتو“ اور ”مخزنِ اسلام“ اور افضل خان خٹک کی ”تاریخِ مرع“۔ اہم شاعر خٹک سردار خوشحال خان، مرزا خان انصاری، عبدالرحمان اور عبدالحمید ہیں۔ عبدالرحمان کو افغان اپنا بہترین شاعر مانتے ہیں۔ لیکن اہل یورپ خوشحال خان کو ہی اولیت دیتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی پشتو کا سارا ادب مصنوعی اور نقالی پر مبنی ہے۔ یعنی اس کی حیثیت فارسی ماڈلز کی تبدیل شدہ صورت سے زیادہ نہیں۔ پشتو میں مذہبی تحریریں بکثرت ہیں۔ متعدد ایسی کتب لاہور اور پشاور میں لیتھوگراف کی گئی ہیں اور ادبی معیار پر بمشکل ہی پورا اترتی ہیں۔

افغانوں کے نسلی عناصر کو الگ الگ کرنا مشکل کام ہے۔ اسی طرح ان کے اعداد و شمار کا ایک معتبر اندازہ قائم کرنا وقت طلب امر ہے۔ مردم شماری میں تناؤلی، جدون، دلازک، تاجک، کھیتراں اور حتیٰ کہ مغلوں جیسے قبائل نے بھی خود کو پٹھان درج کروایا اور کرنل ولس لکھتے ہیں: ”پنجاب کے مغرب اور جنوب مغرب کے جن قبائل پر گزشتہ 300 سال کے دوران گاہے بگاہے افغانوں نے حملے کیے وہ اس غلط سلوک سے بچنے کے لیے اپنے افغان ماخذ کی تواریخ وضع کرنے کے عادی ہو گئے اور جن جگہوں پر یہ وجہ موجود نہ تھی وہاں بھی غالب نسل کے ساتھ قرابت داری کا دعویٰ کرنے کا رجحان اسی نتیجے پر پہنچا۔ پشاور سرحد پر آباد کچھ قبائل کا ماخذ مشکوک ہے اور وہ مکمل طور پر پٹھانوں کے ساتھ منسلک نہیں۔ چنانچہ حقیقی پٹھان ان کے دعووں کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم پٹھان قوم کے بارے میں سر ڈینزل ایشن کے بیان پر توجہ دے سکتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر بیلو کی تھیوریز کو قبول کیا، لیکن پھر بھی ان کے خیالات پٹھان نسل کے مخلوط عناصر کی گہری بصیرت پر مبنی تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

پٹھان قوم کے ماخذ اور تشکیل دونوں کے بارے میں آراء بہت زیادہ متضاد ہیں۔ بہت سوں کا یہ خیال ہے کہ اصلی افغان اور پٹھان کے ماخذ میں کوئی فرق نہیں۔ تاہم یہ کہنے والے زیاد تر ہماری سرحد کے افسر ہیں جن کا اصلی افغانوں سے واسطہ نہیں پڑا۔ میرے لیے کوئی نظریہ اپنانا ضروری تھا جس کی بنیاد پر میں قبائلی گروہ بندی کرتا۔ میں نے مسٹر ہیلو کو رہنما تسلیم کیا ہے۔ پنجاب کی سرحد کے ساتھ فرق میں افغانستان کے افغانوں سے متعلق ان کا علم (اور خصوصاً قوم کی قدیم تاریخ کا) اس مسئلے پر بات کرنے والے کسی بھی دوسرے مستند شخص کی نسبت کافی زیادہ ہے۔ ڈاکٹر ہیلو کی رائے کے مطابق پٹھان قوم کی تشکیل اور قدیم تاریخ پر ذیل میں بات کی گئی ہے۔ بہر حال افغانوں اور خاص پٹھانوں کا ماخذ چاہے کچھ بھی ہو، لیکن جس قوم پر آج یہ دو نام بلا رور عایت بالترتیب فارسی اور پشتو میں لاگو ہوتے ہیں، (اور جو مغرب میں ایرانی سلطنت، مشرق میں ہندوستان، شمال میں منگول اور جنوب میں بلوچ کے درمیانی پہاڑی علاقوں پر آباد ہے) اس وقت متعدد مختلف النسل قبائل پر مشتمل ہے۔ وہ بلا استثنا مسلمان ہیں اور زیادہ تر سنی فرقہ کے کٹر پیروکار ہیں۔

**پٹھان قوم کی تشکیل:** انڈیا کے مقامی باشندے پٹھان اور افغان کے الفاظ بلا امتیاز یہاں زیر بحث قوم کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اصلی افغان غالباً یہودی یا عرب نسل ہیں۔ اور وہ ایک انڈین نسل کے قبیلہ (جس میں وہ عرصہ پہلے مل جل گئے تھے) کے ساتھ اب بھی خود کو بطور حقیقی افغان یا احمد شاہ درانی کے عروج کے بعد سے بطور درانی ممیز کرتے ہیں اور غیر درانی پشتو بولنے والوں کو اوپرا (پرایا) شمار کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کچھ عرصہ قبل افغانستان کا نام اپنے نام پر رکھا ہے (جس کا نام پہلے خراسان تھا) اور اب وہاں پر ایک سو سال سے زائد عرصہ تک حکومت کر چکے ہیں۔ یہ ملک شمال میں آکسس (Oxus)۔ اس کا نام دریائے آمو اور جیون بھی ہے۔ یہ سطح مرتفع پامیر میں سے گزر کر ارال جھیل میں گرتا

ہے، مترجم) جنوب میں بلوچستان، مشرق میں دریائے سندھ کے وسطی بہاؤ اور مغرب میں صحرائے فارس سے حد بند ہے۔ جس طرح 17 ویں صدی کے آغاز میں انگریز اور سکاچ آئرش کے درمیان آباد ہوئے، اندرونی شادیاں کیں اور اب آئرش کہلاتے ہیں (اگرچہ آبادی کا ایک انتہائی مختلف حصہ ہیں) بالکل اسی طرح افغانستان کے تمام باشندے اب عام محاورہ میں بطور افغان جانے جاتے ہیں۔ ان میں خاص افغان، خاص پٹھان، غلزی تاجیک اور ہزارہ نسلیں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کم اہم قبیلے بھی ملک کی حدود پر رہتے ہیں۔

اصل پٹھان بدیہی طور پر انڈین ماخذ سے ہیں۔ ان کی زبان کو پشتویا پختو کہا جاتا ہے اور وہ خود کو پختان (یا پختو بولنے والے) کہتے ہیں۔ یہی لفظ انڈین زبان میں بگڑ کر ”پٹھان“ بن گیا۔ عیسوی صدیوں کے آغاز میں وہ تمام کوہ سفید اور شمالی کوہ سلیمان پر آباد تھے، سندھ سے لے کر دریائے سوات کے منبع تک اور جلال آباد سے لے کر پشین اور کوئٹہ تک۔ افغان اور غلزی ان کے علاقہ میں پھیل گئے اور ان کی زبان و روایات اپنائیں۔ جس طرح انگلش بولنے والے آئرش سکاچ اور ویلش (ولندیزی) عام طور پر انگریز کہلاتے تھے، اسی طرح پختو زبان بولنے والے سب لوگ پٹھان کے نام میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ افغان اور غلزی اپنی زبان کے کارن پٹھان ہیں، تاہم ان کا ماخذ پٹھان نہیں۔ اپنی فارسی بولی کو قائم رکھنے والے تاجیک اور ہزاروی پٹھان نہیں، جبکہ یہ پانچوں علاقائی لحاظ سے افغان ہیں۔ مگر ان میں صرف ایک افغانی نسل ہے۔

افغانوں کی قدیم تاریخ: جو مختلف قبائل افغان قوم کی ترکیب میں شامل ہیں ان کے ماخذ اور قدیم تاریخ پر اہم محققین میں بہت زیادہ اختلاف رائے ہے۔ میں ذیل میں پیش کیے جانے والے مختصر تذکرے میں ڈاکٹر بیلو کی رائے پر عمل پیرا ہوں کیونکہ یہ ایک آسان ترین انداز عمل رکھتی ہے۔ لیکن اس بات پر شبہ کیا جاسکتا ہے کہ پٹھان خاص اور افغان خاص کے درمیان جس امتیاز پر انہوں نے اس قدر اصرار کیا ہے وہ واقعی وجود بھی رکھتا ہے یا نہیں، یا لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں جبکہ اس قوم کے کسی بھی حصے کا یہودی ماخذ سب سے زیادہ غیر یقینی ہے۔ لیکن قوم کی قبائل میں تقسیم، ان قبائل کی اندرونی قرابت داریاں اور ان کے آوارہ گروپوں کا عمومی بیان سب کچھ ناقابل سوال ہیں اور ان کو بیان کرنے والے کلیوں میں

میں نے انہیں صرف رابطے کی کڑیوں کے طور پر قبول کیا ہے جو انہیں ایک متواتر کہانی میں باندھ دے گی۔

اپنا سلسلہ نسب و نام افغانہ سے ملانے والے کہتے ہیں کہ بخت نصر (ساحر عظیم) انہیں شام لے گیا اور میڈیا اور فارس میں آباد کیا (بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں ایک بیٹا قیس یا کیش تھا جس کو والد اور چچا سے ورثہ میں صرف چار بھئیں ملیں۔ قیس کا ایک بیٹا سارل نام کا تھا، لیکن بوجہ طویل القامتی سب اسے طوالت یعنی طالت کہتے تھے۔ اس نے لوی قبیلے کی دو خواتین سے شادیاں کیں۔ ایک بیوی سے بیٹی ہوئی جس کو اس نے بارہ بیٹوں کے خاندان میں سب سے چھوٹے داؤد سے بیاہ دیا۔ داؤد نے عمالتہ قبیلے سے جنگوں میں ایسے کارنامے دکھائے کہ اسے ریاست کا مدار المہام بنا دیا گیا۔ وہی سارل کا جانشین ہوا۔ سارل کی وفات کے بعد انہی دو بیویوں میں سے بیک وقت دو بیٹے برقیہ اور ارمیہ پیدا ہوئے۔ داؤد نے ان دونوں بیٹوں پر مہربانی کرتے ہوئے انہیں ایک ایک قبیلہ کی سرداری سونپی۔ ان کی شجاعت دیکھ کر داؤد نے انہیں مزید ترقیاں دیں۔ برقیہ وزیر اعظم بنا اور ارمیہ سپہ سالار۔ دونوں کے ہاں ایک ایک بیٹا پیدا ہوا: برقیہ کے ہاں آصف اور ارمیہ کے ہاں افغانہ۔ اپنے اپنے والدین کی وفات کے بعد دونوں سلیمان بن داؤد کے دور میں انہی مناصب جلیلہ یعنی بالترتیب وزیر اعظم اور سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ افغانہ نے بیت المقدس۔ یروشلم۔ کی تعمیر، جو داؤد نے شروع کی تھی، بھی مکمل کروائی۔ آصف کے ہاں اٹھارہ اور افغانہ کے ہاں چالیس لڑکے پیدا ہوئے۔ مصنف نے ارمیہ کو یرمیاہ اور سارل کو ساؤل لکھا ہے۔ یہ تفصیل ایڈورڈ آلیور کی کتاب ”پٹھان اور بلوچ“ سے لی گئی جس کا ترجمہ انور رومان نے کیا۔ مترجم۔) پھر وہ لوگ مشرق کی جانب کوہستان غور (بنو آصف) اور جدید ہزارہ کے علاقہ میں ہجرت کر گئے۔ اسی دور میں ان کا ایک حصہ عرب چلا گیا کہ داؤد اور سلیمان کا معبد کھوکھو انہیں خانہ کعبہ پر مرتکز و معتکف رہنا چاہیے۔ یوں وہ مکہ کے قرب و جوار میں بس گئے۔ سلیمانی دور کے پندرہ سو برس بعد آنحضرت کا نور نبوت طلوع ہوا۔ نبوت کے نو سال بعد ایک اسرائیلی خالد بن ولید سیف اللہ (جو مسلمان ہو گئے تھے اور ان کی اولاد خالدی افغان کہلاتی ہے۔ بنگلہ قبیلہ انہی کا مظہر ہے۔) نے کوہستان غور کے افغانوں کو بذریعہ مراسلہ آنحضرت کے ظہور کی خبر دی۔



اس خط کے بعد غور کے کئی سردار مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ انہی میں سب سے طاقتور افغان سردار قیس شامل تھا جس کا شجرہ نسب 37 ویں درجے پر سارل، 45 ویں پر ابراہیم اور 600 ویں درجے پر حضرت آدم سے ملتا ہے۔ ان کے پہنچنے کے فوراً بعد ہی حضرت خالدؓ کے توسط سے دربار رسالت میں پیش ہوئے اور ایمان لائے جنہوں نے انہیں بے شمار دعائیں دیں (ان کے عبرانی ناموں کی بجائے عربی نام بھی رکھے۔ قیس عبدالرشید ہو گیا اور مورثی لقب مستقلاً تفویض کر دیا)۔ وقت رخصت آپ نے قیس کو پٹھان کا لقب عطا فرمایا جس کا سریانی زبان میں مطلب ”پتوار“ ہے، گویا ایک تشبیہ (بموجب وحی جبرائیل) دی کہ قیس دین میں اپنے ہموطنوں کی رہنمائی کریں گے اور جہازِ خلاق کے پتوار بنیں گے۔ دریں اثناء پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کے درمیان کوہ ہندوکش کے پرے سے وادی سندھ میں سیکھھی (Scythian) قبائل کی یورش بدھ مت کے پیروکار گندھاری کی ایک آبادی کو ان کے گھروں سے دریائے کابل کے شمال میں پشاور اور شمال میں حلقہ زن پہاڑیوں میں لے گئی (یہ وہی ہیروڈوٹس والا گندھاری ہے)۔ پاکتیان (Pactyan) قوم کے چار بڑے حصوں میں سے ایک کے نمائندے موجودہ خاص پٹھان ہیں اور انہوں نے بہت بڑے انبوہ کثیر کی صورت میں ہلمند کے دونوں کناروں پر ہجرت کی۔ وہاں انہوں نے اپنی آبادی قائم کی اور ایک شہر کی بنیاد رکھی اور اپنے آبائی صدر مقام کے نام کی نسبت سے اس کا نام گندھار رکھا جسے اب قندھار کہا جاتا ہے۔

یہ بات یقینی نہیں کہ غور کے افغان کس دور میں قندھار علاقہ میں نیچے کی جانب بڑھے جہاں گندھاری آبادی تھی، لیکن وہ شاید پہلی صدی ہجری کے عرب حملہ آوروں کے ساتھ بطور فاتح آئے تھے۔ وہ اپنے نئے گھروں میں جلد ہی ایک غالب نسل کی حیثیت سے بس گئے، گندھاری کے ساتھ باہمی شادیاں اور انہیں مشرف بہ اسلام کیا، ان کی زبان اپنائی اور وقت کے ساتھ ساتھ دونوں نسلیں باہم مدغم ہو کر افغان نامی قوم بن گئی۔ وہ اپنے ہمسایہ پٹھانوں سے علیحدہ تھے، جن پر بات کی جا رہی ہے۔ اگرچہ غور کی اصل نسل ابھی تک خود کو بنی اسرائیل کہتی ہے تاکہ خود کو اپنے گندھاری رشتہ داروں سے علیحدہ کر سکے۔ امکان ہے کہ یہ یہودی الاصل روایت نارمن نسل کی ایسی ہی روایت سے فرق ہے جسے ہمارے کچھ انگریز

لوگ ابھی تک محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ لہذا خاص افغان میں سب سے پہلے تو یہودی نسل کے اصل افغان جن کے مرکزی قبائل ترین، ابدالی یا درانی اور شیرانی ہیں، اور دوسرے بھگوڑی گندھاری کی نسل شامل ہے جس میں یوسف زئی، مہمند اور پشاور کے دیگر قبائل آتے ہیں۔ موخر الذکر پندرھویں صدی عیسوی کے نصف اول میں وادی پشاور میں اپنی اصل مسند پر واپس آئے جو انہوں نے کوئی دس صدیوں قبل چھوڑی تھی، جبکہ اصل افغانی قندھار میں ہی رہے۔ وہاں 18 ویں صدی کے وسط میں وہ علاقہ کے حکمران بن گئے اور تبھی سے اسے افغانستان کہا جاتا ہے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ واپس اپنے صدر مقام کابل کو چلے گئے۔ پشاور کے علاقہ میں واپس لوٹ آنے والے قبیلوں کو احمد شاہ نے ”بر“ یا بالائی درانی کا نام دیا، تاکہ انہیں ابدالی درانی سے ممتاز کیا جاسکے جو قندھار میں ہی رہے تھے۔

میں نے کہا ہے کہ گندھاری ہیروڈوٹس کے پانچویں (Pactiyee) کی چار بڑی شاخوں میں سے ایک تھے۔ اس نام کے تحت شامل باقی تین قومیں، اپراتے (Apratae) یا آفریدی، ستر اگیدے (Satragyddae) یا خٹک اور دادیکے (Dadicae) یا دادی، سب انڈین نسل سے مشابہہ تھیں۔ ہجری دور کے آغاز میں سارے کوہ سفید خطہ پر آفریدی، سلسلہ کوہ سلیمان اور اس کے اور دریائے سندھ کے درمیان میدان کے شمالی علاقوں پر خٹک، جبکہ جدید سیوستان، صوبہ قندھار اور کوہ سلیمان کے درمیان علاقے پر دادی آباد تھے۔ پٹھان خاص کا مرکز ان تین اقوام پر مشتمل ہے۔ لیکن اس مرکزے کے ارد گرد بیرونی نسلوں کے متعدد قبائل جمع ہوئے ہیں، مثلاً سیستھی، کاکڑ، وزیری، راجپوت اور کرلازی شاخ میں شامل ترک نسل کے متعدد قبائل جو تیمور اور سبکتگین کے ہمراہ آئے تھے۔ یہ بیرونی افراد پختہ قوم کے اصل علاقوں پر اس طرح متجاوز ہوئے کہ اب خٹک اور آفریدی کے پاس ان علاقوں کا بہت تھوڑا سا حصہ رہ گیا جن پر وہ کبھی آباد تھے جبکہ دادی کو ان کے کاکڑ حملہ آوروں نے عملی طور پر اپنے میں جذب کر لیا۔ دیرینہ تعلقات اور دروں زواجی کی بدولت یہ سب اب ایک قوم کے رنگ میں رنگ چکے ہیں۔ حملہ آوروں نے پختون زبان اپنالی، سب نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اسلام قبول کیا اور مشترکہ نسل کی روایات گھڑ لیں جو ان کی موجودہ یکجائی کو بیان کرتی ہیں۔ غزنی کے محمود نے آفریدی کو برائے نام مسلمان بنایا، لیکن پٹھان قبیلوں کی شہیلی مذہب

شہاب الدین غوری کے دور میں شروع ہوئی جب رسول اللہ پر ایمان رکھنے والے سید اور قبول اسلام کرنے والے انڈین (جو پورے علاقہ میں شیخ کہلاتے تھے) ان میں آکر باد ہو گئے، آپس میں شادیاں کیں اور پٹھانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ ان بزرگوں کی اولادیں اب بھی ممتاز قبائلی شناخت رکھتی ہیں اور اصولی طور پر سید ماخذ کی دعویٰ داری ہیں۔

غلزئی غالباً ترکی النسل ہیں۔ ان کا نام ”خلجی“ (تلوار باز کے لیے ترکی زبان کا لفظ) کی ایک دوسری شکل ہے۔ وہ پرانے وقتوں میں ایک مربوط قبیلہ کی بجائے شاید بھاڑے کے سپاہیوں کی حیثیت میں کوہستان غور کے شیعہ پٹی سلسلہ میں آئے جہاں بڑے پیمانے پر ان کا فارسی خون کے ساتھ اختلاط ہوا۔ کابل اور قندھار میں اس نام کے سرکاری سچے ابھی تک ”خلجی“ ہیں۔ وہ پہلی مرتبہ محمود غزنوی کے دور میں ممتاز ہوئے جس کی معیت میں وہ ہندوستان پر چڑھائی کے لیے گئے تھے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے جلال آباد اور قلات۔ غلزئی کا درمیانی خطہ فتح کر لیا اور اس علاقہ کے شرق و غرب میں پھیل گئے جس پر وہ اب آباد ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے اوائل میں انہوں نے فارسی قوانین کے خلاف بغاوت کی، قندھار میں میر واعظ کی زیر قیادت خود مختار حکومت بنائی اور فارس پر چڑھ دوڑے۔ لیکن ربع صدی بعد نادر شاہ نے ان کی تفتیح کی اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ کچھ ہی عرصہ بعد درانی آ گئے۔

وسیع معنی میں پٹھان قوم کا حصہ تشکیل دینے والی تاجیک اور ہزارہ کی بقیہ نسلوں سے پنجاب میں ہمارا تعلق کم ہے۔ اول الذکر افغانستان کے قدیم فارسی باشندوں کی باقیات ہیں اور یہ لفظ اب فارسی بولنے والے تمام پٹھانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہ اب حقیقی افغان ہیں، نہ سادات اور نہ ہی ہزاروی۔ وہ سارے افغانستان، فارس اور ترکستان میں ادھر ادھر بکھرنے پڑے ہیں۔ موخر الذکر کی کچھ پہاڑی قلعہ گاہوں میں اب بھی ان کی خود مختار حکومت ہے۔ ہزاروی تا تاری النسل ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ چنگیز خان کے حملہ میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ غزنی، بلخ، ہرات اور قندھار کے درمیان کوہ ہندو کش کی مغربی توسیعات پر مشتمل علاقہ کے پہاڑوں پر وہ آباد ہیں۔ میں نے پٹھانوں کے ساتھ کچھ وابستہ نسلوں کو بھی شامل کیا ہے، جنہیں اگرچہ پٹھان نہیں سمجھا جاتا لیکن طویل عرصہ کی

قرابت سے وہ عادات و اطوار، روایات اور کردار میں ان سے بہت زیادہ مماثلت اختیار کر گئے ہیں۔ وہ مرکزی طور پر ہزارہ میں رہتے ہیں اور دلازک، سواتی، جدون، تداولی اور شلمانی کہلاتے ہیں۔

پٹھان کی اصطلاح سولہویں صدی کے مصنفین کے ہاں نظر آتی ہے۔ افغان کا نام کہیں پہلے سے مستعمل تھا اور 5 ویں تا دسویں صدی ہجری کے وقائع نگاروں نے اس نسل کے لیے صرف افغان نام ہی استعمال کیا۔ افغانوں اور بالخصوص درانیوں کے عبرانی النسل ہونے کی تھیوری کا ماخذ خالصتاً ادبی ہے اور اس کے آثار ”مخزن افغانی“ میں دیکھے جاسکتے ہیں جو شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں خان جہاں لودی کے لیے مرتب کی گئی، اور لگتا ہے کہ سولہویں صدی سے پہلے اس کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ یہ فارس، ہند اور افغانستان کے مسلمانوں کے ہاں اپنا نسب پیغمبروں کے خاندان سے جوڑنے کی مقبول روایت کی ایک مثال ہے۔ چنانچہ بلوچ امیر حمزہ، داؤد پوترے اور کلہوڑے حضرت عباسؑ کے ساتھ تعلق جوڑتے ہیں۔ اور لودی و سوری عہد میں افغانوں کو رفیع الثان بنانے کے خواہشمند وقائع نگاروں نے ملک طالت یا بادشاہ ساؤل کے ساتھ تعلق وضع کر لیا۔

پٹھانوں کا اصل ماخذ چاہے کچھ بھی ہو مگر اصل افغانستان یا افغانوں کا ملک صرف کاشغر سے لے کر قندھار صوبہ کی سرحد تک ہی ہے، جیسا کہ صفوی سلطنت کے دور میں تھا۔ ریورٹی کے بقول ابتدائی مسلمان وقائع نگار نے یہ اصطلاح اسی مفہوم میں استعمال کی۔ علاقے کی کل چوڑائی 100 گروہ بنتی ہے۔ ایٹسن نے پٹھانوں کو یوں بیان کیا:

**پٹھانوں کا تعارف:** ایک حقیقی پٹھان شاید ان تمام نسلوں میں سب سے زیادہ وحشی ہے جن سے پنجاب میں ہمارا سابقہ پڑا۔ اس کی زندگی خانہ بدوش قبائل جتنی قدیم نہیں، لیکن وہ خون کا پیاسا، ظالم اور پرلے درجہ کا انتقام پرور ہے: اسے یہ معلوم نہیں کہ سچائی یا عقیدہ کیا چیز ہے، حتیٰ کہ اس کے پڑوس میں ”افغان بے ایمان“ کا مقولہ عام ہے۔ اگرچہ وہ ایک طرح کی ہمت سے عاری نہیں اور اکثر و بیشتر حیرت انگیز طور پر اپنی زندگی سے بے پروا ہوتا ہے، لیکن وہ ایسے دشمن کا سامنا کرنے سے نفرت کرتا ہے جس کو پیچھے سے چھرا گھونپ سکتا ہو، اور اگر اس کو دشمن سے فائدہ کی توقع ہو تو اس سے برابری کی سطح پر ملتا ہے، مگر کینہ کے ساتھ۔ پٹھان کو خود

اس کے منہ سے ہی مجرم قرار دلوانا آسان ہے۔ اس کے کچھ مقولے مندرجہ ذیل: ”پٹھان کی دشمنی اپلوں کی آگ کے مانند اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے“ — ”ایک خالہ زاد کا دانت اپنے خالہ زاد پر ہی ٹوٹتا ہے“ — ”اپنے کزن کو غریب رکھو، لیکن اس سے فائدہ بھی اٹھاؤ“ — ”جب کزن بچہ ہو تو اس سے کھیلو اور جب وہ بڑا ہو جائے تو اس سے لڑو“ — ”اپنے دشمن کے ساتھ اچھے الفاظ نرم لہجے میں استعمال کرو، دھیرے دھیرے اس کی جڑیں اور شاخیں تباہ کر ڈالو۔“ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ضابطہ تعظیم پر سختی سے عمل پیرا ہے جسے وہ غرور کے ساتھ ”پختون والی“ قرار دیتا ہے۔ یہ ضابطہ اس پر تین اہم فرائض لاگو کرتا ہے: ”نانا واٹی“ یا پناہ کا حق، جو اسے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ بطور ملتی آنے والے ہر شخص کی حفاظت کرے، چاہے وہ اس کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ ”بدل“ یا انتقام کے تحت بدلہ لینا، اور ”میلستیا“ یا باہر سے آنے والے ہر اس شخص کو کھلے دل کے ساتھ خوش آمدید کہنا جو اس کا مہمان بننا چاہتا ہو۔ ان تینوں میں سے آخری شاید سب سے زیادہ عظیم ہے، اور پٹھان خصوصاً سرکردہ افراد، کے بارے میں ایک قسم کی کشش ہے جو آپ کو اس کی دھوکے باز فطرت تقریباً بھلا دیتی ہے۔ جیسا کہ ایک کہاوت ہے: ”پٹھان ایک لمحے ولی ہے اور اگلے لمحے شیطان۔“ کئی صدیوں سے کم از کم ہماری سرحد پر وہ کسی کے ماتحت نہیں رہا۔ وہ ایک جنگلی، آزاد، مستعد زندگی اپنے پہاڑوں کی کرخت صیانت میں بسر کرتا ہے اور وہاں طاقت کے بل پر اس کے آزاد رہنے سے متعلق ایک جذبہ انڈیا جیسے کسی ملک میں فرحت بخش ہے۔

پٹھان انتہائی پر جوش، متعصب، نقوش بالعموم سامی طرز کے ہیں۔ اس کے تیل میں چیرے ہوئے بال کندھوں پر لٹوں کی صورت میں لٹکتے رہتے ہیں۔ وہ ڈھیلا ڈھالا پٹی دار کوٹ، تھیلا نما زیر جامہ، ایک چادر یا کھبل، چپل اور بھیڑ کی کھال کا کوٹ (جس کے اندر اون لگی ہوتی ہے) پہنتا ہے۔ گہرا نیلا رنگ اس کا پسندیدہ ہے لہذا زنی افغانی چھرا اور توڑے دار بندوق یا چزیل اس کے قومی ہتھیار ہیں۔ پٹھان عورتیں ایک ڈھیلی سی شفٹ (دو شالہ) اور ٹخنوں تک پہنچتا ہوا چوڑے گھیر والا چنٹ دار زیر جامہ پہنتی اور سر پر چادر لیتی ہیں۔ انہیں اصولی طور پر خانہ نشین رکھا جاتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کافی غلیظ ہیں۔

سرحدی سطح مرتفع کے درمیان اپنے گھر میں پٹھان اس طرز کا ہے۔ لیکن ہمارے علاقے

کا پٹھان ہمارے راج اور میدانوں کی زراعتی زندگی کی بدولت کافی حد تک نرم مزاج ہو گیا ہے، حتیٰ کہ وہ پہاڑی پٹھانوں کو بنظر تحقیر دیکھتا ہے اور اس کا ایک مقولہ ہے۔ ”پہاڑی آدمی، آدمی ہی نہیں“۔ اور ”جڑی بوٹیوں کو گھاس اور پہاڑیے کو انسانوں میں شمار نہ کریں۔“ پٹھان سرحد کے جتنا زیادہ نزدیک ہوتا جاتا ہے اتنی زیادہ اس کی اپنی اصل فطرت سے مشابہت ہوتی جاتی ہے۔ جبکہ دریائے سندھ کے اس طرف، حتیٰ کہ لبِ دریا بھی، اس کے پاس اپنی زبان اور نہ ہی کوئی اور ایسی خصوصیت ہے جو اسے ہم مذہب پڑوسیوں سے ممتاز کر سکے۔ پٹھان لوگ احترام نسواں سے حد درجہ جلتے ہیں اور ان کے زیادہ تر خونیں جھگڑے (جو ان کا طرہ امتیاز ہیں) عورت کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ بطور نسل وہ اپنی عورتوں کو سختی سے خانہ نشین رکھتے ہیں، لیکن زیادہ غریب قبائل اور تمام قبائل کے زیادہ غریب ارکان غربت کے ہاتھوں ایسا نہیں کر پاتے۔ ہمارے علاقہ میں اگر کسی عورت کو بدکاری کرتے ہوئے پکڑ لیا جائے تو اس کی ناک کاٹ دی جاتی ہے، اور ایک پٹھان عورت کو بے پردہ کرنے کے لیے یہ کہنا ایک پسندیدہ مذاق ہے کہ ”تمہاری تو ناک ہی نہیں!“ پٹھان خالص طور پر دروں زواجی کرتا ہے اور سرحد سے پرے پٹھان عورتوں کی اگر شادی ہوتی ہے تو صرف پٹھان سے۔ وہ اسلام کی حدود و قیود سے گریز کرتے ہوئے صرف بہت قریبی رشتہ داروں میں دروں زواجی کرتے ہیں۔ ان کا قانون و ارثت شرعی نہیں قبائلی ہے جس کا مقصد جائیداد کو جدی نسل میں ہی محدود رکھنا ہے۔ تاہم، چند ایک زیادہ پڑھے لکھے کنہوں نے کچھ عرصہ سے اسلامی قانون کی پیروی شروع کر دی ہے۔ ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں ان کی سماجی روایات بہت زیادہ بدلتی ہیں، یا یوں کہنا شاید زیادہ مناسب ہوگا کہ قوم کے زیادہ وحشی سے زیادہ مہذب حصوں میں ہماری سرحد کے اوپر اور اس سے پرے کے پٹھان مورچہ بند گھروں میں رہتے ہیں جن کے ساتھ اہم دفاعی جگہوں پر پتھر کے مینار تھیں۔ یہ مینار باشندوں کی پناہ گاہ اور راج ٹاور کا کام دیتا ہے۔ پہاڑیوں میں سے نیچے کے میدانوں پر دھاڑیں آج بھی عام ہیں اور سندھ سے پرے کے لوگ (حتیٰ کہ برطانوی علاقہ میں بھی) گاؤں کی دیوار سے باہر شاذ و نادر ہی سوتے ہیں۔

وہ دریائے سندھ کے مغرب میں تحصیل ڈیرہ غازی خان کے جنوب تک کے سارے خطہ

کی ایک ممتاز نسل ہیں۔ تحصیل ڈیرہ غازی خان پٹھانوں کو بلوچیوں سے مبہم طور پر جدا کرتی ہے۔ دریائے سندھ کے اس طرف وہ ہزارہ اور راولپنڈی کے علاقہ سچ کے کافی حصے پر آباد ہیں، دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر کوہستان نمک تک ان کی کافی آبادیاں ہیں اور بھکر کا شمالی حصہ ”تھل“ بھی ان کا ہے۔ علاقائی اعتبار سے ان پٹھان علاقوں کے علاوہ صوبہ میں متعدد پٹھان آبادیاں بکھری پڑی ہیں، جن میں سے زیادہ تر ان افراد کی اولادیں ہیں جو دہلی کی پٹھان سلطنت کے دوران صاحب اختیار ہوئے اور مالیہ وصول کرنے کا عطیہ حاصل کیا جسے ان کے بچوں نے اپنے پڑوسیوں کے خسارہ پر 18 ویں صدی کی افراتفری میں اکثر بڑھایا۔

مسٹر لونگ ورتھ ڈیم لکھتے ہیں..... ”جسمانی اعتبار سے افغان نسل کا تعلق مرکزی طور پر ترک ایرانی قسم سے ہے اور اس کے مشرقی قبائل میں ہندی خون کی بھی کافی آمیزش ہے۔ مغربی قبائل۔ مثلاً ژوب کے کاکڑ اور پشین و چمن کے ترین اور اچکزئی۔ چوڑے سروالے بلوچ سے مشابہہ ہیں، جب کہ وادی سندھ کے قبائل کے سرکم چوڑے ہیں۔ ان کے ناک عموماً لمبے اور اکثر خم دار ہیں اور غالباً اسی وجہ سے افغانوں کا نسلی تعلق عبرانیوں کے ساتھ جوڑنے کا خیال پیدا ہوا۔ پہلی صدی ہجری کے کشان بادشاہوں کے سکوں پر یہ خصوصیت واضح ہے۔ افغان دراز قامت اور مضبوط جسم والی نسل ہیں۔ اپنے پڑوسیوں کی نسبت ان کا رنگ نسبتاً صاف، بھوری داڑھیاں اور کچھ کی آنکھیں بھی نیلی ہیں۔ لیکن پڑوسی قبائل کے ساتھ بھی یہ تنوع بہت زیادہ ہے۔

پٹھانہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

پٹھانیہ..... راجپوت قبیلہ جس کے ساتھ کانگڑا میں نور پور کے حکمران خاندان کا تعلق تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ گورداسپور میں پٹھان کوٹ ہے۔

پچھادا، پچاوا..... ایک مشکوک رتبے کا حامل قبیلہ، لیکن حصار میں بالعموم انہیں بطور راجپوت جانا جاتا ہے۔ یہ بلا استثنیٰ مسلمان ہیں۔ ان کے نام اور مقامی روایات میں مغربی دریاؤں، سندھ، راوی اور ستلج کا ذکر ملتا ہے۔

پچید..... رچنادو آب میں، نینا کوٹ کے نواح میں اور سیالکوٹ میں جموں پہاڑیوں کے دامن

میں ملنے والی قدیم نسلوں کا قبیلہ۔

پڑہ..... کپورتھلہ اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پراچہ، پراچا..... سرحد اور پنجاب کے وسطی اضلاع میں بھی پراچہ کی اصطلاح کسی چھوٹے مسلمان تاجر کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ایک تجارتی ذات کے طور پر پراچہ کبھی کبھی پراچہ کھوجا یا کھوجا پراچہ بھی کہلاتا ہے۔ درحقیقت پراچہ اور کھوجا مترادف الفاظ لگتے ہیں۔ تاہم ڈینزل ابٹسن کے بقول راولپنڈی و پشاور ڈویژنوں میں پراچے ایک تسلیم شدہ اور دولت مند ذات ہیں۔ وہاں یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ کھوجا کا استعمال متفرق مسلمان تاجروں خصوصاً پھیری اور چھا بڑی والوں یا کم از کم چھوٹے موٹے تاجروں کے لیے ہوتا ہے۔ جبکہ مشرقی اضلاع اور ڈیرہ جات میں، جہاں کھوجا کو تجارتی اہمیت حاصل ہے، پراچہ مسلمان چھا بڑی فروش کے لیے مستعمل ہے۔ انہوں نے مزید لکھا:

”خطہ کوہستان نمک کے پراچوں کو شناخت دینے کے لیے ایک علیحدہ لفظ درکار ہے۔ ان کا صدر مقام پنڈی میں مکھڑ ہے۔ انک اور پشاور میں ان کی بڑی آبادیاں ہیں، جہاں سے وہ وسط ایشیائی شہروں کے ساتھ بالخصوص کپڑے، چائے اور نیل کی وسیع تجارت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا آبائی علاقہ ضلع بنوں میں ڈنگوٹ نامی گاؤں ہے اور یہ کہ وہ شاہ جہاں کے دور میں مکھڑ میں آئے۔ لیکن ایک اور بیان یہ ہے کہ وہ لاہور کے کھتری تھے جنہیں زمان شاہ نے باہر نکال دیا۔ ان کے سات قبیلچے ہیں اور اپنی بیٹیوں کی شادی صرف پراچوں کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ تاہم، اکثر بدیسی نسل کی عورتوں کو بیویاں بنا لیتے ہیں۔ انہوں نے ہندو لقب راجا بھی تک قائم رکھا ہوا ہے۔ وہ کھوجوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے اور اپنی شادی کے مواقع پر ہندو رسوم و رواج کی ادائیگی ترک کر چکے ہیں۔ بہر حال وہ کہتے ہیں کہ ان علاقوں کے کھوجے اب بھی ان رسوم و رواج پر عمل کرتے ہیں۔ اپنے نام کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ یہ ”پراچہ“ (کپڑا) سے ماخوذ ہے جو ان کی ایک اہم تجارتی



جنس ہے۔ انبالہ کے کچھ پراچے خود کو بطور پراچہ خیل درج کراتے ہوئے  
نظر آتے ہیں۔“

مکھڑ کے پراچوں کے بارے میں موجودہ بیان یہ ہے کہ وہ فارس کے مشہور بادشاہ  
نوشیرواں کی اولاد ہیں (ماں کی طرف سے)۔ اٹک کے پراچے کہتے ہیں کہ نوشیرواں کی دو  
بیٹیاں میرنگل اور میرافزوں تھیں جن میں سے ایک کی نسل میں جنم لینے والا عزیز یعنی ان کا  
اولین جد امجد تھا۔ ان کا اصل وطن فارس ہی تھا اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے کالا باغ کے  
قریب (مکھڑ سے 11 میل جنوب مغرب) دھن گوٹ میں آئے۔ لیکن کچھ عرصے بعد  
سلاطین دہلی نے انہیں مطیع کیا اور وہ سب کے سب وہاں سے اٹھ کر اٹک، نوشہرہ، کوہاٹ،  
پشاور، دہلی، احمد آباد، لاہور، بھیرہ، شاہ پور خوشاب، کالا باغ، مکھڑ، راولپنڈی، جلال آباد،  
کابل اور شیخن (پشاور) میں آباد ہو گئے۔ دھن گوٹ اب ویران ہے مگر آثار باقی ہیں اور تمام  
پراچے اسے ہی اپنا اصل وطن سمجھتے ہیں۔ اسلام قبول کر لینے والے کھتری اور اروڑا کے برعکس  
وہ مکھڑ میں شیخ نہیں کہلاتے بلکہ اپنے نام کے ساتھ راجایامیاں کا سابقہ لگاتے ہیں۔

اٹک کے پراچوں کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل آتش پرست تھے، لیکن محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر  
اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے قالین پانی کا کام اپنا لیا اور یہی ان کے نام کی وجہ تسمیہ  
ہے۔ پراچہ ہندی حروف تہجی جانتے ہیں اور تقریباً سبھی اپنے کھاتے ہندوؤں کی طرح ہندی  
میں ہی لکھتے ہیں۔ چند ایک کو ہی اردو یا فارسی آتی ہے جو انہوں نے مذہبی مقاصد کے لیے  
سیکھی۔ وہ سادہ کپڑے پہنتے اور اپنے وسائل کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ نہایت  
کفایت شعار اور محنتی لوگ ہیں۔ شمالی پنجاب میں تو کسی کجوس کو بھی پراچہ کہہ دیا جاتا ہے۔ ان  
کی عورتیں پردہ کرتی ہیں، حتیٰ کہ اٹک میں پراچہ عورت کو اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے اور  
چچاؤں یا ماموؤں کے سوا کسی بھی مرد کو دیکھنے تک کی اجازت نہیں۔ عورتوں کا لباس مردوں کی  
نسبت بہتر ہوتا ہے۔ وہ سب سنی مسلمان اور تونسہ شریف کے چشتی خاندان کے پیروکار ہیں۔  
چند ایک کا تعلق قادر یہ سلسلے سے بھی ہے۔ بالعموم وہ اپنے پڑوسی پٹھانوں اور اعوانوں سے بھی  
زیادہ کٹر مسلمان ہیں۔

پراچے صرف اپنی ذات میں ہی شادیاں کرتے ہیں اور بیٹیوں کو دوسری گوتوں میں نہیں

بیاتے۔ پراچہ لڑکی اپنے ولی یا سرپرست کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔ اگر ایسا ہو جائے تو دلہا والوں کو لڑکی کے ولی کو 1000 روپے بطور جرمانہ ادا کرنا پڑتے ہیں۔ پراچوں کے سربراہ ”معتبر“ یا ”چٹ داڑھیا“ کہلاتے ہیں۔ کچھ پراچوں نے بخارا کی عورتوں سے بھی شادی کی ہے اور ان سے ہونے والی اولادیں پراچہ بیویوں کی اولاد کے ساتھ جائیداد میں برابر کی شریک ہیں۔

پرائی..... ڈھول بجانے والا، یعنی بھرائی۔

پُربیرا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھریل قبیلچہ۔

پرچونیا..... اناج اور سبزیاں فروخت کرنے والا۔

پرنا..... پر نے بھی خانہ بدوشوں کا ایک سیلانی قبیلہ ہے، تئوں یا بازگیروں کے ساتھ بہت حد تک مشابہ۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ پر نے عادتاً اور مبینہ طور پر اپنی عورتوں سے پیشہ کراتے ہیں جبکہ نٹ ایسا نہیں کرتے۔ پرنا عورتیں مداری اور کرتب دکھانے والی بتائی گئی ہیں، اور عموماً اپنے گلے میں ایک تلوار یا چاقو ڈال کر باز گیری کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مرد مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ محض عورتوں کا رقص پیش کرنے کے لیے ڈھول پیٹتے ہیں۔ ممکن ہے یہ لفظ باز گیری کی طرح ہی ایک پیشے کے نام سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو کیونکہ کچھ پر نوں کی ذات چوڑا بتائی جاتی ہے۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں اور نکاح کے تحت شادی کرتے ہیں۔ ان کے دو بڑے طبقے بتائے جاتے ہیں: ”بارہ تالی“ اور ”تیرہ تالی“۔ یہ دونوں نام موسیقی کی اس تال کی نسبت سے ہیں جس پر وہ رقص کرتے ہیں۔ تالی کا مطلب تال والا ہے، یعنی بارہ اور تیرہ تال والے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو تیرہ تال والی موسیقی سننا حیران کن ہوگا۔ سرحدی اضلاع کے علاوہ وہ غالباً سارے صوبہ میں ملے، لیکن لاہور ڈویژن کے اندر انہیں باز گیریوں میں شامل کیا گیا ہے۔

پرنگی..... اس کا نام پرانگ یعنی چیتا سے ماخوذ ہے۔ لودی پٹھانوں کی یہ شاخ پڑنگی ابن سیائی ابن ابراہیم لودی کی اولاد ہیں۔ اب یہ افغانستان سے تقریباً معدوم ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے افغان حکمرانوں کے دور میں ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

پروپیا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھریل قبیلچہ۔

پرو کے..... کھروں کا ایک نچلا درجہ جسے خرو را بھی کہتے ہیں۔ یہ قبیلچہ منگمری (زراعت پیشہ) میں ملتا ہے۔

پروہت..... کسی خاندان کے لیے مذہبی خدمات انجام دینے والا برہمن۔ وہ تیوہاروں، سماجی تقریبات مثلاً شادی اور موت وغیرہ پر رسومات ادا کرتا ہے۔ اسے سب سے بہتر خیرات اور بھینٹ ملتی ہے۔ اگر وہ ان پڑھ ہو تو ایک متبادل پروہت اس کی جگہ پر فرائض انجام دیتا ہے اور دونوں کو آدھا آدھا معاوضہ ملتا ہے۔ اگر وہ شادی یا موت کے موقع پر اپنے فرائض ادا نہ کر سکے تو برطرف کیا جاسکتا ہے۔

پرہار..... ڈیرہ غازی خان میں ایک جٹ شاخ۔

پرہر..... (1) زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ (2) زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔ (3) زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔ تینوں منگمری میں ملتے ہیں۔

پریت پالا..... لغوی مطلب ”آں جہانی روح کو کھلانے والا“ ہے۔ کسی راجا کی وفات کے موقع پر منتخب کردہ برہمن۔ اسے کھیر کھلانے کے بعد مردہ راجا کے ہاتھ سے چھوا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک سال تک وہ راجا جیسے ہی جاہ و جلال کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ راجا کی زیر استعمال تمام اشیاء اسے فراہم کی جاتی ہیں تاکہ مرنے والے کی روح بلند مقامات کی جانب سفر کے دوران پھلتی پھولتی رہے۔ یہ سفر پورے قمری سال کے دوران جاری رہتا ہے۔ ایک سال پورا ہونے پر پریت پالے برہمن کو رقم اور کپڑے وغیرہ دے کر ریاست سے نکال دیا جاتا ہے اور اسے اپنے گھر واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

پریر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پُریری..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

پسایے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

پستانی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پسوئی..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

پشکرنا..... پشکرنا برہمن کا نام اجیر کے نزدیک پشکرنا پوکھرنامی مقدس جھیل سے مشتق ہے۔ ان کی ایک شاخ کی اصلیت ہیلدار یا اوڈ بتائی جاتی ہے جنہیں ایک تالاب خالی کرنے کے انعام

میں برہمن کا رتبہ دے دیا گیا۔ وہ اب بھی کدال کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ راجپوتانہ کے بھائیوں کے موروثی برہمن اور ذات کے معاملات میں سارسوت سے زیادہ کتر ہیں۔ پنجاب کے مغربی اضلاع میں وہ کچھ تعداد میں ملے۔

پکھاوجی..... ڈھول بجانے والا۔

پکھی وار..... مرکزی طور پر سیالکوٹ، فیروز پور اور گورداسپور اضلاع میں ملنے والا ایک جرائم پیشہ اور سیلانی قبیلہ۔ لاہور میں پائے جانے والے پکھی وارے بالعموم جرائم پیشہ نہیں۔ لیکن سبزیاں فروخت کر کے روزی کماتے اور چنانچہ کنجڑے بھی کہلاتے ہیں۔ انہیں چڑی مار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ پرندے پکڑنا ان کا موروثی کام ہے۔

ان کی اپنی روایت کے مطابق مغل شہنشاہ نے فوج کے کسی افسر کو ایک مہم پر روانہ کیا لیکن اس نے شکست کھانے کے بعد کنگروں کی ایک جھونپڑی میں پناہ لی اور پھر ان کی ایک لڑکی کو بیوی بنایا۔ اس نے ایک کنبل اوڑھ کر شادی کی رسم پوری کی، جیسا کہ سیالکوٹ کے پکھی وارے آج بھی شادیوں پر کرتے ہیں۔ خطرہ ٹل جانے کے بعد وہ فوجی واپسی گیا لیکن شہنشاہ نے اسے طنزاً پکھی وار یعنی جھونپڑے میں رہنے والا کہا۔ وہ دربار سے نکالے جانے پر سیالکوٹ میں آن بسا۔ پٹھے کے اعتبار سے پکھی وارے پرندوں کے شکاری، سبزی فروش، پانی بردار اور ماہر چور و نقب زن ہیں۔ ان کی عورتیں اکثر جسم فروشی کرتی ہیں۔ ان کے مرد گندمی رنگت کے، گھیلے جسم اور بڑی آنکھوں والے ہیں۔ انہوں نے اکثر گانی پہنی ہوتی ہے۔ ہارنیوں کی طرح ان کی عورتیں بھی پیٹی کوٹ پہنتی ہیں۔ تمام پکھی وارے مسلمان ہیں۔

پلوہان..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

پلے دار..... (1) شیخوں کا ایک گروپ (2) ایک قلی ہے جو فارغ ہو اور کوئی کام ملنے کا منتظر ہو۔

ہن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہن..... سیالکوٹ میں سورج بنسی راجپوت ماخذ کے دعویٰ دار جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پنانج..... لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جٹھیر اور جنڈیاں، ستوروں پر عمل کرتے ہیں۔

پنجوترہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پنجوتھا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پندھرا لیا..... ایک راجپوت خاندان کا نام جو کبھی جموں پہاڑیوں میں پندھرا ل یا رام نگر میں رہتا تھا۔ بھوپ دھردیو کو مہاراجا رنجیت سنگھ نے وہاں سے نکالا اور وہ انبالہ میں شاہزاد پور کے مقام پر آباد ہوا۔

پندیر..... ان کا تعلق دہیما شاہی نسل سے لگتا ہے، جس کے بارے میں ناڈ کہتے ہیں: ”سات سو سال اس قبیلے کی تمام یادیں اپنے ساتھ ہی بہا لے گئے ہیں جو کبھی گویوں کے گیتوں کا نہایت مایہ ناز موضوع ہوا کرتا تھا۔ وہ دہلی کے چوہانوں کے نہایت طاقتور منصب دار تھے اور پرتھوی راج کی سرکردگی میں پندیر نے لاہور سرحد کی قیادت سنبھالی۔ پنجاب کے پندیر کا اصل مرکزی مقام کرنال اور انبالہ میں تھا نیر اور کوردکشتیر تھا جن کے مقامی صدر مقامات پونڈری، رمبا، ہاڑی اور پونڈرک تھے۔ لیکن رانا ہر رائے کی قیادت میں چوہان نے انہیں بے دخل کر دیا اور زیادہ تر حصہ جمنا سے پرے کو فرار ہو گیا۔ لیکن وہ اب بھی کرنال کے اندری پرگنہ اور انبالہ کے ماتحت حصوں میں ملتے ہیں۔

پندیشی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پنڈت..... سنسکرت گرامر (ویا کرن) میں مہارت رکھنے والے کسی بھی برہمن کو کہتے ہیں۔ تاہم، یہ لقب یا خطاب اس کے سماجی رتبے کو برگز بہتر نہیں بناتا۔ چنانچہ اگر کوئی اچار یہ گرامر سیکھنے کے ذریعے پنڈت بن جائے تو وہ سماجی لحاظ سے کسی سانسی یا ان پڑھ برہمن سے برتر نہیں ہو جائے گا۔ آج کل پنڈت کی اصطلاح کسی بھی پڑھے لکھے یا ان پڑھ برہمن کے لیے مستعمل ہے۔ البتہ صرف شاستروں کا علم رکھنے والا ہی اس کا مستحق ہے۔

پنساری..... ادویہ ساز۔

پنگوال..... ریاست چمبہ کی پانگی نظامت میں پانگی کار بننے والا۔

پنوار..... مغربی میدانوں کا ایک راجپوت قبیلہ۔ پنوار یا پرمرا (Parmara) کبھی تمام کے تمام اگنی کولار راجپوتوں میں نہایت اہم ہوا کرتے تھے۔ ایک قدیم کہاوت ان کے وسیع غلبے کی طرف اشارہ کرتی ہے: ”دنیا پرمرا کی ہے۔“ اور دریائے سندھ سے لے کر ستلج کے ساتھ ساتھ جمنا تک اور نیچے وسعت پذیر نوکوٹ مارو ستھالی ان کے زیر قبضہ مارواستھل یا خشک علاقے اور اس میں شامل 9 ڈویژنوں کا مظہر تھی۔ لیکن انہیں بے دخل ہوئے کئی سو سال بیت چکے ہیں اور

1826ء میں وہ صحرا کی صرف ایک چھوٹی سی ریاست میں خود مختاری کے ساتھ آباد تھے۔ ستلج کے سارے بالائی بہاؤ اور زیریں سندھ کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد کافی زیادہ ہے جبکہ ڈیرہ جات میں ان سب کو اور ملتان ڈویژن میں متعدد کو جٹ دکھایا گیا ہے۔ وہ بیاس سے اوپر کی طرف جالندھر اور گورداسپور میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ روہتک و حصار اور ان اضلاع کی حدود میں بھی ان کی بہت بڑی آبادی ہے۔ دراصل کبھی وہ سارے روہتک، دادڑی اور گوبانہ ملک میں آباد تھے۔

پنوار..... (1) ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ (2) جٹوں کا ایک قبیلچہ (دیکھیں ”پنوار“ کے ضمن میں)۔

پنور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنون..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنوں..... سورج بنسی راجپوت ماخذ کا دعویٰ دار ایک جٹ قبیلہ۔ وہ بالخصوص امرتسر اور گورداسپور میں ملتے ہیں لیکن سیالکوٹ میں بھی ان کے اپنے پانچ گاؤں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اجداد غزنی سے آئے، یا ایک اور کہانی کے مطابق ہندوستان سے۔ امرتسر کے پنوں کے مطابق ان کی پہلی آبادی عرب کوٹ تھی، مگر یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ عرب کوٹ کس جگہ تھا۔ وہ اولکھ کے قرابت دار لگتے ہیں۔ وہ لدھیانہ میں بھی ملتے ہیں جہاں شادی کے موقع پر دلہے کا چچا یا بڑا بھائی ایک کلہاڑے یا تلوار سے جنڈی کی ڈالی کاٹتا ہے۔ تب دلہا اور دلہن ان ڈالیوں سے ایک دوسرے کو مار کر کھلتے ہیں۔ پوجا کی اشیاء برہمن کے حوالے کی جاتی ہیں۔ پنوں گورداسپور کے پوجا کرتے ہیں۔ گائے یا بھینس کے اولین دودھ سے حاصل ہونے والا گھی (دودھ سمیت) دسویں روز گورو کے نام پر ایک سکھ کو دیا جاتا ہے۔ گورو کا ڈیرہ خیر پور میں ہے۔

پنوبان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پنوبن..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں جٹ قبیلچہ۔ یہ غالباً جنوب کی سمت سے ہجرت کر کے آئے۔

پنہل..... سیالکوٹ میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ اپنی بیٹیاں بچور راجپوتوں میں بیاتے ہیں۔

ہتی..... کا کڑ پٹھانوں کی ایک شاخ، لیکن پشاور میں اتمان زئی کے درمیان آباد۔ تاہم، ریورٹی کے مطابق وہ کا کڑ نہیں بلکہ صرف ان کا ایک ملحق قبیلہ ہیں۔

پہیل..... لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پواڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

پوتے..... ہوشیار پور میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پوچ..... (1) منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔ (2) حین پر وہتوں کا ایک طبقہ۔

پور..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

پوری وال..... منگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پوسلا..... میراٹیوں کی ایک گوت یا شاخ۔ سیالکوٹ کے پوسلے، ججا جٹھول جٹوں کے ساتھ

منسلک ہیں۔

پوکھوت..... گڑگاؤں میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

پوگل..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پولندر..... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ لانگ اسی کی چار شاخوں میں سے ایک ہونے کے دعویدار

ہیں۔ دیگر تین شاخیں دئے، لالے اور کچر ہیں۔ وہ شیر شاہ سید جلال کے ہمراہ دور دراز علاقے

سے یہاں آئے۔

پونٹہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پونر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پونگر..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پونی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پونیا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پوہادیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

پوہنو..... راجپوتوں کی ایک شاخ جو کلہوڑ کے 31 ویں راجا تارا چندر کے چوتھے بیٹے نانک چند کی

اولاد ہیں۔

پوہیا..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

پور..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

پوری..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

پونیا..... شبکو ترا شاخ سے تعلق رکھنے والا ایک جٹ قبیلہ جس کا مورث اعلیٰ بارہ کا سب سے بڑا بیٹا

تھا۔ اب وہ حصار اور روہتک اور جنڈ و پٹیالہ کے ملحقہ حصوں میں ملتے ہیں۔

پہور یا پھور..... کرنال میں دھار یوال کا ہم معنی۔ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھاگڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

پھالکڑے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

پھسپھر..... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلہ جو چغتائی مغل ماخذ کا دعویٰ دار ہے۔ اس کا جدا مجد

جنوب کی سمت سے آکر جہلم میں آباد ہوا۔

پھسپھر..... جٹ درجے کا حامل ایک چھوٹا سا قبیلہ جو جہلم میں پنڈ دادن خان کے مشرق کی طرف

کوہ نمک کے دامن میں تقریباً 25 مربع میل کے رقبے پر آباد ہے اور پھسپھر 10 یا 11

دیہات کے اس چھوٹے سے بلاک تک ہی محدود ہیں۔ مسٹر آر جی تھامسن نے انہیں نیم جٹ

قبیلہ بیان کیا لیکن وہ طویل عرصہ سے مغل نسل ہونے کے دعویٰ دار ہیں، اور یقیناً انہیں تیمور

سے منسلک کرنے والا ایک شجرہ نسب پیش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوئی۔

پھریا..... جالندھر میں ہندو رنگساز کے لیے ایک نام۔

پھکی وار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھگے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

پھلر یا پھلار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھلرواں..... گجرات میں سورج بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ جو راجا کرن کی نسل ہونے کے

دعویٰ دار ہیں۔ سیالکوٹ میں ان کے بارہ گاؤں ہیں اور وہ دہلی کے سروا بادشاہ کو اپنا جدا مجد

بتاتے اور کہتے ہیں کہ کبھی وہ سروا کہلاتے تھے مگر ان کا نام دہندہ مورث اعلیٰ پھولور و فیروز

شاہ کے عہد میں دہلی سے آیا اور جھنگ میں تھروان یا بھروال کے مقام پر آباد ہوا۔ وہ بھٹی اور

کھوکھر کے ساتھ باہم ازدواج کرتے ہیں۔ منگمری میں بھی اس نام کے زراعت پیشہ

راجپوت اور پشکرنا جٹ قبیلچے ملتے ہیں۔



پھلرون.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھلسوال.....نا بھا میں جنوں کا ایک قبیلہ۔

پھلیوں.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

پھوگھاٹ.....جٹ میں اس قبیلے کی کچھ اہمیت ہے اور یہ گڑگاؤں و روہتک کے نواحی علاقوں میں بھی

پھیل گیا ہے۔ وہ دیسوال کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے، البتہ اس کی وجہ معلوم نہیں۔

پھولکیاں.....چار ڈیروں میں سے ایک۔ ڈیرہ سکھوں کے عسکریت پسند سلسلوں کو کہتے ہیں۔ کچھ

آراء کے مطابق یہ سکھوں کی بارہویں مسل ہیں۔

پنجاب.....اسے پنجارا، پنجورا، پنجوارا، پونچایا پنجیا بھی کہتے ہیں۔ یہ روئی دھننے والا ہے۔ اس کا آلہ

کمان نما ہوتا ہے۔ وہ تنے ہوئے تار کو روئی کے اندر رکھ کر اس پر ضرب لگاتا ہے جس سے

روئی کے ریشے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ شہروں میں اسے نداف، دُھنیا، پنبا کوب، کلاف اور

پمبا بھی کہا جاتا ہے۔



## ت

تارا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تارڑ.....بالخصوص گوجرانوالہ اور شاہ پور میں راجپوت رتبے کا دعویٰ کرنے والا جٹ قبیلہ۔ یہ خود کو سورج بنسی بتاتے ہیں اور ان کا جد امجد بھٹنیر کا بھٹی تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ تارڑ محمود غزنوی کی خدمت میں گیا اور اس کے ہمراہ واپس غزنی کو ہولیا لیکن اس کا بیٹا لوہی بھٹنیر سے گجرات چلا آیا، جس کے بعد قبیلہ نے وسعت اختیار کی۔ تارڑ اسی لوہی کی اولاد ہیں۔ ایک اور کہانی ان کی آباد کاری کا وقت ہمایوں کے دور میں بتاتی ہے۔ وہ گوندل، وڑانچ، گل، ورک، اور دیگر پڑوسی جٹ قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ قبل قبیلے کے اندر بھی شادیاں کرنے لگے ہیں۔ وہ گجرات، گوجرانوالہ اور شاہ پور کے تین اضلاع کی حدود کے مقام اتصال پر اور اندر آباد ہیں۔ انہیں ”نہایت کاہل، آوارہ گرد اور شورش پسند“ بتایا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ سے ملنے والے ایک بیان کے مطابق ان کا جد امجد بھٹنیر کا ترتر تھا جس کا پڑپوتا بنی اپنے بیٹوں کے ہمراہ گجرات میں آباد ہوا۔ تاہم، اس کے بیٹوں میں سے ایک امرہ چناب کے اس پار چلا گیا اور اس کی اولادوں نے ضلع گوجرانوالہ میں 62 دیہات آباد کیے۔ قبیلے کی سات ذیلی شاخوں کے نام بنی کے بیٹوں کے نام پر ہی ہیں۔ وہ مسلمان جٹوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، لیکن قریبی رشتہ داروں میں ہی شادیاں کرنے کے عادی ہیں۔ گجرات کے تارڑوں کے مطابق وہ راجا کرن کی اولاد ہیں۔

تارو.....تیرنے والا، پاڈو بے ہوئے کو بچانے والا۔

تاگا.....دہلی اور کرنال کی جمناکھادر (صوبہ کا وہ واحد حصہ ہے جہاں وہ پائے گئے) کے تاگا بالاصل گوربرہمن بتائے جاتے ہیں اور ان کا موجودہ نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ انہوں نے پروہتی کام تیاگ دیئے اور زراعت کا پیشہ اختیار کر لیا۔ ایلٹ کی ریسرچ آف این ڈبلیو، ایف جلد اول کے صفحات 106 تا 115 پر ان کے ماخذ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے اور وہاں پر انہیں ایک

ممکنہ سیٹھیہین نسل تکوں (Takkas) سے تشبیہ دی گئی ہے جن کا ٹوٹم سانپ تھا اور راجا جنم جایا کے ہاتھوں جس کی بربادی کی یاد فرمانروا کے ناگ کی قربانی کی روایت میں تازہ کی جاتی ہے۔ ان کا تعلق ہریانہ سے جوڑنے کے بارے میں سراج ایلٹ کو درپیش مشکل شاید اس حقیقت میں واضح ہوتی ہے کہ وہ ہریانہ کی سرحد پر جنڈ میں سفیدون کو قربان گاہ بتاتے ہیں، اور قصبے کا نام سانپ سے ماخوذ ہونا بعید از قیاس نہیں۔ تاگا بالائی وادی کھادر کے قدیم ترین باشندے ہیں، ایسے دیہات میں آباد جو اپنے نواح کی نسبت زیادہ طویل عرصہ تک تبدیلیوں کی لہر سے محفوظ رہے۔ ان کی سماجی حیثیت برتر ہے اور وہ اپنی عورتوں کو خانہ نشین رکھتے ہیں۔ لیکن برے کاشتکار ہیں، خصوصاً مسلمان۔ تقریباً تین چوتھائی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور اب وہ مقدس دھاگا "جینو" نہیں پہنتے۔ ہندو اب بھی پہنتے ہیں لیکن برہمن ان کے ساتھ باہمی شادی نہیں کرتے اور وہ اپنے لیے عام انداز میں فرائض کی انجام دہی کے لیے برہمنوں کو ملازم رکھتے ہیں۔ وہ غریب کاشتکار ہیں۔ انہیں اسی خطے کے تاگوں یا مجرم برہمنوں کے ساتھ بہ احتیاط علیحدہ کرنا چاہیے۔ ان کی گوتوں میں نکھس، پراسیر، گوتم اور سروہا شامل ہیں۔

تاگو..... کرنال میں ایک جرائم پیشہ قبیلہ۔

تال بر..... بلوچی میں نکڑی کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔

تالپور..... ایک معروف قبیلہ جس کے ساتھ سندھ کے "امیروں" کا تعلق ہے، اور عموماً اسے لغاری بلوچ کا ایک تال بر قبیلچہ سمجھا جاتا ہے۔

تاؤنی..... راجا سلواہن کی نسل سے بھٹی ماخذ کے دعویدار جٹوں کا ایک قبیلچہ۔ سلواہن کا پوتارائے تان ان کا مورث اعلیٰ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رائے تان کی اولادوں میں سے ہی ایک امبانے انبالہ تعمیر کیا تھا۔ وہ ضلع انبالہ کے شمال میں زیریں پہاڑیوں اور دامن کوہ میں آباد ہیں۔ وہ 1800 سال قبل وہاں آئے۔

تاہریا طاہر..... منگمری میں مقدس قبیلچہ۔

تھی لٹڈ..... مکمل طور پر ڈیرہ غازی خان تک ہی محدود اور گورچانی علاقہ میں ایک چھوٹے سے رقبہ پر آباد ہیں۔ وہ لٹڈوں، رندوں اور کھوسوں سے مل کر بنے ہیں اور سبھی کا تعلق رند نسل سے ہے۔

ان کی تعداد لٹھ قبیلے کی کل تعداد کا تقریباً دو تہائی ہے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے تک یہ تینوں شاخیں تہی لٹھ مند ار کی ماتحت تھیں۔

تت خالصہ..... ”پاک“ خالصہ۔ گورو گووند سنگھ کے عقائد کو ماننے والے سکھوں میں سے منتخب لوگ۔ یہ اصطلاح گورو گووند سنگھ کے بھروسہ مند بھگت بابا بندا کے دور کی ہے جس نے گورو کی وفات کے بعد گیارہویں گورو ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے والے سکھ بندائی خالصہ کہلائے۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے گورو گووند کے حکم کے مطابق گرنٹھ صاحب کو ہی ابدی گورو مان لیا وہ تت خالصہ کہلانے لگے۔ بندہ بہادر کو شکست ہونے پر اس کے پیروکار آہستہ آہستہ منتشر ہو گئے اور تت خالصہ کی اصطلاح بھی متروک ہو گئی۔ کچھ ہی عرصہ پہلے سکھوں کے ایک گروہ نے اسے دوبارہ استعمال کرنا شروع کیا ہے جو 10 گوروؤں کے عقائد کے ساتھ نہایت پر خلوص ہیں اور غیر سکھ عقیدے کو اپنے مذہب میں برداشت نہیں کرتے۔

تتلا..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تتلی..... سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جواہ راجپوت کے 22 بیٹوں میں سے ایک تتلا کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فیروز شاہ کے عہد میں وہ سیالکوٹ کے پرگنہ نارووال میں مقیم ہوئے۔

تتجار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تتجرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

تتجرائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

تتجوانہ..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

تت..... (1) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ (2) منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلہ۔

(3) امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔ اور (4) منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

ترانا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

تتخیل..... دریائے سندھ پر کالا باغ اور ماری کے جولا ہے جو پٹھان ماخذ کے دعویدار ہیں۔

تتک..... پنجاب میں غالباً تمام جگہوں پر ترک کا مطلب ”ترکستان کا ترکمان باشندہ اور منگولیائی

نسل کا“ ہے۔ دہلی کے علاقہ میں مغل شہنشاہوں کو بطور ترک بتانے کے عادی دیہاتی اس لفظ کو ”سرکاری“ کے مترادف معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور میں نے اپنے کاتھ ذات کے ہندو کلرکوں کو صرف اس بناء پر ترک کہا جاتا سنا ہے کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ بلوچ سرحد پر بھی لفظ ترک کا استعمال عموماً مغل کے مفہوم میں ہوتا ہے۔ پنجاب کے ترک عملی طور پر ضلع ہزارہ تک محدود ہیں اور بلاشبہ ان قاریخ ترکوں کی ہستی کے نمائندے ہیں جو تیمور کے ساتھ پنجاب میں آکر ضلع ہزارہ میں پاخلی خطہ پر آباد ہوئے۔ اس خطہ میں عیاں طور پر تاولی، دھتمور اور سواتی علاقہ شامل اور سیاسی اعتبار سے کشمیر کے ساتھ منسلک تھا۔ ان افراد کو سندھ پار سے آنے والے سواتیوں اور تاولیوں نے اٹھارہویں صدی کے اوائل میں بے دخل کیا اور اب درج کیے گئے ترک بلاشبہ انہی کی اولاد ہیں۔ ترک ایک تاتاری لفظ ہے جس کا مطلب ”آوارہ گرد“ ہے۔ لہذا شاعری میں سورج کو ”چین کا ترک“ کہا گیا یعنی مشرق کا یا ”آسمان کا آوارہ گرد۔“ گورداسپور کے ترکوں کا پیشہ رسی بننا بتایا جاتا ہے۔ پیڑ بنانے میں انہیں خصوصی مہارت حاصل ہے لیکن پٹ سن کی صنعت کو فروغ حاصل ہونے سے ان کا کاروبار کافی متاثر ہوا۔ شملہ پہاڑوں اور گونو میں اس اصطلاح سے مسلمان مراد لی جاتی ہے۔

ترکزی..... پشاور کے دو آبہ ٹیپہ میں آباد بالائی یا برہمہندوں کا ایک قبیلہ۔ یہ خالصہ خطے پر رہا کرتے تھے لیکن عہد جہانگیری میں موجود مچنی قلعہ سے اوپر کی پہاڑیوں میں آباد ہو گئے۔

ترکلانری..... یوسفزی سے تعلق رکھنے والا پٹھان قبیلہ۔

ترکھان..... ترکھنار، تکھان، تھرکانر، درکھان اس نام کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس کے مترادف اصطلاحات یہ ہیں: کاریگر، بڑھئی، بڑی یا باڑی، نجار، گھاڑو، کھاتی، کارچوب، خرا دی، مستری، چتریرا اور رام گڑھیا۔ اس کے علاوہ وہ کمان گر اور ستھار بھی کہلاتا ہے۔ پنجاب کے ترکھان کو شمال مغربی صوبوں میں زیادہ بہتر طور پر بڑھئی، جمنا اضلاع میں باڑھی اور باقی کے مشرقی میدانوں میں کھاتی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ وہ لوہار کی طرح ایک حقیقی دیہی خدمتگار ہے۔ وہ تمام زرعی آلات اور گھریلو فرنیچر مرمت کرتا اور چھکڑے، رہٹ اور بیلنے کے سوا سب اشیاء رواجی معاوضے کے بدلے میں بلا قیمت بناتا ہے۔ تمام امکانات کے تحت وہ بھی لوہار

والی ذات سے ہے لیکن اس کی سماجی حیثیت کافی برتر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک جٹ وغیرہ اس کے ساتھ تمباکو نوشی کر لیا کرتے تھے لیکن اب یہ روایت ختم کرتے جا رہے ہیں۔ وسطی علاقوں کے خاٹھی، ترکھان بھی ہیں اور لوہار بھی۔ وہاں اسے لوہار سے بلند حیثیت کا خیال کیا جاتا ہے، البتہ وہ لوہار ہی ہے۔ ترکھان صوبہ بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ تاہم، بیشتر پیشہ ورانہ ذاتوں کی طرح وہ کسی بھی اور جگہ کی نسبت سرحد پر کم تعداد میں ہیں۔ پہاڑیوں میں بھی اس کی جگہ کافی حد تک تھاوی نے لے لی ہے اور غالباً لوہار نے بھی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جمنا اضلاع میں باڑھی خود کو اپنے مغربی بھائی کھائی سے برتر سمجھتا اور اس کے ساتھ شادی نہیں کرتا، اور یہ کہ خاٹھی کی شادی شدہ عورتیں نتھ نہیں پہنتیں جبکہ باڑھی کی پہنتی ہیں۔ اینٹوں کی چنائی کرنے والے لوہار کو بالعموم ترکھان ہی بتایا جاتا ہے۔ خاٹھی عورتوں میں نتھ پہننے کے حوالے سے ایک دلچسپ رواج پایا جاتا ہے۔ پہلے دور میں وہ نتھ پہنا کرتی تھیں لیکن کر یوا کا آغاز ہونے کے بعد یہ رواج ختم ہو گیا۔ تاہم، دہلی کی جامع مسجد میں خاٹھی عورتوں کی جے پور والی بہنیں نتھ پہنے ہوئے ملتی تھیں مگر خاٹھی پنچایت نے ہدایت کر دی کہ وہ یا تو نانا یعنی بیوہ کی شادی کرنا شروع کر دیں یا پھر نتھ پہنا کریں۔ ستھار کر یوا پر عمل کرنے کے علاوہ عورتوں کو نتھ پہننے کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ تاہم کر یوا کے لیے کچھ شرائط مقرر ہیں: بیوہ سے شادی کرنے والے شخص کو ذات سے خارج ہونا پڑتا ہے، اور بیوہ صرف اپنے جیٹھ سے ہی شادی کر سکتی ہے۔ دیورا سے ماں سمجھتا ہے۔

ترگ..... ضلع میانوالی کی عیسی خیل تحصیل میں جٹوں کا قبیلہ۔ نیاز یوں کے درمیان آباد ہونے کی وجہ سے وہ بھی خود کو نیازی کہلوانے لگے ہیں۔

ترگر..... جٹ رتے کا ایک قبیلہ جو دریائے چناب پر ملتان اور مظفر گڑھ میں چند دیہات کا مالک ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بھٹی راجپوت تھے اور ان کا نام بیکانیر میں اصل وطن ترگر کی نسبت سے ہے۔ وہ ہجرت کر کے پہلے جھنگ آئے اور پھر تقریباً 160 برس قبل سیالوں سے جھگڑے کے بعد دریائے چناب کے کناروں پر بس گئے۔

ترگر..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

ترندی..... منگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

تروند..... سستی، دُھند یا جسگم کی ایک شاخ جن کا سلسلہ ایک پست ذات بیوی یا طوائف سے

جاری ہوا۔

ترہولی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تریر..... یہ قبیلہ کبھی باغ نامی گاؤں میں رہا کرتا تھا جس کے آثار سیکسر پہاڑ کے قریب اب بھی ملتے ہیں۔ یہ اب تقریباً نابود ہو چکے ہیں۔

تریڑھ..... راو پنڈی میں ایک چور طبقہ۔

تریلی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ترین..... امرتسر اور منگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔ ریورٹی کے مطابق ترین نامی شخص سر بن کا بیٹا تھا، لہذا وہ گدونوں کے قرابت دار بنتے ہیں۔

تلا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تلوٹ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تلوکر..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تلہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تلے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

تلیال..... گکھڑوں کی ایک چھوٹی سی شاخ جس کے ساتھ اس قبیلے کی دیگر گوتیں باہمی شادیاں نہیں کرتیں۔

تلییری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تنبولی..... پان اور چھالیہ فروخت کرنے والا۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان اشیاء کی فروخت صرف اسی ذات کے افراد کرتے ہیں۔ یہ غالباً محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ اگر وہ ایک ذات ہوتے تو ان کا اندراج ہر ضلع سے ہوتا کیونکہ یہ لفظ صوبہ بھر میں مستعمل نظر آتا ہے۔ شیرنگ نے اسے بنارس کے نواح میں ایک جداگانہ ذات بتایا۔ سنکرت میں پان کے پتے کو تنبولی کہتے ہیں۔

تنگ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تنگر..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تینوار..... مشرقی میدانوں کا مرکزی راجپوت قبیلہ۔ اگرچہ تنوار جادو بنسی کی ایک ذیلی شاخ ہیں

لیکن انہیں بالعموم راجپوتوں کے 36 شاہی قبیلوں میں سے ایک مانا جاتا ہے۔ اس نے ہندوستان کو وکرمادیہ کی سلطنت دی۔ ایک پرانے انگ پال تنوار نے 792ء میں قدیم اندرپت کے بلے پر دہلی شہر کی بنیاد رکھی اور اس کے سلاطین ساڑھے تین سو سال تک حکومت کرتے رہے۔ درحقیقت خود دہلی کے اندر بھی ان کی تعداد توقع سے کم ہے۔ لیکن انبالہ، حصار اور سرسا میں کافی تعداد ہے۔ مشہور و معروف ہونے کے وجہ سے مختلف قبائل کے بہت سے راجپوتوں نے تنوار کے ساتھ کوئی حقیقی قرابت داری نہ ہونے کے باوجود خود کو یہی بتایا۔ چنانچہ کرنال کے چوہان راجپوت غالباً چوہان ہی ہیں۔

مشرقی پنجاب کے بہت بڑے راجپوت قبائل میں سے تنوار بھی ایک ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب انہیں دہلی سے بے دخل کیا گیا تو وہ کرنال میں پونڈڑی کے مقام پر آباد ہوئے، یعنی انبالہ سرحد پر۔ یہ علاقہ کبھی پنڈیر کا مرکز تھا۔ بعد ازاں وہ مشرق و مغرب میں دونوں جانب سرایت کر گئے۔ اب وہ ہریانہ یا ضلع حصار کے بہت بڑے علاقہ میں رہتے ہیں اور کرنال کے پار اور پٹیالہ کے جنوب میں ضلع انبالہ کے مغرب تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یوں چوہان اور ان کے مشرق میں جمنا اضلاع میں آباد دیگر راجپوتوں کو مالوہ کے جٹ قبائل سے جدا کرتے ہیں جو ان کے مغرب میں واقع ہیں۔ تاہم، زیریں گھگر پر ضلع حصار اور پٹیالہ میں ان کے شمال مغرب کی طرف ایک چوہان آبادی ہے۔ ہریانہ کے جا تو ایک تنوار قبیلچہ ہیں۔

توترو..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

تولا..... گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ گوندل جٹوں کی ایک شاخ ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا ایک جد امجد لا ولد تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کے وزن کے برابر سونا اور چاندی تول کر غرباء میں تقسیم کرے گا۔ اس کا بیٹا تولا کہلایا۔

تونیاں..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تہرانا..... منگمری میں سیالوں کی دو مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

تہیم..... جٹ شمار کیا گیا ایک قبیلہ۔ تہیم عربی ماخذ اور تہیم نامی ایک انصاری قریشی کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ جھنگ کی تحصیل چنیوٹ میں پہلے ان کی کافی املاک تھیں اور فرمانروایان



دہلی کے تحت ان علاقوں پر تہیم صوبہ دار (گورنر) تھے۔ اعوانوں کا ایک تہیم قبیلچہ بتایا جاتا ہے۔ تہیم مکمل طور پر زراعتی نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اکثر قصابوں اور کتان کو بی کا کام کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ محض یہ ہو کہ قصاب اور کتان کو بوں کا بھی ایک تہیم قبیلچہ ہے جس کی وجہ تسمیہ یہی قبیلہ ہے۔ جہاں تک ہمارے اعداد و شمار دکھاتے ہیں تو وہ ایک طرح سے بہاولپور اور زیریں سندھ اور چناب پر ملتان میں مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان تک ہی محدود ہیں۔ ملتان کے تہیم کا کہنا ہے کہ ان کا قریب ترین مورث اعلیٰ سمبھال شاہ کوئی 700 سال قبل لوٹ مار کی مہم پر یہاں آیا اور اس نے ملتان پر چالیس سال تک حکمرانی کی۔ اس کے بعد اسے مار ڈالا گیا اور اس کے پیروکار ادھر ادھر بکھر گئے۔ چودھویں صدی کے نصف آخر میں تیمور نے انڈیا پر حملہ کیا تو ”تہیم کے میدانی علاقوں میں آباد اپنے دیرینہ دشمن جٹ (Getae) کو مد مقابل پایا۔“ اور صحرا تک ان کا تعاقب کیا۔ ناڈ ایک ناپید ہو چکے راجپوت قبیلے کا ذکر کرتے ہیں جسے انہوں نے ڈہیما کہا۔ چنیوٹ کی مقامی روایت میں زور دیا گیا ہے کہ شاہ جہاں کا وزیر سعد اللہ خان ایک تہیم جٹ تھا۔ بہاولپور کے تہیم کا شتکار ہیں لیکن ان کے ذہن میں اب بھی یہ خیال سمایا ہوا ہے کہ شہنشاہ شاہ جہاں کا وزیر سعد اللہ خان تھا۔ اور ہمایوں کے عہد میں آگرہ کے ایک عالم فاضل شیخ جلال کا تعلق بھی ان کے قبیلے سے تھا۔ اب وہ ملتان کی کبیر والا تحصیل کے جنوب مغرب میں چناب پر ملتے ہیں اور جرائم کے لیے بدنام ہیں۔ لیکن وہ صوبے کے دیگر حصوں بالخصوص لودھراں اور کہروڑ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

تھاوی..... تھاوی بالکل اسی طرح پہاڑیوں کا پتھر تراش اور تر کھان ہے جیسے اینٹوں کی پختائی کرنے کے پیشے سے وابستہ میدانوں کا راج بالعموم تر کھان ذات کا بتایا جاتا ہے۔ یوں وہ ایک طرف لکڑی کے کاریگروں یا تر کھانوں اور دوسری طرف اینٹیں چننے والوں اور مستریوں یا راجوں کے درمیان تعلق جوڑتا ہے۔ تھاوی ہمیشہ ایک ہندو اور سماجی حیثیت میں داغی رداگی یا اچھوت خدمت گار سے بہت اوپر لیکن کنیت یعنی پہاڑیوں کی کمتر کاشتکار ذات سے کچھ پست ہے۔ سردار گوردیال سنگھ نے ہوشیار پور کے ایک تھاوی سے موصولہ معلومات کو یوں بیان کیا ہے: ”ایک بوڑھے شخص نے بتایا کہ وہ اور اس کے لوگ ایک برہمن خاندان سے تھے لیکن پتھر تراشنے کا پیشہ اختیار کرنے سے تھاوی ہو گئے۔ تب سے برہمن ان کے ساتھ باہم ازدواج

نہیں کرتے۔ تھاویوں میں وہ افراد شامل ہیں جو برہمن راجپوت کنیت اور پیدائشی طور پر ان جیسے ہیں۔ ان سب نے آپس میں آزادانہ ازدواجی رشتے قائم کیے اور یوں ایک حقیقی تھاوی ذات تشکیل دی جو ان سے بالکل الگ تھی۔ اس ذات نے تھاویوں والا پیشہ اختیار کر لیا لیکن اپنی اصلی ذات بدستور قائم رکھی۔ ”پہاڑیوں کے تھاوی اردگرد کے بڑھئی یا خراوی کے ساتھ باہم ازدواج نہیں کرتے۔

تھائل..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تھتھال..... گجرات میں مسلمان جٹوں کا قبیلہ۔ یہ راجا کرن کے بیٹے تھاٹھو کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

تھرولی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

تھکیال..... یہ قبیلہ کبھی بھمبر میں آباد تھا۔

تھکیڑیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

تھند..... لدھیانہ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ ان کے جد امجد پچھو کی سادھ ضلع لدھیانہ میں شہنہ کے مقام پر ہے۔ قبیلچے کے ارکان وہاں سے اینٹیں لے کر اپنے اپنے گاؤں میں سادھیں بناتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی جنڈیاں کی رسم رائج ہے۔

تھوبا، تھوبی..... (دیکھیں ”دھوبی“). لیکن پنجاب میں کنواں کھودنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ غالباً ٹوبا کے مترادف ہے۔

تھوتھیا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

تھوٹھا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

تھوری..... تھوری اور اہیری کم از کم پنجاب میں ایک ہی ذات معلوم ہوتے ہیں۔

تھہیم..... (1) منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

(3) شاہ پور میں زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ (دیکھیں ”تھہیم“).

تھیر..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

تجر..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

تیلی..... تیل نکالنے والا۔ میانوالی، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں اسے چاکی کہتے ہیں۔ اس

کے لیے عزت کے القابات روغن گریاروغن کش ہیں۔ یہ صابن اور مندے بھی بناتے ہیں۔ غریب ترین گھروں میں بھی سبزیوں کے تیل کی بجائے مٹی کے تیل کے استعمال نے تیلیوں کو ان کا اصل پیشہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ دیگر پیشے اپنانے لگے ہیں۔ مثلاً گورداسپور میں بہت سے تیلی اب بطور مزارعہ کام کرتے ہیں۔ ان کے تین پیشہ ورانہ گروپ ہیں: (1) خراسیہ۔ (2) پنجایا ڈھنیا۔ (3) تیلی خاص جو سیالکوٹ میں جنگلا کہلاتے ہیں۔ کچھ ڈھنپے گوشت بھی بیچتے ہیں۔

مسلمان تیلی بابا حسو کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جس نے کولہو ایجاد کیا اور جس کے مقبرے لاہور میں چوک جھنڈا اور سیالکوٹ میں ہیں۔ روایت بتاتی ہے کہ حضرت ایوبؑ کے بھتیجے اور باغور کے بیٹے لقمان نے تمام فنون کے موجد حضرت داؤدؑ کی شاگردی اختیار کی۔ لقمان نے سرسوں کے بیجوں سے تیل نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر کار ایک بوڑھی عورت نے اسے طریقہ سمجھایا۔

تیلی راجا..... پنجاب کے جنوب، جنوب مغرب، ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ میں ملنے والے فقیروں کا ایک طبقہ۔ لیکن ان کا اصل وطن گوجرانوالہ بتایا جاتا ہے۔



## و

ٹانوری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ٹنڈی..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

ٹوانہ..... (1) شاہ پور کوہستان نمک کے دائمی علاقہ میں ٹوانہ آباد ہیں اور انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں اس سے کہیں زیادہ نمایاں کردار ادا کیا جو محض ان کی تعداد دیکھتے ہوئے مشکل نظر آتا ہے۔ انہیں پنوار راجپوت اور سیال و گھبیا والے مورث اعلیٰ کی نسل سے ہی قرار دیا جاتا ہے۔ (دیکھیں ”سیال“) وہ پنجاب میں غالباً سیالوں کے ساتھ ہی آئے اور یقیناً پندرہویں صدی ختم ہونے سے پہلے وہ سب سے پہلے دریائے سندھ پر جہانگیر کے مقام پر آباد ہوئے لیکن انجام کار شاہ پور تھل میں اپنے موجودہ مسکن کو چلے گئے جہاں مٹھا ٹوانہ میں اپنا مرکزی قصبہ تعمیر کیا۔ اس سے بعد کی تاریخ ”دی چیفس آف پنجاب“ کے صفحات 519 تا 534 اور کرنل ڈیویز کی شاہ پور رپورٹ کے صفحہ 40 سے آگے بیان کی گئی ہے۔ باقی کا ضلع سکھوں کا مطیع ہو جانے کے کافی عرصہ بعد تک ٹوانوں نے اپنی مزاحمت جاری رکھی۔ اب وہ ایک نیم گلہ بان، نیم کاشتکار قبیلہ اور سپاہی پیدا کرنے والے مضبوط آدمیوں کی نسل ہیں۔ تاہم، ان کے اوصاف افسوسناک طور پر ان کی انتہائی جھگڑا لوانا دے سے داغدار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی آپس میں اور جس کسی کے ساتھ بھی واسطہ پڑا اس میں ان کی غیر مختتم شورش جاری ہے۔ (2) جٹوں کا ایک قبیلہ۔ پٹیالہ میں وہ ٹوانہ کی ساتویں پشت میں ایک پنوار راجپوت لکھنؤ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ تیرہویں صدی میں دھارا نگری سے ہجرت کر کے آئے۔ (3) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبوتہ قبیلہ۔

ٹوبا..... کنواں کھودنے والا، جسے غوطہ خور بھی کہتے ہیں (لدھیانہ میں)۔ گجرات میں ٹوبوں کو سنگھ یا سینگھ بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن سنگھا کی اصطلاح غالباً صرف کنوؤں کا سراغ لگانے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

ٹوڈی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

ٹھٹھیرا، ٹھٹھیار..... کلائی گر اور مسگر اس کے ہم معنی الفاظ ہیں۔ ٹھٹھیرا وہ شخص ہے جو پیتل اور دیگر

بھرت دھاتیں فروخت کرتا ہو۔ وہ بالعموم ہندو ہیں اور مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔

ٹھگ..... دھوکے باز۔ پنجاب میں پیشہ ور ٹھگ بننے کی جانب رجحان رکھنے والی واحد ذات

”مذہبی“ (مذبی) ہے۔

ٹھوکا..... مشرقی پنجاب میں ترکھان کو کہتے ہیں۔



## ج

جاتے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

جاٹو..... ایک راجپوت قبیلہ جیسے شوار قبیلہ بتایا جاتا ہے۔ کسی دور میں یہ تقریباً سارے حصار پر قابض تھا اور اب بھی ضلع حصار کے علاوہ روہتک اور جٹ میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

جاچک..... راولپنڈی ڈویژن میں ایک ہندو نائی کے لیے مروج اصطلاح۔ لیکن ملتان میں اس لفظ کا مطلب ”پروہت“ بتایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق یہ جاچک ہی ہیں۔ جاچی..... اب پٹھان شمار ہونے والا قبیلہ۔ یہ ککئی کے بیٹے کھکیانی کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں لیکن ان کا ماخذ غالباً اعوان ہے تاہم درانی افغان تسلیم کرتے ہیں کہ کھکیانی ان کے قرابت دار ہیں۔ جاچی توری کے مغرب اور گرم کی مغربی سرحد پر آباد ہیں۔

جاچک..... بھکاری، معائنہ کرنے والا، ثبوت دینے والا۔ جاچ کا مطلب اندازہ کرنا، آزمائش یا مہارت ہے۔ لفظ جاچک اسی کی تبدیل شدہ صورت معلوم ہوتی ہے۔

جاڈو، جاڈو بنسی..... چندر بنسی نسل کا راجپوت قبیلہ جنہیں میجر ٹوڈ نے ”ہند کے تمام قبائل میں سب سے زیادہ ذی شان“ قرار دیا لیکن بھٹی نے اس نام کو گہنادیا جو جدید ادوار میں ان کی غالب شاخ کا نام ہے، ان کا اندراج بالخصوص دہلی اور جنوبی پٹیالہ سے ہوا۔

جاڈو، چار، زاد..... کناور میں کنتیوں کا ایک گروپ یا طبقہ۔ دیگر کنیت ان کے ساتھ ازدواجی بندھن قائم نہیں کرتے کیونکہ وہ انہیں کمتررتے کا سمجھتے ہیں۔

جارا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

جاڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

جاکھر..... دیسوالی جٹوں کا ایک قبیلہ جو راجپوت (چوہان یا ادھی) نسل کے دعویدار ہیں۔ ان کا مورث اعلیٰ جاگو بیکانیر سے ہجرت کر کے روہتک میں جھجر گیا۔ جاکھر تقریباً مکمل طور پر

گڑگاؤں اور روہنگ کی ملحقہ جھجھر تحصیل تک ہی محدود ہیں۔

جاگل..... کھوسہ بلوچ کا ایک قبیلہ۔

جالگے..... کھروں کی ایک شاخ۔ پیرو کے کی طرح اسے بھی چوہڑا نسل خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ

دونوں ہی چوہڑے کہلاتے ہیں۔ روایت کے مطابق مشہور چوہڑا ڈاکو ساندل (جس کے

نام پر ساندل بار کا نام ہے) نے اپنے علاقے میں مویشی چرانے کی اجازت دینے کے عوض

کھروں سے ایک دلہن کا مطالبہ کیا تھا لیکن کھروں نے ساندل اور اس کے پیروکاروں کو مار

بھگایا اور ان کی عورتوں کو بطور مال غنیمت حاصل کر لیا۔

جالپ..... شاہ پور اور جہلم میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ جہلم میں انہیں تھامسن نے لٹوں اور

پھمروں کے ساتھ شمار کرتے ہوئے ”نیم جٹ قبیلہ“ قرار دیا جبکہ برانڈر تھان کا ذکر

کھوکھروں کی طرح بطور ”نیم راجپوت قبیلہ“ کرتا ہے جنہوں نے جنجوعوں کو پنڈ دادنخان میں

سے نکال باہر کرنے میں مدد دی۔ وہ دریائے جہلم اور پنڈ دادنخان کے مشرق میں واقع

پہاڑوں کے درمیان زرخیز خطے ”جالپ علاقہ“ میں بہ کثرت ہیں۔ البتہ وہ 25 مربع میل سے

زائد رقبے کے مالک نہیں۔ کسی اور ضلع میں ان کی ملکیت زمین کی اطلاع نہیں ملی۔

ان کا کہنا ہے کہ وہ بالاصل کھوکھرا راجپوت تھے۔ ان کا مورث اعلیٰ مشہور پیر جالپ ضلع

شاہ پور میں رام دیانی کے مقام پر دفن ہوا۔ وہ جالپ سے کئی پشتوں بعد سدھارن کے دور

میں اپنے موجودہ مساکن میں آئے۔ ایک اور بیان کے مطابق شہنشاہ شاہ جہاں کے دور میں

وہ دریائے چناب کے کناروں پر آباد تھے۔ تب شاہ جہاں نے ان کے سرداروں سے ایک

لڑکی اپنے حرم میں بھوانے کا کہا، جیسا کہ دیگر راجپوتوں نے بھی کیا تھا۔ جالپ تو مان گیا مگر

دیگر قبیلے والوں نے اس اقدام کی منظوری نہ دی۔ جب وہ اپنی بیٹی لینے کے لیے گھر آیا تو قبیلے

والوں نے دھاوا بولا اور اسے (جالپ کو) مار ڈالا۔ شاہ جہاں نے انہیں سزا دینے کے لیے

ایک فوج روانہ کی۔ وہ اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہو کر جہلم پار چلے گئے اور جنجوعوں کے

ساتھ کئی لڑائیاں لڑنے کے بعد اس جگہ آباد ہوئے جہاں اب بھی ملتے ہیں۔ ایک اور روایت

یہ ہے کہ ننڈنا کے جنجوعہ راجوں کے دور میں ایک مچھیرا دریا میں جال ڈالے بیٹھا تھا۔ جب اس

نے جال کھینچا تو اس میں ایک چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ بچے کو راجا کے پاس لے جایا گیا جس نے

اس کا نام جالپ رکھا، یعنی جال سے ملنے والا۔ راجا نے لڑکے کی پرورش کی اور دریا کے کنارے کافی زمینیں دیں۔ اس بیان کے مطابق جالپ درحقیقت ماچھی ہیں۔

یہ کہانیاں ان کی اصلیت پر بہت کم روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے پڑوسی اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ راجپوت ہیں اور وہ مقامی سطح پر راجپوت خیال کیے جانے والے قبائل کی نسبت پست سماجی حیثیت رکھتے ہیں۔ البتہ ان کا رتبہ جٹوں سے برتر ہے۔ ان میں اور آس پاس کے دیگر قبائل میں جسمانی ہیئت، شکل و صورت یا آداب کے لحاظ سے کوئی بڑا فرق نہیں۔ وہ اچھے کاشتکار اور لڑاکا جذبہ رکھنے والے ہیں۔ ان کی رسوم علاقے کی عمومی رسوم جیسی ہیں لیکن وہ برہمنوں کو اپنا پر و ہمت سمجھتے ہیں اور شادی کی رسومات میں ان کے ہاں بہت سی ہندو رسوم مروج ہیں۔ وہ عموماً قبیلے کے اندر ہی شادیاں کرتے ہیں لیکن کھیوا، کلس اور بھرت سے لڑکیاں لے لیتے ہیں مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔ جبکہ جنجوعوں اور کھوکھروں کے ساتھ اس کے برعکس عمل کرتے ہیں۔

جالپکے، یا جالپ کے..... ٹنگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔ بلاشبہ یہ جالپکے ہی ہیں۔ جالی..... جٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

جام..... سندھ میں سردار یا سربراہ کو جام کہتے ہیں۔ کسی پنجابی قبیلے کے سردار کے نام کے ساتھ جام لگا ہونا اس کے سندھی ماخذ کی جانب اشارہ کرتا ہے یعنی وہ سندھ یا دریائے سندھ کی وادی سے ہجرت کر کے آیا۔ قدیم وقتوں میں سندھ کی وادی جدید میانوالی کے شمال تک آتی تھی۔ جامرا..... قابل ذکر عمدہ جسمانی ساخت کے حامل جٹوں کا ایک قبیلہ جو ضلع ڈیرہ غازی خان میں ملتا ہے۔ غالباً یہ قدیمی نسل کے ہیں یا پھر مشرق کی طرف سے یہاں آئے۔

جاموگی..... کنتیوں کی ایک آل (شاخ) جس کا نام ایک گاؤں دھامی کے نام پر ہے۔ جانگل..... مغل دور میں جھنگ سے آکر ملتان میں آباد ہونے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ جانگلی..... ساندل بار کے خانہ بدوشوں کے لیے ایک نسلی اصطلاح، جو حالیہ دور میں ہی مروج ہوئی۔

جانی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جانیل..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔



جبر.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جلی.....ملتان میں کہروڑ کے قریب سید خاندانوں کا ایک گروپ۔ انہیں یہ نام کوہ جبل کی نسبت سے دیا گیا جو عرب میں ہے۔

جو کے.....(1) ایک کھرل قبیلچہ اور (2) ایک مسلمان جٹ قبیلچہ۔ یہ دونوں ہی زراعت پیشہ ہیں اور منگمری میں ملے۔

جٹکے.....منگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

جتوال.....منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جتوئی.....(1) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔ (2) بلوچ کی اصل مرکزی شاخوں میں سے ایک لیکن اب ایک منظم قبیلے کی صورت نہیں رکھتے۔ یہ ان تمام جگہوں پر ملتے ہیں جہاں جہاں بلوچ گئے۔ منگمری میں اسے زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔ چناب کالونی میں اس کی تعداد تمام بلوچ قبائل سے زیادہ ہے۔

جتھیانا.....منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

جتھے دار.....ایک سکھ لقب۔ لفظی مطلب ہے: جت یا لے بال رکھنے والے۔ اس کے برعکس متا سکھ اپنے بال کٹواتا ہے۔

جتھیانا.....سیالوں کا قبیلچہ۔

جٹ.....جنوب مشرقی پنجاب میں اس کا تلفظ جٹ اور وسطی پنجاب میں جٹ ہے۔ تصغیر کے لیے

عموماً جٹیا، جلیٹیا اور جٹوگٹرا (بطور تحقیر) استعمال ہوتے ہیں۔ صوبے کے جنوب مغرب میں

جٹ کے لیے ملتان اور بلوچی اصطلاح جگدال ہے جبکہ جٹ سے اونٹ بان مراد لیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے بارے میں مسلمان مورخین کی تحریروں میں جٹوں کا ذکر کہیں کہیں ملتا

ہے۔ ابن خرداد بہ (اندازاً 912ء) کرمان کی سرحد سے منصورہ تک کا فاصلہ 80 پر سنگ بتاتا

اور کہتا ہے: ”یہ راستہ زتوں (جٹوں) کے علاقے سے ہو کر گزرتا ہے جو اس پر نظر رکھتے

ہیں۔“ مجمع التواریخ (اندازاً 1128ء) کے مصنف کے مطابق جٹ اور میڈیا (Meds) ہم

(Ham) کی مشہور اولادیں تھے۔ دونوں ہی وادی سندھ میں اور دریائے بہار کے کنارے

آباد تھے۔ سندھ کی وادی سے مراد میانوالی سے لے کر نیچے دریائے دہانوں تک کا علاقہ ہے

اور جٹ میڈیاؤں کے مطیع تھے جن کے دباؤ نے انہیں دریائے Pahan کے اُس پار دھکیل دیا۔ تاہم، جٹ کشتیاں استعمال کرنے کے عادی تھے اور یوں دریا پار کر کے میڈیاؤں پر حملے کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ میڈیاؤں کے پاس بھیڑیں کافی تعداد میں تھیں۔ انجام کار جٹوں نے میڈیائی طاقت پر حملہ کیا اور ان کے علاقے کو لوٹا۔ ایک جٹ سربراہ نے دونوں قبائل کو اپنے اختلافات دور کرنے پر مائل کیا اور سرداروں کا ایک وفد دھرت راشٹر کے بیٹے بادشاہ دجوشن (دریودھن) کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ وہ ایک بادشاہ نامزد کر دے جس کی وہ دونوں قبیلے اطاعت کریں۔ چنانچہ شہنشاہ دریودھن نے اپنی بہن اور ایک طاقتور بادشاہ جیہ دھرت کی بیوی ڈوہسلا کو جٹوں اور میڈیاؤں پر حکومت کرنے کے لیے نامزد کیا چونکہ علاقے میں کوئی برہمن نہیں تھا اس لیے ڈوہسلا نے اپنے بھائی کو مدد کے لیے لکھا۔ اس نے ہندوستان سے 30,000 برہمن بھجوا دیئے۔ ڈوہسلا کی راجدھانی اسکند (Askland) تھا۔

سندھ کے برہمن حکمران پتھج نے جٹوں اور لوہانوں کی تحقیر کی۔ اس نے انہیں مجبور کیا کہ وہ محض جعلی تلواریں اٹھائیں، زیر جامہ جات نہ پہنیں اور صرف سرخ یا کالے رنگ کا لباس زیب تن کریں، اپنے گھوڑوں پر کاشمی نہ ڈالیں، اپنے سر اور پیر ننگے رکھیں، باہر جاتے وقت اپنے کتے ساتھ لے کر جائیں اور شاہی باورچی خانے کے لیے جلانے کی لکڑی جمع کیا کریں۔ لوہانا میں سے لاکھا اور سما (وہ بدیہی طور پر جٹ تھے) پر بھی یہی قانون لاگو ہوتا تھا۔ محمد بن قاسم نے ان قواعد کو قائم رکھتے ہوئے کہا کہ جٹ فارس کے وحشیوں جیسے تھے، اس نے ان پر خراج بھی لاگو کیا۔

عربوں کی اطاعت اور خدمت اختیار کرنے والے غزنی کے ٹھاکروں اور بھتیگی ٹھاکروں نے محمد بن قاسم کے دور میں (712ء) ساگر اور بیت جزیرے میں فوج تعینات کی۔ بلوچ کی طرح جٹوں نے بھی عمر (یا اُز) کے خلاف بغاوت کی لیکن انہیں جلد ہی مطیع کر لیا گیا (1300ء)۔

834ء میں اور پھر 835ء میں عجیف بن عیسیٰ کو جٹوں کے خلاف بھیجا گیا جن کا سردار محمد بن عثمان اور کمانڈر سملو تھا۔ عجیف نے انہیں سات ماہ طویل مہم میں شکست دی اور ان کے 27,000 افراد قیدی بنا لیے جن میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ 12,000 جنگجو شامل تھے۔ ان

قیدیوں کو بغداد لے جایا گیا اور اس کے بعد شمالی سرحد بھجوا یا گیا جہاں وہ جلد ہی باز نطنی حملے کی نذر ہو گئے۔

1192ء میں رائے پتھور کی شکست اور دہلی پر محمد غوری کے قبضے کے بعد جنوان نے ہانسی میں غوری کے خلاف قومی جدوجہد کا معیار بلند کیا، لیکن قطب الدین ایبک نے اسے باگر کی سرحدوں پر شکست دے کر ہانسی پر قبضہ کر لیا۔ یہ واضح نہیں ہوتا کہ آیا جنوان ایک جٹ رہنما تھا۔ فرشتہ کے مطابق جنوان گجرات میں نہروالا کے رائے کا مطیع تھا۔

نومبر 1398ء میں تیمور جنگل سے ہوتا ہوا کرنال سے توہانا تک گیا۔ راستے میں آنے والے ایک خطے میں جٹ آباد تھے جو صرف نام کے مسلمان اور چوریوں و ڈاکہ زنی میں بے مثل تھے۔ وہ سڑکوں پر جاتے ہوئے قافلوں کو لوٹ لیتے اور مسلمانوں و مسافروں کے لیے باعث ہراس تھے۔ تیمور کی آمد پر جٹوں نے گاؤں (توہانا) کو چھوڑا اور اپنے کماد کے کھیتوں، وادیوں اور جنگلوں میں چھپ گئے۔ لیکن تیمور نے ان کا تعاقب کیا اور ایک لڑائی میں 2,000 عفریت نما جٹوں کو مارا۔

1530ء میں سلطان محمد ابن تغلق کو پراہوں، مندہاروں، جٹوں، بھٹیوں اور منہاسوں کی سرکوبی کرنا پڑی جنہوں نے سنام اور سامانہ کے گرد ”منڈل“ تشکیل دے کر شاہراہوں پر ڈاکہ زنی کی وارداتوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

بابر لکھتا ہے کہ وہ جب بھی ہندوستان میں آیا، جٹ اور گوجر کافی تعداد میں اپنی پہاڑیوں اور جنگلوں میں سے نکل کر حملہ آور ہوئے تاکہ بیل اور بھینسیں لوٹ سکیں۔ انہوں نے زبردست سرکشی کا مظاہرہ کیا اور ان علاقوں سے لگان بہت کم وصول ہوتا تھا۔ جب باقی کا سارا ملک زیر ہو گیا تو ان قبائل نے دوبارہ اپنے سابقہ دستور اپنالے اور سیالکوٹ سے بابر کے پڑاؤ کی طرف جاتی ہوئی ایک ترکی گیریشن کو لوٹ لیا۔ بابر نے دو یا تین مجرموں کو کلڑے کلڑے کر دیا۔ بھکیال اور دیگر قبائل کی طرح جٹ بھی گکھڑوں کے ماتحت تھے۔ کوٹ پورا کے جٹ فتح خان نے سارے لکھی جنگل میں تباہی مچائی۔

جنوب مشرقی پنجاب کے جٹ سیاسی اعتبار سے بھرت پور نظامت کا حصہ تھے (دہلی کی مغل سلطنت کے عہد انحطاط میں)۔ کبھی کبھار کوئی گاؤں شاہی رسد کے قافلے کو لوٹ لیتا

لیکن قبائل بحیثیت مجموعی بھرت پور کو اپنی راجدھانی مانتے تھے۔ نواب صفدر جنگ نے سورج مل کی مدد سے سارا میوات اور دہلی کے تمام نواحی علاقے حاصل کر لیے۔

**بھرت پور کے جٹ:** پنجاب میں جٹوں کے حوالے سے مندرجہ ذیل بیان سر ڈینزل ایٹسن کی ”پنجاب کی ذاتیں“ سے نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان کا آغاز ان خیالات کے ساتھ کیا کہ جٹوں، راجپوتوں اور مخصوص دیگر ذاتوں (قبائل) کے درمیان خط امتیاز کھینچنا ناممکن ہے۔ یہ بات خاص طور پر سارے مغربی پنجاب پر صادق آتی ہے جہاں زمیندار اور کاشتکار طبقات قبائلی بنیادوں پر منظم ہیں۔ چنانچہ اصل زور ہمیشہ ذات یا رتبے کی بجائے قبیلے یا قبیلے پر ہی دیا جاتا ہے۔ مشرق کی طرف جانے پر لوگ ذات کی اصطلاحات راجپوت اور جٹ استعمال کرتے ہیں، لیکن بہت مبہم انداز میں۔ چنانچہ گوجرانوالہ یا گجرات میں کوئی مسلمان قبیلہ کبھی جٹ اور کبھی راجپوت یا پھر آدھار راجپوت اور آدھا جٹ نظر آئے گا۔ وسیع تر مفہوم میں بات کی جائے تو جٹ مغربی اضلاع میں مسلمان، مرکز میں سکھ اور جنوب مغرب میں ہندو ہے، لیکن اس اصول سے متعدد مستثنیات بھی ہیں۔ سکھ اضلاع میں اپنی بیوہ بھابی سے شادی کرنا لازمی ہے۔ جنوب مشرق میں بیوہ کی شادی کا دستور ہندو جٹ کو راجپوت سے ممتاز کرتا ہے، لیکن یہ جٹوں کے درمیان بھی ہمہ گیر اصول نہیں کیونکہ گڑ گاؤں میں جٹ خاندان اسے نامنظور کرتے ہیں۔ یہ الفاظ دیگر مشرق کی سمت آگے بڑھنے پر برہمنی تصورات کام دکھانے لگتے ہیں۔

**جٹوں کا ماخذ:** پنجاب کے لوگوں کی نسلیات سے متعلق شاید ہی کوئی سوال ایسا نہیں ہوگا جس پر اتنی بحث ہوئی ہو جتنی کہ جٹ نسل کے ماخذ پر ہوئی۔ میں یہاں پر پہلے اخذ کیے گئے کسی بھی نتیجے پر دوبارہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ وہ آپ کو ”آرکیالوجیکل سروے رپورٹس“ کے صفحات 51-61 (جلد دوم)، ٹاڈ کی ”راجستھان“ کے صفحات 52-75 (جلد اول) اور 96-10 (مداس، بار دوم 1880ء)، ایلفلسٹون کی ”ہسٹری آف انڈیا“ کے صفحات 250-53 اور ایلیٹ کی ”ریسز آف این ڈبلیو، ایف“ کے صفحات 130-37 (جلد اول) پر ملیں گے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہوگا کہ جنرل کنگھم اور جنرل ٹاڈ دونوں جٹوں کو انڈو سیتھتی ماخذ سے سمجھنے پر متفق ہیں۔ جنرل کنگھم انہیں سٹرابو کے Zanthi اور پلائنی ڈولمی (بطلیموس) کے ”جاتو“ سے

شناخت کرتے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ وہ غالباً میڈوں (Meds) یا مندوں (Mands) کے کچھ ہی عرصہ بعد آکسس (Oxus) یا جیخون کے مقام پر اپنے گھروں سے نکل کر پنجاب میں آئے۔ وہ بھی انڈوسیتھی تھے اور ایک سو سال قبل مسیح میں پنجاب کی طرف آئے۔ لگتا ہے کہ جنوں نے پہلے زیریں وادی سندھ پر قبضہ کیا، جہاں عیسوی دور کے آغاز میں میڈی ان کے پیچھے پیچھے آگئے، لیکن مسلمانوں کے اولین حملے سے قبل جٹ پنجاب خاص میں پھیل گئے تھے اور گیارہویں صدی کے شروع تک انہوں نے استحکام حاصل کر لیا۔ بابر کے دور تک خطہ کوہستان نمک کے جٹ، گلکھڑوں، اعوانوں اور جنجوعوں کے ماتحت تھے، جبکہ ساتویں صدی کے اوائل میں سندھ کے جنوں اور میڈیوں پر برہمن حاکمیت تھی۔ میجر ٹاڈ جنوں کو راجپوت قبائل میں سے ایک بہت بڑا قبیلہ شمار کرتے اور دونوں نسلوں کو Gatae (گیتے) کے ساتھ مشابہہ کہتے ہیں، لیکن جنرل کننگھم اس سے متفق نہیں۔ اس کے برعکس ان کا خیال ہے کہ راجپوت اصل آریائی نسل ہیں اور جٹ کا تعلق بعد ازاں شمال مغرب سے آنے والے مہاجرین (غالباً سیتھی نسل) سے ہے۔

ہو سکتا ہے اصلی راجپوت اور اصلی جٹ انڈین تاریخ کے مختلف ادوار میں یہاں وارد ہوئے ہوں۔ تاہم، میرے ذہن میں راجپوت کا تاثر ایک نسلیاتی سے زیادہ پیشہ ورانہ حوالے سے ابھرتا ہے لیکن اگر وہ دو الگ الگ ہجرتوں کی لہروں کے نمائندے ہیں (کم از کم یہ امکان کافی غالب ہے) تو دونوں کا تعلق بھی تقریباً ایک ہی نسلی ماخذ سے ہے۔ تاہم، چاہے ایسا ہو یا نہ ہو لیکن یہ بات قطعی ہے کہ وہ کئی سو سال پہلے سے لے کر اب تک اس قدر باہم مدغم ہیں اور ایک ہی جیسے لوگوں کا مرکز ہیں کہ عملی طور پر دونوں میں فرق قائم کرنا ممکن نہیں۔ یہ امکان سے بھی کہیں آگے کی بات ہے کہ ادغام کا یہ عمل یہاں آ کر ختم نہیں ہوا، اور یہ کہ بنیادی طور پر جٹ اور راجپوت مرکب کا نتیجہ بننے والے لوگ (اگر وہ کبھی الگ الگ تھے) بیرونی عناصر کی آلائش سے کسی طور پر بھی پاک نہیں۔

پٹھان لوگ سیدوں، ترکوں اور مغلوں میں رچ بس گئے اور ایک جٹ قبیلے کے لیے بلوچ قوم سے وابستگی کے بعد اپنی سیاسی خود مختاری و تنظیم بدستور قائم رکھنا کافی تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ کس طرح تقدس اور سماجی رتبے کی وجہ سے شامل کیا گیا کوئی کردار چند پشتوں بعد قریشی یا

سید بن جاتا ہے اور یہ کافی قطعی ہے کہ مشترک جٹ۔ راجپوت ماخذ میں چند ایک قدیمی نسل کے باشندے بھی شامل ہیں۔ مان، ہیر اور بھلر جٹ اصل یا حقیقی سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی راجپوت نسب کا دعویٰ نہیں کرتے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی نسل قدیم دیومالائی ہندو دیوتاشیو کے بالوں (جت) سے نکلی، جنوب مشرقی اضلاع کے جٹ خود کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: شیوگوتری یعنی شیو کے خاندان سے، اور کسب گوتری جو اپنا تعلق راجپوتوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ شیوگوتریوں کا مورث اعلیٰ براور اس کے بیٹے بربرا کے نام عین وہی الفاظ ہیں جو قدیم برہمن ہمیں قدیمی بربریوں کے لیے بتاتے ہیں۔ پنجاب کے متعدد جٹ قبیلوں کی ایسی روایات ہیں جو بدیہی طور پر کسی غیر آریائی ماخذ کی غماز ہیں اور یہاں پر تحقیق و تفکر کے لیے ماہرین نسلیات پر ایک زرخیز اور ان چھوٹے میدان کا دروا ہوتا ہے۔

کیا جٹ اور راجپوت جدا جدا ہیں؟ چاہے جٹ اور راجپوت اپنے اصل میں جدا جدا تھے یا نہیں، اور چاہے کوئی بھی قدیمی عناصر ان کی معاشرت سے منسلک ہو گئے ہوں لیکن میرے خیال میں یہ دونوں ایک مشترک ماخذ کو متشکل کرتے ہیں اور ان کے درمیان فرق نسلی کی بجائے سماجی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسی مشترک ماخذ کے ایسے خاندان جنہیں قسمت کے اتار چڑھاؤ نے سیاسی سرفراز عطاء کر دی، فوراً ہی راجپوت ہو گئے اور یہ کہ ان کی اولادوں نے یہ لقب اور اسے حاصل مراعات کو نہایت کٹر پن کے ساتھ ان قوانین کی پیروی کی صورت میں برقرار رکھا جن کے ذریعہ درجہ بندی کے ہندو پیمانے میں اعلیٰ و بالا ذاتیں خود کو نیچ، پست ذاتوں سے ممتاز رکھتی ہیں۔ وہ ذاتیں کمتر سماجی رتبے والوں میں شادی سے انکار اور گھٹیا پیشوں سے احتراز کر کے اپنے خون کا خالص پن محفوظ رکھتی ہیں۔ ان قوانین سے روگردانی کرنے والوں کا سماجی رتبہ گر گیا اور وہ راجپوت نہ رہے۔ جبکہ ایسے خاندان جنہوں نے علاقہ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر کے سماجی کم آمیزی اور قوانین کی پیروی شروع کر دی، وہ نہ صرف راجا بلکہ راجپوت یعنی راجوں کے پوت (بیٹے) بن گئے۔ گزشتہ سات سو سال سے ارتقاع کا سلسلہ بالکل رکارہا ہے۔ فرمانروایان دہلی کے تحت بادشاہ گری عملی طور پر ناممکن تھی۔ سکھوں کی حاکمیت میں جٹ راجپوتوں پر غالب تھے، جنہوں نے ان کی افضلیت کے مفروضہ کو ناپسند کیا اور خالصے کے رتبوں میں مساوی حیثیت کے ساتھ شامل ہونے سے انکار

کیا، اور جب بھی کہیں طاقت ملی تو انہیں قصداً تکلیفیں دیں اور جٹ سکھ کے لقب کے عنوان کو مغرور راجپوت پر فوقیت دی۔ سرحد میں پٹھانوں و بلوچیوں کی غالبیت اور اسلامی جذبات و خیالات کی عمومی ترویج نے حالیہ انڈین نسل کو خسارہ میں رکھا اور ان دونوں نسلوں میں سے کسی ایک یا سنسکرت ادبیات کے کشتریہ سے تعلق کا دعویٰ کرنے کی بجائے انڈیا کے مغل فاتحین یا آنحضرت کے قریشی کزنوں کے ساتھ تعلق کا دعویٰ کیا جانے لگا۔ حتیٰ کہ مشہور نسب کے تسلیم شدہ راجپوت قبائل مثلاً کھوکھر بھی اس مثال کی پیروی کرنے لگے۔ لیکن پہاڑیوں میں۔ جہاں راجپوت سلاطین کے شجرہ ہائے نسب شاید کل تک اپنی آزادی برقرار رکھنے والے دنیا کے کسی بھی شاہی خاندانوں سے زیادہ قدیم اور تو اتر کے ساتھ دکھائے جاسکتے ہیں اور جہاں ان میں سے متعدد کو آج بھی پہلے جیسی زبردست سماجی حاکمیت حاصل ہے۔ راجپوت کے درجے سے گرنے اور اس درجے تک اُبھرنے کے جزواں عمل اب بھی مفاعل نظر آتے ہیں۔ وہاں راجانہ صرف عزت و وقار بلکہ ذات کا منبع بھی ہے جو کہ انڈیا میں ایک ہی چیز ہے۔ مسٹر لائل رقمطراز ہیں:

”کچھ عرصہ پہلے تک پہاڑیوں میں ذات کی حد بندیاں میدانی علاقوں جتنی غیر متغیر طور پر متعین نظر نہیں آتیں۔ راجا وقار کا سرچشمہ اور مرضی کا مالک تھا۔ میں نے بوڑھے آدمیوں کو اپنی یادداشت میں سے ایسی مثالیں دیتے ہوئے سنا ہے جن میں کسی راجانے خدمات کے صلہ میں یا رقم کے عوض ایک راٹھی کا رتبہ بڑھا کر اسے گر تھ بنا دیا اور ٹھا کر کو راجپوت۔ موجودہ دور میں شدید ناپاکی کے باعث ذات برادری میں سے خارج کیے ہوئے شخص کو دوبارہ شامل کرنے کا اختیار جاگیردار راجوں کے لیے ایک ذریعہ آمدنی ہے۔“

”مجھے یقین ہے کہ بنگال کے موجودہ لیفٹیننٹ گورنر کمپ بیل نے یہ توثیق کی ہے کہ وہاں پر علیحدہ راجپوت نسل جیسی کوئی شے موجود نہیں، اور یہ کہ پرانے وقتوں میں ذات کی اونچ نیچ واضح ہونے سے پہلے کوئی بھی ایسا خاندان یا قبیلہ فوراً راجپوت ہو گیا جس کا مورث اعلیٰ یا سردار شاہی

رُتبے تک پہنچا۔ ان پہاڑی راجپوتوں کے معاملہ میں بہت سی حقیقتیں قطعی طور پر اسی نتیجے کی طرف دلالت کرتی ہیں۔ اس ضلع کے پرانے شاہی اور اب لازماً راجپوت خاندانوں میں سے دو یعنی کوٹلہ اور بنگاہل (بنگاہل) کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بالاصل برہمن ہیں۔ مسٹر بارنز کے مطابق کانگرہ میں کسی پست ذات عورت کے لطن سے پیدا ہونے والا راجپوت کا بیٹا راٹھی کا مقام پاتا ہے۔ سیوراج اور دیگر مقامات پر پہاڑیوں کے اندرونی علاقوں میں، میں ایسے کنہوں سے ملا ہوں جو خود کو راجپوت کہتے ہیں اور کم از کم اپنے علاقہ میں ان کو راجپوت تسلیم کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ اپنے اس اعزاز کے دعویٰ کے حق میں واحد دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ ان کا باپ یا دادا ایک بدیسی برہمن سے کنیتنی عورت کی اولاد تھا۔ کوہ ہمالیہ میں حد کی لکیر پر، تبت اور انڈیا خاص کے درمیان، کوئی بھی شخص اپنے سامنے ذات بنتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ شرفاء راجپوت میں، مذہبی رہنما برہمن میں اور کسان جٹ میں تبدیل ہو رہا ہے، اور یہ سلسلہ پست درجوں تک اسی طور پر جاری و ساری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ

کانگرہ خاص میں بھی کم و بیش یہی عمل کچھ عرصہ پہلے تک جاری تھا۔“

راجپوت سے کسی پست درجہ ذات میں تنزل کا بالعکس عمل اس قدر عام ہے کہ اس کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ مشرقی اضلاع میں (جہاں برہمن ازم پنجاب اور دہلی کے کسی بھی دوسرے علاقہ کے مقابلہ میں اتنا طاقتور ہے کہ وہ خاندانوں کو سیاسی خود مختاری کے اجازت بھی دے سکتا ہے) یہ کافی ممکن ہے کہ حالیہ دور میں کسی کو راجپوت کے رتبہ پر ترقی نہیں ملی لیکن متعدد راجپوت خاندان اب راجپوت نہیں رہے۔ پنجاب کے جٹوں کی اس عمومی روایت کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہ ان کے مورثین اعلیٰ راجپوت تھے (جنہوں نے جٹوں میں شادی کی یا بیواؤں کی شادی کرنے لگے)، ہمارے پاس گڑ گاؤں اور دہلی کے گوروا راجپوت ہیں جنہوں نے راجپوت لقب بدیہی طور پر اس لیے برقرار رکھا کیونکہ ان علاقوں میں ذات کا احساس کافی شدید اور ان کی روایتوں میں تبدیلی اتنی حالیہ ہے کہ ابھی وہ ختم نہیں



ہوئی۔ لیکن وہ برابری، بھائی چارے یا باہمی شادی کے تمام مقاصد کے تحت تب سے راجپوت نہیں رہے جب سے انہوں نے کریوا (بیوہ کی شادی کرنے) کی رسم پر عمل شروع کیا۔ ہمارے پاس ہوشیار پور کے ساہنر ہیں جو دو تین پشتوں پہلے راجپوت تھے لیکن اب نہیں رہے، کیونکہ انہوں نے اراٹیوں کی طرح سبزیوں کی کاشت شروع کر دی۔ کرنال میں راجپوت ہیں جو موجودہ پشت میں ہی راجپوت نہیں رہے اور شیخ بن گئے۔ جبکہ دہلی کے چوہان کریوا پر مائل ہونے کے باعث ذات سے محروم ہو گئے حالانکہ وہ عین اس شہر کے سائے میں ہیں جہاں کبھی ان کے آباؤ اجداد حکمران تھے اور انہوں نے مسلمان حملہ آوروں کے خلاف آخری جدوجہد میں انڈین فوجوں کی قیادت کی تھی۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جٹ سکھ خطہ میں اپنے جٹ ہونے پر مسرور و مطمئن ہے اور اس نے سکھ حاکمیت کے عروج سے لے کر بعد تک کبھی کچھ اور ہونے کی خواہش نہیں کی۔ مغربی میدانوں میں اسلام کی عطا کردہ شادی کی آزادی نے ذات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور سماجی حیثیت ذات کی زیادہ بڑی اکائی کی نسبت قبیلے سے ناپی جاتی ہے لیکن وہاں بھی ایسے خاندان جو چند پشتوں پہلے جٹ تھے اب سماجی درجہ بندی میں بطور راجپوت تسلیم کیے جاتے ہیں اور راجپوت خاندان تنزل پا کر جٹوں میں جا شامل ہوئے۔ جبکہ بہت بڑے بڑے حکمران قبائل مثلاً سیال، گوندل، ٹوانہ کو عموماً راجپوت اور ان کی چھوٹی برادریوں کو جٹ کہا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی قبیلہ ایک ضلع میں راجپوت ہے تو دوسرے میں جٹ، مقامی قبائل میں اپنی حیثیت کے مطابق۔ خطہ کوہستان نمک میں غالب قبائل جنجوعہ، منہاس اور ان جیسے دیگر جب مغل یا عرب نہ ہوں تو راجپوت ہیں جبکہ راجپوت رتبہ تک پہنچنے کی قابلیت نہ رکھنے والے تمام انڈین ماخذ کے زراعتی قبائل جٹ ہیں۔ آخر میں سرحد میں پٹھان اور بلوچ نے اسی طرح جٹ اور راجپوت پر غلبہ حاصل کیا اور بھٹی، پٹوار، ٹھوار، راجپوتانہ کے تمام مغرور قبائل اس نام میں شامل ہیں جو رتبے میں گر کر جٹ ہو گئے، کیونکہ جہاں کوئی راجا یا راجوں کی روایات نہیں وہاں راجپوت بھی نہیں ہو سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں پیش کیے گئے نظریات کو بہت سے لوگ بدعتی اور لادینی کہیں گے اور یہ کہ ان کی حمایت کے لیے میں نے آئندہ صفحات میں جو مثالیں فراہم کی ہیں ان سے زیادہ قابل قدر مثالیں فراہم کی جانی چاہئیں تھیں لیکن میرے پاس اپنے حاصل کردہ حقائق

کی ترتیب و تدوین کا وقت نہیں۔ درحقیقت میرے پاس صرف اتنی مہلت تھی کہ ان کا ایک قلیل حصہ ہی ریکارڈ کر لوں، اور اب یہاں صرف وہ نتائج پیش کرنے کی جسارت ہی کر سکتا ہوں جن تک مجھے میری جانچ پڑتال نے پہنچایا۔

**پنجاب میں جٹ کی حیثیت:** پنجاب کے لوگوں میں جٹ ہر اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ تعداد کے معاملے میں وہ راجپوت کو بہت پیچھے چھوڑ گیا ہے جو اس کے ساتھ 3:1 کی نسبت رکھتا ہے جبکہ یہ دونوں مل کر پورے صوبہ کی کل آبادی کا 27 فیصد بنتے ہیں۔ سیاسی طور پر اس نے پنجاب میں اس وقت تک حکومت کی جب ہم نے خالصہ کو قابو کر لیا۔ نسلیاتی اعتبار سے وہ پنجاب کی پانچ دریاؤں والی سرزمین کی مخصوص اور انتہائی مختار پیداوار ہے اور معاشیاتی و انتظامی نکتہ نظر سے وہ صوبے کا بہترین کاشتکار، کسان اور مالیہ ادا کرنے والا ہے۔ اس کے آداب و اطوار میں وحشی آزادی والی ان نسلوں کا تاثر نہیں ملتا جو سرحدی پہاڑوں کی نسلوں کی شناختی علامت ہیں۔ لیکن وہ زیادہ ایماندار، زیادہ محنت کرنے والا، زیادہ قوی الجشہ اور ان کے مقابلہ میں کسی بھی طرح کم مردانہ نہیں۔ درحقیقت پختہ خود مختاری اور محنت شاقہ اس کی نمایاں ترین خصوصیات ہیں۔ پنجاب کی تمام نسلوں میں جٹ قبیلوں، برادرانہ بندھنوں اور تنظیم سے نہایت بیزار اور انفرادی آزادی کا زبردست حامی ہے۔ جن خطوں مثلاً روہتک میں جٹ قبائل کے لیے میدان صاف ہے اور وہ مخالف ذاتوں کو بطور دشمن نہ لیں تو انہیں کسی اور کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ وہاں قبیلوی بندھن مضبوط ہیں۔ اصولی طور پر جٹ ایسا شخص ہے جو وہی کچھ کرتا ہے جو اس کی نظر میں درست ہے اور حتیٰ کہ کبھی کبھار غلط بھی۔ اور وہ کبھی کسی آدمی سے ”نہ“ نہیں سنتا۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہنگامہ پرور ہے۔ وہ تو اس سے بہت دور ہے۔ وہ خود مختار اور خود سر ہے، لیکن قابل گوارا۔ اگر اسے چھیڑا نہ جائے تو وہ پرامن رہتا ہے اور اس سے نمٹنا مشکل نہیں۔ وہ بالعموم اپنے کھیت کاشت کرنے، خاموشی اور امن کے ساتھ مالیہ ادا کرنے میں خوش رہتا ہے، بشرطیکہ لوگ اسے ایسا کرنے دیں۔ جب وہ پٹری سے اتر جائے تو ”جوئے بازی سے لے کر قتل و غارت تک سب کچھ کرتا ہے اور شاید دوسروں کی عورتیں اور مویشی چرانے کو ترجیح دیتا ہے۔“ عام طور پر لوگ کہاوتیں اسے کافی واضح اور شاید کچھ زیادہ شدید طور پر بیان کرتی

ہیں: ”کھیت، چارہ، کپڑے، سن، گھاس کے ریشے اور ریشم، ان چھ چیزوں کو سب سے سب سے زیادہ پیٹنا چاہیے، اور ساتویں جٹ کو۔“ ”جٹ، بھٹ، سنڈی اور بیوہ عورت چاروں سب سے زیادہ بھوکے ہوتے ہیں۔ یہ سیر شکم ہو جائیں تو نقصان پہنچاتے ہیں۔“ جٹ تے پھٹنوں ننھے رکھنا ای چنگا ہے۔“ (زخم کی طرح جٹ بھی بندھا رہے تو بہتر ہے)۔

کھیتی باڑی میں جٹ سب سے آگے ہے۔ سبزی فروش ذاتیں ارائیں، مالی، سینی شاید چھوٹے پیمانے پر زیادہ مہارت رکھتی ہیں، لیکن وہ زمینداری اور کاشتکاری میں جٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جٹ خود کو اتنا ہی عام طور پر ”زمیندار“ کہتا ہے جتنا کہ جٹ، اور اس کے بیوی بچے بھی اس کی طرح کھیتوں میں کام کرتے ہیں: ”ہل جٹ بچے کا کھلونا ہے۔“ ”جٹ اپنی گندم کے ڈھیر پر کھڑا ہو کر شاہ کے ہاتھی بانوں سے کہتا ہے..... تم ان گدھوں کو پیچو گے؟“ سماجی طور پر جٹ وہ حیثیت رکھتا ہے جس میں روڑ، گوجر اور آہیر حصہ دار ہیں۔ یہ چاروں مل کر کھاتے، پیتے اور تمباکو نوشی کرتے ہیں۔ وہ یقیناً راجپوت کے مقابلہ میں صرف اسی سادہ سی حقیقت کے باعث کہیں پست ہے کہ وہ اپنی بیواؤں کی شادی کر دیتا ہے۔ ان کے علاقہ کے ایک ماہیے میں جٹ باپ کہتا ہے..... ”آ میری بیٹی شادی کر، یہ خاوند مر گیا تو اور بھی بہت سے ہیں۔“ لیکن بیوہ کی شادی کرنے والوں میں وہ سب سے برتر ہے۔ اپنے مقدس دھاگے (جنیو)، کٹر ہندو پن اور دوبارہ جنم میں اعتقاد رکھنے والا بنیا جٹ کو شور سمجھتا ہے۔ لیکن جٹ بننے کو بطور بزدل، مردہ دل اور پیسے کا شیدائی، حقیر جانتا ہے اور بالعموم معاشرہ جٹ کے اس خیال سے متفق ہے۔ مردانگی اور طاقت میں نیسے سے کہیں اعلیٰ کھتری غالباً جٹ کا پیش رو ہے۔ لیکن میرے خیال میں خالص ہندو ماخذ کی نسلوں یا قبائل میں جٹ برہمن، راجپوت اور کھتری کے بعد نظر آتا ہے۔

تاہم، وہاں جٹ اور جٹ ہی ہیں۔ یہاں پر میں وسیع امتیازات کی طرف محض اشارہ ہی کچھ کہوں گا۔ سکھ خطے کا جٹ یقیناً پنجاب کا مثالی جٹ ہے، اسی کو میں نے اوپر بیان کیا۔ جنوب مشرقی اضلاع کے جٹ مذہب کے علاوہ بھی اس سے کچھ مختلف ہیں۔ تاہم، بیکانیر کی حد پر کوتاہ قامت باگری جٹ، اپنی بارش سے محروم پریریز (جہاں اسے صدیوں غلام رکھا گیا) سے آنے والے مہاجرین بس بڑی بھونڈی قسم کی کاشتکاری ہی کرتے ہیں اور مالوہ کے

خود مختار اور باعزم کاشتکاروں سے واضح طور پر مختلف ہیں۔ زیریں سندھ میں یہ لفظ بالعموم قبائل کے ایک گروہ اور ان سے ملتی جلتی جٹ خاص، راجپوتوں اور پست ذاتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن میں ان کے مذہب اسلام، زراعت کے پیشے اور ان کی ماتحتی حیثیت کے سوا کوئی اور قدر مشترک نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے، وسیع و عریض مغربی چراگاہوں میں جٹ اور راجپوت کے درمیان تفریق کرنا ممکن نہیں۔ راجپوت کی اصطلاح عموماً ان قبیلوں پر لاگو ہوتی ہے جنہوں نے سیاسی حاکمیت حاصل کی، جبکہ جن لوگوں کو انہوں نے مغلوب کیا یا ان کے علاقے سے نکال کر وسطی لوق و دوق صحراؤں میں نیم خانہ بدوش زندگی گزارنے کی راہ دکھلائی انہیں اکثر و بیشتر جٹوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ خطہ کوہستان نمک میں بھی ایسی ہی صورت حالات ہے۔ دراصل جٹ کا لفظ چرواہے یا گلہ بان کے لیے پنجابی زبان کی اصطلاح ہے۔ تاہم مسٹر اوبرائن (O'Brien) کہتے ہیں کہ جاتکی میں کاشتکار جٹ کی ”ٹ“ پر تشدید جبکہ گلہ بان یا اونٹ چروانے والے جٹ کی ”ٹ“ ہلکی ہے۔ چنانچہ روہتک یا امرتسر میں لفظ جٹ وسیع تر معانی کا حامل ہے۔ مظفر گڑھ یا بنوں میں اس کا بالکل کوئی مطلب نہیں، یا اگر کوئی عملی مفہوم رکھتا ہے تو کسی بھی واحد لفظ سے کہیں زیادہ معنی خیز ہے۔ صوبہ کے ان دو علاقوں میں بالترتیب اس اصطلاح کے توسط سے جن دو طبقات کی طرف اشارہ کیا گیا انہیں آپس میں اس قدر آسانی کے ساتھ باہم گڈ ٹڈ نہیں کر دینا چاہیے۔

**جٹ عناصر:** کچھ زیادہ اہم جٹ قبائل کی اپنے ماخذ کے حوالے سے روایات کا خلاصہ نیچے دیا گیا ہے، لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سبھی جگہوں پر یہ روایات آپس میں مطابقت نہیں رکھتیں اور بالعموم ایک ہی قبیلہ دو مختلف جگہوں پر متضاد کہانیاں سناتا ہے۔

لنگاہ افغان ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تہیم اور لہڑا (لہڑ) عرب ماخذ، گولیا اور لنگڑیاں برہمن نسل کے دعویٰ دار ہیں۔ بھٹلر، ہیر اور مان، سپرا (بالاصل گل)، بھنگو، وڑانچ اور نول خود کو جٹ نسل سے بتاتے ہیں۔ بل، چھندر، ڈھنڈسا (سروہا)، پچرا (سروہا) ماہل اور سومرا کا ماخذ راجپوت ہے۔

دیگر جٹ قبائل راجپوت اجدادیت کا خصوصی دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ اولکھ، وینس (بئیس)، جنجوعہ، بھٹ، چاہل، دیو، دھوتر، اتھوال، کنگ، لودیکا، پنوں، ساہی، سندھو اور تارڑ

سورج بنسی، جبکہ ڈھلوں (سروہا)، گھسن، گورایہ (سروہا) اور کالوں چندر بنسی ماخذ کے  
دعویدار ہیں۔

اور متعدد صورتوں میں جٹ قبیلہ کسی راجپوت قبیلے کے ساتھ تعلق کی نشاندہی بھی کر سکتا  
ہے۔ مثلاً دھاریوال، رندھاوا، سرا اور سدھو بھٹی راجپوت نسل؛ اہلاوت، باجوہ، چٹھہ، چیمہ،  
دیہیا، جاکھر، مرل، سرگوان اور سوہل چوہان راجپوت؛ کھرل، ہرل اور سرائے پٹوار  
راجپوت؛ گل رگھو بنسی راجپوت؛ دھنکر، راٹھی اور سہراوت ٹھوار؛ دلال اور دیسوال راٹھور ماخذ  
بتاتے ہیں۔

اسی طرح گجرات میں مسلمان جٹ قبائل بہت متنوع دعوے کرتے ہیں۔ بھدر، ملانا،  
مرار اور زوئی خود کو مغل برلاس، بہلم، چنتا، پھپھرا، مندر، بہال خود کو چوگٹا بتاتے ہیں۔  
بھگوال اعوان ماخذ جبکہ ہیر بھی اعوانوں اور کھوکھروں کی طرح قطب الدین کی اولاد ہونے  
کے دعویدار ہیں۔ جام خود کو قریشی النسل کہتے ہیں۔ خود کو کھوکھر راجپوت بتانے والوں میں  
جالی؛ جبکہ پٹوار راجپوت اجداد کا دعویٰ کرنے والوں میں جکھڑ اور سیال شامل ہیں۔ جنجوعہ  
جٹ، چوہان جٹ، ڈھول، سوہیال، کلیال، گورایہ، لنگڑیال، مرل، مانگٹ خود کو سوم بنسی  
راجپوت کہتے ہیں۔ بھٹی راجپوت ماخذ کے دعویداروں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: بھٹی،  
دھاریوال، تورا، دھمال، ڈھالی، رندھاوا، سہوترا، سوئیہ، سورائی، کلوال، کھیر، کوار، کورنتانا،  
گجراں، لڈر، مہر، نجر اور مہوتا۔

پنجاب سے پرے جٹ زیادہ تر سندھ میں ملتے ہیں جہاں وہ ایک آبادی کے گروہ کی  
شکل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بیکانیر، جیسلمر اور مارواڑ میں ان کی تعداد تمام راجپوت نسلوں کے  
مجموعہ کے تقریباً مساوی ہے اور بریلی، فرخ آباد اور گوالیار سے اوپر کی طرف کوگنگا اور جمننا کی  
بالائی وادیوں کے ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ خصوصاً وسطی سکھ اضلاع اور ریاستوں، جنوب  
مشرقی اضلاع اور ڈیرہ جات میں ان کی تعداد کافی ہے۔ راولپنڈی ڈویژن کی پہاڑیوں کے  
نیچے اور درمیان میں ان کی جگہ راجپوت لے لیتے ہیں جبکہ زیریں وبالائی سرحد پر وہ دریائے  
سندھ کے اس طرف والے خطوں اور دونوں کناروں تک ہی محدود ہیں۔ سندھ کے جٹ  
غالباً ابھی تک اسی علاقے پر قابض ہیں جہاں وہ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی آباد ہوئے

تھے۔ تاہم، پٹھان اور بلوچ کی پیش قدمی نے انہیں کوہ سلیمان کے دامن سے دریا تک واپس دھکیل دیا۔ مغربی میدانوں کے جٹ تقریباً بلا استثنا، سندھ یا مغربی راجپوتانہ سے اوپر کی طرف دریائی وادیوں میں آئے۔ مغربی وسطی دامن کوہ کے جٹ بھی جزو اسی راستے سے آئے ہیں لیکن ان میں سے کچھ ابھی تک غزنی کے ساتھ تعلق کی روایات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں جو شاید آج کے راولپنڈی کی جگہ پر آباد قدیم گجنی پور کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جبکہ متعدد اپنا سلسلہ نسب جموں پہاڑیوں میں ملاتے ہیں۔ بہت سی صورتوں میں وسطی اور مشرقی پنجاب کے جٹ بھی اوپر وادی ستلج میں آئے، لیکن بہت سے بیکانیر سے سیدھا مالوہ چلے گئے۔ مالوہ کے وسیع و عریض وسطی میدان خود بھی سکھ خطے کے متعدد جٹ قبائل کا اصلی مقام ہیں۔ جنوب مشرقی اضلاع اور جمنازون کے جٹ زیادہ تر بھرت پور کی سمت سے وادی جمن میں آئے جس کے ساتھ ان میں سے کچھ ہنوز اپنا روایتی تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں۔ تاہم، معدودے چند بیکانیر اور مالوہ سے مشرق کی طرف چلے گئے ہیں۔ خود بھرت پور کے جٹوں سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اورنگزیب کے دور میں دریائے سندھ کے کناروں سے نقل مکانی کر کے آنے والے پناہ گزین ہیں۔ اس بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ وسیع میدانوں کے جٹ اتنے ہی بعد کے مہاجر ہیں جتنا کہ وہ ظاہر کرتے ہیں یا کیا ان کی اس کہانی کی بنیاد صرف راجپوتوں کے علاقہ سے اپنے حالیہ تعلق کی خواہش ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کے بارے میں ہم مطلقاً کوئی مغز نہیں اور اس پر تفصیلی تحقیق و پڑتال کی ضرورت ہے۔

**جٹ قبائل کے عقائد:** یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پنجاب کے جٹوں کے کوئی جداگانہ قبائلی عقائد ہیں۔ اگر وہ مسلمان یا سکھ ہوں تو کم و بیش راسخ پن کے ساتھ اپنے اپنے مسلکوں کی تعلیمات پر ہی عمل کرتے ہیں۔ ہندو ہونے کی صورت میں وہ عموماً سلطانی یا سنی سرور سلطان کے پیروکار ہیں۔ جنوب مشرق میں متعدد بشتونوی ہیں۔ ذیل میں ہم چند ایسی رسوم اور دستوروں کا ذکر کریں گے جو جٹوں میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ رائج ہیں لیکن ان کی ملتی جلتی صورتیں کھتریوں میں بھی مل جائیں گی۔

**جٹھیر:** ہندو اور سکھ جٹوں، بالخصوص شمالی اور وسطی اضلاع میں، کے درمیان جدا مجد کی پوجا کی شکل مروج ہے جنہیں جٹھیر کہتے ہیں۔ متعدد قبیلوں یا ایک ہی قبیلے کے متعدد دیہات

میں شادی کے موقع پر دلہا اپنے کسی شہید ہوئے جد امجد یا اپنی نسل میں سے کسی قابل ذکر آدمی کی یادگار پر حاضری دیتا ہے۔ یہ یادگار مٹی کا ایک ڈھیر یا پھر ”پکا“ مقبرہ بھی ہو سکتی ہے۔ دلہا اس جگہ پر ماتھا ٹیکتا، اس کے گرد چکر کاٹتا اور پھر برہمن اور لاگی دونوں کو بھینٹ چڑھاتا ہے۔ جٹھیرا کا نام عموماً کسی قابل ذکر شخص، قبیلے کے بانی یا اپنے کسی شہید کے نام پر ہی ہوتا ہے۔

**جٹھی کاٹنا یا جٹھیاں:** جٹھ کے درخت سے ایک ڈالی کاٹنا۔ دلہا اپنی بارات کی روانگی سے قبل اپنی تلوار سے قریب ہی واقع کسی جٹھ کے درخت سے ایک ڈالی کاٹتا ہے۔ اس کے بعد وہ برہمنوں کو بھینٹ چڑھاتا ہے۔ اس رسم کو شادی کی کامیابی کے لیے لازمی سمجھا جاتا ہے۔ جٹھیاں کی رسم وسطی پنجاب میں بہت عام ہے لیکن یہ تھوڑی بہت ترائیم کے ساتھ ملتی ہے چنانچہ لدھیانہ کے ہنس جٹوں کے ہاں دلہے کا چچا یا بڑا بھائی اپنی تلوار یا کلہاڑے سے درخت کی ڈالی کاٹتا ہے اور دونوں دلہا دلہن چٹھیوں یعنی ڈالیوں سے کھیلتے ہیں۔ پہلے لڑکا لڑکی کو سات مرتبہ چٹھیاں مارتا ہے اور پھر لڑکی یہی عمل کرتی ہے۔ اس کے بعد برہمن کو بھینٹ چڑھائی جاتی اور پھر گھر کی دیواروں پر چاول کے آٹے سے نشان لگائے جاتے ہیں۔ دلہا دلہن احترام کے ساتھ جھکتے، سخی سرور سلطان کی پوجا کرتے اور اس کے نام پر ایک بھرائی کو نذر نیاز دیتے ہیں۔ دیو، اولکھ، پتر، بسی، دلت، بوپارائے اور بل کے ہاں چٹھیوں کی رسم مندرجہ بالا انداز میں ہی ملتی ہے جبکہ گرم جٹوں میں لڑکا خود ہی درخت کاٹتا اور اپنی دلہن کے ساتھ مل کر ”چھتر اپوجا“ کرتا ہے۔

**چھترا:** یہ دستور ہندو بیاہوں کے موقع پر ہے اور اس کا تعلق ٹیکا سے ہے۔ چھترا یعنی چکی دار دہنے کی رسم بہت دلچسپ ہے۔ اس رسم میں کسی شخص کو 8 پیسے (نانک شاہی) ادا کر کے ایک دُبا کرائے پر لیا جاتا ہے۔ دلہا اس کے کان کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹتا اور پھر زخم پر اس ٹکڑے کو اتنی دیر تک ملتا ہے جب تک کہ خون نہ بہہ نکلے۔ اس کے بعد وہ کان کے ٹکڑے کو ایک چپاتی کے درمیان رکھتا، اوپر کچھ چاول ڈالتا اور اپنا انگوٹھا اس مرکب میں بھگو کر اپنے ماتھے پر ٹیکا لگاتا ہے۔ چپاتی ایک درگاہ پر نذر کر دی جاتی ہے، کھانا تقسیم ہوتا ہے اور ہر لاگی کو 14 پیسے (نانک شاہی) دیئے جاتے ہیں۔ کچھ صورتوں میں دہنے یا بکرے کی قربانی کر دی جاتی ہے۔

جنوب مشرقی پنجاب میں رانج چھتر کی رسم میں جانور کی قبربانی نہیں کی جاتی جس کی وجہ یقیناً جین مت کے اثرات ہیں۔ وسطی اضلاع میں بھی ایسا شاذ ہی ہوتا ہے۔ چاہل جٹ ایک جوگی پیر کو مانتے ہیں لیکن وہ ان کا جٹھیرا بھی ہے۔ وہ پٹیالہ میں کسی مقام پر بھٹی راجپوتوں کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا تھا لیکن اس کی لاش گھوڑے پر ہی رہی اور سر کاٹے جانے کے بعد دشمنوں کو ہراساں کرتی رہی۔ چنانچہ اس کی ایک درگاہ اس مقام پر بنائی گئی اور اس میں اس کے عقاب، کتے اور گھوڑے کے مقبرے بھی ہیں۔ اس پیر کو بھینٹ پیش کیے بغیر فصلوں کا اناج استعمال نہیں کیا جاتا۔

بتایا جاتا ہے چیمہ کی رسوم جوگی انجام دیتے ہیں، نہ کہ برہمن۔ وہ جٹھیرا اور چھتر ا رسوم مندرجہ ذیل انداز میں ادا کرتے ہیں: شادی سے 8 یا 10 روز قبل چاول پکا کر کسی جدا جگہ سے منسوب جگہ پر لے جائے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی وہاں ایک تا پانچ بکروں کو بھی لے جا کر نہلایا جاتا اور ایک دیا جلایا جاتا ہے۔ تب بکروں میں سے ایک کا کان کاٹ کر برادری کو ٹیکا لگاتے ہیں۔ اس کے بعد بکرے کو پکانے کے لیے مارا جاتا ہے لیکن دہن کے قریبی رشتہ دار یہ گوشت نہیں کھاتے، تاہم وہ چاول کھالیتے ہیں۔

دھاریوال کا ایک جٹھیرا اور ایک بھٹی یا بھوئی نامی سدھ بھی ہے۔ ان کا جٹھیرا بھوئی ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس موقع پر اس کے ہمراہ ایک میراٹی، ایک چوہڑا اور برہمن اور ایک کالا کتا بھی تھا۔ برہمن تو بھاگ گیا لیکن دیگر نے ساتھ نہ چھوڑا۔ لہذا اس کی بھینٹیں میراٹی وصول کرتے ہیں اور مخصوص رسوم میں سب سے پہلے ایک کالے کتے کو کھلایا جاتا ہے۔ سدھ کا مقبرہ پٹیالہ میں لاہو والا کے مقام پر ہے اور اس کا تیوہار نیمانی ایکادشی کو مناتے ہیں۔ ڈھلوں کے کئی جٹھیرے ہیں۔

جٹالا..... (1) منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلچہ (2) ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔  
جٹھول..... سیالکوٹ اور امرتسر میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ امرتسر میں انہیں زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔ اس کے جٹھیرا بابا امر سنگھ کی ایک پختہ خانقاہ ہے جہاں شادیوں کے موقع پر بھینٹیں چڑھائی جاتی ہیں۔



جج..... (1) منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبوسہ قبیلچہ۔

ججوان..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ یا راجپوت قبیلچہ۔

ججہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ججہ (اور) جٹھول..... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ وہ سورج بنسی راجپوت نسل ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا جدا جدا مجد جام ملتان سے ہجرت کر کے یہاں آیا۔ اس کے دو بیٹوں جاج اور جٹھول نے سیالکوٹ کی پرسور تحصیل میں دیہات کی بنیاد رکھی۔ ان کے میراثی پوسلا، برہمن، بھدر اور نائی کھوکھر ہیں۔

جدران، جندران..... منگل پٹھاٹوں کے گرم میں آباد بالابالائی بنگلش قبیلے کا ایک حصہ۔

جدون..... (دیکھیں "گدون") جدون کو جادو یا یادورا جوتوں کے ساتھ شناخت کرنا ممکن ہے۔

جراج..... سرجن اور دندان ساز جو تقریباً ہمیشہ ہی نائی ہوتا ہے۔

جرائے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جرسودھ..... بلوچوں کا دھوبی۔ جر کا مطلب کپڑے اور سودھ کا مطلب دھونا ہے۔

جروار..... کھوسہ بلوچ قبیلچہ۔

جرولا..... (1) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ، (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جریا..... جنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

جریال..... ہوشیار پور میں ہندو راجپوتوں کا قبیلچہ۔ دسویہ تحصیل کے شمال مشرق میں ان کی تعداد

سب سے زیادہ ہے۔

جسپال..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جستکانی..... یہ سندھ ساگردو آب میں ایک طاقتور قبیلہ ہوا کرتا تھا اور اس کے ہیڈ کوارٹرز منکیرا میں

تھے۔ اب بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ یہ لاشاری لڑکیوں سے شادی کرتے اور خود کو ان کی

شاخ سمجھتے ہیں۔ گورچانی اور دریشک قبائل میں اس نام کی ایک شاخ بھی ہے۔ میکنزی نے

انہیں جسکانی لکھا۔

جسرا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جسروتیا..... ایک راجپوت قبیلچہ جو جم وال کی ایک شاخ ہے۔ اس کا نام جسروتا سے منسوب ہے اور اس کا رتبہ جیکار یا والا ہے۔

جسروتیا..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جسگم..... مری کی پہاڑیوں میں ایک مسلمان راجپوت قبیلچہ۔ دُھندوں کی طرح وہ بھی رسول اللہ کے جد امجد مناف کی نسل سے ہونے کا دعویدار ہے۔ انہوں نے گکھڑ دور حکومت میں خطے پر قبضہ کیا جب زہیر عرب سے آکر کہوٹہ کے قریب آباد ہوا تھا۔

جسوال..... بہت بڑے راجپوت قبیلچے کٹوچ کی ایک شاخ۔ 1596ء میں جسوالوں کو "ایک فوج کے حامل زمیندار" بیان کیا گیا اور انہوں نے شاہی حکام کے لیے کچھ مشکلات پیدا کی تھیں۔ یہ ہوشیار پور میں ملتے ہیں۔

جسیال..... ہوشیار پور میں ہندو راجپوتوں کا ایک قبیلچہ۔ ان کا درجہ سلا میا والا ہے۔

جعفر..... ایک کمزور پٹھان قبیلہ جو دروگ نامی درے میں اسی نام کے ایک گاؤں میں آباد ہے (کوہ سلیمان کی مشرقی ڈھلانوں پر)۔ یہ میانہ پٹھان کی ایک شاخ ہیں جس کا بانی میانہ کے تیرہ بیٹوں میں سے ایک جعفر تھا۔ جعفر پٹھان جاتکی یا مغربی پنجابی بولتے ہیں۔ ملتان میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ بھی ہے۔

جعفرانی..... بوزدار (بوزدار) بلوچ کا ایک قبیلچہ۔

جکھر..... مسلمان جٹ یا راجپوت قبیلچہ (منگھری میں)۔ بھٹی راجپوتوں کا ایک قبیلچہ بھی اسی نام کا ہے۔

جکھو..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

جگ..... منگھری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جگل..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جگلان..... کرنال میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ جے پور کے ایک جٹ جگلا کی اولاد ہیں۔ 12

جگلان دیہات کا سارا تھاپ یا گروپ جگلا کے مقبرے پر بھینٹ پیش کرتا ہے۔ جٹ میں

جگلان کو جاگو کی اولاد بیان کیا جاتا ہے جو حصار میں جاگلان کا بانی تھا۔

جگھداں..... جٹ کے لیے ملتان اور بلوچی اصطلاح۔

جلاد..... کھال کھینچنے والا۔ عربی میں کھال کو چلد کہتے ہیں۔ انبالہ میں کنجروں کو جلاد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دہلی دربار میں یہ کام کیا کرتے تھے۔ جنوب مغربی پنجاب میں یہ خاکروب کے لیے ایک عام اصطلاح ہے۔ کوڑے مارنے والے کو کرتانا کہتے ہیں۔

جلالانی..... بوزدار بلوچ کا ایک قبیلہ۔

جلالی..... ایک باضابطہ مسلمان سلسلہ جس کی بنیاد بہاؤ الحق (ملتان کے سہروردی بزرگ) کے مرید سید جلال الدین بخاری نے رکھی۔ ان کا مزار بہاولپور میں اُج کے مقام پر ہے۔ یہ استاد خود تو شرع شریعت کا بڑا پابند تھا، لیکن اس کے پیروکار جو خود کو جلالی کہتے ہیں کبھی اعتبار سے منخرین ہیں۔ وہ نماز کی بہت کم پابندی کرتے ہیں۔ نئے چیلے کو سلسلے میں شمولیت اختیار کرتے وقت چہرے اور سر کے تمام بال مونڈنا پڑتے ہیں۔ وہ اپنے تمام کپڑے جلاتا اور دائیں کندھے پر داغ لگواتا ہے۔

جلائیر..... ایک مشہور و معروف مغل قبیلہ۔ پنجاب میں جدید مغلوں کے درمیان اس کی نمائندگی نہیں ملتی۔

جلوانی..... شیرانی کے جنوب میں ہری پال کے ساتھ آباد ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔

جلوزئی..... مشکوک ماخذ کا ایک قبیلہ جو خشک پٹھانوں کی ٹری شاخ کے ساتھ منسلک ہے۔

جلو کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

جمن..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

جموں..... منگمری میں (1) ایک راجپوت اور (2) ایک مسلمان کبہ قبیلہ۔ دونوں ہی زراعت پیشہ

ہیں۔ امرتسر میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ کبہ قبیلہ بھی ہے۔

جمول..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو راجپوت قبیلہ۔ ان کی کچھ تعداد سیالکوٹ میں بھی ہے

جہاں ان کے ماخذ کے بارے میں دو روایات ملتی ہیں۔ میراثیوں کے مطابق وہ سورج بنسی

راجپوت ہیں اور ان کا جدا جدا گنی گرا جو دھیا سے ہجرت کر کے رچنادو آب میں آیا۔ اس کے

بیٹے جموں نے ایک راجا چندرہاس کو شکست دی اور جموں شہر کی بنیاد رکھی۔ جموں کا نام اسی

شہر کے نام پر ہے۔ تاہم ان کے ایک سردار ملہن منہاس نے زراعت شروع کر دی اور

منہاس قبیلہ قائم کیا۔ دوسرے بیان کے مطابق اجودھیا سے کشمیر بھم دت واپس جا کر اس جگہ

آباد ہوا جہاں اب من کوٹ (مان کوٹ) واقع ہے۔ اس کے بیٹے جموں نے اپنے نام کی ایک خود مختار ریاست بنائی۔ اس نے جوگرات پر راج کیا۔ ہوشیار پور میں راجپوت اسے اول درجے کی شاخ قرار دیتے ہیں۔

جن..... باری دو آب کے جنوبی حصے میں آباد ایک وحشی اور لاقانون قبیلہ جو لوٹ مار کے لیے مشہور ہے۔ غالباً یہ خون ہی ہیں۔

ججہا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

جنجوعہ..... سارے مشرقی کوہ سلیمان میں ملنے والا ایک راجپوت قبیلہ (اگرچہ ان کی تعداد زیادہ نہیں)۔ یہ بہاولپور سمیت جنوب مغربی پنجاب، ہوشیار پور اور امرتسر میں بھی ہیں۔ ایک دور میں جنجوعہ خطہ کوہ نمک کے بیشتر حصے پر قابض تھے لیکن آہستہ آہستہ لگھڑوں نے انہیں شمال اور اعوانوں نے مغرب کی طرف دھکیل دیا۔ اب وہ کوہ نمک کے صرف وسطی اور مشرقی حصوں میں رہتے ہیں۔ بابر کے حملے کے وقت بھی ان کی حدود عین یہی تھیں۔ وہ خطے میں ایک سماجی مقام رکھتے ہیں اور صرف لگھڑوں سے کمتر ہیں۔ انہیں ہمیشہ راجا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ جنجوعوں کے ماخذ کے حوالے سے متعدد بیانات ملتے ہیں۔

ایک جدید بیان کے مطابق راجا مل راٹھور کے چھ بیٹے تھے۔ وریال اور جو دھا (جن کی اولادیں آپس میں شادیاں کرتی ہیں) کی بستیاں ساتھ ساتھ ہیں جبکہ دیگر چار کھکھ، ترنولی، دبوچ اور کالا دور دور ہیں۔ بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ان کے انتشار کا باعث بنے اس لیے شاخیں خود کو الگ الگ قبیلے قرار دینے لگیں۔ نیز متعدد نے مختلف دست کاریاں اختیار کر لیں، اس لیے اب تیلیوں، لوہاروں، ترکانوں اور حتیٰ کہ مصلیوں کے درمیان بھی جنجوعہ گوتیں ملتی ہیں۔ اور گھمن، گنجیال، بھکریال، ہتھیال، بانٹھ، بسوئیہ اور دیگر جٹ اصلاً و نسباً جنجوعہ ہی ہیں۔ چار کم پرانی شاخیں برون زواجی کرتی ہیں اور شاخ سے باہر شادی کرنے میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی۔ بیوہ کی شادی پر سخت پابندی ہے۔ ان کے رسم و رواج چھوٹے جیسے ہی ہیں۔

جہلم میں قبیلے کے متعلق مسٹر تھامسن کا بیان ذیل میں دیا جا رہا ہے جس سے موجودہ دور کے جنجوعے کافی حد تک اتفاق کرتے ہیں۔ ”کسی دور میں راٹھور راجپوتوں کے کچھ قبیلے جو دھ

پور سے ہجرت کر کے کوہ سلیمان کی بالائی زمینوں پر آئے۔ اس ہجرت کا رہنما راجا جاہل تھا لیکن یہ سردار کافی حد تک داستا نوی شخصیت لگتا ہے۔ راجپوت سب سے پہلے کوہ نمک میں ملوت کے مقام پر آباد ہوئے۔ یہ علاقہ خوبصورت ہونے کے باوجود اس قدر دشوار گزار اور غیر زرخیز ہے کہ انہوں نے سہولت سے زیادہ حفاظت کے پیش نظر ہی اس کا انتخاب کیا ہوگا۔ یہاں سے راجپوتوں نے جھنگر، کہون اور گر جاگھ و داراپور کے میدانی علاقے کی بالائی زمینوں پر بھی بالادستی قائم کی۔ ان خطوں میں وہ فاتحین کی بجائے آباد کار تھے۔ اگر بابر کے بیان کو غور سے پڑھا جائے تو وہ جنجوعوں کو پہاڑیوں تک ہی محدود اور میدانوں کے متعدد کاشتکار قبائل پر حکمران بتاتا ہے۔

جنجوعے طویل عرصہ سے ضلع کے وسط اور مغرب میں ایک غالب نسل تھے۔ راجا جاہل کا دور حکومت محمود غزنی کے عہد میں بتایا جاتا ہے اور غالباً راولپنڈی سے جہلم تک راجا کا حکم چلتا تھا۔ محمود کے حملے کے موقع پر جنجوعوں نے مدافعت کی مگر شکست کھائی اور بھاگ کر جنگلوں میں چھپ گئے۔ محمود نے ان کا تعاقب کیا اور راجا جاہل کو قید کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ راجا کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ اور اس کا قبیلہ اسلام قبول کر لے گا۔ اس تبدیلی مذہب سے جنجوعیا ذات کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور تب کے بعد یہ نو مذہب افراد جنجوعہ کہلانے لگے۔

راجا جاہل نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے۔ ان میں سے تین راولپنڈی یا ہزارہ، دو ویر اور جودھ مشرقی حصے میں آباد ہوئے۔ ان کی درمیانی حد چوآسیدن شاہ تھا۔ ویر کی نسل کی نمائندگی اب ملوت اور کہون علاقہ کے جنجوعے کرتے ہیں اور ان کا صدر مقام دلوال ہے۔ جودھ کی اولادیں کئی شاخوں میں بٹ گئیں۔ جھنگر میں کھیالا کے سلطانوں نے کافی عرصہ تک بالادستی قائم رکھی لیکن جلد ہی گوسک اور باغانوالا کے سردار عملاً خود مختار ہو گئے۔ اسی طرح دُور، کرنگل اور گر جاگھ والوں نے بھی کیا جن کی اولادیں اب تقریباً ختم یا زوال کا شکار ہو چکی ہیں۔ داراپور اور چکری کا میدانی علاقہ غالباً سب سے پہلے مرکزی نسل سے الگ ہوا ہوگا۔ یہ علیحدگی پسندی کسی بھی بڑی اتھارٹی کے لیے مہلک ہوا کرتی ہے۔ ان باہمی جھگڑوں کے علاوہ گکھڑوں کے ساتھ بھی مسلسل جنگ اور پہاڑوں کے اس پار زیادہ طاقتور نسلوں کی آباد کاری نے جنجوعوں کی حکومت کو تباہی سے دوچار کر دیا۔ لگتا ہے کہ بابر سے کچھ ہی عرصہ کے بعد دہنی

علاقہ (ملوکی دھن) اور تلہ گنگ و ونہار کے قلعے تباہ ہو گئے لیکن وسطی اور مشرقی کوہ نمک اور داراپور کے آس پاس جنجوعہ بالادستی سکھوں کے عروج تک غیر متنازعہ رہی اور کھیوڑہ اور مکراج کی نمک کی کانوں نے ہمیشہ اس علاقے کو اہمیت دلائی ہوگی۔ سکھوں نے سارے علاقے کو تھوڑا تھوڑا کر کے فتح کیا۔ رنجیت سنگھ نے بذات خود دکھیا لہ اور گوسک کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کیا۔ بیشتر بااثر سرداروں کو جاگیریں ملیں مگر انہیں ان کی پرانی املاک سے نکال دیا گیا۔“

جنجوعہ جسمانی لحاظ سے ایک جاذب نظر نسل ہیں۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں پڑوسیوں کی نسبت چھوٹے اور زیادہ خوش وضع ہیں۔ انہوں نے فوج میں بھی ملازمت اختیار کی اور انگریزی کی بجائے کیویری کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ کاشتکاری اور کاروبار میں زیادہ اچھے نہیں۔ وہ تفصیلات کے بارے میں لاپرواہ ہیں اور اختلاف کیے جانے پر جذباتی ہو جاتے ہیں۔ عموماً وہ ناممکن چیزوں سے توقعات باندھ لیتے ہیں۔ ان کے آداب اکثر اچھے ہیں۔ ہوشیار پور میں جنجوعہ دسویہ کے شمال مشرق میں کافی زیادہ ہیں۔

جنجوعہ..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جنڈانی..... کھوسہ بلوچ کا ایک قبیلچہ۔

جنڈرن..... منگمری میں (1) ایک ارائیں، (2) ایک مسلمان زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ اور (3) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جنڈوالی..... کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے مانک چند کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔

جنڈی..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوسہ قبیلچہ۔

جنڈیکے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

جن سن..... منگمری میں زراعت پیشہ کبوسہ قبیلچہ۔ یہ سب مسلمان ہیں۔

جننگالی..... ملتان میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

جنگل..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

جن وس..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

جنہال..... ایک راجپوت قبیلہ جو کسی دور میں بہت کثیر التعداد اور طاقتور ہوا کرتا تھا۔ یہ کشمیر کی

سرحدوں اور کہوٹہ تحصیل (ضلع راولپنڈی) میں پایا گیا جو بہت خوبصورت علاقہ ہے۔  
لگھڑوں نے ان کا تقریباً مکمل خاتمہ کر دیا، اور یہ بدوال کے دشمن تھے۔

جہسی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جنیر..... کیوڑ تھلہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ جہاں وہ مشرق اور جمناسے ہجرت کر کے آئے۔  
جوا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جواکی..... آدم خیل آفریدیوں کی ایک معروف شاخ جو کوہاٹ اور پشاور کے درمیان کوہستان میں  
رہتے ہیں۔

جوٹا..... منگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جوٹشی، جوٹسی..... جیوٹش یا علم نجوم جاننے والا۔

جوہہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جوچو (مؤنٹ جوچو)..... کسی اعلیٰ طبقے کے خاندان کا داماد۔

جوڈ..... ایک تقریباً معدوم شدہ قبیلہ (دیکھیں ”جوڈھ“)

جوڈسی..... یہ غالباً جوٹشی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ لاہول میں نجومی کو جوڈسی کہتے ہیں۔  
جوڈھا..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

جوڈھ..... (دیکھیں ”جنجوہ“). بابر کے عہد کا جوڈ۔ ضلع جہلم کی چکوال تحصیل میں یہ اب بھی چند  
دیہات کے مالک ہیں اور جنجوہ نسل کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جوڈھرا، جوڈرا..... ضلع اٹک میں راجپوت قبیلہ جہاں یہ تحصیل پنڈی گھپ کے جنوب مشرق میں  
آباد ہے۔ یہ تحصیل کے ایک تہائی سے کچھ کم کاشتہ رقبے کے مالک ہیں اور ایک تہائی سے  
زیادہ حاصل ادا کرتے ہیں۔

دو مختلف بیانات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ وہ جموں یا پھر ہندوستان سے آئے، اور اپنی  
موجودہ مقبوضات پر نواحی علاقوں میں گھبیا کی آمد سے پہلے کے آباد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ  
جوڈھروں کے جد امجد نے محمود عزنی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، تاہم وہ اب بھی اپنے  
تیوہاروں اور رسوم میں ہندو رنگ رکھتے ہیں۔ غالباً وہ سولہویں صدی کے اواخر میں اس ضلع  
میں وارد ہوئے اور سوآں اور سیل علاقوں کے مالک بن بیٹھے۔ ملک اولیاء خان تاریخ کا پہلا

قابل ذکر جو دھرا ملک تھا۔ مغل دور میں وہ پنڈی گھیب، تلہ گنگ اور چکوال و فتح جنگ تحصیلوں کے کچھ حصوں کا محصل تھا اور غالباً اسی نے تلہ گنگ پر چڑھائی کی۔ سکھ دور میں ددھرا طاقت اپنے عروج پر تھی لیکن یہ جلد ہی انحطاط کا شکار ہو گئی۔ گھیب کے ایک جو دھرا شاخ ہونے کی روایت کو اس امر سے حمایت ملتی ہے کہ پنڈی گھیب قصبہ گھیب کی بجائے جو دھرا کے قبضہ میں تھا۔ جو دھرے اولوالعزم اور پر جوش ہیں۔ وہ عمدہ گھوڑے اور عقاب پالتے اور ناراض کیے جانے پر لڑنے مرنے کو ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ پنڈی گھیب کے ملک سر کر وہ جو دھرا خاندان ہے۔

جورا..... (1) منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان ہندو کبوہ قبیلچہ۔ (2) شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ۔

جورو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جوڑے..... امرتسر میں اراٹیوں اور کبوہوں کا ایک ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جوسر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جوسن..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو کبوہ قبیلچہ۔ ایک کھتری گوت بھی جوسن ہے۔

جوسن..... (1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) امرتسر میں زراعت پیشہ کبوہ اور (3) اراٹیں قبیلچہ۔

جوسی، جوشی..... غالباً یہ جوشی ہی ہیں۔ برہمنوں کی ایک ذیلی تقسیم۔

جو کھارو..... جونک لگانے والا۔ (دیکھیں ”کاگرا“)

جوگی..... جوگ یا سنیاس اختیار کرنے والا بھگت۔ پتھلی کے پرچار کردہ یوگ نظام فکر میں ہستی

مطلق کے ساتھ متحد ہو کر اس کا ایک حصہ بن جانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جوگیوں کی تاریخ

مبہم ہونے کے ساتھ ساتھ مسحور کن بھی ہے مگر یہاں ہمارے موضوع میں نہیں آتی۔ جوگی کی

اصطلاح میں دو نہایت مختلف طبقات شمار ہوتے ہیں۔ ایک تو ہندوؤں کے باقاعدہ مذہبی سلسلے

کے جوگی ہیں جن میں اوگھر جوگی اور گورکھ ناتھ کو ماننے والے کن پھٹے جوگی مرتاض شامل

ہیں۔ یہ افراد بھی بیراگیوں، گوسینوں اور دیگر مذہبی سلسلوں جتنے ہی قابل احترام ہیں۔ یہ

سب ہندو ہیں لیکن گھر ہستی یا سیکولر جوگی (چاہے ہندو ہی ہو) بالعموم راول کہلاتا اور بھیک



مانگنے، فال نکالنے اور بھجن گانے کے ذریعہ زندگی گزارتا ہے۔ ہندو جوگی کا ایک اور مترادف ”ناٹھ“ ہے۔ دوسرے طبقے میں پست ذات فقیر اور قسمت کا حال بتانے والے شامل ہیں جن میں سے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی دست شناس اور زاپے بنانے کا علم رکھنے والا فقیر بھی ڈھول خرید کر پہن لے تو خود کو جوگی کہلوانے لگتا ہے۔ جوگیوں اور سنیا سیوں میں زبردست جھگڑے ہوئے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بار دو یا تین سونیا سیوں نے 500 جوگیوں کو شکست دی تھی۔ یہ لڑائی اکبر نے خود بھی دیکھی اور اپنے سپاہیوں کی جسم پر راکھ مل کر انہیں سنیا سیوں کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔

بحیثیت گروہ جوگیوں کی کوئی تاریخ نہیں۔ اپنے ماخذ کے حوالے سے ان کی بے شمار روایات ہیں جن میں قدیم مابعد الطبیعیاتی خیال آرائی کا اثر واضح نظر آتا ہے۔

تحقیقاتِ چشتی کے مطابق سب جوگی متفق ہیں کہ یہ پنتھ شیوجی مہاراج کا ہے۔ اس طرح سے جاری ہوا کہ ایک شخص شیوجی کا سیوک ان کے پاس عطائے اولاد کی امید لے کر آتا تھا۔ ایک روز پاربتی نے شیوجی سے عرض کی کہ مہاراج یہ آپ کا پرانا سیوک ہے۔ آپ اس پر کرم کریں تاکہ اس کے یہاں اولاد ہو۔ انہوں نے اپنی دھونی میں سے قدرے بھبوت یعنی خاکستر اٹھا کر اس کو دی اور کہا کہ اپنی استری یعنی عورت کو جا کر کھلا دے۔ وہ اپنی عورت کے پاس اس بھبوت کو لے آیا اور تمام حال مہاراج کی مہربانی کا کہہ سنایا۔ اگرچہ اس بے اعتقاد عورت کو اس امر پر اعتقاد نہ آیا لیکن پاس خاطر شوہر کے اس بھبوت کو اپنی گرہ میں باندھ چھوڑا۔ اتفاقاً کچھ عرصہ وہ بھبوت اس کی گرہ سے گوبر میں گر پڑی اور وہ سیوک بدستور شیوجی مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ ایک روز ماما پاربتی نے شیوجی کو کہا کہ آپ نے اس بیچارے بے اولاد پر مہربانی بھی فرمائی مگر آج تک اس کے گھر اولاد نہ ہوئی۔ شیوجی نے اس سے پوچھا کہ ہم نے جو بھبوت تجھ کو دی تھی تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ تیری عورت نے کھائی یا نہ کھائی؟ اس نے اپنی بیوی سے جا کر دریافت کیا۔ وہ بولی کہ اس خاکستر کے کھانے سے کیا ہوتا تھا۔ میں نے تو وہ رکھ چھوڑی تھی مگر پھر ایک دن میرے ہاتھ سے گوبر میں گر پڑی۔ یہ حال سن کر وہ نہایت متاسف ہوا اور شیوجی کی خدمت میں جا کر کل حال عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس گوبر کو چا کر دیکھ۔ جب اس نے اس گوبر کو دیکھا تو اس میں سے ایک بالک یعنی

لڑکا نکل آیا۔ وہ اس کو لے کر شیوجی کی خدمت میں آیا۔ شیوجی نے فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا تپسوی یعنی عابد و زاہد ہوگا۔ یہ تیرے کام کا نہیں ہم کو دے دے۔ اس نے کہا حاضر ہے۔ چونکہ وہ لڑکا گوبر سے پیدا ہوا تھا اس لیے شیوجی نے نام اس کا گورکھ ناتھ رکھا۔

گورکھ ناتھ جی کو رودھر یعنی شیوجی کی مورت اور انہی کے انگ یعنی بدن کی برکت سے پیدا ہوا کہتے ہیں۔ اگرچہ شیوجی کے گیارہ رودھر ہیں مگر یہ آٹھ بہت مشہور ہیں۔ ایک گورکھ ناتھ دوسرا بھیرو جو شکم کالی دیوی سے پیدا ہوئے ہیں۔ تیسرا ہنومان جو انجنی سے پیدا ہوا، چوتھا سوام کارنگ یہ پاربتی سے پیدا ہوا، پانچواں دریا شہ، چھٹا وام دیو جو کسی رکھی (رشی) سے پیدا ہوا، ساتواں شیوجی مہاراج جو برہما کی مستک سے پیدا ہوا۔

جب وہ بالغ ہوا تو شیوجی نے اس کو کہا کہ تم کوئی گورو اپنا تلاش کرو۔ اس نے عرض کیا کہ اے مہاراج مجھے آپ کی آگیا درکار ہے جس شخص کو آپ فرمائیں میں گورو بناؤں۔ شیوجی نے پچشم باطن و زور کرامت تمام دنیا میں دیکھا کہ اس لڑکے سے زیادہ کوئی تپسوی رشی طاقتور نہیں۔ اس سبب سے وہ چپ ہو رہے۔ بعد چندے گورکھ ناتھ نے عرض کی کہ اے مہاراج آپ نے اب تک کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا گورو آپ ہی تلاش کر لوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جہاں تیری تسلی ہو اس کو گورو بنا۔ یہ اجازت پا کر وہ ساحل سمندر پر جا بیٹھا اور ایک روٹ یعنی بڑی روٹی پکا کر پیپل کے پتوں پر رکھ کر سمندر کو نذر دی۔ اس روٹی کو راکھو مچھلی نے کھا لیا۔ بعد بارہ برس کے گورکھ ناتھ نے اس راکھو مچھلی کو طلب کر کے کہا کہ ہماری فلاں روٹی جو تو نے کھائی ہوئی ہے ہمیں واپس دے۔ یہ لوگ یوں روایت کرتے ہیں کہ اس نے بجائے اس روٹی کے اپنے منہ سے ایک بالک نکال کر گورکھ ناتھ کو دیا۔ گورکھ ناتھ اس لڑکے کو لے کر شیوجی کے پاس لائے اور تمام حال اس کے دستیاب ہونے کا کہہ سنایا۔ چونکہ وہ مچھلی سے پیدا ہوا تھا اس لیے شیوجی نے اس کا نام مچھندر ناتھ رکھ دیا اور کہا کہ اس کو اپنا گورو بنا لو۔

جوگی لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ ایک روز گورو گورکھ ناتھ کو برہم سمندر احتلام ہوا۔ انہوں نے منی مخر وجہ کو لے کر ایک پتے پر رکھ کے سمندر میں پھینک دیا، مچھلی نکل گئی اور اس سے مچھندر ناتھ پیدا ہوئے۔ بعضے جوگی کہتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں کیونکہ گورکھ ناتھ جتی

پرش ہوئے ہیں، ان کو کبھی شہوت نہ ہوتی تھی۔ الغرض گورکھ ناتھ نے مچھندر ناتھ کو اپنا گورو بنایا اور پھر جدا جدا ہو کر وہ دونوں عبادت میں مشغول ہوئے۔

بعد مدت کے گورکھ ناتھ جی نے پھر بخدمت شیوجی مہاراج کے آ کر نمسکار کی۔ شیوجی نے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ اس اثناء میں مچھندر ناتھ بھی وہاں آ گئے۔ شیوجی نے گورکھ ناتھ جی کو کہا کہ تم جتنی ہو تم نے عورت کا سنگ تو نہیں کرنا اور اولاد کا ہونا بہت اچھا ہوتا ہے۔ تم کو لازم ہے کہ تم کسی صورت سے اولاد پیدا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں جتنی ہوں، اولاد کیونکر ہو۔ شیوجی نے فرمایا کہ تم اپنے چیلے بناؤ۔ وہی تمہاری اولاد ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ جس وضع سے آپ کہیں گے اسی طرح سے چیلے بناؤں گا۔ شیوجی نے ایک کاہ دبھاٹھا کر ان کے گلے میں ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا زنا رہے۔ (اب جوگی لوگ اس کے بدلے زنا ر اونی یا سوتی پہنتے ہیں)۔ بعد اس کے شیوجی نے درخت آک سے ایک چھوٹی سی لکڑی اکھاڑ کر فرمایا کہ اس کو تم اپنے زنا کے ساتھ باندھ لو۔ اس کا نام ناؤ ہے۔ تم کو لازم ہے کہ اس کو ایک بوقت صبح دوسرا بوقت شام اور تیسرا اس وقت کہ جب گوروؤں کے سنگھ جایا کرو بجایا کرو (چنانچہ اب تک جوگی لوگ اپنے زنا کے ساتھ ایک ناؤ چوبلی یا صندلی یا شاخ آہو باندھ رکھتے ہیں۔ وہ ناؤ چار انگشت لمبا ہوتا ہے۔ کسی کی ناؤ میں آٹھ کسی کی میں چار ہڑیریں ہوتی ہیں۔ اس کو منہ میں رکھ کر بجاتے ہیں اور اس سے شہد شیو گورکھ کا نکالتے ہیں)۔ بعد اس کے شیوجی نے پاربتی کو حکم دیا کہ تم اپنے ناخن سے اس کے کان پھاڑ کر مندریں پہنا دو۔ پاربتی نے اس کے کان پھاڑ کر اس میں مٹی کی مندریں پہنا دیں۔ (اب تک جوگیوں میں رسم ہے کہ چیلے کے کان پھاڑ کر اس میں مندریں ڈالتے ہیں)۔ بعد اس کے پاربتی جی نے اپنا گھٹنا یعنی زانو چیر کر اس کے لہو سے ایک کپڑا سرخ کر کے اس کو دیا اور فرمایا کہ تم ایسا کپڑا رنگین پہنا کرو۔ (چنانچہ اب تک جوگی لوگ کپڑا گیر دار کھتے ہیں)۔ پھر حکم دیا کہ ہندوؤں میں مردہ کو جلاتے ہیں تم لاش کو زمین میں اس طرح دفن کیا کرو کہ متونی چار زانو ہو کر قبر میں بیٹھے، پھر اس پر نشان مڑھی بنایا جائے۔ یہ راہ و رسم مقرر کر کے ان کو رخصت کیا۔ گورو گورکھ ناتھ صاحب بڑے صاحب کمال اور لافانی ہیں۔ ان کے مشہور جوگی لوگ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ شیوجی کے ساتھ رہتے ہیں۔ جو کوئی ان کی عبادت کرے اس کو زیارت بھی کراتے ہیں۔

تمام جوگیوں میں رسم ہے کہ سلام کے جواب میں دو دفعہ آدیس آدیس اپنے جوگ کے جوگیوں سے کہتے ہیں۔ باعث اس کا یہ ہے کہ جب شیوجی نے گورکھ ناتھ کو واسطے چیلہ کرنے کے حکم دیا تھا تو یہ تعلیم دی تھی کہ اپنے گروہ میں بجائے سلام دو دفعہ آدیس آدیس کہا کرو اور اگر کوئی دنیا دار تم کو آدیس کہے تو تم جواب میں اس کو کہا کرو آدیش کو۔ اور یہ بھی جوگیوں میں رسم ہے کہ جب کوئی جوگی گدائی کے واسطے جاتا ہے تو بطور سوال لفظ آ لکھ آ لکھ کہتا جاتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ خدا لکھا یعنی پہچانا نہیں جاتا۔

بعد اس کے گورکھ ناتھ نے چیلے بنا کر شروع کیے۔

چیلہ بنانے کی رسم: جب کوئی چاہتا ہے کہ میں جوگیوں کا چیلہ بنوں تو وہ کسی مہنت کے پاس حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ مجھ کو جوگی بناؤ۔ وہ اس کو سمجھاتا ہے کہ اس فقر میں بہت تکلیفیں ہیں؛ کیوں دیدہ اور دانستہ مصیبت میں پڑتے ہو، جاؤ کاروبار دنیا کرو۔ اگر پھر بھی وہ خواہش کرتا ہے تو اول اس کو دو تین روز فاقہ دیتے ہیں۔ بعد ازاں ایک کارڈز مین میں گاڑ کر فہمائش کرتے ہیں کہ:

اول یہ کہ کسی قسم کا بیوپار نہ کرے۔ دوسرا یہ کہ نوکری نہ کرے۔ تیسرا ہتھیار نہ باندھے۔ چوتھا اگر کوئی گالی دے تو صبر کرے۔ پانچواں شادی نہ کرے۔ چھٹا کانوں کی محافظت کرے کہ پھٹ پھٹ نہ جائے کیونکہ جوگیوں میں رسم ہے کہ جس کا کان پھٹا ہو زیادہ ہو یا ٹوٹ جائے تو اس کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ سکھ دور میں یہ رسم جاری تھی۔ اب حسب خوف حکومت انگریزی کے ایسے شخص کو کہ جس کا کان ٹوٹ جائے برادری سے خارج کر دیتے ہیں۔ ان میں گورو کے مال کا مالک چیلہ ہی ہوتا ہے اور کسی رشتہ دار کو حق نہیں پہنچتا مثلاً اگر کسی گورو کے دس چیلے ہوں تو ان میں سے جس کو گورو پسند کرے گدی نشین ہو اور ان میں خواہ لکھ پتی ہو جائے تو بھی فقیر کہلاتا ہے۔

جب وہ چیلہ سب قیدیں قبول کر لیتا ہے تو گورو اپنے ہاتھ سے یا کوئی اور دوسرا جوگی جو واقف علم کان پھاڑنے کا ہو، کان پھاڑتا ہے۔ ان میں رسم ہے کہ جو جوگی بھی بجائے گورو کے مانتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ضلع لاہور میں چندن ناتھ سنت ناتھ، لہر ناتھ کا چیلہ اس کام کے واسطے مقرر ہے اور ان میں معمول ہے کہ جو چیلہ ہو کر کان پھڑوائے تو کان پھاڑنے

والے کے آگے ایک روپیہ چار آنہ نذر رکھے۔ آگے اس کی مرضی ہے کہ لیوے یا نہ لیوے۔ ان کے مذہب میں حکم ہے کہ نئے چیلے کی خدمت دل و جان سے کرنی چاہیے اور ان لوگوں میں بجز کان پھڑوانے کے چیلہ کامل نہیں ہوتا۔

جوگیوں میں وفات کی رسوم: ان میں دستور ہے کہ جب کوئی جوگی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کو چار زانو بٹھاتے ہیں۔ جب جان نکل چکے تو اول غسل دیتے، پھر اس کی کمر میں لنگوٹی باندھتے اور تمام بدن پر رکھ ملتے ہیں۔ بعد ازاں تمام بدن پر کفن حسب الاستطاعت پہناتے ہیں۔

جنازہ اٹھانے کے بعد ان میں دو معمول ہیں۔ اگر غریب ہو تو کبل میں بطور گٹھڑی باندھ کر بانس میں دو آدمی اٹھالے جاتے ہیں اور اگر متمول ہو تو چوکی چوکی پر بٹھا، اوپر بطور پاکی بنا، اس پر پھول بکثرت ڈالتے ہیں۔ پھر مدفن میں لے جا کر زمین میں ایک گڑھا اس صورت میں کھودتے ہیں کہ اس کے جنوب رویہ ایک اور گڑھا۔ پھر لاش کو بدستور چار زانو بٹھاتے ہیں۔ پھر بند کر کے حسب المقدور مڑھی بناتے ہیں اور بوقت اٹھانے لاش کے بہت دھوم دھام باجا کول وغیرہ سے کرتے ہیں اور اس کو سواری کہتے ہیں۔ اگر بہت غریب ہو تو لاش پانی میں بہا دیتے ہیں۔

راجا بھرتی: کہتے ہیں کہ راجا بکرماجیت (کہ جس کا بڑا بھائی راجا بھرتی اور گندھرب سین تھا) اجین کا بڑا نامور راجا ہوا ہے۔ اس نے اپنے عہد حکومت کا سمت بکرماجیتی علیحدہ مقرر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ گندھرب سین والی اجین بن اندر حسب سراپ یعنی بدو عا اپنے باپ کی جنم استھان میں آیا۔ جب مہلت سراپ گزر چکی تو وہ دنیا سے زندہ معدوم ہو گیا۔ بعد اس کے راجا بھرتی گدی نشین ہوا۔ (اس نے بکرماجیت کو محض اس خیال سے کہ دعویٰ سلطنت نہ کرے مجوس کرایا) حسب تواریخ اہل ہند راجا بھرتی کے گھر میں سولہ سوراخیاں تھیں۔ ان میں سے ایک پیت رانی یعنی پہلی رانی مطلوبہ اور معشوقہ پننگا تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ راجا بھرتی شکار کھیلنے گئے وہاں جنگل میں دیکھتے ہیں کہ ایک مردہ ہے اور لوگ اس کے جلانے کی فکر میں مشغول ہیں۔ راجا یہ دیکھ کر چلا گیا۔ جب وہاں سے لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب شخص اس مردے کو چتا میں رکھ کر چلے گئے ہیں اور لاش جل رہی ہے مگر عورت اس کی وہاں حاضر

ہے جو اپنے بدن سے گوشت کاٹ کاٹ کر چتا میں پھینک رہی ہے۔ جب کئی عضو اپنے بدن سے کاٹ کر اس میں پھینک چکی تو پھر کود کر خود بھی آگ میں جا پڑی اور جل کر خاکستر ہو گئی۔

راجا نے یہ محبت اس کی دیکھ کر ارادہ کیا کہ میں بھی اپنی رانی کی آزمائش کروں کہ وہ مجھ سے ایسی محبت رکھتی ہے یا نہیں۔ الغرض تمام حال رانی پننگلا کو آ کر سنایا کہ محبت ایسی چاہیے۔ ستی اسی کو کہتے ہیں کہ جو اپنے خاوند کے ساتھ اسی طرح جل مرے۔ رانی نے کہا کہ اے راجا وہ عورت ستی نہ تھی بلکہ ہٹی تھی یعنی ہٹ والی۔ ہٹ شاستر میں حوصلہ دل کو کہتے ہیں۔ ستی کی یہ تعریف ہے کہ جس وقت سنے کہ خاوند فوت ہو گیا ہے اسی وقت ایک آہ جانسوز ایسی مارے کہ وہ خود بخود مر جائے۔ راجا نے یہ سخن دل میں رکھا اور کہا کہ اب اس کا امتحان کرنا چاہیے۔ بعد مدت کے ایک روز راجا شکار کھیلنے کو گیا اور کسی جانور کے خون سے اپنی پوشاک کو بھگو ایک نوکر کے حوالے کر کے کہا کہ تو اس کو میرے مندروں مخلوں میں لے جا اور بصورت غمناک بیان کر کہ راجا کو ایک شیر نے مار ڈالا ہے۔ جب یہ خبر رانیوں نے سنی تو ہر ایک نے رونا پینا شروع کیا۔ جب رانی پننگلا کو خبر ہوئی تو سنتے ہی ایک آہ جانسوز کھینچ کر جاں بحق تسلیم ہو گئی اور مرتے مرتے اتنا کہہ گئی کہ راجا تو فوت نہیں ہوا، اس نے میری آزمائش کے واسطے یہ کام کیا ہے۔ اب اگر میں نہ مروں تو وہ کیا کہے گا۔ جب وہ مر گئی تو ملازموں نے راجا سے کہا کہ رانی پننگلا یہ بات کہہ کر مر گئی ہے۔ یہ سن کر راجا بہت غمناک ہوا۔ رونا پینا مخلوں میں داخل ہوا اور رانی پننگلا کی محبت کو یاد کر کے ایسا رویا کہ سدھ بدھ نہ رہی۔ غش پر غش کھانے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر امیر اس کو سمجھانے لگے کہ اے راجا جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اب راضی بقضا ہونا اور سرانجام لاش متوفیہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر راجا نے کہا کہ مجھ سے کچھ توقع نہ رکھو۔ میرے بھائی بکر ماجیت کو لا کر تخت نشین کرو۔ مجھے اب کچھ غرض تخت و تاج سے نہیں۔ میں اب اپنی وفادار محبوبہ کے ساتھ جل مروں گا۔ ہر چند امراء اور وزراء نے فہمائش کی مگر اس نے ایک نہ مانی۔ الغرض لاش کو اٹھا کر مرگھٹ پر لے گئے۔ جب اس کو جلانے لگے تو راجا بے ہوش ہوا کہ یا تو مجھ کو اس کے ساتھ جلا دو یا اس کو زندہ کرا دو۔ چونکہ یہ دونوں امر بعید العقول تھے لاچار ہو کر سب لوگ واپس چلے آئے اور راجا وہاں بیٹھا رہا۔

اتفاقاً گورو گورکھ ناتھ جی اسی قرب و جوار میں کہیں مشغول عبادت تھے۔ ان کے کسی چیلہ

نے یہ حال ان کو سنایا۔ یہ سن کر انہوں نے براہ مہربانی فرمایا کہ چلو اس رانی کو زندہ کر آئیں۔ یہ سن کر بمقام مرگھٹ تشریف لائے۔ دیکھا کہ راجا بھرتی ”ہائے ہنگلا، ہائے ہنگلا“ کر رہا ہے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک ہانڈی تھی۔ اس کے روبرو اس کو پھوڑ ڈالا اور خود وہاں کھڑے ہو کر ”ہائے ہانڈی، ہائے ہانڈی“ کہنے لگے۔ راجا نے ادھر دیکھ کر کہا: اے فقیر خود تو نے یہ ہانڈی پھوڑی اب کس واسطے روتا ہے؟ اگر تجھ کو اس کا غم ہے تو ہم اس ہانڈی کے بدلہ تجھ کو ہزار ہا ہانڈی منگوادیتے ہیں۔ یہ سن کر گورکھ ناتھ جی نے فرمایا: ہائے افسوس۔ تو نے بھی تو براہ آزمائش اپنی رانی کو خود مارا ہے۔ اس کے باوجود ہزار ہا رانیاں تیرے پاس ہیں، اگر اور بھی چاہے تو مل سکتی ہیں۔ فرمایا: اگر اس رانی کا زندہ ہونا چاہتا ہے تو ہم ابھی اس کو زندہ کر دیتے ہیں مگر ہماری ہانڈی جیسی ہانڈی تو لانا نہیں سکتا۔ راجا نے عرض کیا: مہاراج مردہ کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ ہانڈیاں تو اس سے اچھی اچھی ابھی منگواسکتا ہوں۔ گورو گورکھ ناتھ نے یہ سن کر کہا: ذرا آنکھیں اپنی بند کر اور تماشائے قدرت الہی دیکھ۔ راجا نے آنکھیں بند کر لیں۔ بعد ایک لمحہ کے جو کھولیں تو دیکھا کہ رانی ہنگلا صحیح و سالم تندرست بیٹھی ہے بلکہ اس کی ہم شکل اور بہت سی رانیاں موجود ہیں۔ راجا یہ کرامت دیکھ کر حیران ہوا۔ گورو صاحب نے کہا: اے راجا چونکہ تو عادل ہے تیرا ہونا ہم کو منظور ہے۔ اپنی رانی ہنگلا کو ساتھ لے جا اور گھر میں جا کر آباد ہو اور تخت سلطنت پر بیٹھ۔ راجا نے اٹھ کر قدم پکڑ لیے اور عرض کی کہ مہاراج اب مجھے رغبت بادشاہی کی نہیں رہی۔ حکمرانی اور راجگی میرا بھائی بکرماجیت کرے گا۔ مجھ کو آپ اپنا چیلہ بنالیں تاکہ آپ کی کرپا سے مجھے بھی یہ کرامت حاصل ہو کہ مردہ کو زندہ کر سکوں۔ گورو صاحب نے ہر چند نصیحت کی مگر راجا نے ایک نہ مانی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تیرا یہی منشا ہے تو آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں پھر حسب الحکم ان کے کھولیں تو دیکھا کیا ہے کہ رانی ہنگلا جو زندہ ہوئی تھی گم ہو گئی ہے اور فقط گورکھ ناتھ صاحب کھڑے ہیں۔ اس سے اس کو بدرجہ کمال حیرانی ہوئی۔ ان کے قدموں پر گر کر زار زار رونے لگا۔ آخر کار اس کو گورو صاحب اپنے ساتھ لے گئے اور چیلہ بنایا۔

جب یہ حال راجا بکرماجیت نے سنا کہ راجا بھرتی نے مجھ کو صرف راج کی طمع کے واسطے قید کیا ہوا تھا اور اب جوگ میں اس کو کچھ ایسی لذت نظر آئی ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کو

چھوڑ کر جوگی ہونے لگا تو یہ بچار کروہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد نمسکار کہنے لگا کہ آپ مجھے بھی چیلنا بنائیں۔ اب ہوس دنیا میرے دل میں بھی نہیں رہی۔ گورو جی نے دل میں سوچا کہ اگر یہ دونوں فقیر ہو جائیں گے تو ان کا ناش ہو جائے گا، کیونکہ یہ دونوں لا ولد ہیں۔ مناسب ہے کہ راجا بکرماجیت راجا رہے اور راجا بھرتی فقیر تاکہ سلطنت ظاہری و باطنی ان کے گھر میں آجائے۔ اس واسطے بکرماجیت کو کہا کہ تو جا کر راج کر۔ ہم تیری حفاظت کریں گے اور تجھ پر واضح ہو کہ جیسا اس کا نام مشہور ہوگا ویسا ہی تیرا نام نیک دنیا میں قائم رہے گا۔ وہ اس بات پر اعتقاد کر کے لوٹ آیا اور راج کرنے لگا۔

راجا بھرتی ان کے ساتھ چلا گیا۔ گورو صاحب نے اس کو اپنا چیلنا کر کے اس کا نام سدھ بچار ناتھ رکھا۔ بعد ازاں اس کا چیلنا بیراگ ناتھ ہوا جس کا اب پنتھ بیراگ ناتھ جاری ہے۔ راجا بھرتی بڑا صاحب کمال ہوا۔

جولہ..... رے بٹنے یا کپڑا بننے وغیرہ جیسے کام کرنے والا۔ یوسف زئی میں جولہ کی ایک گلڈ ہے۔

جولہا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جولہا، جلاہا..... (مترادف سفید باف)۔ صرف کپڑا بننے والے کو مشرقی دیہات میں جولہا اور مغربی دیہات میں پاؤلی کہا جاتا ہے۔ یہ انتہائی کثیر التعداد اور اہم دستکار طبقہ ہیں، بالخصوص مغربی اضلاع میں جہاں چمڑا مزدور یا خاکروب ذاتیں کپڑا بننے کا کوئی کام نہیں کرتیں۔ درحقیقت ضلع سرسا کی سیٹلمنٹ رپورٹ تیار کرتے ہوئے مسٹر لسن کو لوگوں کی مختلف شاخوں کا موازنہ کرنے کے زبردست موقع ملے۔ ان کی رائے میں جولہا ہے اور چمار اپنے ماخذ میں شاید ایک ہی ہیں اور پیشے کے اختلاف کی وجہ سے ان کے درمیان فرق پیدا ہوا۔ اگر ایسا ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کی موجودہ حیثیت انتہائی غیر مشابہ ہے۔ جولہا ناپاک چمڑے میں کام نہیں کرتا، مردار خور نہیں، لغش کو نہیں چھوتا اور ہندو مسلمان دونوں اسے اپنے اپنے عقیدے کا پیروکار تسلیم کرتے اور مذہبی مساوات میں قبول کرتے ہیں۔ المختصر، چمار ایک خدمتگار ہے اور جولہا دستکار۔ اصل حقیقت یہ لگتی ہے کہ لفظ جولہا (خالصاً فارسی لفظ) ہندی زبان کی اصطلاح تانتی کا مترادف ہے اور اس اعلیٰ ترین پیشے کا نام ہے جو آبادی



کے اچھوت حصہ کے لیے بالعموم کھلا ہے۔ لہذا ہمیں کولی۔ جولاء ہے، چمار۔ جولاء ہے، موچی۔ جولاء ہے، رام داسی۔ جولاء ہے وغیرہ ملے لیکن امکان ہے کہ چند پشتوں بعد ان افراد نے وہ سابقے گرا دیئے جو کتر نسل ہونے کے غماز تھے، اور سادہ و خالص جولاء ہے بن گئے۔

دہلی و حصار ڈویژنوں میں جولاء خاص ادھر ادھر بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ وہاں اس کی جگہ کولی یا چمار۔ جولاء ہے نے لے لی، اور ڈیرہ جات میں بمشکل ہی معلوم ہے جہاں کپڑا بننے کا زیادہ تر کام شاید جٹ کرتا ہے۔ باقی کے صوبے میں وہ کل آبادی کا تین یا چار فیصد ہیں۔ وہ کانگڑہ اور دہلی میں بالعموم، جبکہ کرنال، انبالہ اور ہوشیار پور میں اکثر و بیشتر ہندو ہے لیکن بحیثیت مجموعی تقریباً 92 فیصد جولاء ہے مسلمان ہیں، سکھ معدودے چند ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ جولاء صرف کپڑا بننے کا کام ہی کرتا ہے۔ وہ حقیقی دیہی خدمت گار ہیں۔ اسے رواجی معاوضہ ادا کرنے کی بجائے کام کے لحاظ سے ادائیگی کی جاتی ہے۔ دستکار طبقات میں وہ شاید سب سے زیادہ شورش پسند ہے۔ یورپ کے جوتا سازوں کی طرح وہ ایک انتہائی ست روپشے سے منسلک ہے اور کم از کم دیہات میں آبادی کا نہایت ہنگامہ پرور طبقہ ہے۔ ایک کہاوت ہے: ”جولاء ہا متحمل مزاج کیسے ہو سکتا ہے؟“ دراصل اس طبقے کی پست سماجی حیثیت اور خواہ مخواہ کی بناوٹ کے درمیان فرق اکثر محاوروں میں بیان ہوتا ہے۔ ”کام جولاء اور نام فتح خان۔“ (فتح خان کا مطلب فاتح سردار)۔ ”خدا ہمیں محفوظ رکھے! جولاء ہا شکار پہ گیا ہے!“ ”خود تو جولاء ہا، اور سید ملازم رکھا ہے!“ ”کیا! پٹھان، اور جولاء ہوں کے جبری ملازم!“ اسی طرح کچھ مزید بھی ہیں۔

جولاء ہوں کی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں لیکن زیادہ بڑی کے نام مقتدر زمیندار قبائل سے مستعار لیے گئے۔ چند ایک مندرجہ ذیل ہیں: بھٹی وسیح پیمانے پر بکھرے ہوئے ہیں۔ کھوکھر مرکزی طور پر لاہور کے مغرب میں ملے، جنجوعہ اور اعوان راولپنڈی ڈویژنوں میں، سندھو امرتسر اور لاہور ڈویژنوں اور جرپال کانگڑہ میں۔ کبیر بنسی کا اندراج انبالہ اور کانگڑہ سے ہوا، یہ لفظ قطعی طور پر ایک حقیقی قبائلی نام بن چکا ہے اور اس میں مسلمان جولاء ہے شامل ہیں۔ یہ بنارس کے عظیم بھگت کبیر کی نسبت سے ہے جو خود بھی جولاء ہا تھے اور ان کی تعلیمات کو بیشتر ہندو جولاء ہے تسلیم کرتے ہیں۔ مشرقی جولاء ہے دو بڑی شاخوں ”دیسوالی“ یعنی دیسی اور ”تیل“

میں تقسیم ہیں۔ موخر الذکر شاخ تیلی عورت سے شادی کرنے والے جو لہے کی نسل خیال کی جاتی ہے۔ وہ سماجی اعتبار سے اول الذکر کی نسبت کمتر ہے۔ جمنا اضلاع میں گنگا پوری (گنگا پاری) اور ایک ملتان شاخ بھی ہے۔ اول الذکر مالوہ کی سرحدوں پر پائی گئی۔ جو لہے پشاور میں گولہ اور ہزارہ میں کاسی کہلاتے نظر آتے ہیں۔ مغرب میں مزید آگے جانے پر ہمیں مسلمان جو لہے متعدد گروپوں کی صورت میں منقسم ملتے ہیں۔ (زیادہ تر کی تقسیم علاقائی بنیادوں پر ہے) مثلاً جٹ میں جانگلی، دیسوالی، بجوار یہ اور پار یہ ذیلی ذاتیں ہیں لیکن نابھا میں چھ گروپ ہیں۔ چار علاقائی (جانگلا، پوڈھڑے، باگری اور ملتان)، پانچواں گروپ پارے اور چھٹا موچیا ہے۔ جٹ میں ملنے والے چاروں گروپ ایک ساتھ کھاتے اور حقہ کشی کرتے ہیں۔ جانگلی تحصیل سگرور کے جنگل خطہ میں ملتے ہیں۔ وہ سید موروثی پیروں کو مانتے ہیں۔ کسی پیر کا مرید بننے والا شخص اس کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ پیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ایسا کرنے سے وہ بہشت پالے گا۔ وہ اپنی ہی گوت میں شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ نابھا میں پارے شادیوں کے لیے اسلامی طریقہ کار پر عمل کرتے ہیں۔ البتہ دیگر پانچ گروپ ہندوؤں کی طرح اپنی گوت میں شادی نہیں کرتے۔ مسلمان جو لہوں کو عید الفطر کو بڑے جوش و خروش سے منانے والا بتایا جاتا ہے، جس طرح قصاب عید الاضحیٰ کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ جبکہ کنگھی گراں شب برأت اور سید محرم بڑے جوش و جذبے سے مناتے ہیں۔

جون..... دہلی سے آکر کرنال میں آباد ہونے والا ایک جٹ قبیلہ۔

جون..... جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا جدا جدا مجھ جون ہجر اوں نسل کا جٹ تھا۔

جوند..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

جوند بگدیال..... اعوانوں کا ایک قبیلہ جس کا یہ نام ان کے مرکزی گاؤں جونڈ کی نسبت سے

ہے۔ یہ راو پنڈی اور پنڈی گھیب میں ملتے ہیں۔ روایات انہیں لوٹ مار کرنے والی نسل

بتاتی ہیں۔

جوندہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جونن..... بہاولپور میں ایک قبیلہ جو 8 ویں صدی ہجری میں سندھ کے حکمران جام جونا کی نسل سے

ہے۔ جونا گڑھ کا نام انہی کے نام پر ہے۔ جوتنوں نے 18 ویں صدی میں شکار پور سے ہجرت

کی اور بہاولپور میں جاگیر حاصل کی۔

جوان ..... ایک اعوان قبیلہ جسے قطب شاہ کے بیٹے جہان کے دو بیٹوں پائو اور ہمیر کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

جوسیہ، جونیہ ..... راجپوتوں کے 36 شاہی خاندانوں میں شامل جوسیہ کو قدیم وقائع میں بطور ”جنگل

دیس کے آقا“ بیان کیا گیا ہے۔ اس ”جنگل دیس“ کے خطہ میں ہریانہ، بھٹیانا، بھٹنیر اور ناگور

شامل ہیں۔ وہ دیہیا (جن کا نام عموماً ان کے نام کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے) کے ساتھ

مشترک طور پر دریائے سندھ اور ستلج کے مقام اتصال کے قریب بھی رہتے ہیں۔ کوئی سات

سوقبل انہیں دریائے سندھ کی پٹی سے باہر نکال دیا گیا اور باگڑ علاقہ میں بھٹیوں نے انہیں

جزوا اپنا تابع کر لیا۔ سولہویں صدی کے وسط میں راتھور حکمرانوں نے اپنی کھوئی ہوئی آزادی

دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش میں انہیں بیکانیر کے جوسیہ علاقے سے باہر نکال دیا۔ کرنل ناڈ

کہتے ہیں: ”راجپوت اس علاقہ میں شمشیر و جنگ لائے جس سے انہوں نے اسے صحرا بنا کر

رکھ دیا۔ تب سے یہ ویران ہے اور جوسیہ کا نام بھی غائب ہو چکا ہے۔ پھر بھی متعدد قصابات

کے آثار ایک بعید عہد قدیم کے گواہ ہیں۔“ تاہم جوسیہ غائب نہیں ہوئے تھے، وہ اب بھی ستلج

کے کناروں پر سرحد سے لے کر نیچے دریائے سندھ کے ساتھ اس کے سنگم تک آباد ہیں۔

بہر حال بھٹی نے انہیں کھروڑ سے باہر واپس موڑ دیا اور جب ان کی املاک ریاست بہاولپور کا

ایک حصہ بن کر رہ گئیں تو وہ اپنی نیم خود مختاری سے محروم ہو گئے۔ وہ بھٹنیر کے عین نیچے،

دریائے گھگر کے Bed پر اپنے قدیم مسکن بیکانیر میں آباد ہیں۔ لاہور و فیروز پور کے وسطی ستلج

اور ڈیرہ جات و مظفر گڑھ کے زیریں سندھ پر ان کی تعداد نا کافی نہیں ہے۔ ان کی مجموعی تعداد

کے تقریباً ایک تہائی نے خود کو بطور جٹ لکھوایا۔ ملتان بار آج بھی جوسیہ بار کے طور پر جانی

جاتی ہے۔ جنرل کنگھم کہتے ہیں ان کی کچھ تعداد کوہ نمک یا جود (Jud) کے پہاڑوں میں بھی

پائی گئی اور وہ انہیں پاننی کے عہد (450- ق م) میں ہندوستان کے جنگجو طبقے ”جودیا“ یا

”یودیا“ سے ملاتے ہیں۔ ہمارے اعداد و شمار کے مطابق واقعی شاہ پور میں تقریباً 2700 جوسیہ

نظر آتے ہیں لیکن پاننی کے جود یا شاید زیادہ غالباً طور پر موجودہ گھبیا ہیں، جن کا اصلی قبائلی

نام جودرا بتایا جاتا ہے، اور گھبیا محض ایک لقب ہی ہے۔ ستلج و حصار کے گھبیا اپنا سلسلہ نسب

بھٹنیر میں ملاتے ہیں اور حصار سے لے کر منگمری تک واضح طور پر ایک انوکھی روایت کے حامل ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مرکزی رو میں اپنا راجپوت ماخذ تلاش نہیں کر سکتے۔ حصار کے جوئیہ خود کو سمیجا کے مادری سلسلے میں بتاتے ہیں، جو بھٹی کے نام دہندہ مورث اعلیٰ کی معیت میں متھرا سے بھٹنیر گئے۔ منگمری کے جوئیہ کا کہنا ہے کہ یوسف کے بھائی بنجمن کی جلی اولاد بیکانیر آئی، ایک راجا کی بیٹی سے شادی کی، ان کے مورث اعلیٰ کا باپ بنا اور پھر فقیر ہو کر غائب ہو گیا۔ یہ روایت شاید لفظ ”جوئی“ یعنی بیوی کی وجہ سے گھڑ لی گئی۔ منگمری کے جوئیہ کہتے ہیں کہ وہ چودھویں صدی کے وسط میں بیکانیر چھوڑ کر بہاولپور میں آن بسے، جہاں وہ ملتان کے لنگاہ سلاطین کے حلیف بن گئے لیکن نادر شاہ کے دور میں داؤد پوترا نے انہیں زیر نگیں کر لیا۔ ملتان کے جوئیہ کا کہنا ہے کہ وہ بیکانیر سے سندھ اور وہاں سے ملتان آ گئے۔ اس کا باعث غالباً یہ امر حقیقت ہے کہ دریائے سندھ پر ان کی پرانی املاک کی یادیں قبائلی حافظے سے محو ہو گئیں اور ان کی جگہ بیکانیر میں بعد والی املاک نے لے لی۔ کیپٹن ایلفنسٹون نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ”وہ راوی کے بڑے بڑے قبائل کی نسبت کوتاہ قامت والے ہیں اور انہیں ان تمام خصوصیات کے حوالہ سے کمتر سمجھا جاتا ہے جن میں موخر الذکر خود پر خصوصاً فخر کرتے ہیں، یعنی مویشی چوری میں بہادری اور مہارت۔ وہ مال مویشی کے بڑے بڑے ریوڑوں کے مالک اور بھونڈے کاشتکار ہیں۔“

مہر تلج پر فاضلکا کے سامنے ایک چھوٹا سا قبیلہ ہیں اور انہیں جوئیہ کے ایک بھائی مہر کی اولاد بتایا جاتا ہے، انہیں جھگڑالو، احمق، عادی چور، مویشیوں کے شوقین اور زراعتی پیشوں سے لاپرواہی برتنے والے کہا جاتا ہے۔

بہاولپور میں جوئیوں کے میراثیوں نے ان کا شجرہ نسب مرتب کر رکھا ہے جس کے مطابق وہ اور مہر قریشی اور ایاز (محمود غزنی کا غلام) کی اولاد ہیں لیکن جوئیوں کی ہر شاخ کے میراثی ایاز سے اوپر کا شجرہ مختلف بتاتے ہیں لہذا معلوم ہوتا ہے کہ جوئیہ دراصل جنگجو قبیلوں کی ایک کنفیڈریشن تھے۔ ان کی لکھویرا شاخ (اور دیگر بھی) مندرجہ ذیل کہانی سناتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایاز بن بکر ایک فقیر کے روپ میں راجا چوہر سمیجا کے دار الحکومت چوہر (موجودہ انوپ گڑھ) میں آیا اور اس کی سب سے بڑی بیٹی نل سے شادی کی۔ اس کے بطن سے وہ 400ھ

میں جوئیہ کا باپ بنا۔ جوئیہ کی پرورش اپنے ننھیال میں بطور ہندو ہی ہوئی جبکہ اس کا باپ ایک مسلمان تھا اور اس نے نل کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ چنانچہ جوئیہ کے بچوں کو (جو، اسنگ، ننگ اور ساہن پال) ہندو نام ہی دیئے گئے۔ جوئیہ ان میں سے سب سے چھوٹے بیٹے کی ہی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جوئیہ بحیثیت قبیلہ، شہر فرید کے رئیس علی خان لکھویرا کو اپنا سردار مانتے ہیں اور ملتان کے جوئیہ بھی اس کے مطیع ہیں۔ کوئی چوری کرنے والا جوئیہ اپنے سردار کے سامنے لازماً اقبال جرم کر لیتا ہے۔

لکھویرا، بھدیرا، غازی خانانہ، دولتانہ، کمیرا اور منگھر شاخیں و نیک رسم پر عمل کرتے ہیں۔ اس رسم میں دو دنبوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت سے پلاؤ بنایا اور جدا جدا اللہ دتہ کے نام پر خیرات کیا جاتا ہے۔ اللہ دتہ نے ایک موقع پر 50 حملہ آور بلوچوں کا تنہا مقابلہ کیا تھا۔ اللہ دتہ تو مارا گیا لیکن اس کی شجاعت کی یاد اب بھی اس رسم (ونیک) کی صورت میں منائی جاتی ہے۔

جوئیہ بہادر لیکن وٹوؤں کی طرح چوری کے عادی ہیں۔ سماجی اعتبار سے لکھویرا شاخ کا رتبہ سب سے بلند ہے۔ قبیلہ گھوڑوں اور مویشیوں کا دلدادہ ہے۔ کوئی بھی جوئیہ کھیت میں خود ہل چلانے میں عار محسوس نہیں کرتا لیکن اگر کوئی شخص زراعت چھوڑ کر کوئی تجارت یا دستکاری اختیار کر لے تو جوئیہ اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں کرتے۔

جوئیوں کی 46 مرکزی شاخیں شمار کی گئی ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں: لکھویرا، دولتانہ، بھدیر نہالکا، غازی خانانہ، جلوانہ۔ زیادہ تر شاخوں کے نام اپنے اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہیں۔ منگمری میں جوئیوں کو زراعت پیشہ راجپوتوں کے طور پر شمار کیا گیا۔ وہاں ان کی مندرجہ ذیل شاخیں ہیں: اکو، بہلانا، بھٹی، فیروز کے، حسن کے، جملیرا، جندیکے، جٹیکے، لکھو کے، لنگاہیکے، لو لیکے، مہر و کے، موئیکے، پنخیرا، رانو کے، ساؤ کے، سنتھیکے اور شمال بازی؛ اور ملتان میں سہول، ساہو کا اور سلڈیرا (موخر الذکر کو بطور جٹ شمار کیا گیا)۔ درحقیقت ملتان اور منگمری دونوں اضلاع میں جوئیہ بطور جٹ اور بطور راجپوت بھی ملتے ہیں۔ منگمری میں کھولوں اور ہندو کبھوہوں کا ایک ایک زراعت پیشہ جوئیہ قبیلہ ہے۔

جوہر..... جہلم میں تلہ گنگ کا ایک ہندو خاندان۔

جوہل..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جو یا..... سرسہ سے آئے ہوئے لیکن سیالکوٹ میں ملنے والے جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ بھٹیوں کے ساتھ قرابت داری کے دعویدار ہیں لیکن اب جٹوں کے ساتھ باہم ازدواج کرتے ہیں۔

جہانبر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جہانبو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

جہانگیری..... سلاطین کی ایک بادشاہت جو ریورٹی کے بقول جہلم میں ننگرہار سے حکومت کیا کرتی تھی۔ جب خیشی پٹھانوں نے سوات پر چڑھائی کی تو ان کی سلطنت دریائے سندھ کے اُس پار سے ختم ہو گئی۔

جھامن..... ایسے شخص کو کہتے ہیں جو چوہڑوں کی شادی کی تقریب میں برہمن والے فرائض انجام دیتا اور سات پھیرے لگواتا ہے (سر مور میں)۔

جھاوری..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ راجپوت شاخ۔

جھانک..... کنتیوں کی ایک شاخ۔

جھبیل..... (آئین اکبری میں اسے جھبیل لکھا ہے)۔ ملتان اور مظفر گڑھ اضلاع اور جالندھر،

ہوشیار پور، کپورتھلہ اور گورداسپور میں آباد ایک ماہی گیر قبیلہ۔ مظفر گڑھ میں کپال کپہل اور

مور سے قریبی مشابہت رکھنے والے جھبیل ایک دور میں آدم خوری کے لیے مشہور تھے۔ وہ

ماہی گیری اور پن (آبی سون کے بیج) جمع کرنے کا کام کرتے ہیں۔ وہ خود کو سندھ سے آیا

ہوا بتاتے ہیں اور ضلع کے تمام قبائل میں سے صرف وہی سندھی بولتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے

ساتھ جام بھی لگاتے ہیں۔ جھبیل سموکا کاشت کرنے کے شوقین ہیں جو دریائی کپچڑ میں بویا

جاتا ہے۔ گورداسپور کے جھبیل دریائے سندھ و ستلج کے کنارے آباد جھبیلوں کے ساتھ باہمی

شادیاں نہیں کرتے لیکن صرف بالائی ستلج والوں کے ساتھ کرپیتے ہیں۔ کچھ ایک کاشتکار اور

حتیٰ کہ مالک زمین بھی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایک روزگار کی تلاش میں اپنے گاؤں چھوڑ کر

شہروں میں چلے گئے اور کپڑے سینے، کپڑا بننے، کنوئیں کھودنے، چوکیداری وغیرہ جیسے پیشے

اختیار کیے۔

جھبیل ایک رسم جھلکا پر بھی عمل کرتے ہیں۔ شادی کے موقع پر کھانا پکانے کے الاؤ کے

لیے درکار لکڑیاں خاندان کا داماد لاتا ہے لیکن جب وہ لکڑیاں (جھلکا) لانے کی کوشش کرتا ہے تو خاندان کی تمام عورتیں راستے میں آجاتیں اور اپنے پانی بھرے گھڑوں، اینٹوں، مٹی اور چھڑیوں کی مدد سے اسے روکنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ کھیل اس قدر سنجیدگی سے کھیلا جاتا ہے کہ اکثر عورتوں کے کپڑے آگ پکڑ لیتے ہیں اور داماد بھی کافی زخمی ہو جاتا ہے۔ آخر کار جب وہ آگ جلانے میں کامیاب ہو جائے تو اسے پگڑی اور ایک روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ دستور اراچیوں، ڈوگروں اور گوجروں کے ہاں بھی موجود ہے لیکن اب ترک ہوتا جا رہا ہے۔

جھنڈا..... میراٹیوں کا ایک طبقہ۔ ان کا کہنا ہے کہ جہانگیر کی ملکہ نور جہاں انہی کے ایک خاندان سے تھی۔

جھنجھڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ اراچی قبیلہ۔

جھنڈ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھنڈو..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جھری..... جٹ میں جنوں کی ایک شاخ۔

جھکر..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھکڑ..... بے کا بیٹا اور ملتان میں ایک قبیلے کا مورث اعلیٰ (دیکھیں ”ٹون“)

جھٹی..... انبالہ میں جنوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ اس لفظ کا مطلب دیوانہ ہے۔

جھمت..... ملتان اور منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جھنجھوتے..... امرتسر میں زراعت پیشہ اراچی قبیلہ۔

جھنڈا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

جھنڈر..... امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھنڈو..... امرتسر میں زراعت پیشہ اراچی قبیلہ۔

جھنڈوانا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جھنڈیر..... مسلمانوں کا ایک نیم مقدس قبیلہ، جسے نیکو کارا کی طرح قریشی ماخذ کا حامل بتایا جاتا

ہے۔ اگرچہ وہ کھلے لفظوں میں مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے لیکن قبیلے کے بارے میں

تقدس کا ایک احساس پایا جاتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر پڑھ لکھ سکتے ہیں اور بالخصوص وہ ”ہر

قسم کی بد اعمالیوں سے مبرا“ ہیں۔ ضلع جھنگ کے انتہائی جنوب میں ان کی کچھ زمین ہے اور ملتان کی میلسی تحصیل میں بھی ملتے ہیں۔

جھنجھوٹ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھو جا..... ایک پوریا ذات جو milch مویشی پالتے ہیں۔ یوپی میں یہ مسلمان ہیں۔

جھور..... ملتان اور امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھونجہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

جھنجھ..... (1) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ؛ (2) ٹنگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

جھلسن..... بہاولپور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔ وہ رائے گا جن کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں اور

اپنے سردار کو دان یا نذر پیش کرتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں یہ ایک بھٹی شاخ ہیں۔

جھمت..... شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

جھنبھ..... بہاولپور کا ایک قبیلہ جو جنجو ہوں کی ایک شاخ ہونے کا دعویدار ہے جبکہ کچھ دیگر کے

مطابق وہ بھٹی ہیں۔

جھون..... (دیکھیں ”پکھیدا“)

جھینور، جھپور..... مشرق میں جھینور کو کہا بھی کہتے ہیں۔ صوبے کے وسط میں اگر وہ ہندو ہو تو مہرا

کہلاتا ہے۔ مشرقی پنجاب میں وہ جمال، ماشکی، ماہی گیر اور ٹوکریاں بنانے والا ہے۔ وہ حقیقی

معنوں میں ایک دیہاتی کمین ہے جسے اپنی خدمات کے عوض روایتی معاوضہ ملتا ہے۔ وہ

کاشتکار کو درکار تمام ٹوکریاں مہیا کرتا، کٹائی کے موسم میں کھیتوں میں مردوں کو پانی پہنچاتا،

پردہ دار عورتوں کو گھروں میں پانی دیتا اور اس کے علاوہ شادیوں و دیگر مواقع پر بھی پانی کی

فراہمی اسی کی ذمہ داری ہے۔ صوبے کے وسط اور مغرب میں اس کی خدمات ماچھی کے ضمن

میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک لحاظ سے اس کا سماجی رتبہ بلند ہے کیونکہ سبھی لوگ اس کے ہاتھ سے

پانی پی لیتے ہیں، بہر حال وہ ایک خدمتگار ہی ہے۔ مسلمان پانی بردار کے لیے بہشتی، ماشکی اور

سقہ کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ تاہم اگر کوئی جھپور کشتی کرائے پر چلاتا ہو تو ملاح،

دریائی، درین، تار و اور حتیٰ کہ جٹ یا موہانا بھی کہلاتا ہے۔ اس کا دار و مدار اس کے علاقے

اور مذہب وغیرہ پر ہے۔



ماچھیوں کی طرح جھینوروں کی ذیلی شاخوں کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔ سب سے بڑی شاخیں کھوکھر، مہار، بھٹی، منہاس، تانک اور سوہال ہیں۔ شکر گڑھ تحصیل میں ان کا ایک ڈوگرا نامی گروپ ہے۔ جالندھر میں ان گروپس کی تعداد تین لگتی ہے: (1) پنجابی یا مقامی، (2) بانگرو (جو بانگر سے آئے) اور (3) چھنگرو۔ پیالہ میں معمول کے گروپ یعنی دیسوال اور ملتانی ہی ملتے ہیں۔ بانگرو گروپ پنجابی گروپ کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔

جھینور کو ایک مخلوط ذات قرار دیا جاسکتا ہے جو مختلف گروپوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا ناموں کا دار و مدار ان کے پیشوں پر ہے۔ جنوب مشرق میں جھینور کا ایک مترادف نام دھینور ہے۔ کہار کو بھی اس لحاظ سے جھینور کا مترادف قرار دیا جاسکتا ہے کہ وہ ڈولی اٹھانے کا کام کرتے ہیں۔

جیتوڑی..... منگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

جیتھل..... صرف دریائے جہلم اور لالا علاقے کے درمیان واقع جہلم تھل میں ملنے والا ایک چھوٹا سا قبیلچہ۔ یہ بھٹی راجپوت نسل کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن شجرہ نسب بھٹہ سے ملتا ہے جس نے 12 یا 14 پشتیں پہلے غور کے بادشاہ کی سالی سے شادی کی تھی۔ تاہم بادشاہ نے بھٹہ اور اس کے 21 بیٹوں کو بار میں دھکیل دیا۔ تب جیتھل نے دریائے جہلم پار کیا اور رتہ یارتا پنڈ میں آباد ہو گیا (جس کے آثار کندوال کے قریب ہیں)۔ وہ عموماً دروں زواجی ہی کرتے ہیں، لیکن کبھی کبھی لٹوں کے ساتھ بھی رشتے کر لیتے ہیں۔

جے..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ان کا جدا مجد نون کا ایک بھائی تھا۔

جے کاری یا جے کاریا..... راجپوتوں کا ایک گروپ جنہیں جے دیا کا لقب دیا گیا ہے۔

جے رامی..... جے رام کے پیروکار۔ اس فرقے کا بانی بابا کوڑے والا یا بھنگے والا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے جو ایک پست ماخذ کی عکاسی کرتا ہے۔

جیسک..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

جیسوارا..... ایک پوربیا ذات۔ یوپی کی بہت سی ذاتوں میں اس نام کا ایک فرقہ ملا۔ یہ نام غالباً

اودھ کے ایک شہر جیس سے ماخوذ ہے۔ پنجاب کی چھاؤنیوں کا جیسوارا غالباً چمار ہے۔

جین..... جین مذہب کے تمام پیروکاروں کے لیے اصطلاح۔ اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جین عقیدہ بدھ مت سے پہلے کا ہے اور بدھ کے عقائد غالباً جین مت کی ہی بدلی ہوئی صورت تھے۔ ہوشیار پور کے ایک جین لالہ جسونت رائے نے ایک مذہبی برادری کے طور پر جینوں کو یوں بیان کیا: ”جینوں کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ وہ جینوں، ارہتوں یا تیرتھنکروں کے ماننے والے ہیں جن کی تعداد 24 تھی۔ وہ بانیوں کے مختلف گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اگر وال، اوسوال، شریمال اور کھنڈروال۔ آخری تین گروہ بھا بھڑا بھی کہلاتے ہیں۔ بھا بھڑا اصل میں بھاؤ بھلا یعنی نیک نیت کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ ان کا مقصد کسی جاندار کو گزند نہ پہنچانا اور نروان حاصل کرنا ہے۔ جین لوگ گوشت یا نشہ آور اشیاء سے اجتناب کرتے ہیں۔

ایک مذہبی برادری کی حیثیت میں وہ دو بڑے فرقوں میں منقسم ہیں یعنی شوہتمبر اور دیگمبر۔ شوہتمبر سونے اور چاندی کے زیورات اور جواہرات سے سچے بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے آٹھ مقدس دن ہیں، جو بھادوں میں 12 ویں بدی سے چوتھی سوڈی تک ہوتے ہیں۔ اس دوران وہ زیادہ تر وقت اپنے صحائف پڑھنے اور سننے میں گزارتے ہیں۔ وہ ایک دو یا تین دن کے روزے بھی رکھتے ہیں۔ شوہتمبروں کے مطابق کوئی عورت بھی ملتی حاصل کر سکتی ہے لیکن دیگر جینوں کا خیال ہے کہ اسے مکتی پانے کے لیے دوبارہ بطور مرد پیدا ہونا ضروری ہے۔ دیگمبر جین برہنہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے سنیا سی بھی برہنہ ہوتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے، آٹھ مقدس دن مناتے ہیں۔ ان کے مقدس ایام اتھائی ہر سال کے چوتھے مہینے میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ان کے دس مقدس دن ”دس لکشمی“ بھی ہیں (5 بھادوں سے 14 بھادوں تک)۔ ان کے بہت سے عقائد شوہتمبروں سے ملتے ہیں۔ ان دونوں فرقوں کے بننے کی تاریخ بہت زیادہ ابہام کا شکار ہے۔

یہ بتانا ممکن نہیں کہ جین کس حد تک ایک ذات قرار پانے کے مستحق ہیں کیونکہ یہ برادری دو الگ الگ ضوابط کے تحت منظم ہے۔ ایک کا انحصار فطری نسل اور لہذا ذات پر ہے جبکہ دوسرے ضابطے میں فرقہ وارانہ رنگ نمایاں ہے۔ مثلاً نندی سنگھ (سلسلہ) نندی امیہ بھی کہلاتا ہے لیکن امیہ کا مطلب محض خاندان ہے۔ لہذا نندی امیہ کا مطلب صرف ”نندی کی نسلیں“ ہوا۔

اگر مسٹر Fagan کی قائم کردہ درجہ بندی درست ہے تو شوہر اور دھندیا شائیں (کم از کم بہاولپور میں) باہمی شادیاں کرتی ہیں جبکہ دیگر دو شاخوں کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔ جین تعلیمات کثیر زواجی کے سخت خلاف ہیں نتیجتاً سیالکوٹ میں بھابڑے عموماً ایک زوجی پر ہی عمل پیرا ہیں اور فیروز پور میں کثیر زواجی کے مرتکب کو ذات باہر کر دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف سماجی دستوروں پر جین مت کا اثر بہت کم ہے کیونکہ ضلع فیروز پور میں شادی کے موقع پر جین بانوں (اگر وال) کا دلہا گدھی پر بیٹھتا اور اسے چنے کھلاتا ہے۔ اس کے بعد وہ عام ہندو رسم کے مطابق خچر پر بیٹھتا ہے۔ گدھے کی سواری کا تعلق سینٹلادیوی کی پرستش سے ہے۔

جیوا تھا..... سیالکوٹ میں سلہور یا راجپوتوں کی ایک شاخ۔



## چ

چاچڑ..... شاہ پور اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ ملتان میں انہیں جٹ شمار کیا گیا۔ بہاولپور میں چاچڑ مغل ماخذ کے دعویدار ہیں اور ان کے پاس موجود شجروں کے مطابق ان کا نسب تیمور اور پھر حضرت علیؑ کے کزن حضرت عباسؓ سے ملتا ہے لیکن روایت کہتی ہے کہ سورڑ، سُہاگو، سٹرلو اور چاچڑ قبائل کبھی امرکوٹ کے راجا بنگارائے کے غلام تھے اور جام جھکھڑ نے انہیں آزادی دلوائی۔ چاچڑوں کی متعدد شاخیں ہیں۔۔۔ رجدے، رحمانی (جن کا جد امجد بہاؤ الدین زکریا کا خلیفہ تھا)، نارنگ، جگانا، جھنجھا، چھتا، گوریجا، زکانا، کلرا، مدآ، دوانی، دوہیجا، گبرانی، میوریا، کھریانی اور زکریانی (یا بہاؤ الدین زکریا کے پیروکار)۔ تاہم قبیلے کے سبھی لوگ غوث بہاؤ الدین زکریا کو مانتے ہیں اور صرف اسی کے اولادوں کے مرید بنتے ہیں۔ پنجاب میں ایک ارائیں قبیلہ بھی چاچڑ ہے۔

چاک..... (1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبوتہ قبیلہ۔ (2) جٹوں کی ایک شاخ جس کے ساتھ ہیر رانجھا کے رانجھے کا تعلق بتایا جاتا تھا۔

چاکر کے..... منگمری میں ایک کھل قبیلہ۔

چاکی، چکانی..... تلی کے لیے ایک ملتان مترادف۔

چال..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چاندیا..... (1) ایک بلوچ قبیلہ، (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چانگلا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چانگ..... (دیکھیں "چاہنگ")

چانسی..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوتہ قبیلہ۔

چاولا، چاولہ..... اروڑوں کی ایک شاخ۔ چاولا یا چاولہ کا لفظی مطلب ہے "چاول تیار کرنا۔"

چاہ زنگ..... پنجاب میں سہتی کے بوہیوں کو چاہ زنگ کہتے ہیں۔ اس میں سہتی کے تمام زمیندار

طبقات شامل ہیں۔ وہاں بھسی اور لوہار کے سوا سب لوگ زمین کے مالک ہیں۔ چاہ زنگ قومیت کے اعتبار سے تبتی ہیں۔ تبت، لداخ اور زنگار کی جانب کے لوگ چاہ زنگ ہیں۔

چاہڑ..... امرتسر میں ایک گوجر زراعت پیشہ قبیلہ۔

چاہک..... ”چاہنگ“ کا مترادف۔

چاہل..... (چاہل زیادہ درست ہے) پنجاب کے سب سے بڑے جٹ قبائل میں شامل ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تعداد پٹیالا میں ملتی ہے، لیکن امبالا، لدھیانہ، امرتسر اور گورداسپور میں بھی کافی ہیں اور پہاڑوں کے دامن میں گوجرانوالہ اور سیالکوٹ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سور یہ بنسی راجا گر سین کے چار بیٹے چاہل، چھینا، چیمہ اور ساہی تھے جن سے چار جٹ قبیلے وجود میں آئے (تاہم وہ باہم ازدواج کرتے ہیں)۔ ان کا اصل وطن مالوہ تھا جہاں سے وہ ہجرت کر کے پنجاب آ گئے۔ ایک اور کہانی کے مطابق ان کا جد امجد ایک شوہر راجپوت راجا رکھ تھا جو دکن سے آ کر کہلوڑ میں مقیم ہوا۔ اس کے بیٹے پرسی نے ایک جٹ عورت سے شادی کی اور اکبر کے دور میں مالوہ میں متی کے مقام پر رہنے لگا۔ وہی اس قبیلے کا بانی تھا۔

امرتسر کے چاہل کہتے ہیں کہ راجا کھنگ کا ایک بیٹا چاہل تھا جس نے ایک مرتبہ تالاب پر کچھ پریوں کو نہاتے دیکھا۔ اس نے پریوں کے کپڑے اٹھالیے اور اس شرط پر واپس کیے کہ ان میں سے ایک اس کی دلہن بن جائے۔ اسے اچھراں نامی پری دی گئی مگر اس شرط پر کہ وہ کبھی اس کے ساتھ ناروا سلوک نہیں کرے گا۔ اچھراں نے چاہل کو ایک بیٹا دیا، لیکن ایک روز وہ اس کے ساتھ سختی سے بولا تو پری غائب ہو گئی۔ آج بھی کوئی چاہل اپنی بیٹی کے ساتھ غلط سلوک نہیں کرتا۔ چاہل پہلے دہلی کے قریب کوٹ گدانا کے مقام پر مقیم ہوا اور پھر ہجرت کر کے انبالہ کے قریب ککھی چاہلاں میں رہائش اختیار کر لی۔

چاہل جوگی پیر (راج پال کا بیٹا) کو مانتے ہیں جو مغلوں کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ ماہ اسوج کے چوتھے نور اترے کو اس کے اعزاز میں ایک میلہ منعقد ہوتا ہے۔

چاہنگ..... کانگڑا اور ہوشیار پور کے زیریں پہاڑی سلسلوں کے مغربی حصے میں ملنے والی ایک پست زراعت پیشہ ذات۔ ہوشیار پور ضلع کی دسویہ تحصیل میں وہ کچھ دیہات کے مالک ہیں لیکن عموماً مزارعین والا ہی کام کرتے ہیں۔

چھ..... ایک راجپوت قبیلہ جو پنجاب میں گجرات کے شمالی حصے میں جموں پہاڑوں کے دامن تک ہی محدود ہے لیکن اس خطے سے اوپر کی پہاڑیوں (ریاست کشمیر) میں بھی ملتے ہیں۔ دریائے جہلم کے کنارے ہزارہ سرحد کے ساتھ ساتھ کشمیر کے پہاڑی علاقے چبھال کا نام انہی کے نام پر ہے۔ روایت کے مطابق چھ کا نگرہ کے کٹوچ کی نسل (کم از کم عورت کے توسط سے) ہیں اور ان کا جد امجد چھ چند تقریباً 16 سو سال قبل کا نگرہ سے نکلا تھا۔ بھمبھر کے راجا سری پت نے اسے اپنی بیٹی کا ہاتھ اور سلطنت کا کچھ حصہ بطور جہیز دیا تھا۔

قبیلے میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والا شخص سوری تھا جو اورنگزیب کے دور میں پر تشدد موت مرا۔ اسے اب بھی شہید کے طور پر احترام دیا جاتا ہے، اور مسلمان چھ اپنے لڑکوں کے بالوں کی ایک لٹ اس کے مقبرے پر بھینٹ کرتے ہیں۔ اس تقریب سے پہلے تک لڑکے کو حقیقی چھ نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی اس کی ماں کو گوشت کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ چھ کی تین شاخیں ہیں: منڈیال، گڑھیال اور دھریال۔ تاہم آج کل ان میں کوئی امتیاز کرنا مشکل ہے۔ نیز گھنیال کو بھی بلند رتبہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ ایک دور میں وہ راج پر قابض رہے تھے، اور وہ اپنی بیٹیاں دوسروں میں نہیں بیاتے۔ سموالیے، میانے اور ملکا نے بھی نامعلوم وجوہ کی بنا پر بلند رتبے کے حامل قرار پائے۔ وہ یا تو آپس میں ہی شادی بیاہ کرتے یا پھر میدوں اور گکھڑوں میں اپنی بیٹیاں بیاتے ہیں۔ شادی خان کی نسل سے تعلق رکھنے والے چھوں کی 16 شاخیں ہیں: روپیال، بروانہ، دپھرال، دھرال، درویسال، جسکال، میندال، باران شاہیا، سموالیا، میانہ، ملکانا، ملکال، گھنیال اور گکھھیال۔ ان میں سے زیادہ تر کے نام اپنے اپنے جد امجد کے ناموں پر ہیں۔

چہر بند..... دیکھیں ”چوہڑا“۔ چھپری بند۔

چترالی..... ریاست چترال کا رہنے والا۔ چترالیوں کے تین حصے ہیں: آدم زادہ، ارباب زادہ اور فقیر مسکین۔

چترتھ..... امرتسر اور منگمری میں ایک زراعت پیشہ قبوہ قبیلچہ۔ منگمری میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

چتر گپت بنسی..... کاستھوں کے دو طبقات میں سے ایک (شمالی ہندوستان میں)۔

چتیال..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چٹہ..... (دیکھیں ”چٹھہ“)

چٹھہ..... بدیہی طور پر صرف گوجرانوالہ تک محدود ایک جٹ قبیلہ۔ اس ضلع میں ان کے

81 دیہات ہیں۔ وہ دہلی کے چوہان بادشاہ اور چیمہ کے جد امجد کے بھائی پرتھوی راج کے

پوتے چٹہ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ چٹہ سے دسویں پشت میں (یا تقریباً 500 برس

قبل) داہرو سمبھل (مراد آباد) سے چناب کے کناروں پر آیا اور گوجرانوالہ کے جٹ قبائل

میں شادی کی۔ تقریباً 1600 عیسوی میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ سکھ دور میں انہوں نے

کافی سیاسی اہمیت حاصل کر لی اور سر لپل گریفن نے ”رو سائے پنجاب“ میں ان کے سرکردہ

خاندان کے متعلق بتایا ہے۔

چچکانا..... سیالوں کا ایک قبیلہ۔

چچھر (یا چھچھر)..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ اراٹیں قبیلہ۔

چداننا..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبھوہ قبیلہ۔

چدھر..... شاہ پور، ملتان اور منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔ آخری دو اضلاع میں

اسے جٹ شمار کیا گیا۔ (دیکھیں ”چھادھر“)

چڈو..... شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چڈوی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراٹیں قبیلہ۔

چڈھا..... بھتریوں اور جٹوں کی ایک شاخ۔

چرن داسی..... پیرا گیوں کا ایک جدید فرقہ۔

چرہوینا..... چڑھوآ۔ ملتان ڈویژن اور ڈیرہ جات میں چڑھوآ دھوبی اور چھیمبا ہے اور اکثر لیاری

اور رنگریز کے ہنر بھی اپنائے ہوئے ہے۔ دھوبی کی حیثیت میں وہ طے شدہ روایتی رقوم یا

اشیاء وصول کر کے گاؤں والوں کے کپڑے دھوتا ہے۔ وہ بہاولپور، گجرات اور پشاور میں بھی

ملتا ہے۔ (دیکھیں ”دھوبی“)

چڑیا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

چستی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چشتی..... چشتی بالاصل باقاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک ہے۔ وہ اپنا تعلق حضرت علیؑ سے

نویں پشت میں ابواسحاق کے ساتھ جوڑتے ہیں جو ایشیائے کوچک سے ہجرت کر کے خراسان

کے ایک گاؤں چشت میں آباد ہوا اور مسلمانوں کے ایک کافی بڑے گروہ کا استاد بنا۔ اس کے

جانشینوں میں سے ایک خواجہ معین الدین چشتی (فارس میں سنجر کے رہنے والے) نے غیاث

الدین بلبن کے دور میں ہندوستان کا رخ کیا، اجمیر میں آباد ہوئے اور ہندوستان میں سلسلے کی

بنیاد رکھی۔ ان کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے، اور ان کے جانشین بابا فرید شکر گنج

بنے۔ بابا فرید کو مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی مانتے ہیں اور بابا فرید کا مرید ہونے کے لیے

چشتی ہونا ضروری نہیں۔ البتہ منگمری میں ستلج کے کنارے آباد کچھ لوگوں نے بابا فرید سے

اظہار عقیدت کی خاطر خود کو چشتی کہلوانا شروع کر دیا، لیکن ان کا چشتیہ سلسلہ سے کوئی تعلق

نہیں۔ چشتی سماع کو جائز سمجھتے ہیں۔ چاچڑیاں والا کے چشتی خواجہ غلام فرید کی پیروی میں ایک

انوکھی ”ٹوپ“ پہنتے ہیں جو 15 انچ اونچی ہوتی ہے اور سرکانوں و گردن کو بھی ڈھانپتی ہے۔

بحیثیت ذات چشتیوں نے نقش بندیوں، متعدد قادر یوں اور دیگر صوفی شاخوں کو بھی

(بالخصوص جنوب مشرقی پنجاب میں) اپنے اندر جذب کر لیا۔ بودلوں کی طرح چشتی بھی کچھ

عرصہ پہلے تک سیلانی تھے۔ وہ راجپوت لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔

چختنا..... (1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ، (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چکرالوی..... میانوالی میں ایک گاؤں چکرالا سے ماخوذ۔ ایک نیا فرقہ جو نصف سے زیادہ قرآن کو

مسترد کرتا ہے۔ اس کی بنیاد چکرالا کے غلام نبی نے رکھی جس کے پیروکار خود کو اہل قرآن کہتے

ہیں۔ یہ فرقہ رسول اللہ کی تمام دیگر روایات کو مسترد کرتا ہے۔ اس کے بانی نے اب اپنا نام

بدل کر عبد اللہ رکھ لیا ہے، کیونکہ اسے رسول اللہ کا غلام کہلوانا پسند نہیں تھا۔ اس کا عقیدہ ہے کہ

قرآن واحد کتاب ہے جو سچے مسلمان کو ہدایت دے سکتی ہے اور دیگر تمام کتب اور احادیث

بے معنی ہیں۔ اس نے نماز کے لیے بھی کوئی اور اصطلاح وضع کی ہے۔

میانوالی تحصیل کے شاہباز خیل اور یارو خیل دیہات میں اس کے کافی پیروکار موجود



ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان اور لاہور میں بھی چند ایک چکرالوی پائے جاتے ہیں۔ لاہور میں اس فرقے کا ایک سرکردہ پیروکار شیخ چتو "اشاعت القرآن" نامی ماہوار جریدہ شائع کرتا ہے۔ لاہور میں زیادہ پذیرائی نہ ملنے پر اس کا بانی اب ڈیرہ اسماعیل خان میں مقیم ہو گیا ہے۔

چکورا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چلاسی..... چلاس کا رہنے والا جو دریائے سندھ کے کوہستان میں چھ وادیوں پر مشتمل ہے۔

چما..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

چمار، چمیار (مونٹ چماری، چماری)..... شمالی مغربی ہندوستان میں چمڑے کا کام کرنے والے

کو چمار کہتے ہیں، جبکہ مغربی میدانوں میں مسلمان چمڑا مزدور موچی کہلاتا ہے۔ لیکن مشرقی

پنجاب میں اس کی حیثیت محض چمڑا مزدور سے کچھ بڑھ کر ہے۔ وہ عام قلی اور دیہات میں

کھیت مزدور بھی ہے۔ اگر کوئی انگریز کسی چمار سے اس کی ذات پوچھے تو وہ جواب میں

"چمار" یا پھر "قلی" بھی کہہ سکتا ہے۔ وہ تمام قسم کی بیگار کرتے ہیں، مثلاً گھاس کاٹنا، لکڑی اور

گانٹھیں اٹھانا، بطور چوکیدار کام کرنا وغیرہ۔ وہ ضرورت پڑنے پر گھروں کی لیبائی بھی کرتے

ہیں۔ وہ تمام مردہ مویشیوں کی کھالیں لے لیتے ہیں، اور تمام سم دار جانوروں کا گوشت

چوہڑوں کو ملتا ہے۔ چمار جوتے بناتے اور مرمت کرتے، گھوڑے اور نیل کے لیے لگا میں

تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کھیتوں میں ان کا کام بہت سخت نوعیت کا ہوتا ہے۔ انہیں اپنی

محنت کے عوض فصل کٹنے پر مخصوص حصہ ملتا ہے۔

چماروں کا سماجی رتبہ چوہڑوں کی نسبت کافی بہتر ہے، اور ان کے کچھ ایک قبائل کو تو ہندو

بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ چمار خا کروہ، کنجر، سانس اور نٹ کے سوا کسی کے ہاتھ سے بھی لے کر

کھالیتا ہے۔ وہ صرف آپس میں ہی حقہ کشی کرتے ہیں اور دھوبی، ڈوم یا نیل گر کے ساتھ نہیں

کھاتے۔ ان کا رنگ گہرا اور نسل یقیناً قدیمی ہے۔ چماروں کی روایت کے مطابق چو اور چو

دو بھائی تھے۔ چو نے گائے کی کھال اپنے ہاتھوں سے اتاری جس پر چو نے اسے ذات باہرا

کر دیا۔

چماروں کی متعدد ذیلی ذاتیں ہیں۔ مشرقی پنجاب میں ان کی تعداد پانچ ہے: چاندور،

رائے داسی یارب داسی، جلیا، چمبار، گولیا۔ تاہم، نا بھائی ذیلی ذاتیں چار بتائی جاتی ہیں: بنا

(بیا)، چمار، چماروا اور چنبر۔ آخری دو شاخیں گندی چیزوں کو چھو لیتی ہیں۔ چماروں کی گوتوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور کچھ گوتیں کافی بڑی بھی ہیں۔ ان میں چوہان اور بھٹی گوتیں بھی شامل ہیں: بدھن، بینس، بتوئی، بھائی، گھمیری، ہیر، جال، کٹھانہ، ماہمی، پھوندوال، سندھو۔ کٹھانہ کے سوا باقی تمام گوتیں جالندھر ڈویژن میں ملتی ہیں۔ مذہب کے اعتبار سے چمار ہندو یا سکھ ہیں۔ مشہور بھگت رام داس کی ذات چمار ہونے کی وجہ سے کئی چمار رام داسیے بن گئے ہیں۔

چماروں کی عورتیں اپنے حسن کے لیے مشہور ہیں، اور عموماً ان کا حسن بہت سے اعلیٰ ذات والوں کے لیے سماجی گراؤٹ کا باعث بن جاتا ہے۔ چمار نہیں تھلی پہنتی ہیں۔

چمبیاں..... اول رتبے کی ایک راجپوت (ہندو) شاخ۔ اس کا نام چمبہ ریاست کی مناسبت سے ہے۔

چمرنگ..... پٹیالا اور سیالکوٹ کے چماروں نے خود کو چمرنگ بتایا۔ یہ ایک خالصتا پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ چمرنگ چمڑے کو صاف یا خشک نہیں کرتا بلکہ صرف اسے رنگتا ہے؛ نیز چمرنگ صرف بیل یا بھینس کی کھالوں کو رنگتا ہے۔ غالباً اس کی ذات چمار ہی ہے۔ دہلی اور گجرات میں چمرنگ کھتیک کا ہم معنی ہے۔

چمروا برہمن..... چماروں کا برہمن۔ نابھ میں اس نام کی ایک چمار ذیلی شاخ بھی ہے۔

چمکنی..... یا پارا چمکنی۔ غور یہ خیل پٹھانوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ (گرم میں)۔

چمنے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

چمیر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چمین..... گوجروں کا ایک قبیلہ جو ایک گوجر ماں کے توسط سے ایک ٹھوار راجپوت کی اولاد ہونے

کے دعویدار ہیں۔ وہ دہلی سے آئے اور ضلع کرنال کے بہت پرانے رہائشی ہیں۔ غالباً انہیں

شیر شاہ نے دہلی سے نکالا تھا۔

چمبے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

چن..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چنال، یا غالباً چنال..... چنڈال کی بگڑی ہوئی صورت۔ سلکرت میں اس سے مراد برہمن کے نطفے

سے شور کے ہاں جنم لینے والا ہے۔ اس کا پیشہ لاشیں سنبھالنا، مجرموں کو سزائے موت دینا اور سپلک سروس کے دیگر گھٹیا کام انجام دینا ہے۔ یہ زیادہ تر کانگڑا اور پہاڑی ریاستوں میں ملتے ہیں۔

چنبیل..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

چنڈر..... شاہ پور اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ ملتان میں انہیں بطور جٹ شمار کیا گیا۔

چندر..... منگمری اور سیالکوٹ میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

چندرار..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ یہ بلاشبہ چادھر ہی ہے۔

چنڈڑھ..... راوی کے مغرب میں ملنے والی ایک جٹ شاخ۔ بلاشبہ یہ چادھر یا چدھر ہی ہیں۔

چندو، چندوار..... منگمری اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

چندنی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبوہ قبیلچہ۔

چندیار..... کلہور میں راجپوتوں کی ایک شاخ، جو خود کو ریاست کے 24 ویں راجا پہار چند کے

چھوٹے بیٹے گببھر چند کی اولاد بتاتے ہیں۔

چندیر..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

چندیل..... 36 شاہی (راجپوت) مغلوں میں سے ایک، جس کے متعلق ایلیٹ کی ”ریسر آف

این ڈبلیو پی“ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ ان کا چنڈال والی ہی نسل سے ہونا خلاف امکان

نہیں۔ ان کا اندراج زیادہ تر ہیل اسپور سے ہوا۔

چنڈال..... پست ذات۔ (دیکھیں ”چٹال“)

چنڑ..... ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ایک شعر میں ان کا تعلق

جھکڑوں اور دیگر قبائل سے جوڑا جاتا ہے:

جھکڑ، چنڑ، کانبجوں، نون تبتیرا

ہیں رانے شیطان دے نیچے بچھ بھرا

یہ پانچوں قبیلچے اپنے نام کے ساتھ رانا لگاتے ہیں۔ بہاولپور میں وہ ”چن دی“ بھی

کہلاتے ہیں اور بہاولپور و احمد پور شرقیہ کی کارواریوں میں بطور کاشت کار، جبکہ روہی میں

بطور زمیندار اور مویشی پال بھی ملتے ہیں۔ ان کی شاخیں یہ ہیں: اومنی، رام، وسال، بھوجرا اور بھرپال۔ قبیلے کے کچھ لوگوں کو پیر چتر یا پیر چن کی اولاد بتایا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر کے مطابق اس پیر نے کبھی شادی نہیں کی تھی اور چتر اس کے سات بھائیوں (ابن رائے سندھیلہ) کی اولاد ہیں۔ تاہم چتروں کو مہروں کی ایک شاخ مانا جاتا ہے۔

دراوڑ سے چار میل دور ایک پہاڑی پر پیر چتر یا پیر چن ابن رائے سندھیلہ کا مقبرہ واقع ہے۔ روایت کے مطابق سید جلال الدین نے رائے کے شہر کا دورہ کیا (یہ شہر اب تین میل پرے کھنڈرات کی صورت میں ہے) اور پوچھا کہ کیا شہر میں کوئی مسلمان مرد یا عورت موجود ہے۔ نہیں میں جواب ملنے پر انہوں نے پوچھا کہ کیا کوئی حاملہ عورت موجود ہے۔ رائے نے کہا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ تب سید جلال الدین نے ایک مسلمان دایہ کو اس پر مامور کیا کیونکہ وہ بچہ مستقبل کا بزرگ بننا تھا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو رائے نے اسے ایک چٹان پر ڈال دیا۔ آسمان سے اس کے لیے صندل (سنٹل) کی لکڑی کا ایک جھولنا نازل ہوا۔ یہ دیکھ کر رائے نے بچے کو جھولنے میں سے نکالنے کی ہر کوشش کر دیکھی، مگر جو نہی وہ نزدیک جاتا جھولنا اور اوپر چلا جاتا۔ آخر رائے نے ہار مان کر مخدوم جہانیاں کو اپنا پیر تسلیم کر لیا۔ (یعنی وہ بچہ ہی مخدوم جہانیاں تھا) چتر قبیلہ پیر کے سات بھائیوں کی اولاد ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس مقبرے کی زیارت کرنے جاتے اور روٹ کھاتے ہیں۔ یہاں کوئی مسلمان کسی ہندو کے چھونے سے پلید نہیں ہوتا۔

چنگر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ ہے۔

چنگر..... (دیکھیں ”چنگڑ“)

چنگڑ..... (ملتان زبان میں چھنگڑ) چنگڑ غالباً قدیمی نسل کے پست ذات لوگ ہیں جن کی سب سے زیادہ تعداد گجرات، امرتسر، لاہور، فیروز پور اور فرید کوٹ اور بالخصوص سیالکوٹ میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اجداد جموں پہاڑوں سے آئے تھے۔ وہ کام کی تلاش میں در بدر پھرتے رہنے والے خانہ بدوش ہیں، لیکن بڑے شہروں کے نواح میں بستیاں بنا کر رہتے ہیں۔ وہ تقریباً ہر قسم کا کام کر لیں گے لیکن زیادہ تر زرعی مزدوری، بالخصوص کٹائی کا کام کرتے ہیں، جبکہ ان کی عورتیں اناج کے بیو پار یوں کے لیے غلہ چھاننے اور صاف کرنے کا کام کرتی

ہیں۔ وہ سب مسلمان ہیں اور نکاح پڑھ کر شادی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں شمس تبریز ملتانی نے مسلمان کیا تھا۔ اس بزرگ نے ان کے جد امجد، ایک ہندو راجپوت کو ہدایت کی تھی کہ وہ ایمانداری کے ساتھ محنت کرے کیونکہ ایسا کرنا ”چنگا“ (اچھا) ہے۔ ان کے قبیلے پھولن، چوہان، منہاس اور سروہے بتائے جاتے ہیں۔ ان کی عورتیں اب بھی شلواری کی بجائے پٹی کوٹ پہنتی ہیں، لیکن یہ سرخ کی بجائے نیلے ہوتے ہیں۔ چنگڑ نہایت محنتی اور زیادہ جرائم پیشہ نہیں۔ ان کا ایک اپنا مخصوص لہجہ ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر کے مطابق وہ خود کو چنگڑ نہیں بلکہ چوہنا کہتے ہیں، اور لفظ چنگڑ غالباً ”چھاننا“ سے ماخوذ ہے۔ یہ کمزور رائے بھی دی گئی کہ چنگڑ اصل میں زنگاری کی ہی ایک صورت ہے۔

چلن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چنوال..... ہوشیار پور میں ایک راجپوت شاخ کے طور پر شمار ہوئے۔

چنوزئی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

چنون..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چنی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

چواس..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چوپرا..... ایک کھتری شاخ۔

چوتتا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

چوتیا..... پچھادوں (پچادوں) کا ایک قبیلہ۔ وہ چوتیا کے توسط سے چوہان راجپوت نسل ہونے

کے دعویدار ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر مسلمان اور چند ایک ہندو ہیں۔

چودھری..... (1) بہاولپور میں ایک قبیلہ جس کی چار مرکزی شاخیں جنجانی، جسراہی، سمدانی اور

دھندانی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام سلوکی (سلجوقی) تھا۔ (2) دیکھیں ”چودھریال“۔

چودھریال..... ایک طبقہ یا جماعت جو جہلم کی تحصیل چکوال میں زمیندار (یا چودھری) کے متضاد

ہے۔ وسیع مفہوم میں بات کی جائے تو چودھریال پرانے تعلق داروں کے نمائندے ہیں، جبکہ

زمیندار سکھ دور میں تعینات کردہ نئے لوگ ہیں۔ چودھریال زیادہ تعداد میں اور طاقتور، لیکن

چودھری زیادہ متحد ہیں۔ ان کے درمیان شادیاں شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں۔

چوڑی گر..... (1) چوڑیاں بنانے والا جسے مغرب میں بنگیر ایا ونگری گر کہتے ہیں۔ کبھی کبھی اسے کچیر ایا کانچ کا کام کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ چوڑی گر عموماً کانچ یا لاکھ کی چوڑیاں بناتا ہے جنہیں مشرق میں منیار اور مغرب میں بنگیر فروخت کرتا ہے۔ وہ سونے اور چاندی کے سوا دیگر دھاتوں سے بھی چوڑیاں بناتا ہے۔ یہ محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح لگتی ہے۔ (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوسر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوکا ہی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوکھیا..... بنگلہ دیش میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چونیہ..... ملتان میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چوواہ، چوون..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوہان..... ایک مرکزی راجپوت قبیلہ۔ یہ 36 حکمران نسلوں میں شمار ہوتا ہے۔ ٹاڈ کے مطابق

چوہان ساری راجپوت نسل میں سب سے زیادہ بہادر ہیں اور ہندوستان کے آخری حکمران

پرتھوی راج کا تعلق بھی ان سے تھا۔ لگتا ہے کہ ان کا صدر مقام (دارالحکومت) دہلی منتقل

ہونے سے قبل جے پور میں سانبھر اور اجمیر ان کا وطن تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی سے نکالے

جانے کے بعد وہ جمنائے کے اس پار سانبھل (سمبھل) میں مراد آباد چلے گئے۔ ان کا سب سے

زیادہ اندراج کرنال اور انبالہ اضلاع سے ہوا۔

انبالہ کے چوہان سورج بنسی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔ اس ضلع میں ان کے

169 دیہات ہیں۔ وہ اپنا شجرہ یوں بتاتے ہیں: راجانا تک راؤ بن رلا کوند بن نتھا بن سبھ

مل۔ نتھا کی اولادوں نے کولی راجپوتوں کو تنگری سے باہر نکال دیا۔ سبھل کے بیٹے تلوک چند کی

اولاد 189 چوہان دیہات میں سے 84 ("چوراسی") کی مالک بنی، جگہ سبھل کے دوسرے

بیٹے مانک چند نے اسلام قبول کیا اور باقی 85 ("پچاسی") دیہات لے لیے۔ تلوک چند کی

آٹھویں پڑھی میں جگجیت گورو گوند سنگھ (اندازاً 1700ء) کا مخالف تھا۔ 1756ء میں اس کا

پوتا فتح چند اپنے دو بیٹوں بھپ سنگھ اور چوہر سنگھ کے ہمراہ احمد شاہ درانی سے فرار ہو کر کوتاہا چلا

گیا جہاں شاہی افواج نے رائے کوتاہا کی سرکردگی میں 7,000 چوہانوں کو مار ڈالا۔ دہلی شہر

کے جنوب میں چوہانوں کے کچھ دیہات ہیں اور اس کے علاوہ سونی پت تحصیل میں جکھولی کے مقام پر ایک آبادی بھی ہے، لیکن اس ضلع میں وہ بیوہ کی شادی کرنے لگے ہیں اور دیگر راجپوتوں نے ان سے تعلق توڑ لیا ہے۔ وہ بہترین کاشتکار بن گئے ہیں۔ وسطی اور کچھ مغربی اضلاع میں چوہانوں نے (مثلاً سیالکوٹ میں) خود کو راجپوت کے ساتھ ساتھ جٹ بھی درج کروایا۔

امر تسر میں انہیں ایک زراعت پیشہ قبیلے کے طور پر (راجپوت، جٹ اور گوجر) شمار کیا گیا۔ منٹگمری اور شاہ پور میں بھی ان کا اندراج اسی نوعیت کا تھا۔ بہاولپور میں چوہانوں کے تین قبیلے ہیں: کھالی، ہمشیر اور کھچی۔ ہمشیر چوہان زیادہ تر اُچ پیش کاری میں ملتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا جدا جدا کبر کارضاعی بھائی (ہم شیر) تھا، لیکن دیگر کے مطابق وہ ہمشیر انہیں بلکہ ہشمیرا ہیں۔ 700 سال قبل کے حاکم اجمیر کھچی خان کی اولاد ہونے کے دعویدار کھچی کہتے ہیں کہ ان کے جدا جدا منٹگمری میں شیر گڑھ کی بنیاد رکھی۔ وہ تعداد میں کم اور صرف خیر پور مشرقی کی کارداری تک محدود ہیں۔ وہ ترکھان اور کھتیکوں کا کام کرتے ہیں، البتہ ملتان میں کھاتے پیتے زمیندار ہیں۔

متعدد جٹ اور دیگر قبائل میں چوہان شاخیں موجود ہیں۔ درحقیقت پنجاب میں کسی ایسی بڑی ذات کا نام بتانا مشکل ہے جس میں ایک چوہان شاخ نہ ہوتی کہ چماروں میں بھی چوہان موجود ہیں۔ پنجاب میں کچھی اور وڑائچ بھی کثیر التعداد چوہان قبیلے ہیں۔

چوہر..... امر تسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

چوہڑا..... خاکروب یا گندگی صاف کرنے والا۔ یہ پنجاب کا اچھوت ہے، اور اس کا نام شودر کی ہی ایک تبدیل شدہ صورت خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بہت سے مترادف ہیں لیکن چند ایک نام ہی چوہڑا کا درست مفہوم بتاتے ہیں۔ چنانچہ چمار بھی غالباً اصل میں چڑے کا کام کرنے والا چوہڑا ہی ہے، لیکن اب چمار ایک جدا گانہ ذات بن گئی ہے۔ تاہم، عام اصطلاح میں چوہڑا۔ چمار اکٹھا آتا ہے، جیسے موچی، جولاہا، جھاڑ پونچھ کرنے یا غلاظت اٹھانے والے چوہڑے کو خاکروب بھی کہتے ہیں۔ گھریلو کام کرنے والا چوہڑا بہتر کہلاتا ہے۔

تبدیلی مذہب کے نتیجے میں چوہڑے کا خطاب بھی بدل جاتا ہے۔ مثلاً سکھ مت قبول کر

لینے والا چوہڑا مذہبی یا مذہبی کہلایا اور اسلام قبول کرنے والا مُسَلّی یا مُصلّی۔ دیگر ذاتوں کے ساتھ چوہڑوں کے تعلقات میں بہت زیادہ تنوع ہے۔ وہ سانسویوں کی نسبت بلند تر ہیں، لیکن گڑگاؤں میں چنگڑوں کو بھی اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں۔ چوہڑے کسی دھانک کے ہاتھ سے کچھ لے کر نہیں کھاتے۔

جغرافیائی لحاظ سے چوہڑوں میں مندرجہ ذیل تقسیم پائی جاتی ہے: دیسوالی، سوتر والا، باگڑی اور جنگل کے۔ ان کی دو بڑی اقسام بالمیکی اور لال بیگ ہیں۔ چوہڑے خود کو مختلف نسلوں سے بتاتے ہیں۔ چنانچہ گڑگاؤں کے بوہت خود کو پُنوار راجپوت کہتے ہیں۔ ستلج کے جنوب میں چوہڑوں کی کوئی گوت نہیں۔

روہتک میں بوہت بھی سنجھر نامی ایک راجپوت کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ بیوہار کہتے ہیں کہ وہ دکن میں دھارا نگری کے مقام سے آئے ہوئے پُنوار راجپوت ہیں۔ یہ دونوں گوتیں چنگڑوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتیں اور لڑکی کو 15 یا 16 برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی بیاہ دینے پر زور دیتی ہیں۔ ان گوتوں کے ارکان بالمیک کو خدا کا بھائی مانتے اور اسلامی طرز عبادت (نماز) کے ذریعہ اس کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک امام انہیں قطاروں میں نماز پڑھاتا ہے۔ اس دوران وہ یہ جملے بولتے ہیں: ”بالمیک کافی، بالمیک شافی، بالمیک معافی، بولومونو وہی ایک۔“

اس کے بعد پٹھان چوہڑے آتے ہیں جو اکبر کے عہد میں کابل سے آئے۔ وہ تین بھائی تھے اور سب سے بڑے کا نام ڈھگانا تھا۔ وہ فقیروں یا پیروں کے بھیس میں آئے۔ گل گوجرانوالا میں چکراری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک درخت نے ان کے جدا مجد کو بارش میں گیلیا ہونے سے بچایا تھا۔ ڈیرہ غازی خان میں یہ شاخ اینٹوں کا احترام کرتی ہے۔ دیگر نام بھٹی، سہوترے، سوئی بھنیا رہیں۔ ان کے بعد لڈو، کھوکھر وغیرہ آتے ہیں۔

ڈوم، چوہڑا، میراٹی، ماچھی، جھیور اور چنگڑ سبھی کا ماخذ مشترک ہے۔ پانڈووں اور کوروں کے عہد میں کنور برہما کے چار بیٹے تھے: پوربا، پارٹھا، سدھرا اور پراشنا۔ ان میں آخری کو جھونپڑا بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ جنگل میں رہتا تھا۔ اسے اور اس کے جانشینوں کو کچھ دیگر نام بھی دیئے گئے ہیں، مثلاً گھونگر بیگ، لال بیگ، پیر چھوٹا، بالمیک، بالا۔



چوہڑا ذات کے ماخذ کے حوالے سے متعدد روایات موجود ہیں۔ زیادہ تر اپنی تاریخ کو مورث اعلیٰ بالمیک کے ساتھ ملاتے ہیں۔ ایک کہانی کے مطابق بالمیک بھگوان کے صحن میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ دیوتانے اسے ایک چغہ دیا جو اس نے پہننے کی بجائے ایک گڑھے میں دبا دیا۔ جب بھگوان نے پوچھا کہ اس نے وہ چغہ کیوں نہیں پہنا تو بالمیک اسے تلاش کرنے گیا اور دیکھا کہ ایک لڑکا اسے پہن کر گھوم رہا ہے۔ وہ چغہ واپس لے کر بھگوان کے پاس آیا تو بھگوان نے اس لڑکے کی پرورش کرنے کا حکم دیا۔ لڑکے کا نام لال بیگ رکھا گیا۔

”بالمیک“ کا مطلب بلنی سے جنما ہوا بتایا جاتا ہے۔ سانپ کی کھوہ کو بلنی کہتے ہیں۔ بالمیک ایک بھیل تھا جو جنگل سے گزرنے والے مسافروں کو لوٹا اور قتل کیا کرتا تھا۔ ایک روز سات رشی وہاں سے گزر رہے تھے کہ بالمیک نے ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ آخر اس نے ان پر حملہ کیوں کیا کیونکہ ان کے پاس کوئی مال اسباب نہیں۔ بالمیک نے بتایا کہ اس نے جنگل سے گزرنے والے تمام لوگوں کو قتل کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ تب رشیوں نے پوچھا کہ اگر وہ پکڑا جائے تو کیا کوئی مدد کرنے کے لیے ساتھ ہے؟ اس پر بالمیک نے اپنے والدین سے کہا کہ کیا وہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کر سکتے ہیں، مگر انہوں نے نہیں میں جواب دیا۔ بالمیک نے رشیوں سے کہا کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ رشیوں نے زور دیا کہ وہ برے کام چھوڑ دے اور مسلسل ”مرامرا“ کا ورد کیا کرے۔ لیکن تیزی سے ”مرامرا“ بولنے پر یوں لگتا ہے جیسا ”رام، رام“ کا جپ کیا جا رہا ہو۔ اس طرح رام رام کا جپ کرنے سے اس کے گناہ دھل گئے۔ بارہ برس بعد وہ مر گیا، اسے دفن کیا گیا، اس کا جسم مٹی میں مل گیا اور قبر پر گھاس اگ آئی۔ وہ رشی ایک مرتبہ پھر وہاں سے گزرے تو ”رام رام“ کے ورد کی مدد سے آواز سنی۔ آخر کار انہوں نے مٹی کھودی، اور اس کے جسم کو دوبارہ زندہ کر کے اسے بالمیک کا نام دیا؛ یعنی جو سانپ کے بل سے نکلا ہوا۔

چوہڑوں کے کچھ ٹوٹم اور ٹیپو دلچسپ ہیں۔ گل چوہڑے بتاؤں (بینگن) یا اروی (بھتا پرت) نہیں کھاتے؛ لوتے چوہڑے خرگوش کھانے سے اجتناب کرتے ہیں؛ سہوترے کسی شیر پر نگاہ نہیں ڈالتے، تاہم شادیوں کے موقعوں پر وہ ایک شیر کی شبیہ بناتے اور عورتیں اس کی پوجا کرتی ہیں؛ بھٹی چوہڑے پھٹوں یا اینٹوں سے بنے پیچ پر نہیں بیٹھتے، اور کوئی بھی

چوہڑا سیبہ نہیں کھاتا؛ ساروان چوہڑا کسنیہا سے کپڑا نہیں رنگتا۔

چوہڑے اپنی ہی گوت کے اندر شادی نہیں کرتے۔ بیوی کی موت کے بعد سالی سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ بیوی کی ماں یا خالہ سے شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ دو بیویاں رکھی جاسکتی ہیں، البتہ پہلی بیوی خصوصی استحقاق رکھتی ہے۔ لڑکی کو سات یا آٹھ اور حتیٰ کہ پانچ سال کی عمر میں بھی بیاہ دیا جاتا ہے۔ شادی کے معاملات نائی، چھیمبایا میراٹی کے ذریعہ نمٹائے جاتے ہیں۔ ہر صورت میں والدین کی اجازت ضروری ہے، مگر بیوہ کی شادی میں ایسا کرنا لازمی نہیں۔ شادی کرتے وقت لڑکی کی مرضی یا پسندنا پسند معلوم نہیں کی جاتی۔ لڑکے والے مخصوص رقم ادا کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں۔ اگر رشتہ طے کرتے وقت لڑکے یا لڑکی والوں نے کوئی بات چھپائی ہو تو منگنی توڑی جاسکتی ہے، یا اگر شادی ہونے کے بعد نقص کا پتہ چلے تو باقاعدہ لکھ کر طلاق دینا ممکن ہے۔ مطلقہ عورت دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔

بالکل درست طور پر یہ بتانا مشکل ہے کہ چوہڑے کونسے جانور کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ غالباً مختلف جگہوں پر مختلف امتناعات مروج ہیں۔ گجرات کے چوہڑے مردار، گرگٹ اور جنگلی بلی تو کھا لیتے ہیں مگر گیڈر، لومٹر، گوہ یا کچھوا نہیں کھاتے۔ پھر بھی ان کا ایک کوچے مانڈا نامی گروپ صرف کھوے ہی کھاتا ہے۔ لہذا چوہڑے سانیوں سے برتر ہیں جو گیڈر وغیرہ کھا لیتے ہیں، مگر مصلیوں کی نسبت کمتر ہیں جنہوں نے مردار کھانا چھوڑ دیا ہے۔ سیالکوٹ کے چوہڑے سور نہیں کھاتے اور اسلامی شریعت کے منظور شدہ جانور ہی کھاتے ہیں۔ مگر وہ حلال کے ساتھ ساتھ حرام گوشت بھی کھا لیتے ہیں۔

چوہڑے عموماً اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں جب کوئی شخص مرنے والا ہو تو وہ مسلمان مولوی کو بلاتے ہیں کہ وہ ”سہانی“ پڑے۔ لیکن اگر اردگرد صرف ہندو رہتے ہوں اور گاؤں میں کوئی مثلاً موجود نہ ہو تو ایسا کچھ نہیں کیا جاتا۔

وہ عورت کو زچگی کے 21 دن بعد تک نجس سمجھتے ہیں۔ ماہواری کے دوران وہ کنوئیں پر پانی بھرنے نہیں جاتی اور حیض کے دن ختم ہونے پر اپنے کپڑے دھوتی اور نہاتی ہے۔ جنازے کے تمام شرکاء کو بھی تدفین سے فارغ ہو کر نہانا پڑتا ہے۔

ان کے پیروں کے نام بالاشا، مارکھنڈے، میاں شورا، لال بیگ، بالمیک، جھونپڑا،

پیر جھوٹا، گنگر بیگ اور ایل ملوک ہیں۔ وہ انہیں ایک بالا کا اوتار سمجھتے ہیں۔ ایک روایت میں جھونپڑا کو الف چیل یعنی دسواں اوتار کہا گیا ہے۔ یہ پیر ان کی شادیوں اور جنازوں کی رسوم ادا کرتے ہیں۔ شادیوں کے موقع ایک میراثی کسی صاف جگہ پر آٹے سے بنا دیوار کھ دیتا ہے اور لوگ اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ اس دیے کو ان کے اجداد کی ”جوت“ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے فقیر یا سادھو شاہ مدار، نوشاہیہ، ننگے شاہیہ، یتیم سہاسیہ اور بیراگی ہیں۔ شاہ مدار یا اپنے سر پر لٹ یا بودی رکھتا اور مالا یا تسبیح پہنتا ہے۔ ننگے شاہیہ کے بال لمبے اور بوڑھ کے دودھ میں گندھے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں ایک اون کی رسی سے سر پر باندھتا اور اوپر ایک پیلے کپڑے کی پگڑی باندھتا ہے۔ وہ بارہ سال ننگے رہتے اور بدن پر بھھوت ملتے ہیں۔ بیراگیوں کے کپڑے بھی نوشاہیہ جیسے ہیں لیکن وہ اپنے بیٹھنے کے لیے ایک بیراگن (Prop) بھی ساتھ رکھتا ہے۔ نوشاہیہ بالوں کی چٹیاں کرتے، گلے میں مالا اور کلائی میں گجرا پہنتے ہیں۔ یتیم شاہیہ بھی بیراگی جیسا ہے۔

ان کے مذہب کے بنیادی اصول یا عقائد یہ ہیں: (1) گناہ ایک حقیقت ہے۔ (2) کوئی خدا موجود نہیں۔ (3) بالا ثالث ہے۔ (4) وہ ایک جانور کی قربانی دیتے اور مکئی، گڑ اور گھی کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ (5) روح خدا کی جانب لوٹ جاتی ہے۔ (6) جسم دوبارہ زندہ ہوگا۔ (7) حساب لیا جائے گا۔ (8) فرشتے موجود ہیں۔

چوہڑوں کے ہاں مختلف توہمات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی چوہڑا سفر پر روانہ ہو اور اس کی ملاقات میراثی سے ہو جائے تو وہ واپس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پیچھے سے آواز دے کر بلائے تو تب بھی وہ جانا منسوخ کر دے گا۔ راستے میں کوئی رینگتا ہوا گدھا ملنا نیک شگون ہے۔ اگر سفر پر روانہ ہوتے وقت دھوبی مل جائے تو مقصد پورا نہ ہونا یقینی ہے۔ کچھ لوگوں کو خوش بخت سمجھا اور راہیوں سے ملنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ چوہڑا کبھی جھاڑو کے اوپر پاؤں نہیں رکھتا۔ غلے کے لیے استعمال ہونے والے جھاڑو کو گھر میں کیل کے ساتھ دیوار پر لٹکایا جاتا ہے۔ عام صفائی والا جھاڑو ہرگز اوپر کو کھڑا نہیں کرتے۔ چوہڑے اپنے بچوں کے بے عزتی والے نام رکھتے ہیں تاکہ انہیں بری نظر نہ لگے، مثلاً کاکا، گھسیٹا، رُوڈا، نتھو وغیرہ۔ چوہڑا کبھی کسی گلوے یا سانی کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ عورتیں اور بچے قبروں کے قریب نہیں

جاتے۔ بہو کبھی اپنے سر کا نام نہیں لیتی۔ فصلیں ہمیشہ اتوار، پیر یا جمعے کو کاٹی اور پیر، منگل یا بدھ کو بوئی جاتی ہیں۔ گھر میں سب لوگ اکٹھا کھاتے ہیں، لیکن عورتیں بعد میں ہی کھاتی ہیں۔ اگر مرد عورتوں کے بعد کھائیں تو انہیں چوٹ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ عورتیں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ ”یا جو ٹھہ یا جھوٹ، دونوں نقصان پہنچاندے۔“ وہ شراب، پوست، افیم، بھنگ اور چرس استعمال کرتے ہیں۔ نشئیوں سے نفرت کی جاتی ہے۔ وہ کسی بڑے سے ملتے وقت پیری پاں (پاؤں پڑوں)، متھائیگاں (ماتھائیگوں) یا سلام بولتے اور جواب میں ”تیرا بھلا کرے خدا“ کہتے ہیں۔ چوہڑے صرف آپس میں ہی مل کر حقہ پیتے ہیں۔ کوئی بھی برتر ذات ان کے ساتھ کھاتی پیتی نہیں ہے۔

چوہن (چوہان)..... باڈریوں کی ایک شاخ (فیروز پور میں) جو چوہان نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اپنے چراغوں میں تیل کی بجائے گھی استعمال کرتے ہیں۔ لڑکی شادی کے بعد شاذ و نادر ہی میکے آتی ہے، اور اگر وہ سسرالی رشتہ داروں سے جھگڑے کے نتیجہ میں میکے چلی آئے اور وہیں مرجائے تو اس کے والدین کو اپنے داماد کے لیے نئی دلہن خود تلاش کرنا پڑتی ہے۔

چوہنگ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چوریکا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چہال..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چھابری..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھادھریا چدھریا چدھڑ..... دریائے چناب و راوی کی وادیوں کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں لیکن جھنگ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جھنگ میں زیادہ تر چھادھروں نے خود کو تنوار راجپوت راجا ٹرکی نسل سے بتایا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ محمد غوری کے دور میں اپنے وطن راجپوتانہ سے نکلے اور بہاولپور میں آباد ہوئے جہاں اُج کے شیر شاہ نے انہیں مسلمان کیا۔ وہاں سے وہ جھنگ ہجرت کر آئے، ایک اہم بستی آباد کی اور دریائے چناب اور راوی کے ساتھ ساتھ اوپر کی جانب پھیل گئے۔ سٹیڈمین کے مطابق وہ اچھے کاشتکار ہیں اور اپنے پڑوسیوں جتنے مویشی چوری کے عادی نہیں ہیں۔ حافظ آباد تحصیل میں قبیلے کے میراٹی نے چھادھروں کا شجرہ نسب

یوں بتایا: پانڈو — گارجن — بھین — باتیسار — ماند لک — تنوار — انک — جودھ —  
 راجارادیلان — چدھر — مسٹرای ڈی میکلیکن کے مطابق چدھر (چھادھر) تنوار راجپوت  
 ہیں۔ ساندل بار میں ان کے مرکزی قبائل راجو کے، کامو کے، جاپ، لون، پاجیکے، دیو کے،  
 بالکے، سجو کے وغیرہ ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ مغل شہنشاہ کا ہاتھی راجو کے چدھروں کے  
 ہاتھ لگ گیا۔ انہوں نے اسے رہٹ کھینچنے پر لگا دیا۔ یہ کنواں کھریا نوالا کے قریب ہاتھی تھیہہ  
 نامی مقام پر تھا۔

چھا کھانگ ..... چھا = مالک، کھانگ = زمین۔ سہتی میں ملنے والی ایک ذات۔ (دیکھیں ”چاہ  
 زنگ“۔)۔ سرجمز لائل کے مطابق کھانگ کا مطلب زمین نہیں بلکہ گھر ہے۔

چھالا ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھالی گر ..... سیالکوٹ میں بازی گر کے لیے متبادل اصطلاح۔

چھانت ..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

چھتر ..... (1) مہیال برہمنوں کی ایک شاخ۔ (2) کنیتوں کی ایک شاخ جن کے نام سے کیوتھل  
 کے چھتروت پرگنہ کا نام منسوب ہے۔

چھبلا ..... (دیکھیں ”چھبہ والے“)

چھسی، چھبو ..... (دیکھیں ”چھبہ“)

چھبیل داسی (چھبیل پنہتی) ..... شام جی کے ایک چھبیل داس نامی اروڑا شاگرد کی قائم کردہ چھوٹی  
 سی شاخ۔ اس کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان کی سانگھڑ تحصیل میں مکھو وال کلاں کے مقام پر ہے۔  
 (دیکھیں ”شام داسی“)

چھبہ والے ..... شام جی کے کھتری پیروکاروں کے لیے اصطلاح۔ اس کے گاندیا جٹ بھگتوں کو  
 رنگ رنگیٹا اور چاندیا بلوچ پجاریوں کو چھبلا کہتے ہیں؛ البتہ یہ دونوں ہی مسلمان ہیں اور شام  
 جی کی اولادوں کو نذر پیش کرتے ہیں۔

چھتر ..... گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ۔ اس کا جد امجد اُج سے آیا، لیکن اس کا اصل نام  
 معلوم نہیں۔ روایت کے مطابق بچپن میں وہ اپنے ننھیال آیا اور اسے جوتوں (چھتروں)  
 میں تولایا گیا، اس لیے اس کی اولاد چھتر کہلائی۔

چھتر ساز..... چھتریاں بنانے والا۔ غالباً ان کا شمار ترکھانوں میں ہونا چاہیے۔

چھجرا..... ملتان تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھجرا..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جیسلمر کے بھٹیوں کی شاہی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ وہ راہ

کیہر کی سرکردگی میں ملتان آئے اور آباد ہوئے۔ بھٹی تواریخ میں کیہر ایک قابل ذکر نام

ہے۔ ایک کیہر خلیفہ الولید (713ء) کا ہم عصر تھا۔ اس نے اور اس کے بیٹوں نے جیسلمر کی

بھٹی سلطنت کو ترقی دی۔ ایک اور کیہر سولہویں صدی میں جیسلمر کا حکمران تھا اور اس کے بیٹے

نے دریائے سندھ تک ملتان کا سارا علاقہ فتح کیا۔ چھجرا اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اپنے

قبیلے میں کرتے لیکن دیگر جٹ قبیلوں سے لڑکیاں قبول کر لیتے ہیں۔

چھجو..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

چھجو، چھجو پنہتی..... کتر سلسلوں کے درمیان ہندو اور مسلم عقائد کا دلچسپ ملغوبہ پیش کرنے والا ایک

فرقہ۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد لاہور کے ایک بھگت چھجونے رکھی جو اورنگزیب کے عہد میں

گزرا ہے۔ چھجو کے پیروکار اپنے مُردوں کو جلاتے مگر ان کی راکھ گنگا میں نہیں بہاتے۔ اس

کے بجائے وہ راکھ کو بندیل کھنڈ میں پران جی نامی مقام پر لے کر دفن دیتے ہیں۔ وہ حضرت محمدؐ

کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہیں کرتے۔ ضلع منگمری کی

پاکپتن تحصیل میں ملکہ ہانس کے مقام پر ان کی ایک مقدس زیارت گاہ ہے جہاں کچھن داس

نامی مہنت رہتا ہے، اور ان کی مقدس کتاب ایک قسم کے معبد میں رکھی ہے۔ یہ کتاب بھاشا

میں لکھی ہوئی ہے، اور اس میں بیان کردہ عقائد ہندومت اور اسلام کا ملغوبہ ہیں۔ ان کے کچھ

پیروکار قبولہ ٹی اور ہڑپہ میں بھی ہیں۔ وہ گوشت نہیں کھاتے۔

چہل..... منگمری میں ایک ہندو مسلمان (زراعت پیشہ) جٹ قبیلہ۔

چھلپ دار..... دہلی میں تقریباً دس گھروں پر مشتمل ایک برادری۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ مغل دور میں

میوات سے وہاں آئے اور یوپی میں مجاور کہلاتے ہیں۔ شیخ مجاور اور قلندر ان کے اجداد تھے،

چنانچہ موخر الذکر کی اولاد قلندر کہلائی۔ مگر یہ محض فسانہ لگتا ہے۔ خیال غالب ہے کہ وہ اسلام

قبول کر لینے والے ہندو ہیں۔ جب وہ ہندومت کے پیروکار تھے تو سیلانی گوپے ہوا کرتے

تھے۔ ان میں بت پرستی کے رجحانات ابھی تک ختم نہیں ہوئے۔ انہوں نے بتوں کی بجائے

مسلمان پیروں کو پوجنا شروع کر دیا۔ چھلپ داروں کا کوئی چودھری نہیں بلکہ پنچایتی نظام ہے۔ وہ قبیلے کے قواعد سے انحراف کرنے والے کو 10 یا 12 آنے جرمانہ کرتے ہیں اور اس رقم سے مٹھائی خرید کر پنچوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ وہ شرعی انداز میں نکاح کرتے اور بیوہ کو شادی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

چھمب..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھمیا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھنا..... ملتان اور امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھنیر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھوڑی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

چھول یا چھول..... ہوشیار پور میں ”ملاح“ کا مترادف۔

چھولیا نا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھون، چھونی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چھمچہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارا میں قبیلہ۔

چھیلر..... جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ جن کی مرکزی آبادی نابھا کی تحصیل نارنول میں چھیلر ہے۔

چھیمبا..... چھیمبا، چچی یا چھمھی (جسے ڈیرہ غازی خان میں چڑھوا کے مقام پر پاؤن گر کہتے ہیں)

پیشہ کے اعتبار سے ٹھپے لگانے اور کپڑے رنگنے والا ہے، لیکن ساتھ ساتھ کپڑے سیتا اور دھونا

بھی ہے۔ چنانچہ اس ذات میں درزی، لیلاری اور دھوبی کے علاوہ چھاپہ گر بھی شامل ہیں۔

چھیمبے مسلمان اور ہندو دونوں ہیں۔

چھیمبا خالصتا ایک دستکار ہے، اور وہ صرف دھوبی کی حیثیت میں ہی گاؤں کے کیوں میں

شمار ہوتا ہے۔ ہندو چھیمبے دو ذیلی ذاتوں میں منقسم ہیں جو باہمی شادیاں تو نہیں کرتے لیکن

ایک ساتھ کھاتے پیتے اور تمباکو نوشی کرتے ہیں۔ یہ دو ذیلی ذاتیں ٹانک اور رہیلا ہیں۔ پیتالہ

کے ہندو دھوبیوں کی ایک تیسری ذیلی شاخ بھی بتائی جاتی ہے۔ علاقائی لحاظ سے ہندو

چھیمبوں کی مختلف شاخیں ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ میں وہ لاہوری اور ڈوگرا میں تقسیم ہیں۔

امر تسر میں بھی ایک لاہوری گروپ ملتا ہے جسے چھاپہ گریا نونڈھی بھی کہتے ہیں۔ دیگر چھیمبے انہیں بنظر تحقیر دیکھتے ہیں کیونکہ بتایا جاتا ہے کہ وہ شادیوں کے موقع پر آٹے کی ایک گائے بناتے اور پھر اسے تیر مارتے ہیں۔

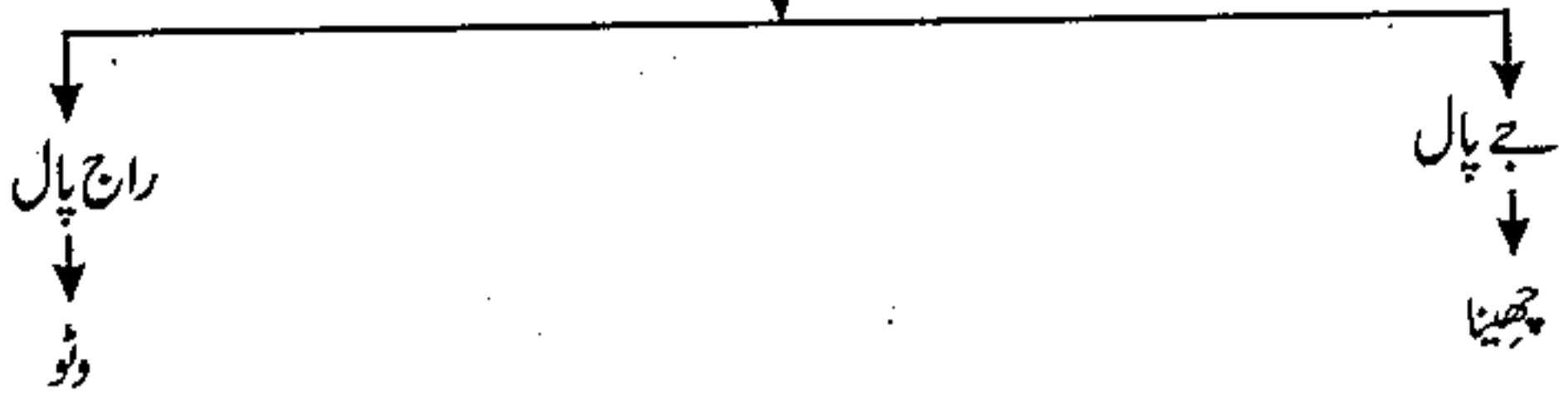
ہندو چھیمبے صرف شادی کے موقعوں پر ہلدی پیستے ہیں۔ وہ بڑیاں بھی نہیں بناتے۔ ان کی عورتیں کانچ کی چوڑیوں اور مہندی سے اجتناب کرتی ہیں۔

مسلمان چھیمبوں کی بھی کئی علاقائی شاخیں ہیں، مثلاً پٹیالہ میں سرہندی، دیسوال اور ملتان۔ یہ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ یہ میں چھیمبوں کا بزرگ علی نامی رنگ ساز ہے جسے لقمان کا شاگرد اور کپڑے دھونے ورنگنے کے فن کا موجد بتایا جاتا ہے۔ کام شروع کرنے سے پہلے وہ یہ جملہ بولتے ہیں: ”پیر استاد لقمان حکیم، حکمت دابادشاہ، علی رنگریز، چڑھی رہے دیگ۔“ بیشتر مسلمان چھیمبے سنی لیکن کروڑ (کھروڑ) میں کچھ ایک شیعہ بھی ہیں۔ مسلمان چھیمبوں اور دھوپوں کی عورتیں لونگ، ہاتھی دانت یا کانچ کی چوڑیاں اور نیلا کپڑا نہیں پہنتیں۔

چھینا..... شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ امر تسر میں انہیں زراعت پیشہ جنٹوں کے طور پر بھی شمار کیا گیا۔ چھینا بلاشبہ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے چیمہ سے جدا ہیں۔ سیالکوٹ میں چھینا کی موجودگی اس امر سے عیاں ہوتی ہے کہ ضلع میں جاکی قصبہ ایک چھینا جنٹ نے بنایا تھا جو سندھ سے آیا اور جام کالقب برقرار رکھا۔ (جام سندھ کا چودھری ہے) تاہم اگر چھینا جنٹ چناب کے کنارے سیالکوٹ تک پھیل گئے تو یہ بات دلچسپی کی حامل ہے کہ وہ درمیانی اضلاع میں کیوں نہیں ملتے۔ چھینا میانوالی اور ریاست بہاولپور میں بھی موجود ہیں۔ ریاست بہاولپور میں وہ زیادہ تر منچن آباد کارداری میں ہی ہیں، اور وہاں ان کی تین شاخیں ہیں: تاریکا، مہرکا اور اعظمکا۔ (یہ تینوں مالک زمین جبکہ دیگر مزارعین ہیں) شب نامے کے مطابق وہ وٹوؤں کے قرابت دار ہیں:



اچھر



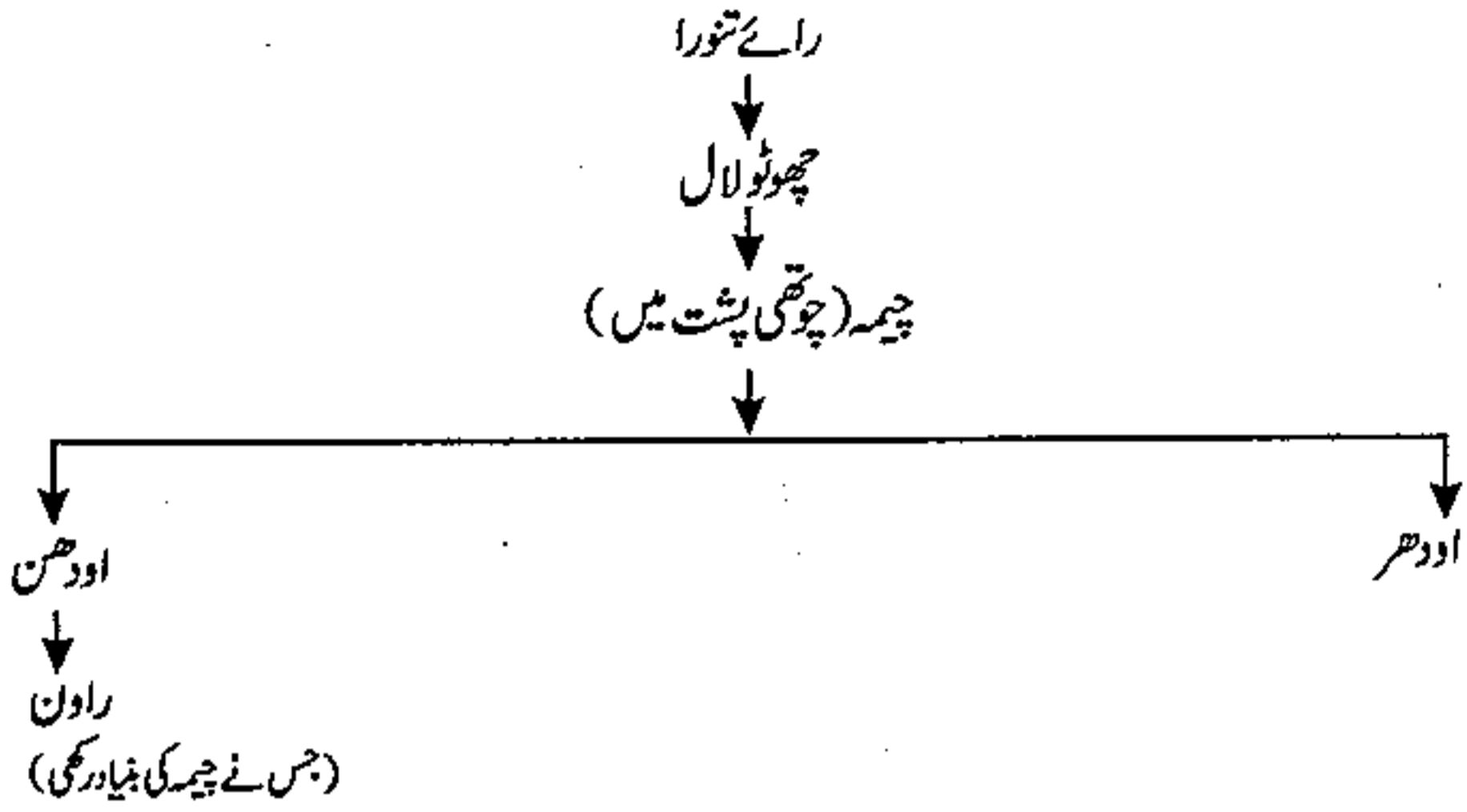
چھینا کی 18 ویں پڑھی میں پھیر دے بابا فرید کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ چھینے جھاکش اور با حوصلہ لوگ مگر وہ پیشہ ور چور بھی ہیں۔ البتہ وہ سیدوں، فقیروں یا میراثیوں کا مال نہیں چراتے جس کی وجہ بددعا کا خوف ہے۔ چھینے وٹوؤں کے مقابلے میں ایک چھوٹا قبیلہ ہونے کے باوجود ان کی بالادستی قبول نہیں کرتے۔ اگر وٹو کسی چھینے کی ایک بھینس چرالے تو وہ جواب میں وٹوؤں کی پانچ بھینسیں چوری کرے گا۔

چیت رامی..... نکھو کے کے ایک اروڑا شخص چیت رام کا قائم کردہ فرقہ۔ ان کی مرکزی زیارت اب بھی نکھو کے میں ہی ہے۔ البتہ راہبانی ہیڈ کوارٹر لاہور میں بیرون ٹیکسالی گیٹ بنائے گئے ہیں۔ چیت رام نے چشتیہ سلسلے کے ایک جلالی فقیر محبوب شاہ کی شاگردی اختیار کی۔ اس کی وفات کے بعد چیت رام اس کی قبر پر سویا اور خواب میں یسوع مسیح کو دیکھا۔ یہ نظارہ اس نے اور اس کے شاگردوں نے ایک پنجابی نظم میں بیان کیا ہے۔ چیت رام نے 1894ء میں وفات پائی۔ پر جوش شاگردوں نے اس کی چتا جلائی اور راکھ گھول کر پی لی۔ مرنے سے قبل اس نے مستقبل کی چیت رامی ”عیسیٰ پور“ کا تعین کر دیا تھا۔ ڈاکٹر ایچ ڈی Griswold اس فرقے کے مسلک کے حوالے سے بتاتے ہیں: — ”چیت رامی فرقہ تثلیث کے دوہرے عقیدے کو مانتا ہے۔ ایک عیسائی تثلیث مسیح ابن مریم، روح القدس اور خدا پر مشتمل ہے۔ ایک اور ہندو وانہ قسم کی تثلیث میں اللہ، پریشور اور خدا شامل ہیں۔ اللہ خالق، پریشور قائم رکھنے والا اور خدا تباہ کرنے والا ہے۔ یہ تصور بلاشبہ برہما، وشنو اور شیو کی بنیاد پر ہے۔ کائنات کی ان تین قوتوں کا ایک ایک ثانی انسانی جسم میں موجود ہے۔ (اس نکتہ نظر سے انسانی جسم ایک قسم کی کائناتِ صغیر ہے)۔ تولیدی یا پیداواری حصہ اللہ سے، نشوونما کا باعث حصہ (چھاتی) پریشور سے اور تباہ کرنے والا حصہ (سر) خدا سے تعلق رکھتا ہے۔“ چیت رامی عموماً

ہاتھ میں ایک لمبی راڈ لیے پھرتے ہیں جس کے اوپر لگی ایک صلیب پر ان کا اعتراف عقیدہ کندہ ہوتا ہے۔ چیت رومی تعداد میں زیادہ نہیں، اور بتایا جاتا ہے وہ مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کی تادیب اور تعذیب کا نشانہ بنے۔ البتہ چیت رومی چیلہ کسی ہندو سے رام کے نام پر اور مسلمان سے اللہ و رسول کے نام پر بھیک طلب کرتا ہے۔ ہر ذات کے چیلے اپنے اپنے ہم ذاتوں کے ساتھ ہی کھاتے پیتے ہیں۔ ہر سال بچھو کے میں ان کے تین میلے لگتے ہیں: یکم پوہ (جنوری) کو محبوب شاہ کی برسی پر، 29 جیٹھ (مئی، جون) کو چیت رام کی یاد میں، اور 18 ساون (جولائی، اگست) کو ملنگ شاہ کی یاد میں۔ ملنگ شاہ کے بارے میں اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ وہ محبوب شاہ کا دوست تھا۔

چچی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

چیمہ..... پنجاب کے سب سے بڑے جٹ قبائل میں سے ایک۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی 25 پشتیں قبل ان کا جد امجد چیمہ، ایک چوہان راجپوت اس وقت دہلی سے فرار ہوا جب محمد غوری نے رائے تنورا (پرتھوی راج) کو شکست دی۔ چیمہ پہلے کانگڑا اور پھر امرتسر گیا جہاں اس کے بیٹے چھوٹوالال نے علاؤ الدین کے عہد میں بیاس کے کنارے ایک گاؤں آباد کیا۔ اس کے پوتے کا نام رانا کنگ تھا، اور اس کے 8 بیٹوں میں سے سب سے چھوٹا بیٹا دھول ان کے موجودہ قبیلچوں کا جد امجد تھا: دوگل، موہتل، نگارا اور چیمہ۔ چیموں کی شادی بیاہ کی رسوم ساہی جٹوں کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ ان کی رسوم برہمنوں کی بجائے جوگی ادا کرواتے تھے۔ مگر آج کل یہ کام بھنیا پر وہت کرتے ہیں۔ چیمے ایک طاقتور اور متحد مگر جھگڑالو قبیلہ ہیں۔ وہ قبیلے کے اندر شادیاں کرنے کے علاوہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی کر لیتے ہیں۔ قبیلے کی بڑے حصے نے فیروز شاہ اور اورنگزیب کے عہد میں اسلام قبول کیا لیکن زیادہ تر نے اپنی پرانی رسوم برقرار رکھیں۔ سیالکوٹ میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے مگر گوجرانوالہ میں بھی 42 دیہات کے مالک ہیں اور مشرق و مغرب کی جانب بھی پھیل گئے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قبیلے کا نام اس کے سب سے چھوٹے قبیلچے کے نام پر ہے جو دھول کی اولاد ہے۔ ایک اور نسب نامہ یوں ہے:



چیمہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

چینا..... (دیکھیں ”چھینا“)

چینا..... ڈیرہ غازی خان میں بطور جٹ شمار کیا گیا ایک چھوٹا قبیلہ۔

چنگی..... (1) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ، (2) گل جٹوں کی ایک شاخ جو ہوشیار پور

تک ہی محدود ہیں۔



## ح

حجام..... (دیکھیں ”نائی“)

حسن خیل..... آدم خیل آفریدیوں کی ایک معروف شاخ جو جوآکی کے ساتھ مل کر کوہاٹ اور پشاور کے درمیانی سلسلہ کوہ پر قابض ہیں۔ درہ کوہاٹ کے مغرب میں اکوڑ سے لے کر کھٹک (خٹک) سرحد تک۔ حسن خیل ضلع پشاور کی جنوبی سرحد پر آباد ہیں۔

حسن زئی..... ہزارہ میں جدونوں (گدونوں) کے تین مرکزی حصوں میں سے ایک۔ یہ دھمتوڑ اور اس کے آس پاس اور منگل و بگرا خطوں میں آباد ہیں۔

حسینی..... (دیکھیں ”سید“)

حسینی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔ (دیکھیں ”سید“)

خُور..... پٹھانوں کی ایک شاخ۔ یہ عمر خیل اور ملتی خیل کے ساتھ مل کر ایک چھوٹے سے قبیلے کی شکل اختیار کرتے ہیں جو لودی کے ساتھ قرابت داری کے داعی ہیں، لیکن لودی نے اس کی تردید کی ہے۔ وہ تیرھویں صدی میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر نیچے جاتی ہوئی زیریں کوہستان نمک کی خور شاخ پر آباد ہوئے۔

حقیقی..... یہ فرقہ بلاشبہ اہل حدیث ہی ہے۔

حکیم..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

حلال خور..... اسلام قبول کر لینے والا، خاکروب، چوہڑا یا کوئی بھی اچھوت جو صرف حلال کیے ہوئے جانور ہی کھاتا ہے۔

حلوائی..... حلوہ اور مٹھائی تیار کرنے والا۔

حنبلی..... سنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتب فکر میں سے ایک۔ یہ امام احمد بن حنبل (780ء تا

885ء) کو مانتے ہیں اور صرف بغداد کے نواح تک ہی محدود ہیں۔ مردم شماری رپورٹوں میں

کسی نے بھی اپنا اندراج بطور حنبلی نہیں کروایا۔ جدید اہل حدیث ایک حد تک اسی فقہ کے پیروکار ہیں۔

حنفیہ (حنفیہ)..... سنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتب فکر میں سے ایک۔ یہ امام ابوحنیفہؒ (699ء تا 769ء) کے پیروکار ہیں جنہوں نے اجتہاد کی اجازت دی تھی۔ شمالی ہند کے سنیوں میں حنیفیوں کا حصہ کافی بڑا ہے۔ وہ اپنے بانی کو امام اعظم کہتے ہیں۔ ہم نے ان افراد کو حنفی شمار کیا جنہوں نے اپنا اندراج امام اعظم کے پیروکاروں کے طور پر کروایا۔



## خ

خاص خیلی..... بہاولپور میں ملنے والا ایک قبیلہ۔ یہ ماچھیوں کی شاخ ہے اور اس کے ارکان عباسی خوانین کی خدمت میں تھی۔ ایک خاص خیلی یعقوب محمد، بہاول خان سوم کا وزیر بنا، لیکن بہاول خان چہارم کے دور میں ان کی طاقت کافی گھٹ گئی۔

خاطی..... سرسا کے شمال اور پھلکیاں ریاستوں میں ترکھان اور لوہار کے لیے پیشہ ورانہ اصطلاح۔ بہت سے ہندو خاطی بشتوئی فرقے کے ہیں۔

خاکوانی..... ملتان کا ایک پٹھان خاندان جس کا نام ہرات کے قریب ایک گاؤں خاکن کی نسبت سے ہے۔ جنگلی سور کو بھی ”خوک“ کہتے ہیں۔ اس خاندان کا علی محمد خان احمد شاہ ابدالی کے دور میں 1767ء تک ملتان کا صوبہ دار رہا۔

خالصہ..... سکھ دولت مشترکہ۔ کنگھم کے مطابق خالصہ سکھ گورو گووند سنگھ کے پیروکار تھے، جبکہ نانک کے پیروکاروں کو خلاصا کہا جاتا تھا۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سُریت سکھ ہر سال امرتسر میں ایک بار اکٹھے ہوتے تھے۔ خلاصا یا سُریت خالصہ کی اصطلاحات اب متروک ہو چکی ہیں اور موخر الذکر کی جگہ اب تہ خالصہ نے لے لی ہے۔

خانزادہ..... راجپوتوں کی ایک شاخ جو عملی طور پر پنجاب میں ضلع گڑگاؤں تک محدود ہیں لیکن وہ الور میں بھی ملتے ہیں۔ کیپٹن پوولیٹ نے الور کے خانزادوں کو یوں بیان کیا: وہ فارسی تاریخ دانوں کے میواتی سردار ہیں جو غالباً قدیم آقاؤں کے نمائندے تھے۔ میواتیوں کو خانزادہ کہا جاتا ہے، ایک ایسی نسل جو اگرچہ میوؤں کی طرح مسلمان ہیں اور معاشرتی حوالے سے میوؤں سے کہیں برتر اور ان کے لیے کوئی چاہت نہیں رکھتے، لیکن گزرے وقتوں میں انہوں نے چھاپوں اور لوٹ مار کے لیے ان کے ساتھ اتحاد کیا۔ میواس اعتبار سے کافی مشہور ہیں اور اسی بات نے انہیں شہنشاہانِ دہلی کی آنکھ کا بال بنا دیا۔ درحقیقت اصطلاح میواتی کا استعمال عموماً حاکم طبقہ کے حوالہ سے ہوتا ہے، جبکہ میو کی اصطلاح پست سلسلوں کا عہدہ بیان کرتی ہے۔

مؤخر الذکر اصطلاح بدیہی طور پر جدید نہیں، تاہم مجھے یقین ہے کہ تاریخ میں نہیں ملتی اور اول الذکر میری رائے میں اب غیر عام ہے، خانزادہ نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

تعددی اعتبار سے خانزادے غیر اہم ہیں اور اب وہ اشرافیہ میں نہیں پائے جاتے۔ سماجی رتبہ میں وہ میو سے کافی اوپر اور زیادہ حالیہ ہندو ماخذ سے ہونے کے باوجود بہتر مسلمان ہیں۔ وہ کوئی ہندو تہوار نہیں مناتے، اور نہ ہی یہ تسلیم کریں گے کہ وہ ہندو زیارت گاہوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ بالعموم میوؤں جیسے ہی غریب اور جاہل ہونے کے باوجود وہ ان کے برخلاف نمازیں پڑھتے اور عورتوں کو کھیتوں میں کام نہیں کرنے دیتے۔

وہ اعلیٰ درجہ کے کاشتکار ہیں۔ دیگر قبیلوں کے مقابلہ میں ان کی عورتوں کی خانہ نشینی نے انہیں نقصان پہنچایا۔ کچھ ایک نے ہجرت کر کے گنگا کے شہروں میں تجارت کا پیشہ اختیار کر لیا، لیکن اصل خانزادہ علاقہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اپنے قبیلے کی روایات کو بدستور قائم رکھنے والے اکثر و بیشتر فوجی ملازمت پر مسرور ہیں۔ ریاست میں 26 خانزادہ دیہات ہیں جن میں سے زیادہ تر میں مالکان خود بھی کھیتوں میں کام کرتے اور اہل چلاتے ہیں۔

خانزادہ کی اصطلاح غالباً ”خان زاد“ سے مشتق ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فارسی تواریخ میں مذکور سب سے پہلی نسل بہادر ناہرنے فیروز شاہ کی وفات کے بعد اس کے ہنگامہ پرور غلاموں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس بے راہروی پر برادری نے اس کا نام ”خان زاد“ یعنی غلام رکھ دیا۔ خانزاد اس اختراع کو برہمی کے ساتھ مسترد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لفظ ”خان جادو“ (یعنی جادو آقا) ہے، اور یہ شاہی راجپوت نسل کے زیادہ شریفانہ نام کے حوالے سے ہے (جس سے ان کا تعلق ہے)۔ پرانے مسلم تاریخ دانوں نے قبول اسلام کرنے والے جادوؤں کو میواتی کہا، ایک اصطلاح چند کا اطلاق چندر بنسی میواتی سردار پر ہوتا ہے۔

گڑگاؤں کے خانزادوں نے قبیلے کے کالم میں خود کو جادو بنسی درج کرایا اور عام طور پر اسے اپنی گوت کہتے ہیں۔ مسلمان خانزادہ یعنی ”خان کا بیٹا“ بے کم و کاست ہندو راجپوت یعنی ”راجے کا بیٹا“ کا مترادف ہے اور اس بارے میں شبہ کی گنجائش بہت کم ہے کہ میوؤں کے لیے خانزادہ وہی ہیں جو جنٹوں کے لیے راجپوت۔

خنک..... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو کوڈی کے ایک بیٹے لقمان عرف خنک کی اولاد ہونے کے دعویدار

ہیں۔ وہ خود کو کرلازی شاخ کے پٹھان بتاتے ہیں۔ کرلازی کے اُرمڑ بیوی کے بطن سے دو بیٹے کودئی اور ککئی پیدا ہوا۔ کودئی کے چھ یاسات بیٹوں میں سے ایک لقمان تھا (ایک بیٹی بھی تھی جو سید محمد کی بیوی بنی) اور لقمان کے دو بیٹے ہوئی اور وردگ تھے۔

کہانی یوں ہے کہ لقمان اپنے بھائیوں کے ساتھ شکار کھیل رہا تھا کہ ان کی ملاقات کسی اور قبیلے کی چار افغان حسیناؤں سے ہوئی۔ لقمان نے سب سے زیادہ خوش لباس حسینہ منتخب کی لیکن وہ سب سے کم حسین، گہری رنگت والی اور ٹھوس جسم کی مالک تھی۔ بھائیوں نے مذاق اڑتے ہوئے کہا کہ ”لقمان پہ خٹائی لارما“ یعنی لقمان کچھڑ میں گرا ہے۔ تبھی سے اس کا نام خٹک پڑ گیا۔ تاہم، اس بیوی سے اُس کے دو بیٹے تورمان اور بولاق پیدا ہوئے۔ تورمان کے دو بیٹے تری اور ترکی تھے، لیکن دونوں کی اولادوں کو تری کہا گیا چنانچہ خٹکوں کی دو شاخیں تری اور بولاق ہیں..... اور موخر الذکر کی نسل سے بنگی خیل ہیں۔

خٹک اپنے خدو خال، ظاہری شخصیت اور بہت سی روایات میں باقی تمام پٹھانوں سے مختلف ہیں۔ وہ ہماری سرحد پر آباد پٹھانوں میں سے انتہائی شمال پر رہتے ہیں اور پشتو کا نرم یا مغربی لہجہ بولتے ہیں۔ وہ جنگجو فطرت والے ہیں اور کئی سو سال تک اپنے پڑوسیوں کے ساتھ یا آپس میں ہی مصروف پیکار رہے۔ وہ پھر تیلے، مختی اور پٹھانوں کا موزوں ترین نمونہ ہیں۔ اگرچہ ان کا علاقہ غیر زرخیز ہے لیکن وہ اچھے کاشتکار ہیں۔ وہ جمال اور تاجر بھی ہیں۔ خصوصاً سوات اور بونیر کے ساتھ نمک کی تمام تجارت ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب کے سب سنی ہیں۔ خٹک کے موروثی دشمن مروت کا کہنا ہے: ”خٹک کے علاوہ کسی بھی دوسرے کی دوستی اچھی ہے، خٹک کو شیطان لے جائے۔“ اور ”خٹک ایک مرغی ہے۔ اسے دھیرج کے ساتھ پکڑیں تو بیٹھ جاتی ہے، اور جھپٹ پڑیں تو بدک جاتی ہے۔“ ایک اور محاورہ یوں ہے: ”اگرچہ خٹک ایک اچھا گھوڑ سوار ہے، لیکن وہ صرف یہی کر سکتا ہے۔“

خٹکوں کی شادی کی رسوم کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ جب کوئی خٹک نوجوان کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو دلال کو لڑکی کے والدین کے پاس بھیجتا ہے تاکہ اس کے عوض واجب الادا رقم کے بارے میں جان سکے۔ دلال واپس آ کر بتاتا ہے کہ مثلاً لڑکی کی قیمت 300 روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ 40 روپے نقد، 10 من گندم، بھٹیروں کا ایک جوڑا،



60 روپے مالیت کے زیور، ایک من گھی شادی کے موقع پر فراہم کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ حق مہر بھی 200 روپے ہوگا۔ اگر نوجوان اتنی رقم کا انتظام کر لے تو اس کا ڈوم یا باپ، یا کوئی اور قریبی رشتہ دار لڑکی کے گھر جاتا ہے۔ البتہ لڑکی کا باپ خود سامنے آنے کی بجائے اپنے ڈوم یا مختار کے ذریعہ معاملات طے کرتا ہے۔ رقم ایک چٹائی پہ بیٹھ کر گنی جاتی اور لڑکی کے ڈوم کو دے دی جاتی ہے۔ وہ یہ رقم لڑکی کی ماں کو دیتا ہے۔ اس کے بعد دونوں دلال ”شرعی نکاح“ کا انتظام کرتے ہیں۔

خروٹی..... خروٹی کہتے ہیں کہ وہ ہوتک کی ماں توخی کی اولاد سے ہیں۔ لیکن توخی قبیلہ کا کہنا ہے کہ وہ نامعلوم والدین کی اولاد ہیں جس کو قبیلہ نے اپنا لیا۔ ان کا علاقہ ورغون کے جنوب میں غزنی کے مشرق تک دریائے گول کے منبع کے قریب کا ہے۔ وہ موسم سرما تحصیل ٹانک میں گزارتے ہیں۔ وہ ایک غریب قبیلچہ ہیں اور ان میں سے متعدد قلیوں یا حاملوں کا کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر بیلو ان کی شناخت سکندر اعظم کے تاریخ دانوں کے Arachoti کے ساتھ کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ اب بھی قدیم ارکوشیا میں رہتے ہیں۔ ان کی رائے میں خروٹی اور ناصر کا ماخذ غلزی آبادی سے مختلف ہے۔

خضر خیل..... ریورٹی کے مطابق سونی یا سنی سروانی پٹھانوں کا ایک قبیلچہ۔ یہ بابر کے دور میں خیبر میں آباد ہوئے، اس نے ان پر حملہ کیا اور 1519ء میں پہاڑوں میں دھکیل دیا۔ کیونکہ انہوں نے 1507ء میں وہاں سے گزرتے ہوئے بابر کو تنگ کیا تھا۔ اب خضر خیل تقریباً معدوم ہو چکے ہیں اور ان کا نام زیر بحث نہیں آتا۔

خضر زئی..... نتوزئی، ڈمر، سنڈر کا کڑ پٹھانوں کا ایک حصہ۔  
خلج..... ترک ماخذ کا ایک معدوم شدہ قبیلہ جو خلج ابن یافث ابن نوح کی اولاد سے ہونے کا دعویٰ دار تھا۔ اس قبیلے کا ایک بہت بڑا حصہ گرم سیر اور کچھ ننگر ہار میں بھی آباد تھا۔  
خلجی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ۔ یہ خلجی سے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے اور غالباً ”خلج“ کا نمائندہ ہے۔

خلجی..... (دیکھیں ”خلجی“)

خلف زئی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

خلیفہ..... (1) پنجاب میں عموماً مشہور اولیا کے جانشینوں کو خلیفہ کہتے ہیں۔ (2) دوسری طرف پیرزادوں کے خدمت گار میراثیوں کے لیے بھی یہ اصطلاح مستعمل ہے۔ (3) درزیوں کو ازراہ مزاح دیا گا لقب۔ دھویوں کی انجمن (گلڈ) کے سربراہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں۔

خلیل..... غور یہ خیل پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ دریائے بارا کے بائیں کنارے پر اور درہ خیبر کے سامنے والے علاقے میں آباد ہیں۔ ان کے چار مرکزی قبیلے متوزئی، باروزئی، اسحاق زئی اور تلر زئی ہیں جن میں باروزئی سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔ خلیل اچھے کاشتکار نہیں۔ ریورٹی کے مطابق ابتدائی مغل تاریخ میں خلیل ایک نہایت طاقتور قبیلہ تھے، اور ان کا شمار غور یہ پٹھانوں کے طاقتور ترین قبیلوں میں ہوتا تھا۔

خواجہ..... خاص طور پر کشمیریوں کا ایک لقب۔

ٹو جیانی..... کڑلانی پٹھانوں کا ایک قبیلہ جو ایک دور میں سارے خوست پر قابض تھا لیکن اب صرف گرم میں ہی ملتا ہے۔ اس نام کا استعمال صرف پشاور میں ہی ملتا ہے۔ گرم کے حاجی اور ٹوری قبیلے ٹو جیانی ابن کلکی کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں مگر ان کا پٹھان ماخذ مشکوک ہے۔



## د

داتیے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ لبانہ قبیلچہ۔

داد پوترا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (دیکھیں ”داؤد پوترا“)

داوی..... کلہوڑیا پیلہاس پور ریاست کے 31 ویں راجا چندر کے تیسرے بیٹے چھتر چند کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔

داؤد پنتھی..... اس کی بنیاد ایک گوڑ برہمن داؤد نے رکھی (وفات 1703ء)۔ داؤد پنتھی فرقہ تین سلسلوں میں منقسم ہے: ناگ، ورت اور اتر ادھا۔

داؤد کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

داؤد گر..... بازو دتیار کرنے والا۔ اس اصطلاح میں کئی ذاتیں شامل ہیں جو تمام مسلمان ہی ہیں۔

داس (داسا)..... عموماً شودروں کو داس کہتے ہیں۔ اس کا مطلب خدمت گار ہے۔

داگر..... ایک جٹ قبیلہ۔ دہلی اور گڑگاؤں میں ان کی کافی تعداد اور روہتک میں بھی ایک آبادی ہے۔

داگی، داغی..... گولو میں کسی ناپاک ذات کے لیے اصطلاح۔ پہاڑی علاقوں میں بیچ ذاتوں کے لیے کولی، داغی اور چھنال نام استعمال ہوتے ہیں۔

دانگرہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

داوری..... شمالی وزیرستان میں وادی ٹوچی کے ریتلے زرخیز علاقے میں آباد داوری یا داوری کو سخت کاشت کاری یا ہجرت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چنانچہ ان میں جنگجوی جذبے کا فقدان ہے۔

داؤد پوترا..... بہاولپور کے حکمران خاندان کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔ یہ عباسی ہونے کے دعویدار

اور بہاولپور اور ملتان کے پڑوسی علاقوں میں ہی ملتے ہیں۔ داؤد پوتروں کی شاخیں اپنا سلسلہ

نسب داؤد خان سے دسویں پشت میں محمد خان دوم عباسی سے ملاتی ہیں۔ محمد خان دوم کے تین

بیٹے تھے: (1) فیروز یا بیرون خان، (2) عارب (یا عرب) خان، اربانی شاخ کا جد امجد، اور

(3) ایسب خان جو اسبانی یا حسبانی شاخ کا جد امجد بنا۔ پیر و ج خان کی اولاد پیر جانی، فیروز جانی یا پیر پیر جانی کہلاتی ہے اور بہاولپور کے نواب اسی شاخ سے ہیں۔ پیر جانیوں کی ایک ذیلی شاخ کا نام شاہ محمد خان کی مناسبت سے شمانی یا شامانی ہے۔

اربانوں کی پانچ ذیلی شاخیں ہیں: موسانی، رکنانی یا رکرانی، رحمانی، جمبرانی اور بھمبرانی۔ یہ سب موسیٰ خان وغیرہ کی اولاد ہیں۔ اسبانیوں کی مزید کوئی شاخ نہیں۔ کچھ اور شاخیں بھی داؤد پوترا ہونے کی دعویدار ہیں لیکن ان کے دعوے مبہم، متنازعہ یا مشکوک ہیں۔ ان میں نوہانی، زورایا، کرانی، رو بھیا، رنو بھیا، چندرانی وغیرہ شامل ہیں۔

داؤد زئی..... دریائے کابل کے بائیں کنارے پر (بارا کے ساتھ اس کے مقام اتصال تک) آباد ایک پٹھان قبیلہ۔ مہمند کی طرح داؤد زئی بھی غوریہ خیل کے مورث اعلیٰ غورانی کے بیٹے دولت یار کی نسل ہیں۔ داؤد کے تین بیٹے مندکئی، مامور اور یوسف تھے جن سے قبیلے کی تین بڑی شاخیں نکلیں۔ مندکئی کے تین بیٹے حسین، نیکائی اور بالوتھے۔ پشاور میں نیکائی یا نیکسی کی نمائندگی ملتی ہے۔

داؤد..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

داؤلی..... ڈومنا کے رتبے کی ایک پہاڑی ذات جو زیریں کوہستانوں کے ندی نالوں میں سونا چھانتے ہیں۔

داؤل..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

داوی..... غور غشت یا گھور گشت پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ دانئی کے بیٹے داوی کی اولاد ہیں اور کاکڑ، ناگھر اور پڑنی سے قرابت رکھتے ہیں۔ داوی لوگ سنگار یا سنگ مندالی اور زرغون درہ (سبز وادی) پر قابض ہیں۔

داہر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور میں وہ ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب گھونگی کے قریب میر پور مٹھیلہ کے راجا راون سے ملتا ہے جس نے سید جلال کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس نے اس کا نام امیر الدہر (یا شاہ زماں) رکھا۔ لنگاہ بالادستی کے دور میں داہر کی طاقت گھٹ گئی اور اکبر کے عہد میں انہیں محض ”زمیندار“ کہا جاتا تھا۔ لیکن ناہروں نے انہیں بہت سی رعایتیں دیں اور داؤد پوتروں نے اقتدار میں آنے کے بعد ان

رعائتوں کو برقرار رکھا۔ داہرا اُچ کے گیلانی مخدوموں کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں، اور بتایا جاتا ہے کہ انہیں وقتاً فوقتاً اپنی اٹھارہ بیٹیوں کے رشتے دیتے ہیں۔

دایا..... بچے کی پیدائش میں مدد دینے والی۔ ملتان میں اسے ماچھی کہتے ہیں۔

دب، ڈب..... ملتان اور شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈبیر..... مظفر گڑھ میں تولنے والے کو کہتے ہیں۔

دبیراہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کمبوہ قبیلہ۔

دُتنی..... (دیکھیں ”دوتنی“)

دچھی..... ساندل بار کے بھٹیوں کا ایک قبیلہ جو چدھرا روں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں مگر بھگسریوں کے ساتھ نہیں۔

دڈ..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ددرابھٹی..... منگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

ددوال..... ایک راجپوت قبیلہ جس کے ساتھ داتا پور کے قدیم حکمران خاندان کا تعلق تھا لیکن ان کا نام ہوشیار پور سرحد پر کانگڑا میں دادا سے منسوب کیا جاتا ہے۔

دڑانی..... (دیکھیں ”ابدالی“)

دراہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

درزی..... ہندی متبادل ”سوجی“۔ یہ خالصتاً ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ صحیح معنوں میں تو کوئی

درزی ذات موجود نہیں، البتہ ہر قبیلے میں ایک درزی انجمن (گلڈ) ملتی ہے۔ زیادہ تر درزیوں

کا تعلق شاید دھوبلی اور چھیمبا ذاتوں سے ہے لیکن سبھی ذاتوں کے لوگ یہ پیشہ اپناتے ہیں۔

مشرق میں درزی بالعموم ہندو اور مغرب میں مسلمان شمار ہوا۔

درکھن..... بل، ترکھان۔

درگ..... ملتان میں چناب کے کنارے پر ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنا سلسلہ نسل کچ مکران کے

ساتھ جوڑتے ہیں، اور غالباً انہیں 15 ویں صدی کے اواخر میں سندھ سے نکالا گیا۔ ان

کا لقب جام ہے۔

درگھ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

درمان..... (عبدالرحمن کی بگڑی ہوئی صورت) کھکیانی قبیلے کی ایک افغان شاخ۔  
 درول، درولی..... میاں کیلال کی نسل سے راجپوتوں کی ایک شاخ۔ میاں کیلال کلہور کے 16 ویں  
 راجا سنگر چند کا بیٹا تھا۔

درویش..... در بدر مانگ کر کھانے والا۔ لیکن ہماری مردم شماری رپورٹ کے مطابق درویش بٹالہ  
 اور پٹھان کوٹ اور امرتسر و کپورتھلہ میں ملنے والا مخصوص طبقہ ہے۔ وہ تھوڑی بہت زمین  
 کاشت کرتے، آلات موسیقی بجاتے، بھیک مانگتے، ر سے بٹتے، مرگ والے گھر میں جا کر  
 متونی کی صفات بیان کرتے اور مسجدوں کے آس پاس منڈلاتے رہتے ہیں۔ وہ بمشکل ہی  
 مرتاض ہیں۔ تاہم عورتوں کی بہت کم تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی انہوں نے ایک باقاعدہ  
 ذات کی صورت اختیار نہیں کی۔ کچھ جگہوں پر انہیں مسجدوں میں ”بانگی“ (مؤذن) بھی مقرر  
 کیا گیا ہے۔

درویش خیل..... وزیر پٹھانوں کے اتمان زئی اور احمد زئی قبیلے۔ یہ موسیٰ درویش کی اولاد ہیں۔  
 دریشک..... ڈیرہ اسماعیل خان کے تمام بلوچ شمنوں میں سب سے زیادہ بکھرے ہوئے۔ ان کے  
 بہت سے دیہات دریائے سندھ کے کنارے کی جٹ آبادی کے درمیان واقع ہیں۔ یہ بات  
 تسمن کو اپنی تعداد کی بہ نسبت کم طاقتور بناتی ہے۔ قبیلے کا تعلق رند شاخ سے ہے، لیکن یہ جلال  
 خان کے بیٹے ہوتے کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کی شاخیں مندرجہ ذیل ہیں:  
 کرمانی، منگوانی، گلپادھ، سرگانی، اربانی، جسکانی اور ایسانانی۔ سردار کا تعلق کرمانی شاخ سے  
 ہے۔ ان کا صدر مقام راجن پور کے قریب اسنی ہے۔

درین..... (دیکھیں ”ملاح“)

دُسادھ، دوساد..... چماروں کا ایک پوربیا قبیلہ۔ وہ بہار کے چورڈاکو ہیں۔ وہاں کے چوکیدار بھی  
 اسی طبقے سے نکلے۔

دُسخ..... فیروز پور میں ہندو جٹ قبیلہ۔ روایت کے مطابق سرویا جٹ کے پانچ بیٹے سانگھا، ملہی،  
 دھندسا، ڈھلوں اور دُسخ تھے جو پانچ گوتوں کے بانی ہوئے۔

دشتی..... یہ قبیلہ کبھی بلوچ کا خدمت گار تھا اور اب سارے ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ میں جا بجا  
 ملتا ہے۔ غالباً اس دشت نما علاقے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑا۔

دفرانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دلازاک..... یہ وادی پشاور میں داخل ہونے والا اولین قبیلہ تھے۔ اس کے برعکس آخوند، دروینا کا کہنا ہے کہ وہ سب سے پہلے ننگر ہار میں وارد ہوئے۔ (ہم یہاں مزید تفصیل نہیں دیں گے)۔

دلال..... روہتک میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ راٹھور راجپوت ماخذ کا دعویٰ ہے۔ روایات کے مطابق 28 پشتیں قبل دھنارہ نامی شخص سلوٹھی میں آباد ہوا اور ایک بڑا گوجر جٹ عورت سے شادی کی۔ اس سے اس کے چار بیٹے پیدا ہوئے: دلے، دیسال، مان اور ساہیہ۔ انہوں نے چار قبیلچوں دلال، دیسوال، مان اور سیواگ کی بنیاد رکھی۔ یہ سبھی جٹ ہیں اور آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ دلال جٹ دہیا جٹوں کے موروثی دشمن ہیں۔

دلانی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دلا والیہ..... سکھوں کی آٹھویں مسل جس میں جٹ شامل کیے گئے۔

ڈلو، ڈلو..... یہ غالباً ملتان کے دو زراعت پیشہ جٹ قبیلچے ہیں۔

دمر..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو اصل میں لاڑ کھلاتے تھے۔ یہ سندھ سے ہجرت کر کے آئے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ جام کا لقب لگاتے اور خود کو اس لحاظ سے جٹوں سے برتر سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹیاں قبیلے سے باہر نہیں بیاتے۔ بہر حال وہ کبھی کبھی اس اصول کی خلاف ورزی بھی کر لیتے ہیں۔

ڈندرائے..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو اپنے مورث اعلیٰ مانجھا کے ذریعہ سے سور یہ بنسی نسل ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس کی اولادیں ہجرت کر کے سیالکوٹ آ گئیں۔

دندن..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

دندیال..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دندیوال..... ایک جٹ قبیلچہ۔ یہ چوہان نسل سے ہونے کے دعویٰ ہیں، اور دہلی سے جیسلمر اور پھر سرسا میں آئے۔

دوتانی..... 700 لڑاکا آدمیوں پر مشتمل ایک پٹھان قبیلچہ جو وادی وانوا اور وزیر پھاڑیوں اور گول کے درمیانی علاقے میں آباد ہے۔

دوتی..... (دیکھیں ”دوتانی“)

دود..... ہوشیار پور میں ایک راجپوت قبیلہ۔ یہ تقریباً سبھی شوالک میں بیت نامی خطے تک محدود ہیں اور مانسوال کارانا ان کا رہنما ہے۔ دود اصلاً چندر بنسی ہیں۔ روایت کے مطابق ایک مرتبہ وہ اپنے سے دوگنی تعداد میں دشمنوں کے ساتھ لڑے اور ڈیوڑھا کھلانے لگے۔ یہی لفظ بگڑ کر دود بن گیا۔ منگمری میں اس نام کا ایک مسلمان جٹ قبیلچہ (زراعت پیشہ) بھی ہے۔

دودائی..... ایک اہم بلوچ قبیلہ، لیکن اب یہ اس نام سے نہیں ملتا۔ ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان اور جھنگ کے میرانی اسی کے نمائندے ہیں۔

دودھی..... گدی ذات کا گوالا، گجرات میں۔

دودی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دوڑا..... ”بلاہر“ یا پیغام رساں۔

دوسالی..... ہوشیار پور میں ایک چھوٹی سی ذات، لیکن یہ ستلج کے مشرق میں نہیں ملتے۔ یہ لوگ ہندوؤں کے لیے چھابے یا چنگیر بناتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر ان کی بہت ضرورت ہوتی ہے کہ وہ پتوں سے پلٹیں بنائیں۔ وہ شملہ کے ڈومنون کی طرح باریک گھاس کے تنکوں سے پتوں کو سیتے ہیں۔ دوسالی کو ایک ناپاک ذات سمجھا جاتا ہے اور راجپوت وغیرہ ان کے ہاتھ سے کچھ لے کر نہیں کھاتے۔ لیکن ان کی حیثیت سریرا یا بھنجر اسے برتر اور باہشی یا گرتھ سے کم تر، اور چھیمبا سے قریب تر ہے۔ وہ اپنی ذات سے باہر شاذ ہی شادی کرتے ہیں۔

دولا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ اراٹیں قبیلچہ۔

دولت..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دولت خیل..... لوہانی پٹھانوں کے چار بڑے قبائل میں سے ایک، جس نے غالباً 17 ویں صدی

کی ابتداء میں مردوٹوں اور میاں خیل کو ٹانک سے نکال باہر کیا۔ ان کا مرکزی قبیلچہ کتی خیل

تھا۔ اور دولت خیل نے اپنے حکمران قتال خان کی سرکردگی میں ٹانک پر حکومت کی اور

18 ویں صدی کے وسط میں ان کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ وہ ڈرائیوں کی ہمراہ انڈیا میں آئے

اور بہت سی دولت لوٹ کر واپس گئے۔ لیکن پھر بھٹانی اور دیگر قبائل نے تجاوز کیا اور اب ان

کی تعداد کم اور طاقت گھٹ گئی ہے۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا مرکزی جاگیردار، نواب آف



ٹانک کھتی یا کتی خیل ہے۔

دولٹ، ڈلہت..... نابھا، پٹیالہ اور فیروز پور میں جنٹوں کا ایک قبیلچہ۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کے جد امجد رائے کھنڈا یا کھنڈا کو دہلی کے قریب ایک جاگیر ملی تھی۔ نادر شاہ کے حملے میں اس کے بھائی رگبیر اور جگوپر مارے گئے لیکن وہ خود بھاگ کر سنام کے قریب ایک گاؤں سیونا گجری والا چلا گیا اور وہیں اپنی چھوٹی سی حکومت قائم کی۔ وہ اپنے بھائیوں کی بیواؤں سے شادی کرنے کے باعث جٹ ربتے سے گر گیا۔ ان کے جد امجد کے بچے پیدا ہونے کے بعد مر جاتے تھے چنانچہ اس کی بیوی نے نینا دیوی کے حضور قسم کھائی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ اس کی مونڈن کی رسم کے لیے دو مرتبہ مزار پر حاضری دے گی۔ چنانچہ اس کا بیٹا دو۔ لٹ کہلایا۔ لٹ کا مطلب بال ہے۔

دولے کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

دومبکی، دوہکی..... گیتوں میں اسے ”بلوچ کاسب سے بڑا گھرا نا“ بتایا جاتا ہے۔ اب بھی بلوچ علم الانساب میں انہیں دپتر (دفتر) کہا جاتا ہے۔ لیکن ان کے نام کی ڈوم کے ساتھ مشابہت کے باعث یہ محاورہ بن گیا کہ ”دومبکی ڈوموں کے چھوٹے بھائی ہیں۔“ لیکن یہ نام غالباً فارس کے ایک دریا ڈمبک سے مشتق ہے۔

دومرہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دومڑا..... نوجوان گویا؛ تحقیر آمیز اصطلاح۔ (دیکھیں ”دومڑا“)

ڈون..... جٹ میں جنٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا نام دوہنا سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ بھینسوں کا دودھ دوہتے ہیں۔

دوئے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ڈہا..... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں ڈہا (ڈاہا) میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ ڈیرہ غازی خان میں اس نام کی ایک جٹ شاخ بھی ہے۔

دھاریوال..... اس نام کی دو اور صورتیں دھانیوال اور دھالیوال ہیں۔ انہیں بھٹی راجپوت بتایا جاتا ہے۔ ان کا نام ان کے وطن دھارا نگر سے مشتق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اکبر نے ان کے سردار مہر مٹھا کی بیٹی سے شادی کی (بطور جہیز اسے کانگڑا میں 100 گھناؤ زمین دی گئی۔ بعد میں اس

زمین کو وہلی کے قبضے میں لے کر مغل شہنشاہوں کے قبرستان کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ البتہ اکبر کے مورخین نے مہر مٹھا کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ وہ بالخصوص بالائی ستلج اور مغرب کی طرف کے زرخیز خطے میں ملتے ہیں۔ ان کا صدر مقام مالوہ (یالدهیانہ، فیروز پور اور پٹیالہ کے ملحقہ حصوں) میں ہے۔ وہ بہت عمدہ کاشتکار ہیں۔ اکبر نے میاں یا مہر مٹھا کا خطاب اور دھولا نگر کے گرد 120 دیہات بطور جاگیر دیئے۔ بلاشبہ دھاریوال بہت قدیم دور سے اس علاقہ میں آباد ہیں، اور موگا تحصیل کا جنوب مشرقی کونہ اب بھی دھالیوال ٹپہ کہلاتا ہے۔ مٹھا کی اولادوں کو میاں کہا جاتا ہے، لیکن انہوں نے اسلام قبول نہ کیا، حالانکہ ان کے کئی اجداد کے نام مسلمانوں والے ہیں۔

دھاریوال دو گروپوں اُدھی یا اودی اور مونی یا مئی میں منقسم ہیں۔ گوجرانوالہ میں مونی ہی مہر مٹھا کے پیروکار ہیں۔

دھالیوال..... (دیکھیں ”دھاریوال“)

دہان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھاندا..... جٹ میں جنٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلچہ۔ ان کا جٹھیر اسوامی سندر داس ہے جس کی سادھ پر وہ ہر مہینے کی 12 ویں سوڈی کو دودھ بھینٹ کرتے ہیں۔

دھانک..... بنیادی طور پر ہندوستان (نہ کہ پنجاب خاص) سے تعلق رکھنے والی ایک ذات۔ یہ صوبے کے جنوب مشرق تک ہی محدود ہیں۔ ولسن کے خیال میں ان کا نام دھنشک (یعنی تیر کمان والا) سے ماخوذ ہے لیکن پنجاب کے دھانک شکاری نہیں۔ وہ فضلہ نہیں اٹھاتے اور یہی بات انہیں چوہڑوں سے ممتاز کرتی ہے۔ دیہات میں وہ کپڑا بننے کا کام بھی کر لیتے ہیں۔ عملی طور پر ان کا رتبہ چوہڑوں کے برابر ہے۔

دہبا..... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلچہ۔ یہ جنجوعہ راجپوت کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے اور خود کو اکبر کے ایک خادم کھوجا کی اولاد بتاتے ہیں۔ اکبر نے اسے بطور اعزاز ایک عبا اور سرسئی (دُہب) گھوڑا دیا تھا۔

دھڈ و آنا..... سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

دھڈھا..... شگمیری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

دُھدھی..... ضلع ملتان کی تحصیل میلسی میں ایک جٹ قبیلہ۔

دُھدھیال یا دُھدیل..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دُھدہ..... کپورتھلہ کا ایک جٹ قبیلہ جو دہلی سے ہجرت کر کے وہاں آیا۔

دُھڈھی..... ضلع منٹگمری کی پاکپتن تحصیل میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ جو راٹھوں کا قرابت دار ہے۔

اس ضلع میں انہیں بطور راجپوت، جٹ اور ارائیں جبکہ شاہ پور میں بطور جٹ درج کیا گیا۔

منٹگمری میں دُھدھی ہتیا نا بطور راجپوت شمار ہوئے۔

دھر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دہرالا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھرکھان..... سارے جنوب مغربی پنجاب میں ”ترکھان“ کا مترادف۔ جھنگ میں وہ سب کے

سب مسلمان ہیں اور ان کی مختلف شاخیں یہ ہیں: اعوان، بھری، بھٹی، ڈھاڈھی، گلوتر،

جنجواں، کری، کھوکر، سہارر، ساہتے اور سیال۔

دھڑو کے..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

دہر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ لنگاہ کے قرابت دار ہیں۔

دہریجا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھڑو کا..... گڑگاؤں میں برہمنوں کی ایک ذیلی ذات، جو بیوہ کی شادی کرنے کی وجہ سے ذات

باہر ہو گئے۔ یہ لفظ دھریل (داشتہ) یا دھریوا (بیوہ کی شادی) سے مشتق ہے۔ وہ گور

برہمن ہیں۔

دُھسآ..... گوروہرائے کی بیٹی نے پسرور کے ایک گیندکھتری امر سنگھ سے شادی کی جس کی اولاد

دُھسایا ”دراندازی کرنے والے“ کہلاتی ہے۔ لیکن مردم شماری رپورٹ میں اس نام کے کسی

گروہ کا اندراج نہیں ہوا۔

دھکڑ..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ماتم قبیلچہ۔

دھکڑ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

دھکو..... شاہ پور اور منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ منٹگمری میں ان کا شمار جٹ اور راجپوت

دونوں کے طور پر ہوا۔

دھکوچی..... ہزارہ کی پہاڑیوں میں برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ۔ یہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں۔ یہ ان پہاڑیوں کے برہمنوں کی دوسری ذیلی ذات پہاڑیا کے ساتھ شادی بیاہ کرتے اور نہ مل کر کھاتے ہیں۔

دھلان..... ریاست نابھا کے علاقے پاول میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔  
ڈہلر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ڈھلو بھٹی..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

ڈہلوی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھلوں..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھلی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھالی..... مسلمان فقیروں (جلالی) کا ایک طبقہ جو دھمال ڈالتے ہیں۔

دھان..... لوہار ترکھان ذاتوں کی ایک بروں زواجی کرنے والی پیشہ ورانہ ذیلی ذات۔ دھان لوہار جبکہ کھتی ترکھان ہیں۔ ان میں ہندو ستھار بھی شامل ہیں۔

دھمرا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

دھمرا یہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھنچون..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔ امرتسر اور منٹگمری میں اس نام کا ایک کبوتہ قبیلہ بھی ہے۔ منٹگمری میں یہ مسلمان اور ہندو دونوں ہیں۔

دھنڑائی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

دھنڑی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھندسا..... ایک جٹ قبیلہ جو انبالہ، لدھیانہ اور پٹیالہ کے ملحقہ حصے میں ہی محدود لگتا ہے۔ وہ

سروہار راجپوتوں کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ جنڈ میں ان کا ”سدھ“ بابا ہرنام داس

ہے جو 17 ویں صدی کا ایک بیراگی تھا۔ اس کی زیارت گاہ کرنال میں کھڑیال کے مقام

پر ہے۔ شادیوں کے موقع پر اسے نیاز چڑھائی جاتی ہے۔ سیالکوٹ کے دھندسا ایک سنی

مقبرے کا بھی احترام کرتے ہیں۔

دھندسہر..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھوئے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دُھنیا..... (دیکھیں ”پینجا“ اور ”کنڈیرا“)۔ یہ اون یاروئی دُھننے والا ہے۔

دھنیاں..... کوہ نمک کے پہاڑی قبائل کے گروپ سے تعلق رکھنے والا راجپوت کا ہم پلہ ایک قبیلہ۔

ضلع جہلم کی تحصیل چکوال کے علاقے دھنی کا نام انہی کے نام پر ہے۔ غالباً ان علاقوں میں

ان کی ایک آبادی اب بھی موجود ہے۔ البتہ اب وہ بالخصوص زیریں مغربی کوہ مری میں ملتے

ہیں۔ کیتوال نے انہیں سستی سے الگ کر دیا ہے۔ وہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کی اولاد ہونے کا

دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ بہادر ہیں اور فوج میں ان کی کافی بڑی تعداد کو بھرتی کیا گیا، لیکن وہ اپنے

علاقے میں اکثر جرائم کرتے ہیں۔ متعدد کارتہ جٹ والا ہے۔

دہو..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھوبی..... غالباً تمام کمپن اور دست کار ذاتوں میں سے یہی نہایت واضح اور باقاعدہ ذات کی

صورت رکھتے ہیں۔ پنجاب بھر میں دھوبی کا یہی نام ہے، مگر ڈیرہ جات اور ملتان ڈویژن میں

اسے چڑھو آ سے تمیز کرنا ممکن نہیں۔ وہ اہل علاقہ کے کپڑے دھونے کا کام کرتا ہے لیکن

(بالخصوص وسطی اور مغربی پنجاب میں) چھینٹ پر چھپائی بھی اسی کا کام ہے، اور بلاشبہ ان

علاقوں میں دھوبی اور جھیمبا کافی حد تک مدغم ہو گئے ہیں۔ دھوبی اس لحاظ سے خالصتاً کمپن

ہے کہ وہ کپڑے دھونے کے عوض فصل کی پیداوار میں سے ایک طے شدہ حصہ وصول کرتا ہے

لیکن اسے یہ حیثیت صرف جاگیرداروں کی اعلیٰ ذاتوں میں ہی حاصل ہے۔ جٹ اور اسی

رتبہ کی حامل دیگر ذاتوں میں عموماً عورتیں ہی گھر والوں کے کپڑے دھوتی ہیں۔ چنانچہ زیادہ تر

دھوبی شہروں میں ملتے ہیں۔ دھوبی کا شمار پست ذاتوں میں ہوتا ہے کیونکہ اس کے پیشے کو

ناپاک خیال کیا جاتا ہے۔ غیر اچھوت قبیلوں میں سے صرف دھوبی اور کہہار ہی گدھار کھتے اور

استعمال کرتے ہیں۔ دھوبی کی حیثیت نائی سے کم تر لیکن کہہار سے برتر ہے۔ وہ اکثر درزی کا

کام بھی کرتا ہے، اور پشاور میں ”دھوبی“ کا مطلب محض رنگریز ہے۔ عموماً اس کا تعلق مذہب

اسلام سے ہی ہے۔ اسے بریتا خلیفہ کہہ کر بلا تے ہیں۔

دھوبیوں کی شاخیں چند ایک ہی ہیں: (1) اگرائی (2) اکھرا (3) بھلم (4) بھٹی (5) کبہو

(6) کھوکھر (7) کوہان (8) ماہمل (9) رکھری (10) لاولی (11) لیل۔ ان میں سے 6, 5, 4 اور 11 نمبر شاخیں چھیمبا اور چڑھوآ میں بھی ملتی ہیں، جبکہ 3, 1 اور 9 چڑھوآ گوتیں ہیں۔ کیپورتھلہ کے ہندو دھوبی کہتے ہیں کہ وہ یوپی سے ہجرت کر کے آئے۔

دھوتر..... تقریباً گوجرانوالہ تک ہی محدود ایک جٹ قبیلہ۔ وہ زیادہ تر ہندو ہیں اور سور یہ بنسی راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو ہندوستان سے (یا پھر ایک اور روایت کے مطابق غزنی سے) ہجرت کر کے آئے۔ یہ تقریباً 20 پشتیں قبل کا واقعہ ہے۔

دھوٹ..... امرتسر اور منگمری میں ایک زراعت پیشہ کنبوہ قبیلچہ۔ موخرالذکر ضلع میں وہ ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔

دھودا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھوری..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھوکا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

دھوگری..... ریاست چمبہ کی بر مور وزارت میں لوہار، کانکن اور بھٹی جھونکنے والے۔

دھوڑکا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

دھول..... کیپورتھلہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ، جہاں وہ مشرق کی طرف سے ہجرت کر کے آئے۔

دھول..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ منگمری کے دھول مسلمان ہیں۔

دھول..... شاہ پور اور منگمری میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ اول الذکر ضلع میں انہوں نے خود کو

جٹ بتایا۔

دھونا..... منگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

دھونچک..... کرنال میں جٹوں کا ایک مرکزی قبیلچہ۔

دھوند..... دھوند، سٹی اور کیتوال قبائل ہزارہ وراولپنڈی اضلاع میں جہلم کے دائیں کنارے پر مری

اور ہزارہ کی تمام پہاڑیوں پر قابض ہیں۔ ان تینوں میں دھوند سب سے زیادہ شمال میں ہیں

اور ہزارہ کی تحصیل ایبٹ آباد کے علاوہ راولپنڈی کے شمالی خطوں میں بھی ملتے ہیں۔ ان سے

نیچے سٹی ہیں۔ اندوال غالباً دھوند کا ہی ایک قبیلچہ ہے۔ وہ عباس بن ابی طالب کی اولاد ہونے

کے دعویدار ہیں۔ لیکن ایک اور روایت کے مطابق ان کا جد امجد تخت خان تیمور کے ہمراہ دہلی میں آ کر آباد ہوا، اور اس کی اولاد میں سے زوراب خان شاہ جہاں کے دور میں کہوٹہ گیا۔ زوراب خان کے بیٹے ہی جدوال، دھوند، سرارا اور تناؤلی قبائل کے مورث اعلیٰ بنے۔ اس کے ایک بیٹے کھلارایا گورائے کو کشمیر بھیجا گیا۔ اس نے ایک کشمیری لڑکی سے شادی کی اور دھوند کا باپ بنا۔ اس کی ایک بیوی کیتوال بھی تھی۔ دھوندوں کے جانی دشمن سستی اس کے ایک اور ناجائز بیٹے کی اولاد ہیں۔ لیکن سستی کے بقول وہ نوشیرواں کی نسل سے ہیں۔ بلاشبہ یہ روایات ناقص ہیں۔ گورائے ایک ہندو نام ہے اور روایت کے مطابق اس کی پرورش ایک برہمن نے کی تھی۔ البتہ اتنا یقینی ہے کہ دھوند، سستی، برب، چھ اور دیگر قبائل ہندو نسل تھے۔ 1857ء میں دھوند اور کراچل نے علم بغاوت بلند کیا اور راولپنڈی میں دھوندوں کو خاصا سبق سکھایا گیا مگر ہزارہ کے دھوند سزا سے بچ گئے۔ ہزارہ کی مقامی روایت دو مرکزی دھوند قبیلوں چندیاں اور رتنیاں کو دوراچپوت سرداروں کی اولاد بتاتی ہے۔ آج بھی وہ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتے، حتیٰ کہ انہیں اپنے برتن تک نہیں چھونے دیتے۔ ان کی شادی کی رسوم ہندووانہ ہیں۔ بارات دو یا تین روز تک دلہن والوں کے گھر قیام کرتی ہے۔ وہ قبیلے سے باہر شادی کرتے ہیں، لیکن کثیر زواجی کافی عام ہے۔

دھوندا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھوں (دھون)..... ایک کھتری گوت۔

دھیا..... (1) ساہیوال کی شمال مشرقی سرحد اور دہلی و روہتک کی ملحقہ سونی پت تحصیلوں میں ملنے والا ایک جٹ قبیلہ۔ وہ خود کو مانک رائے نامی چوہان راجپوت کے اکلوتے بیٹے (جس نے ایک دھنکر جٹ عورت سے جنم لیا تھا) کی نسل بتاتے ہیں۔ یہ غالباً وہی مانک رائے چوہان ہے جس نے ہانسی کی بنیاد رکھی تھی۔ (2) آہولانا کا مخالف ایک گروہ جس کا نام دھیا جٹوں سے منسوب بتایا جاتا ہے۔ یہ دونوں دھڑے دہلی اور روہتک کے علاوہ کرنال میں بھی ملتے ہیں۔

دھیڈ..... ملتان میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ اکبر کے عہد میں یہاں آباد ہوئے۔

دھیڈھ، ڈیڈھ..... چمار کا مترادف۔ کسی بھی پست ذات کو اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ ممبئی یا یوپی

کے برعکس پنجاب میں یہ ایک علیحدہ ذات نہیں۔

دھیر..... سور یہ بنسی ماخذ کے دعویٰ دار جنوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا نام دہندہ جدا مجد اور اس کا بیٹا ہرپال کلانور میں آباد ہوئے اور پھر سیالکوٹ چلے آئے۔

دھیر مالیا..... سکھوں کا دوسرا سب سے پرانا فرقہ۔ دھیر مالیا اپنا تعلق دھیر مل سے بتاتے ہیں جس

نے اپنے چھوٹے بھائی گورو ہر رائے کو گورو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ شاہ پور میں چک رام

داس میں اس فرقے کا ایک اہم گڑھ ہے جہاں دھیر مل سے تعلق رکھنے والے بھائی کچھ

ارضی کے مالک ہیں۔ ان کے پیروکاروں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ بالخصوص کھتریوں اور

اروڑوں میں۔ خاندان کے ایک اور رکن بابا ہر بھاگ سنگھ کا مقبرہ ہوشیار پور میں امب کے

قریب ماڑی میں ہے۔ عقائد کے اعتبار سے ان میں اور نائک پنتھیوں میں کوئی فرق نہیں۔

دھیس..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دھیلا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

دھینڈیے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

دھیما..... حصار میں برہمنوں کا ایک گروہ۔

دھینور، دھیم..... لفظ دھینور بلاشبہ جھینور کی ہی ایک بدلی ہوئی صورت ہے، اور اسی طرح دھیم

بھی۔ پنجاب میں دھینور دہلی کے گرد و نواح تک ہی محدود ہیں، جہاں کسی بھی سانولے رنگ

کے شخص کو اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ دھینور کے دو گروپ ہیں: کہا، جو ٹوکریاں بناتے،

پالکی اٹھاتے اور کشتیاں چلاتے ہیں۔ ان میں سے متعدد ماہی گیر اور ملاح جبکہ کچھ ایک

بھڑ بھونجے ہیں۔ دوسرا گروپ اس قدر جرائم کا عادی ہے کہ ایک مرتبہ جھینور کو جرائم پیشہ قبیلہ

قرار دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ البتہ وہ زیادہ سنگین جرائم نہیں کرتے اور موسیقاروں،

گدا گروں کے روپ میں سارے پنجاب میں گھوم پھر کر چوری چکاری اور حتیٰ کہ ڈاکہ زنی کی

وارداتیں بھی کرتے ہیں۔ کچھ ایک نے کاشت کاری بھی شروع کر دی ہے۔ دھیم لوگ دھینور

کے ساتھ اپنے تعلق کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ موخر الذکر بہت بدنام چور ہیں۔ ہندو کسی دھیم کے

ہاتھ سے تو پانی پی لے گا مگر دھینور سے نہیں۔ ("جھینور" بھی دیکھیں)



دیوال..... لفظی مطلب ”اہل وطن“ ہے، یعنی دیس والے۔ یہ جٹ قبیلہ دلال والا ہی ماخذ رکھتا ہے۔ روہتک، گڑگاؤں اور کرنال میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ میواڑ اور اجمیر میں مسلمان راجپوت دیوال کہلاتے ہیں۔ انہیں راجپوت نہیں سمجھا جاتا۔

دیسی..... (1) ملک یا دیس سے تعلق رکھنے والا۔ (2) پہاڑی علاقوں کے ”پہاڑی“ کے برعکس میدانوں سے تعلق رکھنے والا۔ (3) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دین دار..... لفظی مطلب ”صاحب ایمان“۔ یہ اصطلاح چوہڑے، چمار یا اسلام قبول کر لینے والے کسی بھی پست ذات کے شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ان سے بالاتر ذاتوں کے افراد اسلام قبول کرنے پر نو مسلم، شیخ یا شیخڑا کہلاتے ہیں۔

دیو..... صرف ضلع سیالکوٹ تک ہی محدود جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ اپنے جد امجد کا نام سنکتر بتاتے ہیں۔ ظفر وال تحصیل میں اسی نام کے ایک گاؤں میں ان کی مقدس زیارت گاہ ہے۔ وہ ایک نہایت قدیم ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر راجپوت نہیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق راجا جگدیو ایک سور یہ بنسی راجپوت تھا۔ ان کی شادی کی رسوم ساہی جیسی ہیں اور وہ انہی کی طرح بکرے کا خون اپنے اجداد کی تکریم کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مان جٹوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ ان کی کچھ تعداد امرتسر میں بھی ملتی ہے۔

دیوار..... جہلم میں دلوال کے مقام پر آباد گدھیو کوں کا ایک خاندان۔

دیوالا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دیوانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

دیوانہ..... سکھوں کا تیسرا سب سے پرانا فرقہ۔ دیوانہ سادھ اپنا تعلق گورو ہر رائے یا شاید گورو رام

داس کے ساتھ بتاتے ہیں۔ غالباً انہیں بہت زیادہ بھنگ پینے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔ یہ

فرقہ بالایا ہریانے گورو کی اجازت سے قائم کیا، لیکن اس میں تنظیم کا فقدان ہے، اور اس کے

ارکان عموماً جٹ یا چمار بنتے ہیں۔ یہ سادھ بال نہیں کاٹتے، سپوں کی مالا پہنتے اور پگڑی میں

مور کا پر لگاتے ہیں۔ وہ آدی گرنٹھ کو مقدس مانتے اور سچا نام جپتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کا

اندراج کانگڑا ریاست سے ہوا۔

دیوانیا..... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔

دیول..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

دیہر..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان کبوتر قبیلہ۔

دیہگان، دیہگان، دیہقان..... اس کا لفظی مطلب کاشتکار یا کسان ہے۔ یہ ایک ایرانی (تاجک)

ذات ہے جس کی نمائندگی وادی پشاور میں عثمانی کرتے ہیں۔

دیہیا..... کرنال میں جٹوں کے مرکزی قبیلوں میں سے ایک۔ اس کا صدر مقام لدھیانہ میں ہے۔

غالباً یہ دیہیا ہی ہیں۔



ط  
د

ڈال.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈانور.....پتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈائیر.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈاہر.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ڈب گر..... ایک پست ذات جو تیل یا گھی کے لیے کپیاں بناتے ہیں۔ ڈب گر بنیادی طور پر

چماروں، کھوجوں اور چوہڑوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ڈسپال.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈنڈی.....(1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) ایک سنیا سی سلسلے کا نام۔

ڈنگرک..... لفظی مطلب ”گائے والے لوگ“۔ (1) چترال میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جو صرف چار

دیہات تک محدود ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن ان کا نام ہندو ماخذ کی

جانب ہی اشارہ کرتا ہے۔ (2) چترال اور دریائے سندھ کو ہستان کے عینا بولنے والے لوگوں

کو بھی ڈنگرک کہتے ہیں۔

ڈنگے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ڈوگر..... پنجاب کے ڈوگر ستلج و بیاس کی بالائی وادی میں ضلع لاہور کی زیریں حد سے اوپر اوپر ملتے

ہیں، اور پہاڑیوں کے دامن کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ تک پھیل گئے ہیں۔ حصار اور کرنال

میں بھی ان کی خاصی آبادیاں ہیں۔ فیروز پور میں دریا کے کنارے پر بھی ڈوگروں کا قبضہ

ہے۔ مسٹر برانڈر تھ نے انہیں یوں بیان کیا: ”ڈوگر غالباً دہلی کے نواحی علاقوں کے چوہان

راجپوت ہیں۔ پہلے وہ پاک پتن کے نواح میں آئے اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ ستلج کے

کناروں پر آگے بڑھتے رہے اور تقریباً 100 سال قبل ضلع فیروز پور میں داخل ہوئے۔

فیروز پور کے بھی ڈوگروں کا مشترکہ مورث اعلیٰ بہلول ہے، لیکن وہ بہلول کے دادا مہو کی

نسبت سے مہوڈو گر کہلاتے ہیں۔ بہلول کے تین بیٹے بمبو، لنگر اور سمو تھے۔ فیروز پور اور مٹلاں والا کے ڈوگر بمبو کی اولاد ہیں، کھائی کے ڈوگر لنگر جبکہ قصور کے سمو ڈوگر سمو کی نسل سے ہیں۔ ستلج کے کناروں پر واقع دیگر علاقوں میں ڈوگروں کی متعدد دیگر ذیلی ذاتیں بھی ہیں، مثلاً پرچت، توپڑا، چو پڑا وغیرہ۔ چو پڑا ڈوگر مہوڈو پر قابض ہیں۔ فیروز پور کے ڈوگر خود کورتے اور نسل میں دیگر ذیلی ذاتوں سے برتر سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی بیٹیاں مخصوص شاخوں میں ہی بیاہتے ہیں مگر اپنے لیے بیویاں تمام دیگر خاندانوں سے لے لیتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک دور میں وہ بچہ کشی کیا کرتے تھے، لیکن آج ایسا کوئی رجحان نظر نہیں آتا۔ ڈوگروں سے بخوبی واقف سرہنری لارنس کے مطابق وہ دراز قد، وجیہہ اور بڑی اٹھی ہوئی ناکوں والے ہیں۔ وہ تیز مزاج، اکھڑ اور بہادر ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ خود کو شورش انگیز رعایا ثابت کیا۔ انہیں آزادانہ انداز میں زندگی گزارنا پسند ہے اور تبھی فوج میں بھرتی ہوتے ہیں جب ان کا دل مانے۔ ڈوگروں کا یونانی چہرہ مہرہ پٹھانوں سے مشابہہ ہے۔ اس سے یہ خیال قائم کیا جاسکتا ہے کہ ان کی رگوں میں چوہان خون بہت کم ہے۔ البتہ وہ راجپوتوں کے قدیم خاندان سے اپنا تعلق جوڑنے کے بہت شوقین ہیں۔ گوجروں اور نے پالوں کی طرح وہ بھی بہت بڑے چور ہیں اور زراعت کی بجائے مویشی چوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاہم، ان میں کچھ نہایت محترم افراد بھی ہیں (بالخصوص فیروز پور علاقہ میں)۔ مرکزی شاخ کے ڈوگروں نے چند سال قبل ہی اپنے سروں پر کچھ پہننا شروع کیا ہے۔ قبل ازیں وہ دیگر غریب ذاتوں کی طرح لمبے بال رکھتے تھے اور سر پہ کچھ بھی نہیں پہنتے تھے۔ جسمانی ساخت سے قطع نظر، ان کی خاندانی رسوم ان کا تعلق ہندوؤں کے ساتھ جوڑتی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں سے زیادہ مشابہہ ہیں۔

ڈوگروں کا راجپوت ماخذ نہایت مشکوک ہے، اور پڑوسی راجپوت اس دعوے کو مسترد کرتے ہیں۔ البتہ سر ڈینزل اپٹن کے مطابق ڈوگر یا شاید دوگھر (لفظی مطلب ”اوپر نیچے رکھے ہوئے پانی کے دو گھرے“) سے مراد مخلوط خون والا شخص ہے۔ غالباً ڈوگر بالاصل زراعت پیشہ کی بجائے ایک سیلانی قبیلہ تھے اور اب بھی مویشیوں کا بڑا ذوق و شوق رکھتے ہیں، چاہے وہ ان کے اپنے ہوں یا دوسروں کے۔ عموماً انہیں گوجروں کے ساتھ شمار کیا

جاتا ہے۔ گوجروں اور ڈوگروں کی عادات بھی کافی ملتی ہیں۔ کرنال، لاہور اور فیروز پور میں وہ بدنام مویشی چور ہیں، لیکن مزید شمال میں انہوں نے کاشتکاری اپنائی ہے۔ وہ اچھے کاشتکار نہیں۔ ان کا سماجی رتبہ نچلے طبقے کے راجپوتوں والا ہے، لیکن سرسا کے ڈوگر اچھے کاشتکار اور وٹوؤں کے ہم رتبہ شمار ہوتے ہیں۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں، مگر کرنال میں ان کی عورتیں اب بھی ہندوؤں والا گھگھر اپہنتی ہیں، اور شادی میں ماں کی گوت کو خارج کر دیا جاتا ہے۔ جالندھر میں وہ کافی تاخیر سے شادی کرتے ہیں۔ ان کے شادی کے گیت دیگر ذاتوں کو سمجھ نہیں آتے۔ ڈوگروں کے بڑے قبیلے مندرجہ ذیل ہیں: مٹر، چینا، تگرا، ماہو اور چوگرا۔ کپورتھلہ سے ملنے والے ایک بیان کے مطابق ڈوگر بالاصل لکھی وال میں آباد تھے۔ وہاں منج اور بھٹی راجپوتوں کے مابین ایک لڑائی ہوئی جس میں ڈوگروں نے بھٹیوں کا ساتھ دیا۔ تاہم منج فاتح ہوئے اور انہوں نے ڈوگروں کو لکھی وال سے نکال دیا۔ اب وہ کسی منج کے ہاتھ سے پانی بھی نہیں پیتے۔

ڈوم (ڈوم)..... سر ڈینزل ابٹسن کے مطابق ڈوم اور ڈوم یا دوسرا کے درمیان فرق کا خیال رکھنا چاہیے۔ ڈوم ہندوستان کا جلا د اور ارتھی جلانے والا ہے اور جسے ہوشیار پور اور کانگڑا کی پہاڑیوں میں ڈومنا کہتے ہیں۔ لیکن چمبہ میں ڈومنا کو ڈوم کہا جاتا ہے اور شملہ کے قریب پہاڑی ریاستوں میں وہ بانس کا کام کرنے والا ہے۔ ڈینزل ابٹسن کے مطابق میدانی علاقوں کا ڈوم اصل میں میراثی جیسا ہے۔ بس میراثی مسلمان ہے لیکن پنجاب کے کچھ علاقوں میں ڈوم اور میراثی کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔ گڑگاؤں میں ڈوم کنجن کے برابر ہے اور اگر وہ میراثی ہو تو ناچنے والیوں کے پیچھے طبلے پر سنگت کرتا ہے۔ اس قسم کے ڈوموں کو بھڑوایا سُفردی کہتے ہیں۔ لیکن ایک اور بیان کے مطابق ڈوم میراثیوں کا میراثی ہے، اور وہ جھیور، ڈاکوٹ، کولی، چمار، بھنگلی، جولانا اور دھانک جیسی پست ذاتوں سے خیرات لیتا ہے۔ لاہور میں بھی ان کا درجہ میراثی سے کم بتایا جاتا ہے کیونکہ خالص میراثی ان کے ہاں شادیاں نہیں کرتے اور نہ ہی طوائفیں ان سے کوئی تعلق رکھتی ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں ڈوم اور لنگا کو میراثیوں کا ایک پیشہ ورانہ گروپ بتایا جاتا ہے، اور وہ بلوچ قبائل کے میراثی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر وہ دوم یا دومب جیسے ہیں جن کے نام کا مطلب

بلوچی زبان میں گویا ہے۔

ڈومرا (ڈومرا)..... (دیکھیں ڈوم) پہاڑوں میں درزی، مستری، ترکھان کا کام کرنے والے کسی بھی پست ذات آدمی کو کہتے ہیں۔

ڈومنا..... ڈومنا یا ڈومرا خالص پہاڑی علاقوں کا چوہڑا ہے، اور کانگڑا، ہوشیار پور اور گورداسپور میں ان کی کافی تعداد موجود ہے۔ میدانی علاقوں کے چوہڑوں کی طرح اس کی حیثیت بھی محض کوڑا اٹھانے سے بڑھ کر ہے۔ چوہڑا گھاس سے چیزیں بناتا جبکہ ڈومنا اس کی بجائے بانس سے اشیاء تیار کرتا ہے۔ چمبہ وغیرہ میں ڈومنا کو اکثر ڈوم بھی کہتے ہیں۔ سرڈینزل انٹرنیشن نے اسے ”ڈوم۔ میراٹی“ سے بالکل الگ خیال کیا۔

ڈومنا..... ایک پست خاکروب ذات جسے گورداسپور، جالندھر اور ہوشیار پور میں بھنجر بھی کہتے ہیں۔ وہ بانس سے پتھیں اور ٹوکریاں وغیرہ بناتے اور پست کام انجام دیتے ہیں۔ ان کی مختلف شاخیں کلوترا، منگلو، پرگت، دراہے اور للوترا ہیں۔ غالباً ان کا نام ڈوم کی ہی بدلی ہوئی صورت ہے۔

ڈھاہا..... کھتریوں کی ذیلی شاخ۔

ڈہار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈھاڈھی..... موسیقار یا گلوکار۔ ڈھاڈھی ایک قسم کے طنبورے کو کہتے ہیں۔ تاہم، ڈیرہ جات میں ڈھاڈھی یا ڈھاڈھی صرف گاتا ہے لیکن کوئی ساز نہیں بجاتا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ ڈوم کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ ملتان کے ڈھاڈھی گا کر مانگتے اور خیرات نہ دینے والے کو بددعا دیتے ہیں۔

ڈھاسی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈھالا..... دھاتیں ڈھالنے کا کام کرنے والا۔

ڈھالو، ڈھلو..... ملتان میں دو زراعت پیشہ جٹ قبیلچے۔

ڈھالی یا دھالی..... گجرات میں مسلمان جٹوں کا قبیلہ۔ ان کے بانی بھٹی راجپوت کو ایک عمدہ ڈھال اکبر کی خدمت میں پیش کرنے کے بدلے میں ایک جاگیر ملی تھی۔

ڈھاوا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

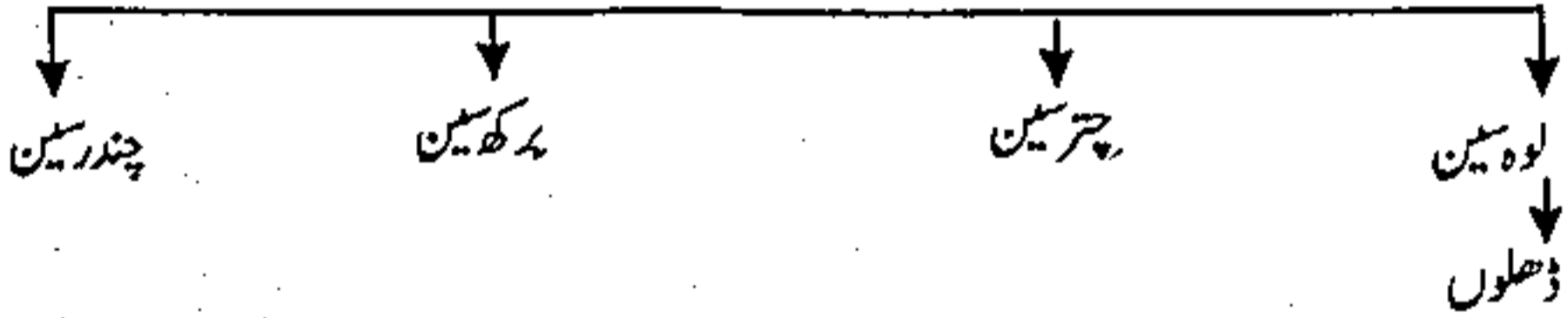
ڈہلو.....ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈہل.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ڈہلوں، ڈہلوں..... پنجاب میں ڈہلوں بہت بڑے اور وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے جٹ قبیلوں میں سے ایک ہیں (بالخصوص سکھ اضلاع میں)۔ ان کے صدر مقامات گوجرانوالہ اور امرتسر معلوم ہوتے ہیں لیکن فیروز پور سے لے کر اوپر کی جانب سارے ستلج کے ساتھ ساتھ بھی ان کی کافی بڑی تعداد ملتی ہے۔ وہ ان اضلاع کے مشرق کی پہاڑیوں کے دامن میں بھی موجود ہیں۔ ضلع دہلی میں ان کی بہت زیادہ تعداد ملتی ہے۔ وہ ان اضلاع کے مشرق کی پہاڑیوں کے دامن میں بھی موجود ہیں۔ ضلع دہلی میں ان کا بہت زیادہ تعداد میں اندراج باعث دلچسپی ہے، اور یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ان کا تعلق ایک ہی قبیلے سے ہے یا نہیں۔ گورایا کی طرح وہ بھی اصلاً سروہارا چپوت ہونے اور سراسا سے آئے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر یہ دعویٰ درست ہے تو وہ غالباً ستلج سے اوپر کی طرف گئے اور پھر مغرب کی سمت میں پہاڑیوں کے دامن میں پھیل گئے۔ لیکن ایک اور کہانی انہیں لونا می سوریہ بنسی راجپوت کی اولاد بتاتی ہے، جو مالوہ میں کھارمور کے مقام پر رہتا اور دہلی دربار میں کسی عہدے پر فائز تھا۔ ڈہلوں کی تین شاخیں بیان کی جاتی ہیں: باج، ساج اور ساندا۔

امر تھر میں بتائے جانے والے ایک سلسلہ نسب کے مطابق لُو (لوہ سین) راجا کرن کا بیٹا تھا:

سورج  
↓  
کرن



کہانی کے مطابق راجا کوئل کی ایک بیٹی کنتی تھی جس کی شادی راجا پاندو سے ہوئی۔ در بھاشارشی نے کنتی کو ایک منتر سکھا پاتا تھا جس کے ذریعہ وہ سورج کو اپنے زیر اختیار لاسکتی تھی اور اسی کی طاقت سے اس نے کرن کو جنم دیا۔ وہ ہستنا پور کا راجا بنا جب پانڈوؤں نے

کروکشیتر کی جنگ کے بعد اپنی سلطنت چھوڑی اور راجا کرن لڑائی میں مارا گیا تو ڈھلوں نے ہستنا پور کو خیر باد کہا اور بھٹنڈا کے قریب ونگر میں آباد ہو گیا۔ اس کی دس پشتیں وہیں قیام پذیر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے امب کے مقام پر کرن کا ایک مندر ہے جہاں چیت چودا کے موقع پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ سیالکوٹ میں ڈھلوں جٹھیرا کا نام داؤد شاہ ہے، اور شادیوں کے موقع پر اسے نذریں پیش کی جاتی ہیں۔ سکھوں کی بھنگی مسل ایک ڈھلوں سردار گنڈا سنگھ نے ہی قائم کی تھی۔ امرتسر میں ڈھلوں لوگ بل کے ساتھ شادی نہیں کرتے کیونکہ ایک مرتبہ ڈھلوؤں کا کوئی میراثی ایک بل گاؤں میں مشکلات کا شکار ہوا تو گاؤں والوں نے اس کی مدد نہ کی۔ چنانچہ مانجھا کے ڈھلوں کسی بل کے ہاتھ سے پانی بھی نہیں پیتے اور نہ ہی ڈھلوؤں کے میراثی بل کے میراثیوں سے شادی کرتے ہیں۔ لدھیانہ کے ڈھلوں گاؤں میں قبائلی جٹھیا کا ایک مزار ہے جسے وہ باباجی کہتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر اسے گڑ پیش کیا جاتا ہے۔

ڈہنگ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈھنگے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ڈھوڈی بھنڈ، کھٹر، نمونانا اور ویر..... ملتان میں چار زراعت پیشہ راجپوت شاخیں۔

ڈہون..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈھیڈ..... لفظی مطلب کوا۔ چمڑے کا کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

ڈھینگ..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ڈیال..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

ڈیڈھڑ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

ڈیر بجا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ڈیور..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔





د

راٹھ..... لفظی مطلب غضب ناک، ظالم یا وحشی ہے۔ (1) جنوں، گوجروں اور ڈوگروں کو دیا گیا ایک خطاب۔ (2) پاکپتن تحصیل میں ملنے والا ایک قبیلہ جو دھیموں کا قرابت دار ہے۔ وہ پنوار راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے اجداد اسلام قبول کرنے کے بعد ملتان ضلع کے میلی خٹے میں آباد ہوئے۔ ملتان میں چدھی مشائخ نامی مقام پر قبیلے کے ایک بزرگ حاجی شیر محمد کا مزار ہے۔ راٹھوں کا ذکر چودھویں صدی میں بھی ملتا ہے۔ سلطنت دہلی ختم ہونے پر وہ ملتان سے ہجرت کر کے اپنے موجودہ مسکن میں آ گئے۔ انہیں اچھے کاشتکار سمجھا جاتا ہے۔

منگمری سے راٹھ پنوار کا اندراج بطور راجپوت قبیلچہ ہوا۔

راٹھور..... ایک راجپوت قبیلچہ۔

راٹھی..... روہتک میں جنوں کا ایک قبیلہ جو تنوار راجپوت ماخذ کے دعویدار ہیں اور اس خطہ کے قدیم ترین باشندوں میں سے ہیں۔ (2) کانگڑا پہاڑیوں اور چمبہ میں راجپوتوں کا ایک طبقہ۔ سر ڈینزل ایٹسن نے ”پنجاب کی ذاتیں“ میں انہیں تفصیلاً بیان کیا ہے۔

راج..... شہروں میں مکانات تعمیر کرنے والوں کی گلڈ کو دیا گیا نام۔ فارسی میں اس کے لیے اصطلاح ”معمار“ ہے۔ ان افراد کی اصل ذات ترکھان ہی معلوم ہوتی ہے۔ راج کا اندراج صرف مشرقی اور وسطی علاقوں سے ہوا اور دہلی، گڑگاؤں اور کانگڑا کے سوا یہ بالعموم مسلمان ہی ہیں۔

راجپوت..... ویدک ادب میں راجا پتر کی اصطلاح لغوی مفہوم میں استعمال ہوئی، البتہ اس کا زیادہ وسیع اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ بعد میں راجا پتر صرف مالک زمین کو کہا جانے لگا اور لفظ راجنیہ یا شریف کا مفہوم یہی ہے۔ پنجاب میں راجا پتر کی صورت راج پت اور پھر راجپوت ہو گئی۔ جٹ کے بارے میں اپنے مضمون میں ڈینزل ایٹسن نے موجودہ جٹ اور راجپوت کی مشابہت کے متعلق آراء دی ہیں۔ شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک راجپوت قبیلے کا کسی حکمران یا

بادشاہ کی نسل سے ہونا ضروری نہیں بلکہ قبیلہ کے کسی رکن کا سیاسی قوت یا خود مختاری حاصل کرنا بھی اس کے ہم قبیلہ افراد کو راجپوت کا لقب اپنانے کا حقدار بنا دیتا ہے۔ ایٹسن اس یقین کے حامل نظر آتے ہیں کہ قدیم یا نسبتاً حالیہ ادوار میں کسی بھی ذات کے قبیلے نے ایک وسیع خطے پر حاکمیت حاصل کی تو اسے راجپوت کہا جانے لگا۔ ان کے خیال میں کچھ ایک راجپوت کہلانے والے خاندان قدیم مقامی باشندے ہیں اور انہوں نے چندیل کی مثال دی۔ پیچھے جٹ کے ضمن میں ہم نے بتایا تھا کہ جموں سرحد اور اس سے پرے گورداسپور میں راجپوت پہاڑیوں تک اور جٹ میدانی علاقوں تک محدود ہیں لیکن جموں سرحد کے دیگر علاقوں میں یہ خط تفریق اتنا واضح نہیں۔ راجپوت قبائل میدانوں میں بھی جٹ قبائل کے ساتھ ملے جلے ہوئے ہیں۔ میدانوں کے جٹ قبائل بنیادی طور پر جمہوری ہیں۔ پہاڑوں کے راجپوت قبائل کی درجہ بندی مراتب کے ایک ڈھیلے اور ہر لحظہ بدلتے ہوئے نظام کے طور پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ جموں میں سماجی اولیت یا درجہ بندی کا راجپوت جدول ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

### درجہ اول۔۔ اصل راجپوت (سورج بنسی)

(1) جموال	(2) جسروٹیا	(3) منکوٹیا
	(چندر بنسی)	
(1) بندرال	(7) کشتواریا	(13) مندی
(2) بھدوال	(8) کٹوچ	(14) کلُو
(3) بلوری	(9) گولیر	(15) کلیری
(4) ہنخال	(10) سبآ	(16) گلیریا
(5) بھوتیاں	(11) جسوال	(17) سروری
(6) بھدرواہ	(12) سکیت	

اوپر والے دو درجے ایک دوسرے کے تقریباً برابر ہیں۔

## درجہ دوم — نیم راجپوت (سورج بنسی)

(1) منہاس

چندر بنسی

(1) امبرائے (2) چب (3) جرال (4) بھاؤ

## درجہ سوم (چندر بنسی)

(1) رکوال (3) چرک (5) لگیہ (7) اندوترا

(2) سلہریا (4) باگھل (6) بجیال (8) جج

## درجہ چہارم (چندر بنسی)

(1) منداں (4) سمال (7) کاٹل (10) بھو

(2) رسیال (5) جگی (8) بھلوال (11) بلوال

(3) کھرکھتر (6) للوترے (9) ہنس (12) گوری

(13) سیروچ

آج کل ان راجپوتوں کو درجہ اول ٹھا کر تصور کیا جاتا ہے۔ سورج بنسی اور چندر بنسی راجپوت آپس میں شادیاں کرتے ہیں جبکہ چندر بنسی راجپوت اپنی ذات کے سوا دیگر ذاتوں میں شادیاں کر لیتے ہیں۔

کانگڑا وادی سے نیچے آتے ہوئے شوالک کے ساتھ ساتھ چلنے والے سلسلہ کوہ کو عبور کرنے پر ہمیں راجپوتوں کی مندرجہ ذیل درجہ بندیاں ملتی ہیں:

1- درجہ اول (13 طبقات)

2- درجہ دوم (8 طبقات)

3- درجہ سوم (24 طبقات)

4- درجہ چہارم (40 طبقات)

5- درجہ پنجم (109 طبقات)

درجہ اول کے راجپوتوں میں کٹوچ، گولیریا، جسوال، سبیا اور دھوال شامل ہیں۔

درجہ دوم کے راجپوت منہاس، جسروٹیا، دود، جریال اور سونکھلا ہیں۔

درجہ سوم کے آٹھ قبائل یہ ہیں: جسیال، پوتیال، پھدیارتھی، ساندل، بریا، پٹیال،

بھمنوریا اور چن وریا۔

درجہ چہارم کے راجپوت مندرجہ ذیل پر مشتمل ہیں: راجن، دھنتیال، لدول، بنگوئی،

لاوری، مل پتھ، سہندا، بدھمانیا، سلوہر، رناوت اور دنگوہیر۔

آخری درجہ پنجم کے راجپوت قبائل یہ ہیں: برنگوال، مسوتھا، بجوتھا، ہتھوال، ساندل یا

مقدم، چانگری، دوہل، گنگایت، جمبیال، رنگوالی۔

وسطی پنجاب کے راجپوتوں کا تعلق راجپوتانہ سے ہے۔ کم از کم روایت تو یہی کہتی ہے۔

البتہ ایک کہانی کے مطابق مہا بھارت کے بعد ملتان پر حکومت کرنے والا ایک سوم بنسی

راجپوت سُشرما چندر جالندھر دو آب میں آسا اور ایک سلطنت قائم کی جو تری گرت پر مشتمل

تھی (یعنی تین دریاؤں — ستلج، بیاس اور راوی — سے سیراب ہونے والے ملک پر)۔

راجپوت اپنا ماخذ پہاڑیوں کی بجائے اُدے پور یا جے پور، متھرا اور اجودھیا میں ملاتے ہیں مگر

اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس علاقے کا سب سے پرانا راجپوت

قبیلہ کونسا ہے۔

راجپوتوں کے ٹکا، چھت اور مکان دیہات ہیں: چھت اصل میں چھتر یا شامیانے کی

مختصر صورت ہے۔ چھتر اقتدار کا نشان ہوا کرتا تھے۔ چھت مکان ایسے گاؤں کو کہتے ہیں جو

برادری کے دیگر دیہات پر امتیاز یا برتری رکھتا ہو۔ عموماً اسے محض چھت ہی کہہ دیا جاتا ہے۔

”مکان“ کا رتبہ اس گاؤں کو ملتا ہے جس کے کسی شخص نے شاندار خدمات انجام دی ہوں۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں گاؤں مکان ہے۔ ”وہ کوئی لٹو پنچو گاؤں نہیں ہے۔“ برسر اقتدار

بادشاہ کے ولی عہد کا خطاب ٹکایا ٹیکا ہے۔ چنانچہ ایسے دیہات کو ٹیکا کہا جاتا ہے جو حکومت یا

بادشاہ کی مسند پر ہے ہوں۔ چھت اور ٹیکا دیہات کا امتیاز شادیوں کے موقع پر واضح ہوتا ہے

جب بے پناہ رقم محض دکھاوا بازی پر صرف کی جاتی ہے۔

اس بارے میں شک ہے کہ آیا راجپوت کی اصطلاح مغربی پنجاب میں واقعی مقامی

حیثیت رکھتی ہے یا نہیں، یا یہ محض ایک غیر ملکی لفظ ہے جو دریائے سندھ کے مغرب میں راجھ ہو گیا! درحقیقت دریائے سندھ کے مشرق اور حتیٰ کہ بہاولپور میں بھی راجپوت اور جٹ کے درمیان کوئی واضح امتیاز موجود نہیں۔ اور سومرہ، سمہ، سمیجا، دہر اور کھل جیسے قبائل کو راجپوت اور جٹ دونوں قرار دیا جاسکتا ہے۔ مچن آباد اور خیرپور مشرقی (ابھا) تک ہی محدود جوئیہ اور وٹو ریاست بہاولپور کے واحد قبائل ہیں جنہیں درست معنوں میں راجپوت قرار دینا ممکن ہے کیونکہ وہ وادی سندھ کی بجائے وادی ستلج سے تعلق رکھتے ہیں۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر واقع تمام اضلاع میں راجپوت و جٹ کے درمیان فرق واضح نہیں اور جہلم کی پہاڑیوں میں پہنچنے پر ہی ہمیں راجپوت کی اصطلاح استعمال ہوتی نظر آتی ہے۔ پنجاب کے راجپوتوں کے بارے میں سر ڈینزل ایٹسن کا بیان آج بھی معتبر ہے: ”پنجاب کے راجپوت عمدہ اور جری مرد ہیں اور شاید کسی بھی دوسری غیر خدمت گار ذات کی نسبت کہیں زیادہ شہو یافتہ جاگیردارانہ جبلت اپنائے ہوئے ہیں اور قبائلی سردار غیر معمولی حاکمیت رکھتے ہیں۔ گاؤں کی اراضی میں اپنی برادرانہ جائیداد کے استحکام میں بہت پکے اور شاذ و نادر ہی کسی اجنبی کو اس میں حصہ دار بناتے ہیں۔ خون پر فخر کرنا راجپوت پن کا بنیادی عنصر ہے۔ وہ کاہل اور غریب کاشتکار و زراعتی پیشوں پر گلہ بانی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی جسمانی مشقت کو حقیر و معیوب اور ہل جوتنے کو گھٹیا کام سمجھتے ہیں۔ راجپوتوں کا صرف غریب ترین طبقہ ہی خود ہل چلاتا ہے۔ پنجاب کے میدانوں کے بیشتر علاقوں میں راجپوت اپنے آبائی پیشے میں مویشی چور ہیں، لیکن وہ یہ کام عزت دارانہ انداز میں کرتے ہیں اور یقیناً راجپوت چوروں میں ایک قدر و منزلت ہے۔“

راجر..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

راجڑ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رادو، راجادو..... گولو میں ایک گاؤں ملانا کے لوگ جو وادی والوں سے الگ ہیں۔

راشی..... مزدور طبقے کے پٹھان۔

رافضی..... (جمع روافض)۔ لغوی مطلب منحرف ہے عموماً شیعوں کے ایک گروہ کو کہا جاتا ہے

جنہوں نے حضرت علیؑ کے پوتے زید کا ساتھ چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس نے پہلے دو خلفاء (ابوبکرؓ و

عثمانؓ کے خلاف سب و شتم سے انکار کیا تھا۔ تاہم، پنجاب میں یہ اصطلاح عموماً شیعوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

راک..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں ایک قبیلچہ۔

راگی..... سکھوں کا بھجن گانے والا۔

رامانجی..... 11 ویں صدی کے رامانج سوامی کا پیروکار۔ اس کے معتقد یقین رکھتے تھے کہ وشنو ہستی مطلق ہے۔ وہ اپنی پیشانی پر مقدس مٹی گوپی چندن سے دو لکیریں بناتے ہیں (عمودی رخ پر) اور ان کے درمیان میں ایک سرخ افقی لکیر ہوتی ہے۔ دونوں سفید لکیریں ناک کے قریب آکر ملتے ہیں۔ عموماً اس نشان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسم زبان اور ذہن اختیار میں اور مطیع ہیں۔

رامان..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رامانندی..... رامانند کا پیروکار جس کے چار شاگردوں نے متعدد ذیلی فرقے قائم کیے۔ ہر فرقے میں دو طبقے تھے: ایک ناگ جو رہبانہ اور مجرد زندگی گزارتے ہیں اور دوسرے سمیوگی جو شادی کرتے اور گھریلو زندگی جیتتے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے کی اجازت ہے۔ ان میں زیادہ تر شور ہیں۔ فرقے اور اس کے بانی کے بارے میں تمام تفصیلات خفیہ رکھی جاتی ہیں۔

رام داسی (رائے داسی یا راؤ داسی)..... یہ اصطلاحات متعدد مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

وسیع تر مفہوم میں رام داسی کا مطلب ”گورو رام داس کا پیروکار“ ہے، لیکن یہ بالخصوص ایسے

چمار یا جولاہے کے لیے استعمال ہوتی ہے جس نے پاہل لے لی ہو۔ اکثر وضاحت کی جاتی

ہے کہ گورو نے سب سے پہلے چماروں کو سکھ برادری میں شامل کیا تھا مگر یہ تھیوری قابل

تصدیق نہیں اور یہ نام غالباً اس لیے اختیار کر لیا گیا کیونکہ یہ چمار ذات کے ایک مشہور

بھگت راؤ داس یا رائے داس سے قریبی مشابہت رکھتا ہے۔ ڈینزل ابٹسن نے چماروں

کے دو فرقوں کے درمیان فرق کو یوں واضح کیا: ”رام داسی سچے سکھ ہیں اور پاہل لیتے ہیں

جبکہ رو داسی ہندو ہیں۔ اگر سکھ ہوں تو صرف ناک پنٹھی اور پاہل نہیں لیتے۔ وہ بھگت

رو داس یا رب داس کے پیروکار ہیں جو خود بھی چمار تھے۔ وہ یقیناً دیگر چماروں جتنے ہی

سچے ہندو ہیں۔“

رام داسیا..... ایشن کے بقول مشرقی میدانوں کے شمال اور وسط میں چماروں کی خاصی بڑی تعداد نے سکھ مذہب اختیار کر لیا۔ گورو رام داس کی نسبت سے یہ لوگ رام داسیے کہلاتے ہیں۔ تاہم میں یہ معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ ان کا رام داس کے ساتھ کیا تعلق تھا۔

شاید وہ چماروں کو اپنے عقیدے میں شامل کرنے والے پہلے گورو تھے۔ متعدد شاید بیشتر رام داسیا چماروں نے چڑے کا کام ترک کر کے کھڈی پر کام کرنا شروع کر دیا۔ وہ مُردار نہیں کھاتے اور ہندو چماروں کے مقابلہ میں کافی بلند حیثیت کے حامل ہیں۔ بہر حال دوسرے سکھ انہیں مذہب میں برابری کی سطح پر قبول نہیں کرتے۔ رام داسیے اکثر رائے داسی یارب داسی چماروں کے ساتھ گڈڈ ہو جاتے ہیں۔ اول الذکر سچے سکھ ہیں اور پاہل لیتے ہیں۔ موخر الذکر ہندو ہیں، اگر سکھ ہیں تو صرف نائک پننتھی اور پاہل نہیں لیتے۔ وہ بھگت رو داس یارب داس کے پیروکار ہیں جو خود بھی چمار تھا۔ وہ یقیناً اتنے ہی سچے ہندو ہیں جتنے کوئی بھی دوسرے چمار ہو سکتے ہیں۔ اور رو داسیا کے ساتھ غلطی لگنے کے باعث انہیں غلط طور پر سکھ کہا گیا۔

رام رانیا..... ساتویں گورو ہر رائے کے سب سے بڑے بیٹے رام رائے سے منسوب ایک سکھ فرقہ۔ وہ تیغ بہادر کے گورو بننے پر رام رائے کے ساتھ مل گئے تھے۔

رام گڑھیا..... سکھوں کی تیسری مسل جس میں بڑھئیوں اور جٹوں کو بھرتی کیا گیا۔ اس کا نام امرتسر کے قریب ایک گاؤں رام گڑھ کی نسبت سے ہے۔

رامیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارا میں قبیلچہ۔

رانا..... قدیم وقتوں میں مغربی ہمالیہ کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا لقب۔ اب یہ ان کی اولادوں کے لیے ایک ذات کا نام ہے۔ رانا راجپوتوں کا ایک برتر طبقہ ہیں۔

رانجھا..... رانجھا بالخصوص جہلم اور چناب کے درمیان شاہ پور اور گجرات کے مشرق کی طرف اراضی میں ملے، تاہم ان کی تھوڑی سی تعداد دونوں دریا پار کر کے جہلم اور گوجرانوالہ میں بھی ہے۔ ماسوائے شاہ پور، باقی تمام جگہوں پر انہوں نے خود کو زیادہ تر بطور جٹ لکھوایا، تاہم وہ بھٹی راجپوت ہیں۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ گجرات میں انہوں نے بعد کے سالوں میں ابو جہل کی اولاد کے طور پر قریشی ماخذ کا دعویٰ کر دیا۔ ابو جہل کا بیٹا غزنی میں فوت ہوا جہاں سے اس کی اولاد کیرانہ بار کو ہجرت کر گئی۔ البتہ ان کی ہندو روایات بدستور باقی ہیں۔ کرنل ڈیویز

(Davies) نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ”وہ آبادی کا ایک پرامن اور مددگار و معاون حصہ ہیں۔ وہ بنیادی طور پر زراعت سے روزی کھاتے، قد و قامت میں اپنے پڑوس کے گوندلوں سے مشابہ ہیں اور ان کے ساتھ آزادانہ شادی بیاہ کرتے ہیں۔“

راں..... ملتان تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ مغل دور میں دہلی سے آکر وہاں اور شاہ پور میں آباد ہوئے۔

رانڈو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رانگڑ، رنگھر..... زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل راجپوتوں کا ایک طبقہ۔ یہ اصطلاح جذبہ تحقیر کے تحت مشرقی اور جنوب مشرقی پنجاب میں کسی بھی مسلمان راجپوت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ کوئی ہندو چوہان راجپوت مسلمان ہو جانے کے بعد بھی چوہان راجپوت رہتا ہے لیکن اس کے ہندو رشتہ دار اسے بے عزتی کے لیے رانگڑ یا چوٹی کٹ کہتے ہیں۔

راوت..... سرڈینزل ایٹن لکھتے ہیں: ”راوت کا اندراج ایک راجپوت قبیلے، ایک جٹ قبیلے اور ایک علیحدہ قبیلے کے طور پر تین طرح سے کروایا گیا ہے۔ راوت دامن کوہ اضلاع میں اور نیچے کی طرف وادی جمنہ کی ساری طولانی کے ساتھ پائے گئے۔ دامن کوہ میں دراصل وہ اسی حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں جو راٹھی یا حتیٰ کہ کنیت کو بالائی پہاڑی سلسلوں میں حاصل ہے۔ وہ چنڈیل راجپوتوں کا ایک تسلیم شدہ قبیلچہ ہیں۔ لیکن ایسے قبیلچوں میں پست تر ہیں جنہیں راجپوت نسل سے مانا اور دیگر تمام راجپوتوں کے ساتھ میل جول میں واضح طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی بھی صورت میں کوئی راٹھی راوت عورت سے شادی نہیں کرتا۔ وہ بیواؤں کی شادی کر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر خفیف سا ہی شبہ کیا جاسکتا ہے کہ چنڈیل قدیمی نسل کے باشندے ہیں اور غالباً پہاڑیوں کے چنڈال ہی ہیں جن کا ہم نے بہت ذکر سنا ہے۔ یہ بھی بعید از ممکنات نہیں کہ جہاں پر یہ لوگ شکست کھا گئے وہاں پر چھنال بن گئے اور جہاں سیاسی قوت حاصل کی وہاں راجپوت ہو گئے۔ راوت ممکنہ طور پر کنیتوں کی ذیلی شاخ راؤ کے قرابت دار ہیں جنہیں راٹھیوں سے علیحدہ کرنا ایک اور مشکل کام ہے۔ چنڈیل راجپوتوں کی ایک راؤ شاخ بھی ہے۔ دہلی میں ایک گروپ نے خود کو راوت گورے درج کروایا۔ گڑ گاؤں میں راوت ایک بہت بڑی جٹ گوت ہیں اور ان کے 8 گاؤں ہیں



جبکہ دیگر 27 گاؤں میں بھی حصہ دار ہیں۔ لدھیانہ میں بھی کچھ راوت گاؤں ملے۔

راول..... امرتسر میں بتایا جاتا ہے کہ اس قبیلے کا جد امجد ریال رسول اللہ کی خدمت میں تھا۔ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام خیرات بانٹ رہے تھے تو کوئی بھی لینے کے لیے آگے نہ آیا۔ تب راول نے آپ سے خیرات لی۔ تبھی سے اس قبیلے کے ارکان خیرات پر گزارہ کرتے ہیں۔ تاہم، راول کی اصطلاح جوگی کے مترادف مفہوم میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ مگر اس سے مراد مسلمان جوگی ہے جسے درحقیقت عموماً جوگی۔ راول کہتے ہیں۔ راجپوتانہ اور دیگر جگہوں پر راول ایک لقب ہے (راجا گول کی سنسکرتی صورت)۔ ضلع سیالکوٹ کے تمام راول مسلمان ہیں۔ یہ خیال قائم کیا جاسکتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لینے والے ہندو جوگیوں کی اولاد ہیں۔ وہ بھیک مانگتے ہیں۔

جوگی درد بھرے اور الہیاتی بھجن گاتا پھرتا اور بہت جلد امیر ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایک حکیم ہیں، مگر وہ کبھی بھی طب کے شعبے سے وابستہ نہیں رہے۔ وہ سرجری اور آنکھ کے آپریشن بھی کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اکثر سادہ لوح دیہاتیوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ وہ عموماً موسم برسات گھر میں ہی گزارتے اور سردیوں کے آغاز میں بھیک مانگنے نکلتے ہیں۔ طب میں ان کی مہارت کو وطن میں تو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا مگر وہ چاندی سے لدے ہوئے واپس آتے ہیں۔ وہ پنجاب کے موروثی نجومی بھی ہیں۔ کسی راول کے لیے کئی سال تک ہندو بن کر زندگی گزارنا مشکل نہیں۔ اور یہ امر باعث حیرت ہے کہ ان جیسے پست نسب کے اور طب کی سدھ بدھ نہ رکھنے والے لوگ دیگر صوبوں میں لوگوں کو اتنی آسانی سے بیوقوف بنا لیتے ہیں اور دولت سے لدے ہوئے واپس گھر آتے ہیں۔ وہ جتنی آسانی سے دولت کماتے ہیں اسی طرح خرچ بھی کر دیتے ہیں۔

پنجاب کے راول بدنام دھوکے باز ہیں۔ ان کے پسندیدہ آلہ ہائے کار میں سے ایک کسی دور دراز رشتہ دار کا بہروپ بھرنا ہے۔ صوبہ کے اندر وہ شاذ و نادر ہی کھلا جرم کرتے ہیں لیکن وسطی صوبوں دکن اور حتیٰ کہ بہمی و کلکتہ تک سیروسیاحت کرتے اور وہاں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ وہ ان مہمات پر اکثر لمبے عرصوں تک غیر حاضر رہتے ہیں۔ اس دوران

دیہاتوں کے بننے ان کے کنہوں کو ادھار پر پالتے ہیں جو ان کے باپ کی واپسی پر بمعہ سود واپس کیا جاتا ہے۔ سلیکٹڈ پیپر نمبر XVIII 1869ء برائے پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ان کے بارے میں کچھ دلچسپ معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ راولپنڈی کا نام راولوں کی نسبت ہی سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں پر وہ اپنے عام کاموں کے علاوہ محرم میں مرثیہ خوانی کرتے اور رسول اللہ کے معجزوں اور ان کی تعریف و توصیف میں نعتیں پڑھتے ہیں۔ امرتسر کے جرائم پیشہ راول دو حصوں میں تقسیم ہیں: جھولی ہتھ جو کشکول لیے پھرتے ہیں اور جوگی۔ موخر الذکر مسلمان ہونے کے باوجود ختنے نہیں کرواتے اور ہندو بھکشو کے روپ میں رہتے ہیں۔ وہ خود کو جھولی ہتھ کی نسبت زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔ مگر ان کے مقابلہ میں زیادہ بڑے فراڈیے ہیں۔

رائے..... (1) امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) سیالکوٹ میں زراعت پیشہ قبیلچہ جو کنگ کی طرح جوگرا کی اولاد ہونے کا دعویدار ہے۔ (3) شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔ ("بھاٹ" اور "میراٹی" کے ضمن میں دیکھیں)۔

رائیں..... (1) دیکھیں "رائیں"۔ (2) جنڈ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

راہداری..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

راہل..... ناہا میں ایک جٹ قبیلچہ۔ کہانی کے مطابق ان کا جد امجد راستے میں پیدا ہوا تھا۔ پنجاب

میں راستے کو راہ کہتے ہیں۔ وہ شادی کے موقع پر جینو پہنتے لیکن بعد میں اتار دیتے ہیں۔

راہو..... کنٹیوں کا ایک طبقہ جسے بشہر میں گران بھی کہتے ہیں۔

راہی..... امرتسر میں زراعت پیشہ رائیں قبیلچہ۔

ربابی..... رباب بجانے والا۔

ربانہ..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

رپال..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

رتن پال..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبہو قبیلچہ۔

رتو..... لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلچہ۔ یہ شادی کے موقع پر جنڈی کی رسم ادا کرتے ہیں۔

رتول..... لدھیانہ میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رتہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رتھیہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رٹال..... گورداسپور میں ڈومنا کے لیے ایک اصطلاح۔ یہ پست ذات کے ہندو ہیں۔

رجاویکے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

رجوا..... جٹوں کا ایک طبقہ۔ غالباً رجوا۔

رجوانا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رحمان کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

رحمے کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

رد..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں جٹ رتے کا ایک قبیلچہ۔

رڈ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رزر..... محمد زئی پٹھانوں کی 8 شاخوں میں سے ایک۔

رسول شاہی..... بے قاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد الور کے

نزدیک باول پور کے رسول شاہ نے رکھی جس نے اٹھارہویں صدی میں مصر کے ایک والی

سے معجزانہ قوتیں حاصل کی تھیں۔ رسول شاہی سر پر سرخ یا سفید رومال (نوکدار بنا کر)

باندھتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ راکھ کی ایک پوٹلی بھی رکھتے ہیں جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر

مالتے ہیں۔ وہ سر، منہ اور بھنویں مونڈتے، لکڑی کی کھڑاویں پہنتے اور گرمیوں میں ہاتھ والے

چکھے لیے پھرتے ہیں۔ وہ نہ صرف نشہ آور محلول پینا درست سمجھتے بلکہ اسے نیکی بھی خیال کرتے

ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تک انہیں اپنے لیے ایک مخصوص قسم کی شراب بنانے کی

اجازت تھی۔ رنجیت سنگھ نے انہیں شراب کے لیے 200 روپے ماہانہ رقم منظور کی تھی۔ وہ ایک

چھوٹا سا فرقہ ہیں اور مجرد نہیں۔ وہ بھیک مانگتے نظر نہیں آتے اور ان میں سے متعدد افراد ادبی

ذوق کے حامل ہیں۔ انہیں الکیمیا کا خاصا علم ہے۔ پنجاب میں ان کا ایک بڑا مرکز لاہور میں لنڈا بازار کے قریب ایک عمارت ہے۔ لیکن ان کا اندراج جہلم سے بھی ہوا۔

رکیوٹ.....ریساں بٹنے والا۔

رک.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رکوال.....راجارام چندر کے ساتھ نسبی تعلق کا دعویٰ کرنے والا راجپوت قبیلہ۔ ان کے مورث اعلیٰ کی اولادوں نے جموں کے راجا ایتاد یو کے دور میں سیالکوٹ تحصیل میں دو گاؤں بسائے۔

رکھیا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رگھو بنسی.....لفظی مطلب ”راگھو کی نسل سے۔“ شاید ان کی تعداد سب سے زیادہ یوپی کے مشرقی حصہ میں ہے۔ پنجاب میں وہ پہاڑی ریاستوں اور گورداسپور و سیالکوٹ کے دامن کوہ میں پائے جاتے ہیں۔

رگیال.....ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

رمانا.....منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

رمبا.....منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رمن.....منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

رن سنہہ.....کھروں کے مرکزی مہینوں یا قبیلچوں میں سے ایک۔ اس کے ہیڈ کوارٹرز منگمری میں پنڈی چیری اور پیر علی ہیں۔

رند.....مرکزی بلوچ قبائل میں سے اہم ترین۔ رند نسب کے بیشتر قبائل الگ الگ ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ لیکن مند (مکران میں) اور شوران (کراچی میں) کے رند یہی نام اپنائے ہوئے ہیں اور ڈیرہ غازی خان اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں ٹمنوں سے باہر کے بلوچوں کی بڑی تعداد یہی نام استعمال کرتی ہے۔ تھی لنڈ ٹمن میں بھی ایک رند قبیلچہ ہے۔

رندووانا.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

رندھاوا.....یہ ایک بڑا اور وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا جٹ قبیلچہ ہے جس کے مرکزی مقامات امرتسر

اور گورداسپور اضلاع میں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لاہور، جالندھر، ہوشیار پور اور پٹیالہ میں بھی ملتے ہیں۔ ان کا بانی جادویا بھٹی راجپوت رندھاوا کوئی 700 سال قبل بیکانیر میں رہتا تھا اور اس سے پانچویں پشت میں کجل ہجرت کر کے بٹالہ آ گیا جس کی بنیاد قدیم وقتوں میں رام دیونامی ایک اور بھٹی نے رکھی تھی۔ یہاں قبیلے کی تعداد میں اضافہ ہوا اور وہ خطے کے ایک بڑے حصے پر متصرف ہو گیا۔ اس نے کچھ سیاسی اہمیت بھی حاصل کر لی۔ رندھاوا خاندان کی تفصیل ”رڈ سائے پنجاب“ کے صفحات 18-200 پر ملے گی۔ چند ایک رندھاواؤں نے خود کو گوجرانوالہ میں بھٹی اور فیروز پور میں ورک درج کروایا۔

گورداسپور میں رندھاواؤں کا کہنا ہے کہ ایک راجپوت رندھاوا ایک مان جٹ سنگھ کی بیٹی سوہاگ سے شادی کرنے کے باعث گر کر جٹ ہو گیا۔ مالوہ میں رہنے کے دوران وہ بہت امیر اور طاقتور ہو گئے اور پڑوسی چاہل جٹ حسد کرنے لگے، لیکن انہوں نے ایک رندھاوا لڑکے کو رشتے میں ایک لڑکی دی اور شادی کی دعوت میں تمام رندھاواؤں کو جلا یا تباہ کر دیا۔ بس بچے اور بوڑھے ہی زندہ بچے جو بھاگ کر امرتسر تحصیل میں پناہ گزین ہوئے لیکن آج بھی وہ چاہلوں کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔ وہ سدھو اور سرانے قبیلوں کے قرابت دار لگتے ہیں کیونکہ وہ ان کے جدا جدا خندر کے دیگر دو بیٹوں کی نسل سے ہیں۔

رندھاواؤں کے کچھ عقائد ہیں جو قبائلی کی بجائے مقامی نوعیت رکھتے ہیں۔ وہ بالاصل سروری یا سلطانی تھے اور درجہ بدرجہ سکھ مت میں شامل ہوئے۔ مہاراجا رنجیت سنگھ کے عہد میں ان کی تبدیلی مذہب مکمل ہو گئی۔ رندھاوے گوردوانک کے مقبرے، سدھ ساہو کی قبر، صاحب بدھا کے مزار، صاحب مہان کی سادھ، صاحب رام کور کے دربار اور صاحب انوپ سنگھ کے دربار سے بھی عقیدت رکھتے ہیں۔ قبیلے کے زیادہ تر افراد کاتک اور ہاڑ کے مہینوں میں سدھ ساہو کے ٹیلے پہ جا کر مٹی لاتے اور وہاں قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ یہ نذرانے گوت کے برہمن اور میراٹی وصول کرتے ہیں، لیکن بھینٹ کیے گئے بکرے صرف رندھاوا گوت کے ہی لوگوں کو ملتے ہیں۔

رنگریٹا..... چوہڑے، بالخصوص سکھ مت قبول کر لینے والے چوہڑے کے لیے مستعمل اصطلاح۔

رنگریز..... (دیکھیں ”لیٹاری“)

رنگساز..... لکڑی اور دیگر چیزوں پر رنگ کرنے والا۔ لیکن یہ گھروں میں رنگ نہیں کرتا۔

رنگی..... چنڈ میں جنٹوں کی ایک شاخ۔

رنیرا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

رواٹی (رواکی)..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

روانی..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

روپال..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

روتھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رودے..... منگمری میں زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

روڈا..... سر اور منہ موٹڈ نے والا۔

رورا..... (دیکھیں ”اروڑا“)

روڑ..... پنجاب میں روڈوں کا اصلی وطن کرنال اور انبالہ اضلاع کی سرحدوں پر تھانسیر کے جنوب

میں واقع وسیع ڈھاک جنگل ہیں جہاں پر وہ 84 دیہات پر مشتمل ایک ”چوراسی“ میں آباد

ہیں۔ ان میں امین کا گاؤں ٹیکہ یا مرکزی گاؤں ہے (جہاں پر پانڈوؤں نے کوروؤں کے

ساتھ فیصلہ کن لڑائی سے قبل اپنی فوجوں کو منظم کیا تھا) لیکن روڈوں کی ایک بڑی تعداد مغربی

جمنا کینال سے نیچے کرنال کے زیریں حصوں اور چنڈ میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ گنگا سے پرے

بھی 12 دیہات میں آباد بتائے جاتے ہیں۔ وہ زبردست جنگجو، کافی حد تک جنٹوں سے

مشابہہ اور تقریباً ہم سرکاشکار ہیں۔ ان کی عورتیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ وہ زیادہ امن

پسند اور جنٹوں کی نسبت کم اکھڑ اور کم ہٹ دھرم ہیں۔ لہذا جہاں جنٹوں کو دور دور رکھا جاتا ہے

وہاں انہیں فوراً مزارع رکھ لیا جاتا ہے۔ میں ان کے ماخذ سے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ

سکتا۔ ان کی کہانی بھی بالکل اروڑوں جیسی ہے کہ وہ راجپوت تھے جو پارس رام کے غضب

سے یہ کہہ کر بیچ نکلے کہ ان کی ذات کوئی ”اور“ ہے۔ پنجاب کے مشرق میں اکثر و بیشتر اروڑوں کو ”روڑا“ بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم مجھے اس بات پر پورا یقین نہیں کہ صاف گو، جنگجو روڑ بھی اروڑا ماخذ سے ہیں۔ امین کے آدمی کہتے ہیں کہ وہ مراد آباد میں سمھل کے مقام سے آئے۔ لیکن ممکن ہے یہ بات صرف اپنا تعلق ان چوہان راجپوت پڑوسیوں سے قائم کرنے کے لیے ہو جو یقیناً وہاں سے آئے تھے۔ لیکن تقریباً سبھی روڑ ایک ہی طرح سے اپنا آبائی وطن روہتک کی تحصیل جھجر میں باولی بتائے ہوئے ملتے ہیں۔ تاہم، ان میں سے کچھ ایک کا کہنا ہے کہ وہ راجپوتانہ سے آئے۔ ان کی سماجی حیثیت بھی جٹوں جیسی ہے اور وہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں، البتہ صرف ذات کے اندر (جیسا کہ وہ بتاتے ہیں)۔

روشنیا..... اسلام کے ابتدائی دور سے ہی ایسے فرقے موجود رہے ہیں جو قرآن سے متضاد عقائد کا پرچار کرتے تھے۔ ان عقائد اور مسالک نے وقتاً فوقتاً خراسان اور فارس میں نئی زندگی پائی۔ ان میں سے کچھ کا کہنا یہ بھی تھا کہ عورتوں کو بھی برادری میں شامل کرنا چاہیے اور جائیداد کی مساوی تقسیم ہونی چاہیے۔ سولہویں صدی کے وسط میں پنجاب میں ان عقائد کو ایک نئی زندگی ملی جس کی سرکردگی ایک انصاری شیخ بایزید کر رہا تھا۔ وہ جالندھر میں پیدا ہوا اور اس کی اولاد اب بھی وہاں آباد ہے۔ اس نے پیر روشن کا لقب اختیار کیا۔

رُوکھر..... سنیا سی فقیروں کا ایک طبقہ۔

رَوَل..... دُھند پال نامی راجپوت کی نسل سے ہونے کا دعویدار ایک گوجر قبیلچہ۔ دُھند پال ”لاہور سے باہر“ کے کسی علاقے سے آیا اور ایک گوجر لڑکی گھوکھر سے شادی کی۔ وہ کبھی ایک ”بارہ“ اور ”ستائیس“ کے مالک تھے (کرناں میں)۔

رونگا..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رونگر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

روہاوے..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

رہان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رہباری..... ہندو شتر بانوں اور شکار یوں کی ایک ذات۔ یہ مشرقی و جنوب مشرقی اضلاع اور ملحقہ دیہی ریاستوں میں ملتے ہیں۔

رہو..... کنتیوں کی ایک شاخ۔

رہولہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

رہیلہ..... (دیکھیں ”رہیلہ“)

ریار..... گورداسپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ ریاری کی خطے کا نام اسی کے نام پر ہے۔

ریاڑ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریمان..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریہان..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ریہا..... ریہا (Reya) ایک چھوٹی سی ہندو ذات ہے جو صرف دہلی میں ملی۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ

راجپوت تھے لیکن انہیں اس وجہ سے ذات سے خارج کر دیا گیا کہ انہوں نے کر یوایا بیوہ کی

شادی کرنا شروع کر دی تھی۔ اب وہ بالکل علیحدہ ہیں۔ وہ جٹوں اور اسی حیثیت کی دیگر زراعتی

ذاتوں کے ساتھ کھاتے اور تمباکو نوشی کرتے ہیں لیکن کر یو کے سوا ان میں شادی نہیں

کرتے۔ دہلی میں ان کے 9 گاؤں ہیں اور ان کے قبیلچوں کے نام کہیں کہیں راجپوت ہیں۔

وہ اپنا سلسلہ نسب مہرولی میں ملاتے ہیں جہاں قنس۔ شاہ کی لاٹ اہستادہ ہے۔





## ذ

زایدی..... غنکمری میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

زرتشت..... (دیکھیں ”پارسی“)

زرکن..... کا کڑ پٹھانوں کا ایک قبیلہ، زرکنی بلوچ کے پڑوسی۔

زمرانی..... ڈیرہ اسماعیل خان کے پہاڑ پور خطے میں ادھر ادھر بکھرا ہوا ایک چھوٹا سا پٹھان قبیلہ۔

زمری..... ایک پٹھان قبیلہ جو بلوچستان تک ہی محدود لگتا ہے۔

زمیندار..... جہلم میں ایک گروپ۔ (دیکھیں ”چودھریال“)

زنجانی..... امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

زنخے..... ناچنے والے کھسرے، جو عورتوں والا لباس پہنتے ہیں۔

زیدی..... ایک صوفی فرقہ جس کا نام خواجہ عبدالاحد بن زید سے منسوب ہے۔ اس کا مزار بصرہ

میں ہے۔

زیرک..... گجراتی پٹھانوں کی دو بڑی شاخوں میں سے ایک۔

زیمشت..... پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ یہ تقریباً سبھی بالائی میرانزی میں مقیم ہیں۔



## س

سادھ..... کسی فقیر کا چیلہ۔ ڈیزل انجن کے بقول: سادھ کافی موزوں طور پر مسلمان لفظ ”پیر“ کا ہندو مترادف ہی ہے یا پھر اس کی بجائے سادھ کا استعمال صرف ایک ہندو بھگت کے لیے ہوتا ہے جبکہ پیر میں کوئی بھی مقدس شخص شامل ہے۔ لیکن اس لفظ کا اطلاق خصوصاً ہندو موحدین کے گروہ پر ہوتا ہے جو مرکزی طور پر بالائی گنگا جمنادو آب میں فاروق آباد سے اوپر کی طرف پائے گئے۔ اس فرقے کی بنیاد کوئی 200 سال قبل ایک شخص پیر بھان نے رکھی تھی۔ سادھ لوگ تمباکو نوشی نہیں کرتے اور روحانی پاکیزگی پر بہت زور دیتے ہیں۔ ان کی مذہبی تقریبات اجتماعی ضیافت پر مشتمل ہیں۔ یہ ایک سلسلہ سے زیادہ فرقہ ہیں۔ کرنال میں ایک بہت بڑے گاؤں کے جٹوں کا فرقہ سادھ مگر ذات جٹ ہی ہے۔ (دیکھیں مسٹرولسن کی ”ہندو سیکشن۔“) میکلیگن کے مطابق یہ فرقہ رائے داس کے ایک چیلے اوداس نے قائم کیا۔ پست طبقات کے پروہت بھی اکثر سادھ کہلاتے ہیں۔ مثلاً چماروں کے چمر و سادھ یا چرن داسی کے سادھ اور جولا ہوں کے کبیر بنسی سادھ۔ ان میں دیوانہ سادھوں کو بھی شامل کرنا چاہیے جن کے ہیڈ کوارٹرز پیر پنڈ نامی کسی خیالی مقام پر ہیں۔ اس کے علاوہ نرمل سادھو یا سادھ بھی ہیں۔

سادھ مارگی..... شو تھمیری جیویوں کی ایک شاخ۔

سادھو..... ایک بھکشو یا ولی۔ غالباً یہ سادھ کا مترادف ہے۔ یہ اصطلاح متعدد ہندو سلسلوں اور فرقوں پر (بالخصوص جنوب مشرقی پنجاب میں) لاگو ہوتی ہے۔

سادیکے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

سالار..... ہزارہ میں جدونوں کی ایک شاخ۔ یہ قبل ازیں مینگل یا منگل خطے میں آباد تھے اور

1830ء سے رجونیا تک ہی محدود ہیں۔

سامتہ..... میانوالی کی لیے تحصیل میں ایک چھوٹا سا قبیلچہ جو راجپوت ماخذ کا دعویٰ دار ہے۔ وہ شادیوں کے موقع پر ہندو رسوم ہی ادا کرتے ہیں، لیکن برہمنوں سے خدمات لینے کی بجائے نکاح

پڑھایا جاتا ہے۔

سامل..... ساندل میں ایک قبیلچہ جو بھٹیوں کا قرابت دار ہے۔ وہ زیادہ تر قبیلے کے اندر ہی شادیاں کرتے ہیں۔ وہ کھڑوں کو بیٹیوں کے رشتے دیتے ہیں مگر ان سے لیتے نہیں۔ پنڈی بھٹیاں کے بھٹی اپنی بیٹیاں ان کے ساتھ نہیں بیاتے۔ دریائے راوی پر کرانہ بار اور نیلی میں بھی کچھ سامل ہیں۔ کچھ کا اندراج ڈیرہ غازی خان سے بھی ہوا۔

ساندی..... بھٹنیر کے ایک راجپوت ساندہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے جنوں کا قبیلچہ۔

ساندیے..... امرتسر میں (1) ایک اراکین، (2) ایک کبوتہ قبیلچہ۔ دونوں ہی زراعت پیشہ ہیں۔

سانسی (سانسی)..... ان کی سب سے زیادہ تعداد لدھیانہ، کرنال اور گجرات میں ہے۔ وہ اپنا سلسلہ نسب مارواڑ اور اجمیر میں ملاتے ہیں جہاں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ وہ بالخصوص ایک سیلانی قبیلہ ہیں۔ ایک جگہ پر زیادہ عرصہ کے لیے کبھی نہیں یا شاڈ ہی آباد ہوتے ہیں۔ وہ زبردست شکاری اور تمام قسم کے جنگلی جانور پکڑتے اور کھاتے ہیں (پاک و ناپاک دونوں طرح کے)۔ وہ مردار خور بھی ہیں۔ سانسی بکریاں، بھیڑیں، سور اور گدھے پالتے، گھاس پیال اور زسل کا کام کرتے اور بھیک مانگتے ہیں۔ ان کی عورتیں عام طور پر گاتی، ناچتی اور جسم فروشی کرتی ہیں۔ وسطی پنجاب کے جٹ قبائل کے ساتھ ان کے کچھ انوکھے رشتے ہیں۔ بیشتر موروثی ماہرین انساب یا گوئیے ہیں اور حتیٰ کہ راجپوتانہ میں بھی وہ خود کو عموماً ”بھرت“ یعنی بھاٹ کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فیروز پور کے ڈوگروں، ہوشیار پور و جالندھر کے راجپوتوں اور آئند پور کے سوڈھیوں کے ماہرین انساب کے طور پر کام کرتے ہیں۔ تقریباً 11 فیصد کا اندراج بطور مسلمان اور چند ایک کا ہی بطور سکھ ہوا۔ باقی سب ہندو ہیں، لیکن یقیناً چھوت۔ وہ اپنا سلسلہ نسب بھرت پور کے سانس مل سے جوڑتے ہیں جس کی وہ ابھی تک بطور گورو تعظیم کرتے اور ملنگ شاہ نام کے تحت اس کے سرپرست بزرگ کی پوجا کرتے ہوئے بتائے گئے۔ ان کی تقریب شادی کا ایک مخصوص انداز ہے۔ جب شادی کی رسومات ادا کی جا رہی ہوں تو دلہن کو ایک ٹوکری سے ڈھانپ دیا جاتا ہے جس پر دلہا بیٹھتا ہے۔ وہ دو بڑے قبائل کا اور مالکا میں تقسیم ہیں جو باہم ازدواج نہیں کرتے۔ ان کا ایک مخصوص لہجہ ہے اور عورتیں خصوصاً بدکار ہیں۔

پنجاب میں سانسی سب سے زیادہ جرائم پیشہ طبقہ ہیں۔ ایکٹ کے تحت ان کو نو اضلاع میں رجسٹرڈ کیا گیا۔ پھر بھی ساری کی ساری ذات چھوٹی چھوٹی چوریوں کے لیے زیر شبہ ہے۔ وہ کسی بھی طرح ہر صورت میں پیشہ ور چور نہیں۔ دی پنجاب گورنمنٹ نے 1881ء میں لکھا: ”مختلف علاقوں میں ان کی عادات بہت زیادہ بدل جاتی ہیں۔ ایک پشت قبل لاہور میں انہیں جرائم پیشہ طبقہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لاہور میں انہوں نے زمیندار جنٹوں کے شجرہ نسب رکھے اور زرعی مزدوروں کے طور پر کام کیا۔ دوسری طرف وہ گورداسپور میں بدترین جرائم پیشہ لوگوں کے طور پر بدنام ہیں۔“ جہاں وہ پیشہ ور مجرم ہیں وہاں پر وثوق اور بے دھڑک ہیں اور لقب زنی وڈا کہ زنی کرتے ہیں۔ تاہم، ان کے گروہ شاذ و نادر ہی بہت بڑے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ چور پیشہ سانسی دھیدوں اور مہنگوں کے سوا معاوضہ لے کر کسی بھی ذات کے شخص کو اپنی برادری میں شامل کر لیتے ہیں اور یوں شامل کیا جانے والا شخص عملاً سانسی بن جاتا ہے۔

شاید سانسیوں کی اس طرح زمرہ بندی کرنا درست ہوگا: (1) آباد سانسی جن کا اندراج کریمنل ٹرائیبل ایکٹ کے تحت ہوا ہے لیکن وہ اپنے ہی گاؤں کے قریب یا پڑوسی علاقوں میں چھوٹے موٹے جرم کرتے ہیں۔ (2) خانہ بدوش سانسی جن کی دو بڑی شاخیں برتوان اور ریہلو والا ہیں۔ موخر الذکر کی عورتیں ریہلو گاتی اور رقص کرتی ہیں۔ لیکن وہ غالباً تمام سانسیوں میں سب سے زیادہ جرائم پیشہ ہیں۔ ان کی رسوم بھی زیادہ قدیم ہیں۔ مثلاً وہ اپنے مردوں کو جلانے یا دفنانے کی بجائے جنگل میں پھینک آتے ہیں۔

انسائی ذات کی ابتدا کے حوالے سے متعدد کہانیاں ملتی ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ میں کہا جاتا ہے کہ پنجاب کے ایک راجا نے کسی دور میں اپنی ایک بیٹی کو ملک بدر کر دیا۔ اس نے بیابان علاقوں میں پھرتے ہوئے ایک سانسی کو جنم دیا جس کے ہاں دو بیٹے پینڈو اور ماہلا پیدا ہوئے اور 23 سانسی گوتیں انہی دونوں سے نکلیں۔ لیکن گجرات کے سانسی لکھی جنگل کے ایک خانہ بدوش راجا شنس مل کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ جھنگ سے ملنے والے بیان کے مطابق سانسی بالاصل پنوار راجپوت ہیں اور ان کی زیادہ تر آبادی مغربی راجپوتانہ میں ہے۔

انسائیوں میں ان کی بوڑھی عورتوں کا اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ ان کی مذہبی پوجا کے متعلق 1911ء کی مردم شماری رپورٹ میں مندرجہ ذیل بیان ملتا ہے: ”وہ صبح اور شام کے

وقت رام رام کا ورد کرتے ہیں اور گوگا پیر کو پوجتے ہیں۔ وہ ماگھ سودی کی دوسری تاریخ کو جو الاجی یا کسی اور دیوی (کالکا) کے احترام میں چاول پکاتے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے منتیں مانتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد ناپا کی کا عرصہ 10 روز ہے۔ وہ دسویں روز دسوتھن کی رسم میں نہاتے اور سارے گھر کو دھوتے ہیں۔ بچے کی ماں کو 40 روز تک کچھ پکانے کی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ اسے پوری طرح پاک نہیں سمجھا جاتا۔ یہ معیاد پوری ہونے پر بیٹیوں اور بہنوں کو دعوت دے کر میٹھے چاول کھلائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد سارا گھر پاک ہو جاتا ہے۔ لڑکے کی جھنڈاڑھائی ماہ کی عمر میں اتاری جاتی ہے۔ شادی کے موقع پر ایک دلچسپ رسم مروج ہے۔ شادی کی رات کو پوپھٹنے سے پہلے ایک گھڑے میں شربت بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد گھر کے صحن میں ایک گڑھا کھود کر کسی پھل دار درخت کی ٹہنیاں چار کونوں میں بودی جاتی ہیں۔ گڑھے میں تھوڑا سا شربت اور کچھ Pice رکھ دیتے ہیں۔ پھر دلہا گھڑا سر پر اٹھا کر اس کے گرد سات چکر لگاتا ہے۔ دلہن اپنے ماموں کے ہمراہ پیچھے پیچھے چلتی جاتی ہے۔ یہ دستور تولید کے ہمہ گیر قانون کی جانب اشارہ کناں لگتا ہے۔ یعنی وہ تصور کرتے ہیں کہ پودے پر پھل لانے والا دیوتا یا دیوی اس شادی کو بھی پھلدار بنائے گی۔ خود سانسوں کو اس دستور کے مفہوم کا کوئی ادراک نہیں۔

سانسی اپنے تنازعات کا فیصلہ برادری کی مجلس میں کرتے ہیں۔ انہوں نے قابل تعزیر جرائم کے لیے مخصوص سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ مجلس کے سربراہوں کو نمبردار کہتے ہیں۔ کبھی کوئی سانس اپنا جھگڑا عدالت میں نہیں لے کر آیا اور نہ ہی اس نے کبھی تھانے میں پرچہ درج کروایا ہے۔ عموماً سزاؤں کے طور پر 5 تا 30 روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ سانس تصورات کے مطابق قتل کرنا، زد و کوب کرنا، پڑوسی کی بیوی کو اغوا کر لینا جرم ہے لیکن چوری چکاری کو ضروریات زندگی حاصل کرنے کے فطری ذرائع خیال کیا جاتا ہے۔ اس نسل کی جسمانی ساخت غیر معمولی ہے۔ سانس نہایت سخت جان اور تکلیف برداشت کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتے ہیں۔ کسی سانس کے لیے ایک دن میں 25 یا 30 کوس پیدل سفر کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ کچھ ہی عرصہ پہلے سانسوں نے باقاعدہ بستیوں میں گھر بنا کر رہنا شروع کیا ہے۔ پچیس تیس سال پہلے تک بھی وہ ایک سے دوسرے خطے میں گھومتے رہتے تھے۔ پنجاب کے سانس عموماً لمبے بال رکھتے

ہیں جن میں ایک تیز چاقو پرس کاٹنے کے لیے چھپایا گیا ہوتا ہے۔ وہ اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے ناخن بھی انہی مقاصد کے تحت لمبے رکھتے ہیں۔

سانگرہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سانگھیرا..... لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلہ۔ وہ شادی کے بعد جنڈی کاٹتے اور ڈالیوں سے کھیل کھیلتے ہیں۔ وہ گائے یا بھینس کا دودھ سب سے پہلے اپنے جٹھیرا کو بھینٹ کرتے ہیں۔

سانگھی..... ڈیرہ غازی خان کی سانگھڑ تحصیل میں جٹ قبیلہ۔ اروال جٹوں کی طرح ان کی شادی کی رسوم بھی بلوچوں والی ہیں۔

سانگی..... امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سانول شاہی..... وادی سندھ میں سانول شاہی یا سوم شاہی نامی ایک سکھ فرقہ ملتا ہے جو باباناٹک کے ایک بھگت سانول شاہ نے قائم کیا تھا۔ 1489ء میں باباناٹک نے اسے جنوب مغربی

پنجاب میں پرچار کرنے بھیجا تھا۔

سانی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساولہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ساہنسی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساہون..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ساہی..... (لدھیانہ میں اسے کبھی کبھی چھاہی بھی بولا جاتا ہے)۔ ایک جٹ قبیلہ جو سندھ کی طرح

سورج بنسی راجپوت کی نسل ہونے کا دعویدار ہے جو محمود کے ہمراہ غزنی گیا اور واپس آ کر

لاہور کے قریب راوی کنارے آباد ہو گیا۔ ان کا اندراج صرف گجرات اور سیالکوٹ سے

ہوا۔ ہندو ساہی، ججا اور سندھو جبکہ مسلمان ساہی صرف سندھو کے ساتھ شادی سے اجتناب

کرتے ہیں۔ ان علاقوں کے سندھو اور چیمہ کی طرح ان کی بھی کچھ مخصوص شادی کی رسوم

ہیں۔ مثلاً بکرے کا کان کاٹنا اور اس کے خون سے پیشانی پر تلک لگانا، دلہے کا جنڈ کے درخت

کی ایک شاخ توڑنا وغیرہ۔ بیوہ کی دوسری شادی کی اجازت ہے لیکن وہ صرف متوفی شوہر

کے بھائی سے شادی کر سکتی ہے، بصورت دیگر اسے ذات بدر کر دیا جاتا ہے۔ ملتان، شاہ پور

اور امرتسر میں جٹوں کا ایک زراعت پیشہ قبیلچہ بھی ساہی ہے اور منگمری میں انہیں کھڑوں کا

ایک قبیلچہ بتایا جاتا ہے جس کے ساتھ مرزا کا تعلق تھا (مرزا صاحبان داستان کا مرزا)۔

سبراہی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سبروال..... جہلم میں زراعت پیشہ کھتریوں کا ایک خاندان۔

سبیا..... فیروز پور میں جٹ قبیلہ۔ کہا جاتا ہے کہ اس قبیلے میں شادی کرنے والی ایک حاملہ عورت

مرگئی لیکن اس کی ارٹھی جلانے کے دوران اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا جو سبیا

کہلایا۔ لاشیں جلانے کی جگہ کو سبیا کہتے ہیں۔

سہرا..... یہ جٹوں کے گل قبیلے کی ذیلی شاخ لگتے ہیں جنہوں نے سہراؤں کے مشہور میدان جنگ

کو اپنا نام دیا۔ وہ بھی مرکزی طور پر جہلم اور زریں چناب میں ملتے ہیں اور جھنگ میں ان کی

تعداد کافی زیادہ ہے۔ جھنگ کے سرے ایک طاقتور قبیلہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ وہ ہندو

راچپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے اور شادیوں پر ہر برہمنوں یا میراٹیوں کی خدمات لیتے ہیں۔ ان

کی بیویاں چدھرڑ اور ماہون جٹوں اور کبھی کبھی سیالکوٹ میں سے بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی

بیٹیاں صرف سیالوں کے بھروانہ قبیلچے یا اپنے ہی حلقوں میں بیاہتے ہیں۔

سہرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سہرائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سہیلا، سپیرا یا سپادا..... سانپ پکڑنے والا۔ یہ جوگیوں کی ایک شاخ ہونے کے دعویدار ہیں۔

ست واہن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سترداری..... امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

ستنامی..... ہندو بھگتوں کا ایک طبقہ۔ ست نام کا لفظی مطلب ”سچا نام“ ہے۔ رام سنگھ گوکانے

اپنے پیروکاروں کو ابتداً میں یہی نام دیا تھا۔ لیکن گوکانے کا کبھی بھی ست نامی کہلاتے نظر نہیں

آئے۔ وسطی صوبجات کے ستنامیوں کو رائے داسی چماروں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ لیکن

ان کا ماخذ غالباً کافی اعلیٰ ہوگا۔ اور نگزیب کے عہد حکومت کے پندرھویں سال (1675ء)

کے واقع میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

ستھار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ستھار..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سُتھار..... لوہار۔ ترکھان ذات کا ایک گروپ۔ ستھار لوہار بالاصل ہندو ترکھان تھے اور روایت کے مطابق اکبر جو دھپور سے دہلی جاتے وقت ان میں سے 12,000 کو ساتھ لے گیا، زبردستی ان کے ختنے کروائے اور انہیں لوہے کی بجائے لکڑی کے کام پر مجبور کیا۔ کچھ ایک لوہار اس کہانی کو درست مانتے ہیں۔ سندھی میں ترکھان کے لیے عام اصطلاح سُتھار ہے۔

سُتھانک واسی..... غیر بت پرست شوتھمر جین جنہیں دُھندیا بھی کہتے ہیں۔

سُتھرا شاہی..... سکھ بھگتوں کا ایک سلسلہ جس کا ماخذ یوں بیان کیا جاتا ہے: تیج شاہ نامی فقیر کی زندگی میں ہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی پیشانی پر ایک کالا نشان اور منہ پر موچھیں تھیں۔ ماں باپ نے اسے ایک بدشگون خیال کرتے ہوئے کسی جگہ پھینک دیا۔ اتفاقاً دسویں گورو ہرگوبند کو وہ بچہ مل گیا اور اس نے اپنے شاگردوں سے اسے اٹھانے کو کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ کتھرا یعنی گندا ہے۔ گورو نے جواب دیا ”نہیں وہ سُتھرا ہے۔“ یہی لڑکا سُتھرا شاہی فرقے کا بانی بنا۔ مسلمان اور ہندو دونوں اس پن্থ میں داخل ہوتے ہیں۔ مسلمان سُتھرے ایک ڈنڈا ساتھ رکھتے ہیں جس کے ساتھ اپنی بوہے کی چوڑی چھنکاتے رہتے ہیں۔ ہندو سُتھرے اپنا فرقہ اُداسی بتاتے ہیں۔ وہ گورو نانک کے بیٹے ہری چند کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ یوں تو وہ وحدانیت پرست ہیں مگر ہندوؤں سے بھی بھیک مانگنے کی وجہ سے ہندو دیوتاؤں کو بھی پوجتے ہیں۔

سُتھند..... امرتسر میں زراعت پیشہ (1) اراٹیں قبیلچہ اور (2) کبوہ قبیلچہ۔

سُستی..... راولپنڈی میں پہاڑی قبائل میں سب سے بڑا اور اہم ترین قبیلہ۔ وہ مری تحصیل میں پہاڑیوں پر۔ دُھندوں کے جنوب میں آباد ہیں اور کھوٹہ تحصیل کے شمال مغربی کونے میں بھی۔ غالباً ان کا ماخذ دُھندوں والا ہی ہے جو انہیں بہ نظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ دونوں کی جسمانی اور عام خصوصیات ایک جیسی ہیں۔ وہ اچھے سپاہی بنتے ہیں۔ ستیوں کے بارے میں دُھند کا کہنا ہے کہ ایک دُھند کلورائے نے ایک غلام لڑکی سے شادی کی اور سُستی اسی کی اولاد ہیں۔ اس لڑکی کا بیٹا نزار پہاڑ کے دامن میں پیدا ہوا۔ ماں باپ راستہ بھول کر اسے بھی کھو بیٹھے۔ تین روز بعد وہ ایک برہمن کو مل گیا جس نے اسے ”ست“ قرار دیا۔ بلاشبہ سُستی اس سلسلہ نسب کو پسند نہیں کرتے اور بالعموم انہیں ”ساہو“ یا Gentle تسلیم کیا جاتا ہے۔ خلوص اور دیگر



کرداری خصوصیات میں وہ دُھندوں سے برتر ہیں۔ ان میں قبائلی احساسات قوی ہیں اور اپنے سرداروں کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔ کریکفورٹ کے مطابق وہ نوشیرواں کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ غالباً اس کا مقصد خود کو ایرانی النسل بتانا ہے۔

ستے گرہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سجرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سدوزئی..... پٹھانوں کا ایک قبیلچہ۔ اصلاً اتمانزئی کی ایک شاخ (اتمان کی دوسری بیوی سے)۔ ایک زراعت پیشہ قبیلے کے طور پر وہ صرف منگمری میں ملتے ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور میں ان کی کچھ تعداد موجود ہے۔

سدھ..... کوئی بزرگ یا ولی۔

سدھانا..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سدھنا پنٹھی..... سپہوں میں جنم لینے والے ایک بھگت سدھنا کے قائم کردہ فرقے کا پیروکار۔ وہ نام دیو کا ہم عصر اور پیشے کے اعتبار سے قصاب تھا۔ لیکن اس نے خود کبھی کسی جانور کی جان نہ لی اور صرف گوشت ہی بیچا کرتا تھا۔ ان کے عقائد واضح نہیں، لیکن غالباً یہ وشنو کے سدھنا اوتار کی پرستش کرتے ہیں۔

سدھو، سدھو۔ برار..... سدھو اپنی شاخ برار یا سدھو برار سمیت پنجاب کے جٹ قبائل میں بہت بڑا اور انتہائی اہم ہے کیونکہ پٹیالہ، نابھا اور جٹ کا پھلکیاں اور فریدکوٹ کے برار خاندان اسی میں سے پھوٹے تھے۔ سدھو اپنی نسل کا ماخذ ایک بھٹی راجپوت اور جیسلمر کے بانی مہانی جیسلم کو قرار دیتے ہیں جو ایک کامیاب بغاوت کے نتیجے میں اپنی سلطنت سے محروم ہوا اور دہلی کے آخری ہندو بادشاہ پرتھوی راج چوہان کے پاس پناہ لی۔ اس کی اولادوں نے حصار اور سرسا پر غلبہ حاصل کیا اور موخر الذکر کا نام اپنے نام پر بھٹیانا رکھا۔ انہی میں کھیوا شامل تھا جس نے دریائے گھگر کی ایک جٹ خاتون سے شادی کی اور اس کے لطن سے سدھو پیدا ہوا۔ وہی اس قبیلے کا بانی بنا۔ سدھو کے چار بیٹے دیوی، بور، سور اور روچ تھے۔ بور کی اولاد دھول سے برار قبیلہ نکلا۔

بھٹیانا کے خالص بھٹی راجپوت آج بھی سدھو اور برار کے ساتھ تعلق تسلیم کرتے

ہیں۔ ان قبائل کی ابتدائی تاریخ سر لپیل گریفن نے ”وی چیفس آف پنجاب“ کے صفحہ ایک تا دس اور 8-546 پر بیان کی ہے۔ اصل میں یہ ساری کتاب ہی سدھو کی اولادوں کی سیاسی تاریخ ہے۔ انہوں نے اپنی اسی کتاب کے صفحات 36-429 پر چھوٹے سر کردہ قبائل پر بات کی ہے۔ ان کی قدیم جدیت کے بارے میں کچھ مزید تفصیلات ”حصار سیٹلمنٹ رپورٹ“ کے صفحہ 8 پر بھی مل جائیں گی۔ اس قبیلے کا اصل گھر مالوہ تھا۔ اب بھی ان کی سب سے زیادہ تعداد وہیں پائی گئی۔ لیکن وہ ستلج کے پار لاہور، امرتسر، جالندھر اور دیگر اضلاع میں بھی سرایت کر گئے ہیں۔ مسٹر برانڈرتھ (Brandreth) فیروز پور کے برار کو یوں بیان کرتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ برار اسی خاندان سے بھٹی راجپوت تھے جس سے جیسلمر کے راجپوت تھے اور دونوں کا آبائی گھر جیسلمر ہی تھا۔ ان کے مورث اعلیٰ کے پوتے کا نام برار تھا۔ اس کے بعد انہیں سدھو اور برار دونوں کہا جانے لگا۔ برار یا اس کی کوئی اولاد بھٹنڈہ کو نقل مکانی کر گئی، جس کے بعد اس کی اولادیں نواحی زمینوں پر پھیلنا شروع ہوئیں اور علاقہ کے ہر بڑے خطہ پر آباد ہیں۔ وہ اس ضلع میں ماڑی، موڈ کی، بکتسر، بھوچون، مہراج، سلطان خان اور بھدوڑ کے تمام علاقوں، سارے فرید کوٹ، پٹیالہ، نابھا، جھونبہ اور ملودھ کے ایک بڑے حصہ پر رہتے ہیں۔ ان تمام ریاستوں کے سرداروں کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ قبول اسلام کر لینے والے سرسا کے بھٹی بھی بالاصل بھٹی راجپوت تھے اور براروں سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ان کا سلسلہ نسب سدھو کے وقت سے پہلے کے کسی مشترک مورث اعلیٰ سے جوڑا جاتا ہے۔“

”کاشتکاروں کی حیثیت میں برار دیگر جٹ قبائل کے ہم پلہ نہیں۔ وہ نفیس کپڑے زیب تن کرتے اور خود کو زیادہ برتر خیال کرتے ہیں۔ سابق برسوں میں متعدد انتہائی بے خوف و بے دھڑک ڈاکو تھے اور ہمارے راج میں پکڑے اور انصاف کی زد میں لائے جانے والے بدنام ترین مجرموں میں برار بدترین تھے۔ کہتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں وہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا کرتے تھے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ چند برس قبل برار دیہاتیوں میں بمشکل ہی کوئی جوان لڑکی نظر آتی تھی۔ روایت کے مطابق یہ جرم اس وقت وہاں رواج پا گیا جب نابھا کے سرداروں میں سے ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ کسی کٹر قبیلے کے آدمی نے بدکاری کی۔ تاہم، اس نے خود کو شادی کرنے کے لیے پابند سمجھا۔ اس واقعہ کے نتیجہ میں اس نے اپنے سارے

قبیلہ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ آئندہ ہر لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا جائے تاکہ پھر کبھی ایسی شرمناک بدنامی سے دوچار ہونے کی نوبت نہ آئے۔

تاہم تمام بیانات کے مطابق یہ خوفناک رسم کچھ سال پہلے معدوم ہو چکی ہے اور مجھے برار دیہات اور دیگر ذاتوں سے آباد دیہات کے درمیان لڑکیوں کی تناسبی تعداد میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔“

سدھو جٹوں کا سدھ ”سدھ تلکارا“ ہے اور ہر ماہ کی 14 ویں بادی کو اسے گائے کی باؤلی بھینٹ کی جاتی ہے اور اسی روز غیر شادی شدہ لڑکیوں کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ اس کی سادھ فیروز پور میں مہراج کے مقام پر ہے۔ شادیوں پر وہ سوامن کے روٹ برادری میں تقسیم کرتے ہیں۔ سب سے پہلے سکھ ہونے والے سدھوؤں کے نام سردار کرم سنگھ اور سردار دھرم سنگھ تھے۔ سدھرا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ لدھیانہ میں ہندو سدھرا بھی ملے جن کی رسوم سنگھیرا جیسی ہیں۔

سدھووانا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔  
سدھو..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرا..... منگمری میں جزو ہندو اور جزو مسلمان قبیلہ۔ بلاشبہ یہ سرائے ہی ہیں۔  
سُرا..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو اور مسلمان جٹ قبیلچہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ شاہ جہاں کے عہد میں دہلی سے وہاں آئے۔  
سراج..... گھوڑے کی کاٹھیاں بنانے والا۔

سرا..... ہزارہ میں ملنے والے سرائے چھال میں آباد نسل سے تعلق رکھتے ہیں یا ہزارہ کی سرحد پر کشمیر کے پہاڑی علاقہ سے۔ میجر ویس کے مطابق ان کا تعلق اسی خطہ کے ڈھنڈ، ستی اور کراں کے نسلی گروپ ہی سے ہے۔ شاید انہیں کراوں کے ساتھ رکھنا زیادہ بہتر ہوگا۔ وہ مرکزی طور پر تحصیل ایبٹ آباد میں پائے گئے ہیں جہاں وہ خالصتا زراعتی ہیں۔ وہ سب مسلمان ہیں۔

سراف، صراف..... منی چنجر یا بینکر۔ صراف قیمتی دھاتوں کا لین دین کرتا ہے۔ اس کے برعکس سُنار محض ان دھاتوں سے چیزیں ہی بناتا ہے۔ صراف پرانے زیورات کے علاوہ چوری کے

زیورات بھی خرید کر انہیں گلاتا ہے۔

سرائی..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

سرائے..... (1) امرتسر اور گورداسپور میں ایک جٹ قبیلہ۔ گورداسپور کے سرائے سلطانیوں یا سخی سرور کے پیروکاروں کے رہنما ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی شیخ بھی کہلاتے ہیں۔ (2) مرکزی طور پر گورداسپور اور سیالکوٹ میں ملنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ تاہم، بالائی وسطی ستلج پر بھی کچھ ایک موجود ہیں۔ سیالکوٹ میں انہیں سرائے راجپوت کہا جاتا ہے جو تحصیل حافظ آباد کے سرائے نامی مورث اعلیٰ کی نسل کے بھٹی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے کلہوڑا خاندان کے سرائیوں اور ان کے درمیان بمشکل ہی کوئی تعلق ہو سکتا ہے جو قریشی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جالندھر اور نواحی اضلاع میں سرائے جانے پہچانے جٹ ہیں۔ میجر ٹاڈ پنوار راجپوتوں کی اس نسل کو ”سہرائی“ نام دیتے ہیں۔ جس نے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر سندھ میں اروڑ کے مقام پر ایک سلطنت کی بنیاد رکھی اور رسمی لقب کے طور پر اپنی نسبت سے علاقے کا نام سہل یا سہر اور شہزادوں اور باشندوں کا نام سہرائے رکھا۔ (3) ڈیرہ غازی خان میں راجن پور کے کلہوڑا خاندان کا لقب۔

سرایے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرینگی..... بلا تعصب تمام ذاتوں کے افراد کے ہاتھ سے کھالینے والا شخص، فقیروں کا ایک طبقہ۔

سردیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرگانا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سرلہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سروان..... اونٹ بان۔ انہیں جٹ بتایا جاتا ہے۔

سروانی..... ایک پٹھان قبیلہ جسے ڈینزل ایٹسن نے غلزی اور لودھی قبائل کا قرابت دار بتایا۔ اس نے کبھی بھی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی اور اب افغانستان میں تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

سروت..... گڑگاؤں میں جٹوں کا قبیلہ۔

سروڑیا..... سخی سرور کا پیروکار۔

سروڑویا..... بے نوا یا بے قاعدہ اسلامی سلسلوں میں سے ایک۔ یہ خواجہ حسن بھری کے پیروکار ہیں

(دیکھیں ”سہروردیہ“۔)

سرور کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

سروہا..... ایک راجپوت قبیلچہ۔ روہتک کے گھتوال جٹ اسی سے نسلی تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں۔

سروی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سرہاری..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

سرہانی..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

سریرا، سریرہرا، سراہرا..... ایک پست ذات جس کا اندراج صرف کانگڑہ اور ملحقہ علاقوں سے ہی ہوا۔

سریر..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

سکر چکیا..... سکھوں کی ساتویں مسل جس میں جٹوں کو بھرتی کیا گیا۔

سقہ..... پانی بردار یا پانی فروخت کرنے والا۔ سقہ مسلمان آب بردار ہیں۔ وہ راجپوت ماخذ کا

دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی متعدد گوتیں راجپوتوں والی ہیں مثلاً چوہان، بھٹی، پٹوار، ٹرا اور بھلیم۔

سکھرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سقطیاں..... خواجہ سری سقطی کے نام پر بنایا گیا ایک صوفی فرقہ۔

سکھیرا..... ہونہا کے تنوار راجپوتوں سے نسلی تعلق رکھنے والے پچادوں یا پچھاؤں کی ایک

شاخ۔ ان کا جد امجد تھری پال ایک پست ذات جٹنی کے ساتھ بھاگ گیا، اور نتیجتاً ذات بدر

ہونے کے بعد سراسا سے ہوتا ہوا ستلج کے کناروں پر آباد ہوا۔ لیکن اس کی اولادیں واپس بہونا

گئیں۔ اب ان کے مرکزی افراد بستی بھیم اور پیگار میں رہتے ہیں اور حصار میں ان کے

25 گاؤں ہیں۔ ان کا نام تھری پال کے بیٹے سکھا کے نام پر ہے۔

سگل..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سگلا..... راوی کے دائیں کنارے پر منگمری تحصیل میں ملنے والا جٹ رتے کا مسلمان قبیلہ۔ یہ

بالاصل راجپوت ہیں اور دھارا نگر کے راجا کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا

ہے کہ وہ اکبر کے عہد میں اپنے موجودہ مقامات پر آئے لیکن ان کے مرکزی گاؤں محمد شاہ

اور قمر سنگھ نکی نے آباد کیے تھے۔

سکوال..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سگھ..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سگی..... منگمری میں زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

سلطانی..... سلطان سخی سرور کا پیروکار۔ اسے سروریا، نگاہیا، لکھ داتا، دھونکلیا بھی کہتے ہیں۔ سروریوں کے واحد امتیازی وصف یہ ہیں۔ (1) جھٹکا کے ذریعہ مارا ہوا جانور نہ کھانا۔ (2) جمعرات کا دن منانا جس روز مٹتیں مان کر نیا زبانی جاتی ہے۔ سخی سرور بنیادی طور پر جنٹوں کا بزرگ ہے اور اس کی پوجا وسطی یا جٹ اضلاع کا غالب مسلک ہے۔ چھینور، گوجر اور پست ذاتیں عموماً اسی بزرگ کو مانتی ہیں لیکن کچھ کھترانی اور برہمنی پجاریں بھی ملتی ہیں۔ کسی بھی ذات کا کوئی بھی فرد خود کو سرور کا پجاری بتا سکتا ہے اور سبھی مذاہب اور ذاتوں کے لوگ اس کے پیروکار ہیں۔ سلطانی کو تمباکو نوشی اور اپنی مرضی کا لباس پہننے کی پوری اجازت ہے۔ صرف ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانے کا اصل لاگو ہونے کی وجہ سے بہت کم سکھ اس کے پیروکار ہیں۔

سلو ترا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سلو تھی..... برہمنوں کی ایک شاخ۔ کیوتھل کے موروثی پادھے۔

سلونے..... امرتسر میں زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

سلہریا..... سلہریا سوم ہنسی راجپوت ہیں جو اپنا سلسلہ نسب دیومالائی عہد کے راجا سیگل اور اس کی اولاد چندر گپت سے ملاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کا نام دہندہ مورث اعلیٰ سلطان مدراج کے دور میں اس فوجی دستے کے سپہ سالار کی حیثیت میں دکن سے آیا جو شیخا کھوکھر کی بغاوت فرو کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اور وہ سیالکوٹ میں آباد ہو گیا۔ بہلول لودھی کے دور میں اس کی اولادیں مسلمان ہو گئیں۔ وہ زیادہ تر مسلمان ہیں لیکن برہمنوں کی خدمات حاصل کرتے اور دروں زواجی نہیں کرتے۔ شادی کے موقع پر وہ دلہا اور دلہن کے ماتھے پر بکرے کے خون سے نشان لگاتے ہیں۔ ان کے مرکزی مقامات مشرقی حصے کی طرف ہیں، البتہ وہ گورداسپور اور لاہور میں بھی پائے گئے۔ سیالکوٹ کے ٹھا کر زیادہ تر سلہریا ہیں اور ان کی تعداد دو توں قبیلوں میں شامل کی گئی جبکہ سیالکوٹ کے سلہریا میں سے بیشتر نے خود کو منہاس اور بھٹی

لکھوایا۔ سلہریا لوگ ملوترہ، کائل، بٹاہ اور گدیہہ راجپوتوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر جموال، سمپال، منہاس اور جسوآہ قبیلوں میں بھی لڑکیاں بیاتے ہیں۔ مہاراجا رنجیت سنگھ کو اس کے پنڈتوں نے سلہریا لڑکیوں سے شادی کرنے کا مشورہ دیا تھا کہ وہ باعث خوش نصیبی ہوں گی۔ لہذا مہاراجا نے سلہریا قبیلے سے تین بیویاں لیں۔ ان میں سے ایک بیوی اس کے ساتھ ہی سستی ہو گئی۔ گورداسپور میں سلہریا کا رتبہ کہری والا ہے۔ وہ چوٹاؤنڈ کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ عورتوں کے حوالے سے تنازعات ان کے ہاں عام ہیں، اور رنجیت سنگھ کا ڈالا ہوا رواج آج بھی نافذ ہے کیونکہ بتایا جاتا ہے کہ متعدد سلہریا لڑکیوں کو لاہور اور امرتسر میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔

سلیمان خیل..... ڈیرہ اسماعیل خان کے مرکزی پٹھان قبائل میں سے ایک۔

سلیم شاہی یا شیر شاہی..... بھٹیاریوں کا اختیار کردہ ایک لقب جو اپنے ناموں کے ساتھ خان لگاتے ہیں۔

سلیرکا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

سُمل، سُمل..... نیازی پٹھانوں کا ایک قبیلہ جس کی باقیات میانوالی میں اب بھی موجود ہیں۔ شیر شاہ کے دور میں انہیں تقریباً مکمل طور پر بے دخل کر دیا گیا تھا۔

سمدار..... کاشت کاری میں حصہ دار۔ اسے ہالی بھی کہتے ہیں۔ وہ فصل بوتا اور اس کی دیکھ بھال کوتاہی ہے جبکہ زمین کا مالک ہل، ہیل اور بیج مہیا کرتا ہے۔

سمدرائی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سمر..... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ ہندو قبیلہ۔

سمرائے..... امرتسر اور لدھیانہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ موخر الذکر ضلع میں وہ شادیوں پر چنڈ کی ڈالی کاٹتے اور ان سے کھیلتے ہیں۔ نذر نیاز ایک برہمن کو دی جاتی ہے۔ ان کا جد امجد جو انداسیا لکوٹ سے آیا اور یہاں اس کی سادھ موجود ہے۔

سمرے..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

سمن..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کبہوہ قبیلہ۔

سمنڈ خیل..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

سمور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سمہ..... ریاست بہاولپور میں ایک قبیلچہ۔

سمیجا، سمیچہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ستے کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

سموگی..... بھگتوں کا ایک طبقہ جو شادی کرتے اور گھریلو زندگیاں گزارتے ہیں اس کے برعکس

ناگ بھگت مجر اور تارک الدنیارہتے ہیں۔

سن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سُنا، سُدیار، سُنا، سُنا کو قصبات میں اکثر زرگر بھی کہتے ہیں۔ یہ صوبہ میں سونے اور چاندی کی دستکاری کرنے والا ہے۔ وہ زیورات گروی رکھ کر سودیہ رقم ادھار دینے کا کام بھی کافی زیادہ کرتا ہے۔ دیہاتیوں کے درمیان اپنی بچتوں کو چاندی کے کنگنوں وغیرہ کی صورت میں سنبھال کر رکھنے کی ہمہ گیر عادت اس ذات کو اہم اور جامع بناتی ہے۔ لہذا یہ ایک حقیقی ذات لگتی ہے۔ سنا بالعموم صوبہ بھر میں پھیلے ہوئے اور انتہائی اہم مرکزی دیہات میں موجود ہیں۔ سارے مشرقی میدانوں و خطہ کوہستان میں وہ عموماً ہندو، مگر ملتان ڈویژن و سرحد پر اکثر و بیشتر مسلمان ہیں۔ وسطی ڈویژن میں چند ایک سکھ سنا ہیں۔ ان میں متعدد جینیویا مقدس دھاگا پہنتے ہیں۔ لیکن ان کی سماجی حیثیت تجارتی اور زرعی ذاتوں سے کہیں پست ہے، البتہ تمام بہت سے دیگر یا شاید تمام دستکاروں سے برتر۔ بتایا جاتا ہے کہ دہلی میں وہ ”دیئے“ اور ”دیسوالے“ میں تقسیم ہیں (اول الذکر کرپوا کرتے ہیں اور موخر الذکر نہیں) اور یہ کہ دیسوال سنا کا رتبہ بچے کے فوراً بعد آتا ہے۔ اگر مذہبی معیار لاگو کیا جائے تو یہ غالباً درست ہے۔ لیکن میرے خیال میں جٹ سنا کو خود سے بہت کمتر سمجھتا ہے۔ سنا کے ایک سے زائد مترادفات ہیں۔ اسے متر کہا جاتا ہے کیونکہ ایک کہانی کے مطابق درگا دیوی نے اسے خاک سے بنایا تھا۔ لہذا وہ مائی پتر یا دیوی پتر بھی کہلاتا ہے۔

سنجھل..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سندا..... ضلع ملتان میں جٹ رتے کا ایک قبیلہ۔ ”آئین اکبری“ مرتب کیے جانے کے دور میں وہ

راوی کے موجودہ دہانے پر آباد ہو چکے تھے۔



سندھ... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلے۔  
 سندھ... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلے۔ منگمری کے سندھوانوں کو مسلمان جٹ بتایا جاتا ہے مگر وہ  
 ہندو لگتے ہیں۔

سندھ... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

سندھ، ساندہ... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔ ڈھلوں جٹوں کی ایک شاخ ساندہ ہے۔

سندھ... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

سندھ... ضلع ملتان کی میلسی تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلے۔

سندھ... جہاں تک ہمارے اعداد و شمار کا تعلق ہے، سندھ دوسرا سب سے بڑا جٹ قبیلہ ہے۔

صرف سندھو اس سے تعداد میں سبقت لے گیا ہے۔ ضلع امرتسر و لاہور ان کے مرکزی مقامات

ہیں۔ لیکن وہ سارے بالائی ستلج میں اور انبالہ سے لے کر سیالکوٹ کے مشرق اور گوجرانوالہ

کے مغرب والی پہاڑیوں کے نیچے بھی ملتے ہیں۔ اور ایودھیا کے رام چندر سے ہوتے ہوئے

سورج بنسی راجپوتوں کی رگھو بنسی شاخ سے اپنی نسل قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ محمود

غزنوی ان کے مورث اعلیٰ کو اپنے ساتھ لے گیا یا وہ خود ہی چلا گیا اور تیرہویں صدی کے

دوران یا فیروز شاہ کے دور میں افغانستان سے واپس انڈیا آیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اس نے لاہور

کے نزدیک مانجھا میں رہائش اختیار کر لی۔ کچھ سندھو کہتے ہیں کہ جس غزنی سے وہ آئے تھے جو

افغانستان نہیں بلکہ دکن میں تھا۔ جبکہ کچھ دیگر کے مطابق یہ جگہ بیکانیر میں غزنی تھی۔ جالندھر

والے سندھوؤں کا کہنا ہے کہ مانجھا میں جنوب کی سمت سے دو یا تین سو سال قبل آئے جب

پٹھانوں نے منج راجپوتوں کو بے دخل کر دیا تھا اور کچھ ہی عرصہ بعد وہ نکالے گئے منج کی جگہ

لینے کے گلوں کی دعوت پر امرتسر سے جالندھر چلے گئے۔ سر لیپل گریفن کی رائے میں قبیلے کا

اصل ماخذ شمال مغربی راجپوتانہ میں ہے۔ سکھوں کے دور میں مرکزی اہمیت رکھنے والے قبیلے

کی سیاسی تاریخ کو لیپل گریفن نے ”وی چیفس آف پنجاب“ کے صفحات 253، 360 اور

28-417 پر بیان کیا ہے۔ سندھو جٹوں میں بھی شادی کی وہی مخصوص روایتیں پائی جاتی ہیں

جن کا ذکر ساہی جٹوں کے حوالے سے کیا جا چکا ہے۔ کرنال کے سندھو اپنے مورث اعلیٰ کالا

مہریا کالا حیر کی پوجا کرتے ہیں، جس کا مزار سیالکوٹ میں تھا نہ ستر کے مقام پر بیان کیا جاتا

ہے۔ سندھو اسی جگہ کو اپنا اصلی گھر کہتے ہیں۔

سندھے..... (1) منگمری میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ (2) ایک ہندو کبیرہ قبیلچہ۔

سندیلا..... ملتان میں جٹ رتے کا ایک قبیلچہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ شاہ جہاں کے دور میں دہلی سے آئے۔ اس نام کا ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ اور ایک بلوچ قبیلچہ (منگمری میں) بھی بتایا جاتا ہے۔

سندیلا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سنہرا..... اٹک میں راجپوت درجے کا ایک قبیلہ۔ یہ اپنی بیٹیاں الپیاں اور گھیا میں بیاتے ہیں۔

سنیال..... ڈگریاجوں سرکل میں درجہ دوم کار راجپوت۔

سنگ تراش..... انبالہ میں اسے پتھر پتورے کہتے ہیں۔

سنگاہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

سنگو..... فال نکالنے والا۔

سنگو کے..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سنگہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

سنگھ..... سنگھ گوروؤں کا پیر و کار جس نے گورو گووند سنگھ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پاہلی

ہو۔ تمام سنگھ اپنے نام کے ساتھ سنگھ کا لاحقہ لگاتے ہیں۔ پاہلی لینے کے بعد عموماً ہندو لاحقے

مثلاً رام چندر، کی بجائے ارجن سنگھ۔ دوسری طرف کوئی راجپوت تخت سنبھالنے پر اپنے نام

کے ساتھ سنگھ کی بجائے سین لگاتا ہے۔

سنگھ، سینگھ..... کنوئیں تلاش کرنے والا (دیکھیں ”ٹوبا“)۔ یہ لفظ غالباً سوگھنے سے مشتق ہے۔

سنگھا..... کسی نئے مسلمان لڑکے کو کہا جاتا ہے۔

سنگھاڑی..... سنگھاڑے کاشت کرنے والا۔

سنگھو وال..... کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے لکھمی چند کی نسل سے راجپوتوں کی

ایک شاخ۔

سنگھے..... فیروز پور میں ڈھلوں کا قرابت دار ہندو جٹ قبیلہ۔ ان کے ہاں شادی کی ایک مخصوص

رسم رانج ہے جس کے تحت دلہن کی آمد کے بعد دلہا اپنے پروہت کے ہمراہ جاتا اور پنونا می جھاڑی (جس سے جھاڑو بنتا ہے) کی ایک شاخ لے کر آتا ہے۔ اسے گھر کے صحن میں بوکر ایک سال یا چھ ماہ تک پانی دیا جاتا ہے تاکہ وہ سرسبز رہے۔

سنگیرے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سنی..... مسلمانوں کا راسخ العقیدہ فرقہ۔ ان کے چار بڑے مکاتب ہائے فکر ہیں: حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی۔

سنیاسی..... یہ اصطلاح سنسکرت کے سنیا س (ترک دنیا) سے مشتق ہے اور ان لوگوں پر لاگو ہوتی ہے جو زندگی کے بان پرستھ مرحلے کو گزار کر 75 سال کی عمر میں دنیا سے تعلق توڑ لیں۔ اس قسم کا سنیا سی بھگوا (نارنجی) رنگ کے کپڑے پہنتا لیکن جنیوا استعمال کرتا ہے اور مذہبی چوٹی رکھتا ہے۔ غالباً سنیا سی بحیثیت فرقہ سنیا س کی برہمنی روایت سے زیادہ پرانے ہیں۔ سنیا سی عموماً اپنا سلسلہ نسب سوامی دتاترے سے ملاتے ہیں جسے شنکر اچاریہ کا استاد بتایا جاتا ہے۔ بودھی دور میں سنیا سی فرقہ انحطاط کا شکار ہوا اور اس کی متعدد ذیلی شاخیں بن گئیں۔ نتیجتاً بدھ مت کے انحطاط کے بعد شنکر اچاریہ کی اصلاحات عمل میں آئیں اور مزید کئی شاخیں بنیں۔ مرکزی مکتبہ خود شنکر اچاریہ نے قائم کیا تھا۔

جب کوئی شخص سنیا سی بننا چاہتا ہے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کرنے اور اپنی تمام جائیداد انہیں منتقل کرنے کے بعد گاؤں کا چکر لگاتا اور شمال کی سمت میں ایک کوس تک جاتا ہے۔ وہ اپنے گاؤں کے مندروں اور معبدوں میں بھی عبادت کرتا اور زندگی بھر خدا کی خدمت کا عزم کرتا ہے۔ سانی عام انداز میں شیوا اور ایک خصوصی رسم مارگ کے ذریعہ شکتی کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ رسوم آدھی رات کے وقت شروع ہوتی اور تقریباً 9 روز تک جاری رہتی ہیں۔ باہر کے کسی آدمی کو شریک نہیں کیا جاتا۔ سچے سنیا سی کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں: پانی پینے کے لیے مٹی کا برتن، کھانے کے لیے درخت کی جڑیں، گھردرا لباس، مکمل علیحدگی، سب کے ساتھ مساوی سلوک۔ جوگیوں کی طرح سنیا سی بھی قریب المرگ شخص کو بٹھادیتے ہیں۔ اس کی بغلوں کے نیچے سہارے کے لیے ایک لکڑی کا چوکھٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ وہ مردوں کو جلانے کی بجائے اسی بیٹھی ہوئی حالت میں دفناتے ہیں۔

سواتی..... پٹھان نسل ہونے کا دعویٰ کرنے والے قبائل کا ایک گروپ۔ لیکن وہ غالباً مخلوط النسل ہیں۔ وہ بالاصل سوات کے باشندے تھے اور سترھویں صدی کے دوران ہزارہ پر حملہ آور ہوئے اور آہستہ آہستہ پکھلی پر قبضہ کر لیا۔ سواتیوں کی چالبازی مشہور ہے۔

سواگ..... ضلع میانوالی کی لیے تحصیل میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جو کھوکھروں کی شاخ بتایا جاتا ہے۔ اس قبیلے کے میاں سگوه نامی شخص نے حاجی پور (ڈیرہ غازی خان میں) کو چھوڑا اور بطور مرتاض دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہو گیا۔ ایک میرانی بلوچ حکمران نے اسے آزمائش میں ڈالنے کے لیے ایک شیر کو رام کرنے کا حکم دیا۔ وہ یہ کام کرنے میں کامیاب رہا اور سنہہ وگ یعنی شیر کو لگام ڈالنے والا کہلایا۔ چنانچہ اس کی اولادیں سوگ یا سواگ کہلانے لگیں۔

سوامی..... کسی مذہبی سلسلے کا پیشوا۔ سنیاسیوں کا روحانی گورو۔

سوانی..... راجپوتوں میں کسی اعلیٰ خاندان کی عورت۔

سوٹرک..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوترہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوٹھنہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سوٹر..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سوجانی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سود..... زیریں پہاڑیوں اور ان کے عین نیچے واقع اضلاع میں امرتسر تک ہی محدود ہیں۔ ان کا مرکزی مقام لدھیانہ اور ماچھی واڑا نامی پڑوسی قصبہ ہے۔ وہ پنجاب سے باہر نامعلوم ہیں۔ اپنے مشاغل میں وہ کلیتاً تجارتی ہیں۔ تاہم، کبھی کبھار بطور کلرک ملازمت کر لیتے ہیں۔ اور ان کی سماجی حیثیت بنیاداً کھتری دونوں سے واضح طور پر پست ہے۔ وہ چھ کی بجائے تین لڑیوں والا جینو پہنتے ہیں۔ متعدد بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ چند ایک سکھوں کو چھوڑ کر وہ سب ہندو ہیں، لیکن دیگر تجارتی ذاتوں کے مقابلہ میں مذہب پر عملدرآمد میں بہت تساہل پسند۔ وہ آزادی کے ساتھ گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں اور اپنی عادات، روایات و سماجی حیثیت میں کاتھوں سے کافی مشابہہ ہیں۔ یہ یقیناً ایک پرانا قبیلہ ہے، لیکن اس کے ماخذ سے متعلق

کوئی قطعی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ قبائلی نام کی بہت سی من گھڑت تاویلیں عام ہیں، زیادہ تر کی نوعیت رُسوا کن ہے۔ لدھیانہ کے سُودو گروپوں میں تقسیم ہیں: اُچاندیہ یا پہاڑوں کے سُود اور نیواندیا یا میدانوں کے سُود۔ اس کے علاوہ بیوہ کی شادی نہ کرنے والے سُود کو ”کھرا“ اور کرپوا کرنے والے کو ”گولا“ کہتے ہیں۔ یہ دونوں گروپ آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ وہ جسامت کے اچھے، ذہین اور جفاکش ذات ہیں۔ انہوں نے شادی کی رسوم میں اخراجات کافی حد تک گھٹانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ لدھیانہ میں چینی کی تجارت اور زراعتی قرضے دینے کا کاروبار تقریباً مکمل طور پر ان کے ہاتھ میں ہے۔ محاورہ عام ہے کہ ”اگر دریا کے دوسرے کنارے پر سُود کھڑا ہو تو اپنی گھڑی اسی کنارے پر چھوڑ دو۔“ سُودوں کی 52 گوتیں ہیں۔

سودھن..... راو پینڈی میں راجپوت بتایا جانے والا قبیلہ۔

سور..... لوہی شاخ کا افغان قبیلہ۔ نام کا لفظی مطلب ”سرخ“ ہے۔

سورج پرست..... منگمری کی دیہ پاپور تحصیل کے جنوب میں ایک مذہبی گروہ جو صرف انسانی جسم کو پوجتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ عبادت کی رسم بوالہوسی اور جنسی بے لگامی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس فرقے کا بانی گوگیرہ تحصیل میں فرید آباد کا ایک چوہڑا مسلمان تھا۔ وہ کھولے مُرید کے مقام پر دفن ہوا۔ اس کی بیوہ (جو سو میاں میں رہتی ہے) مذہب کی اعلیٰ ترین پرورہتہ ہے۔ زیادہ تر پیروکار مسلمان ہیں۔

سورداں..... ایک اندھا گویا جو کرشن کا بھگت تھا۔ چنانچہ کسی بھی اندھے ہندو یا سکھ کو (بالخصوص جو بھجن گانا جانتا ہو) سورداں کہا جاتا ہے۔ اس کی حیثیت وہی ہے جو اندھے مسلمان حافظ قرآن کی۔

سورو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سوگل..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

سوگی..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

سولکہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سولگی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سومرا..... مسٹر اور برائن سومرا کو بالاصل راجپوت بتاتے ہیں۔ 750ء میں انہوں نے سندھ اور ملتان سے پہلے عرب حملہ آوروں کو باہر نکالا اور علاقہ میں ایسی حاکمیت قائم کی جس نے 1445ء سے 1526ء تک ملتان میں اقتدار قائم رکھا۔ بالآخر ایک راجپوت قبیلے سمہ نے اسے بے دخل کیا۔ اور ٹاڈ انہیں پنوار راجپوتوں کے سوڈا قبیلے کی دو بڑی شاخیں اُمر اور سومرا کہتے ہیں جو بہت عرصہ قبل راجپوتانہ کے سارے صحراؤں میں آباد تھے۔ اور انہوں نے دریائے سندھ پر عمر کوٹ اور اُمر، سمرہ یا بھکر کے نام اپنی نسبت سے رکھے۔ وہ سوڈا قبیلے کو سکندر اعظم کے Sogdi سے شناخت کرتے ہیں۔ اعداد و شمار کو دیکھنے پر یہ نظر آتا ہے کہ یہاں سومرا پھر بالائی ستلج و چناب پر صوبہ کے وسطی اضلاع میں پھیل گئے۔ بہاولپور میں سومروں کی تعداد زیادہ نہیں اور وہ صرف لمنا تک ہی محدود ہیں۔ ان کی اکثریت مزارع ہے۔ جبکہ دیگر لوہار، ترکھان، ملاح یا نائی پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ سموں کے ہاتھوں شکست کے بعد (روایت بتاتی ہے) صرف وہی سومرے زندہ بچے جنہوں نے خدمتگار بننا منظور کر لیا۔ اس قتل عام میں اتنے زیادہ سومرے مارے گئے تھے کہ تقریباً سبھی عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ لہذا سومرا بیوی آج بھی اس غم میں تھلی نہیں پہنتی۔

سومڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سونال..... یہ جٹ قبیلہ کبھی راولپنڈی کے 3 میل شمال میں جدید گجنی میں آباد تھا۔

سونیڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

سونترا..... ایک جٹ قبیلہ۔ وہ اپنے نام کے ساتھ ہندو لقب رائے لگاتے ہیں۔ یہ ڈیرہ غازی خان میں ملے۔

سوندی..... ایک جٹ قبیلہ۔ کھتریوں کی ایک شاخ۔

سونی..... کھتریوں کی ایک شاخ۔

سوبا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سوبلا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

سوال..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ان کا ماخذ چوہان راجپوت بتایا جاتا ہے۔

سولہن..... بالعموم راجپوت قرار دیا جانے والا ایک قبیلچہ۔ یہ جہلم تحصیل میں دریائے سولہن کے

کنارے ملے۔

سوہی..... سوہی کے توسط سے راجا کنگ کی نسل سے تعلق رکھنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یہ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں ملے۔ امرتسر اور منگمری کے سوہی خود کوزراعت پیشہ جٹ قبیلچہ بتاتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر جنڈی کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں دلہا اپنی دلہن کو سات مرتبہ ڈالی مارتا ہے اور پھر دلہن اسے مارتی ہے۔ 10 سیر آٹے کی روٹیاں لڑکوں میں تقسیم کی جاتی ہیں اور برہمن کو 5 گز کپڑا ملتا ہے۔

سویرا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

سوئے..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

سہارن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سج دھاری..... لفظی مطلب نرم خویا نرم مزاج ہے۔ اس کے برعکس کیس دھاری سکھ ہیں جو کیس رکھتے اور تمباکو نوشی سے احتراز کرتے ہیں۔ کیس دھاری کو گورو گوند سنگھ جبکہ سج دھاری کو نانک پنٹھی یا گورو نانک کے پیروکار کہا جاسکتا ہے۔ حالیہ دور میں کیس دھاری سکھوں کا درجہ ذرا بلند ہو گیا ہے اور وہ اپنی بیٹیاں سج دھاریوں میں اس وقت تک نہیں دیتے جب تک ان کا لڑکا پاہل نہ لے لے۔ البتہ انہیں سج دھاری کی بیٹی سے شادی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ دوسری طرف کیس دھاری اور سج دھاری سکھوں کے ہندوؤں کے ساتھ تعلقات اس قدر قریبی اور سادہ ہیں کہ ان کے درمیان کوئی خط امتیاز نہیں کھینچا جاسکتا۔ حتیٰ کہ لاہور و امرتسر اضلاع کے کیس دھاری سکھ اپنے نوجوان لڑکوں کو (15 سال تک کے) بال کٹوانے کی اجازت بھی دیتے ہیں، مگر 15 سال کی عمر کے بعد نہیں۔ لہذا عین ممکن ہے کہ ایک ہی خاندان میں ایک بھائی کیس دھاری اور دوسرا سج دھاری ہو۔

سہروردی..... شیخ شہاب الدین سہروردی کا قائم کردہ صوفی سلسلہ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی سے انڈیا آئے اور ملتان کے قلعہ میں دفن ہوئے۔ وہ فارس کے عظیم شاعر شیخ سعدی کے روحانی بھائی تھے۔ غالباً شیخ سعدی ان کا ایک شاگرد تھا۔ انڈیا میں سہروردیوں کی چند ایک ہی زیارت گاہیں موجود ہیں۔

سہروردیہ..... باقاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک جس کی بنیاد سہروردی (عراق میں، نزد بغداد)

کے شہاب الدین نے رکھی۔ وہ عبدالقادر جیلانی کا ہم عصر تھا۔ پنجاب میں اس سلسلہ کا بانی بہاؤ الدین زکریا (وفات 1565ء) تھا جس کا معروف نام بہاول حق ہے۔ اس فرقہ کے لوگ بیٹھ کر عبادت کرتے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک نپے تلے سر میں لفظ اللہ کا ورد کرتے ہیں۔ یہ لفظ ایک دہائی ہوئی سانس کے ساتھ یوں ادا کیا جاتا ہے جیسے بڑی کوشش کے ساتھ منہ سے نکلا ہو۔ مرید اکثر اس کثرت میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔

سہنسر، سینسر..... ایک دلچسپ ذات جس کے بارے میں زیادہ کچھ معلوم نہیں۔ وہ ہوشیار پور میں ٹانڈا اور دوسویا کے قریب ملتے اور خود کو بھٹی راجپوتوں میں سے بتاتے ہیں۔ لیکن وہ مہتوں یا پکھی واروں کی ایک شاخ ہیں۔ ان کا پیشہ کپڑا بنانا ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ رے اور چٹائیاں بناتے ہیں۔ انہیں رسی بٹ بھی کہا جاتا ہے۔

سہوتا..... (1) ہوشیار پور میں ایک سرکردہ جٹ قبیلہ۔ اس کے ہیڈ کوارٹرز گڑھ ڈوالا میں ہیں اور ان کا سربراہ چودھری کہلاتا ہے۔ (2) ہوشیار پور میں ہی ایک گھوڑے پالنے والا قبیلہ جن کا تعلق کنجروں کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ سہوتا کا مطلب ”نوجوان خرگوش“ ہے۔

سہوکا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

سہول..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سہول..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیار..... جٹوں کا ایک قبیلہ جنہیں سندھ سے آیا ہوا بتایا جاتا ہے۔ انہوں نے کروڑ لعل عیسن کے قریب دریائے سندھ پر ایک آبادی قائم کی۔ سیار اب محنتی زراعت کار ہیں۔ لیکن دو آب کی آباد کاری ہونے سے پہلے تک وہ ایک گلہ بان قبیلہ معلوم ہوتے ہیں۔

سیال..... مغربی میدانوں کے قبائل میں سیاسی اعتبار سے سیال انتہائی اہمیت کا حامل قبیلہ ہیں۔ جیسا کہ مسٹر سٹیڈ مین کہتے ہیں کہ ضلع جھنگ کی جدید تاریخ سیال کی تاریخ ہے۔ وہ پٹوار راجپوتوں کا ایک قبیلہ ہیں جو اٹھارہویں صدی کے نصف اول میں سرفراز ہوا۔ مسٹر سٹیڈ مین رقمطراز ہیں: ”اس وقت تک غالباً وہ ایک گلہ بان قبیلہ تھے۔ لیکن کھیتی باڑی سے بہت کم وابستہ ہیں۔ وہ دریا کے کناروں پر رہتے ہیں اور موسم سرما کے اواخر اور موسم گرما کے ابتدائی مہینوں کے دوران چناب کی زیریں وادیوں اور برسات کے موسم میں جھنگ پار کی



بالائی زمینوں میں مویشی چرواتے تھے۔ جس خطے میں وہ اب موجود ہیں اس کا بیشتر حصہ شاید انہوں نے مغلوں کی فتح سے پہلے ہندوستان پر چھائی ہوئی تلامخیزی کے دوران حاصل کیا۔ اس عرصہ کے دوران یہ علاقہ بھیرہ اور کبھی کبھار ملتان کے زیر تسلط میں آیا۔ بار کی سطح مرتفع اور تھل کے ریگزاروں میں آباد ایک خانہ بدوش آبادی سے مالیہ وصول کرنا کبھی بھی آسان نہیں ہو سکتا تھا اور اس کی کوشش بھی شاذ و نادر ہی کی گئی۔ اکیلے رہ جانے پر سیال نے اس زمین پر رہنے والوں (نول، بھنگو، منگن، مرل اور دیگر پرانے قبائل) کو کامیابی کے ساتھ بے دخل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ کافی زیادہ باہمی خلفشار اور لڑائی جھگڑوں میں لگے رہے۔ گاہے بگاہے کھڑوں اور بلوچیوں کے ساتھ مصروف پیکار رہے۔“

”پھر اس زمین پر 200 برس تک امن رہا اور سیال لاہور صوبہ کے خاموش تابع دار بنے رہے۔ لوکل گورنمنٹ کے صدر مقامات چنیوٹ اور شورکوٹ تھے۔ بذریعہ سڑک احمد شاہ ابدالی کے پہلے اچانک حملے اور دہلی پہنچنے سے پہلے شکست کھا جانے سے ایک سال قبل 1747ء میں ولی داد خان نے وفات پائی۔ یہ درست طور پر معلوم نہیں کہ وہ سرداری حاصل کرنے میں کب کامیاب ہوا۔ لیکن یہ غالباً صدی کے آغاز کا واقعہ ہی تھا کیونکہ چھوٹے چھوٹے سرداروں کی تعداد کم کرنے اور وہ ساری اصلاحات متعارف کرانے میں کافی وقت لگا ہوگا جن کا سہرا ولی داد کے سر ہے۔ اسی کے دور میں سیالوں کی قوت عروج کو پہنچی۔ ولی داد کے زیر نگیں علاقہ تھل میں مشرقی منگیرہ سے لے کر راوی پر کمالیہ تک پھیلا ہوا تھا۔ راوی و پنجاب کے مقام اتصال سے لے کر چنیوٹ سے پرے پنڈی بھٹیاں کے علاقہ تک اس کے بھتیجے عنایت اللہ نے اس کی جگہ لی جو اگر اپنے چچا سے کسی اعتبار سے کم تھا تو انتظامی اور جنگی صلاحیت میں۔ وہ شمال میں بھنگی سکھوں اور جنوب کی طرف ملتان کے سرداروں سے متواتر جنگ و جدل میں لگا رہا۔ ان کے قریبی رشتہ داروں رشید پور کے سیال سرداروں نے انہیں پیہم تنگ کیا اور پریشان رکھا۔ ایک مرتبہ تو چالیس سواروں کے ایک دستے نے جھنگ پر حملہ کر دیا اور خان کو قیدی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ چھ ماہ تک اسیر رہا۔ بعد کے تین سرداروں کی تاریخ بھنگیوں اور ان کے شدید دشمن سوکرچکیہ مسل (جن کے مقدر میں جلد ہی بھنگیوں اور سیالوں دونوں کا زیر نگیں ہونا لکھا تھا) کے استحکام اقتدار کی تاریخ ہے۔ 1803ء میں چنیوٹ

اور 1806ء میں جھنگ لے لیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد سیالوں کے آخری خان احمد خان نے 1808ء میں اپنا علاقہ دوبارہ حاصل کر لیا۔ 1810ء میں مہاراجا نے اسے دوبارہ پکڑ کر لاہور جیل میں پھینک دیا۔ یوں جھنگ کے سیال خواتین کی وہ آزادی اختتام پذیر ہوئی جو کبھی انہیں حاصل تھی۔“

”سیال ایک پنوار راجپوت رائے شکر کی اولادیں ہیں جو آلہ آباد اور فتح پور کے درمیان دارانگر کارہاشی تھا۔ قبل ازیں پنواروں کی ایک شاخ اپنے آبائی علاقے سے نقل مکانی کر کے جو نپور چلی گئی تھی۔ وہیں پر رائے شکر پیدا ہوا۔ ایک کہانی یہ کہتی ہے کہ رائے شکر کے تین بیٹے سیو، بیو اور گھیو تھے جن سے جھنگ کے سیالوں، شاہ پور کے ٹوانوں اور پنڈی گھیب کے گھیوں کی نسل چلی۔ ایک اور روایت کے مطابق رائے شکر کا اکلوتا بیٹا سیال تھا اور یہ کہ ٹوانوں اور گھیوں کے مورثین اعلیٰ محض شکر اور سیال کے ہم جد رشتہ دار تھے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رائے شکر کی موت پر خاندان کے ارکان میں بہت جھگڑے پیدا ہو گئے اور اس کا بیٹا سیال علاؤ الدین غوری کے دور حکومت میں پنجاب کو ہجرت کر گیا۔ قریباً قریباً یہ وہی دور تھا جب متعدد راجپوت خاندانوں نے کھڑوں، ٹوانوں، گھیوں، چدھڑوں اور پنوار سیالوں کے آباؤ اجداد سمیت ہندوستان کے صوبوں سے پنجاب کی طرف نقل مکانی کی۔ ان دنوں بابا فرید پاپکتین والے کے پر جوش واعظ سن کر مذہب اسلام قبول کرنا ایک عام رواج تھا۔ اسی کے مطابق ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ سیال آوارہ گردی کرتا ہوا پاک پتن پہنچا اور وہاں اپنے آباؤ اجداد کا مذہب ترک کر دیا۔ بزرگ نے اسے دعادی اور پیشگوئی کی کہ اس کے بیٹے کی اولاد دریائے جہلم و چناب کے درمیانے علاقہ پر حکمرانی کرے گی۔ یہ پیش گوئی بہت زیادہ درست نہ ثابت ہوئی۔ بابا فرید نے 64-1265ء میں انتقال فرمایا۔ سیال اور اس کے پیروکار جہلم کے دائیں کنارے پر ایک حد تک مستقلاً رہائش پذیر ہونے سے پہلے کچھ عرصہ کے لیے رچنا اور چیچ / نیچ دو آبوں میں ادھر ادھر بھٹکتے ہوئے نظر آئے۔ اسی لامکانی کے دور میں اس علاقہ کی ایک عورت، بھٹی خان میکن کی بیٹی سوہاگ سے شادی کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے سیالکوٹ میں ایک قلعہ بھی بنایا اور عارضی طور پر وہاں رہا۔ سیال نے اس ضلع میں اپنی پہلی آبادی قائم ہونے پر تھل میں منکیرہ اور دریائے جہلم کی درمیانی پٹی پر قبضہ کر لیا۔ مشرق سے مغرب

اور شمال میں خوشاب سے لے کر جنوب میں موجودہ گڑھ مہاراجا تک، ضلع جھنگ کا سارا جنوبی حصہ سیالوں کا صدر مقام ہے۔ چناب کے ساتھ ساتھ راوی سے اس کے اتصال تک اور راوی و جہلم کے سنگموں کے درمیان دریائے چناب کے دائیں کنارے پر۔ وہ ملتان میں بھی راوی کی ساری گزرگاہ کے دونوں کناروں پر آباد ہیں اور کچھ آگے تک ضلع منگمری میں بھی۔ دریا کے بالائی حصے پر بھی ان کی تھوڑی سی تعداد ملی ہے۔ وہ جہلم سے شاہ پور اور گجرات میں پھیلے اور ڈیرہ جات و مظفر گڑھ کے زیریں دریائے سندھ پر بھی کافی تعداد میں پائے گئے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ کانگڑا کے سیال کون ہوں گے؟ وہاں پر گھرتھوں کا ایک سیال قبیلہ ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ ان افراد میں سے کچھ نے اپنی ذات سیال بتائی ہو۔ لہذا انہیں راجپوتوں میں شمار کیا گیا۔ مسٹر پرسرا نہیں یوں بیان کرتے ہیں: ”سیال قوی الجثہ، اکھڑ مزاج، مویشیوں کے شوقین اور زراعت پر کم توجہ دینے والے لوگ ہیں۔ کھل اور کاٹھیا کی طرح وہ ہندو تہواروں میں حصہ لیتے ہیں اور اپنی عورتوں کو پردہ نشین نہیں رکھتے۔ وہ براؤن رنگ کے کپڑے اور پتیل کے برتن استعمال کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔“

سیان..... یہ سیالکوٹ میں ملتے ہیں اور چندر بنسی راجپوت سیان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والا جٹ قبیلہ ہیں۔ یہ راجا سرہند میں حکومت کرتا تھا۔ اس کی نسل میں سے ویس اور گنیس اور نگزیب کے عہد میں سیالکوٹ آئے۔

سپی..... لفظی مطلب ”دیہی برادری کو مہیا کردہ خدمات۔“ سپی یا غیر ملازم وہ لوگ ہیں جو کسی ایک مخصوص فرد نہیں بلکہ سب کے لیے کام کرتے ہوں۔ وہ زراعتی کام کرتے ہیں۔ وہ کہہ رہے، چوہڑا یا خاکروب، کھیت مزدور اور موچی ہیں۔

سیٹی (سیٹھی)..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سید..... اصلی سید حضرت علیؑ کی اولاد ہیں، بالخصوص امام حسنؑ و حسینؑ کی اولاد۔ لیکن علوی سید بھی موجود ہیں جنہیں حضرت علیؑ کی دیگر بیویوں کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ ہماری مردم شماری رپورٹوں کے مطابق پنجاب اور صوبہ سرحد میں اڑھائی لاکھ سید موجود ہیں۔ لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ ان میں سے کتنے سید صحیح النسب ہیں۔ ایک کہاوٹ مشہور ہے: ”بچھلے سال میں جولاہا

تھا۔ اس سال شیخ ہوں اور اگر فصل اچھی رہی تو اگلے سال سید بن جاؤں گا۔“ اگر سال کی بجائے پشت کہا جائے تو یہ عمل کافی عام ہے۔

سید صوبہ بھر میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے ملے۔ پنجاب کے مشرقی نصف میں وہ (دہلی کے سوا) کل آبادی کا نسبتاً قلیل عنصر ہیں۔ یہ افراد زیادہ تر مسلم فاتحین یا عہد سلاطین میں آئے اور انہیں اراضیاں اور مالیہ عطا کیا گیا جو ان کی اولادوں کے پاس اب بھی ہے۔ جمنگانگادو آب کے باراسادات، جن کے ساتھ مشرقی سیدوں میں سے بیشتر کا تعلق ہے، نے مغل سلطنت کے آخری دنوں میں کافی سیاسی اہمیت حاصل کر لی تھی۔ لیکن لاہور کے نصف النہار سے سیدھا آگے گزر کر آبادی کا واضح طور پر کافی بڑا حصہ سیدوں پر مشتمل ہے۔ پٹھان سرحد اور خطہ کوہستان نمک میں ان کی تعداد سب سے زیادہ اور زیریں سندھ میں کچھ کم ہے۔ کوہاٹ کے بنگش اور مشوانی جیسے متعدد پٹھان قبائل سید نسل کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ نے خود کو پٹھان کی بجائے سید بتایا ہو۔ پٹھانوں کے قبول اسلام کو مکمل کرنے والے جو بزرگ مغرب سے آئے تو سید اور مشرق سے آئے تو شیخ کہلائے۔ اور غالباً اول الذکر کی اولادوں سے تعلق اور سید ماخذ کا غلط دعویٰ سارے مسلمان خطہ میں بہت عمومی حیثیت اختیار کر گیا۔ اسی لیے پنجاب کے مغرب میں سیدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بلوچی (جو بالاصل شیعہ تھے اور انہیں ”یارانِ علیؑ“ کہا جاتا تھا) سیدوں کی عزت و تکریم سنی پٹھان کی نسبت کہیں زیادہ کرتے ہیں۔ اور بلوچیوں کی نسبت پٹھانوں میں سیدوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ سید جلال بابا کے ہمراہ ہزارہ میں آنے والے کاغان کے سید ساری وادی کاغان میں آباد اور ملتان ضلع کے سید ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیل مسٹر روئے (Roe) کی سیٹلمنٹ رپورٹ میں ملے گی۔

سید برہمن سے کم تر نہیں۔ وہ وسیع پیمانے پر زمیندار اور کاشتکار ہیں۔ درحقیقت برہمن تو پیدائشی پروہت ہے یا کم از کم اس کا تعلق مذہبی طبقہ سے ہے لیکن سیدان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ بہر حال پنجاب کے مغرب میں وہ اپنی فرضی بزرگی ان نذرانوں کی وصولی کے لیے استعمال کرتا ہے جن کے لیے اس کے دینی ضوابط میں اسے کسی قسم کا استحقاق حاصل

نہیں۔ میں نے کرنال کے سیدوں کو اپنی سیٹلمنٹ رپورٹ میں یوں بیان کیا ہے: ”مجھے معلوم کاشتکاروں میں سید بدتین ہیں: کاہل، غیر کفایت شعار، پرلے درجے کے جاہل اور مغرور۔ وہ فاقہ کشی تک پہنچ جانے سے پہلے کھدائی نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس کی مقدس نسل اس کے ابرو کو پسینے کی حاجت سے بچالے گی۔ جہاں تک میں جانتا ہوں اس کے پاس کوئی مال مویشی اور زمین نہیں اور وہ اپنے مزارعین کو آخری حد تک پیس ڈالتا ہے۔ اسی قدر برے انداز میں وہ غریب، گندا اور مقدس بھی ہے۔ ضلع میں وہ بدترین مالیہ ادا کرنے والا ہے کیونکہ اس کے لیے ایک نہایت ہلکے محصول کا مطلب محض بہت بڑی کاہلی ہے۔“ مسٹر تھاربرن بنوں کے سیدوں کو یوں بیان کرتے ہیں: ”اصولی طور پر سید مزارعے نہیں زمیندار ہیں اور وہ بھی بہت برے اور کاہل قسم کے۔ سیکھنے، عام ذہانت اور حتیٰ کے گفتگو اور شخصیت میں بھی وہ ان پٹھانوں اور جٹوں سے بمشکل ہی قابل امتیاز ہیں جن کے بیچ وہ رہتے ہیں۔ جس واسطے سے وہ موجودہ زمینوں کے مالک ہیں، وہ انہوں نے زیادہ تر صورتوں میں تحفتاً حاصل کی تھیں۔ اگرچہ ان میں متعدد اب بھی کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں لیکن بحیثیت ایک طبقہ لوگوں پر ان کا اختیار 30 برس قبل کی نسبت کافی کم رہ گیا ہے۔ آبادی میں اضافہ کے نتیجے میں جب سے جہد للبقا شروع ہوئی ہے پٹھان زمیندار یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اسے مقدس افراد کی ضرورت نہیں۔ وہ زیادہ تر معاملات کو اب ایک توہم پرستانہ نکتہ نظر کی بجائے کڑے دنیا دارانہ نکتہ نظر سے دیکھتا ہے۔ کئی ایک خاندان یا آبادیاں اب تحائف کا وہ آبائی عمل منسوخ کر رہی ہیں جس کے تحت سید ایک موٹی تازی موروثیت کا حظ اٹھاتا تھا۔ لیکن انہیں دیوار سے لگا دینے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مجرمانہ نتائج سے روحانی نتائج کو بھی کافی خطرہ لاحق ہے۔“

افغانستان میں کافی تجارت سیدوں کے ہاتھ میں ہے کیونکہ ان کا مقدس کردار انہیں ایسی جگہوں سے بلا نقصان گزر جانے میں مدد دیتا ہے جہاں سے گزرتے ہوئے دیگر پٹھان یقیناً قتل ہو جائیں۔ حتیٰ کہ بلوچی بھی سید سے محبت نہیں رکھتے۔ وہ کہتے ہیں ”خدا سیدوں اور ملاؤں کا رشتہ دار نہ بنائے۔“ اصولی طور پر سید وراثت کے قانون شریعت پر کاربند ہیں اور اپنی بیٹیوں کی شادی سیدوں کے علاوہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ لیکن مشرق کے دیہات میں

بہت سوں نے اپنے پڑوسیوں کی قبائلی روایات اپنالی ہیں، جبکہ مغرب میں بیوہ کی شادی کرنے کے خلاف ہندو تعصب ان میں بھی سرایت کر گیا ہے۔

سیدوں کی تقسیم: پنجاب کے سید بنیادی طور پر حسنی اور حسینی یعنی حسنؓ ابن علیؓ اور حسینؓ ابن علیؓ کی نسلوں میں تقسیم ہیں۔ اس کے علاوہ حسن۔ حسینی حضرت عبدالقادر جیلانی کی اولاد ہیں جو دونوں شاخوں کی باہمی شادی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ علوی حضرت فاطمہؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کی دیگر بیویوں کی اور زیدی حضرت امام حسینؓ کے پوتے زید شہید کی نسل ہیں۔ لیکن ان میں تقسیم کا ایک اور حوالہ بھی ہے۔ کچھ کا نام ان مقامات کی نسبت سے ہے جہاں سے ان کے آباؤ اجداد آئے تھے۔ لہذا حضرت عبدالقادر کی اولادیں اکثر گیلانی کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ اسی طرح گردیزی یا بغدادی سید حسینیوں کی ایک اہم شاخ ہیں اور وہ کبھی ملتان کی تحصیل سرانے سدھو کے ایک بڑے حصہ کے مالک تھے۔ جبکہ زیدیوں کو گردیزیوں کی ہی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ بخاری سید حسینی شاخ سے لگتے ہیں۔ مغربی میدانوں کے زیادہ تر سید بخاری اور حسینی ہیں۔ جیلانی سید مرکزی طور پر پنجاب کے وسط اور کوہستان نمک و مغربی دامن کوہ میں ملے، شیرازی جہلم اور شاہ پور میں، جعفری گجرات میں، حسینی جہلم میں، باقری راولپنڈی اور مشہدی خطہ کوہ نمک میں۔ لدھیانہ کے سید بخاری یا سبزواری ہیں۔ موخر الذکر کی تعداد زیادہ ہے۔ سبزوار نامی شہر فارس میں ہے۔ سبزواری خود کو امام موسیٰ کاظم کی اولاد بتاتے ہیں۔

وہ عموماً اپنی ذات میں ہی شادی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی موزوں رشتہ نہ مل رہا ہو تو بخاری گروپ میں رشتہ ڈھونڈتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی منع تو نہیں لیکن اسے ناپسند کیا جاتا ہے۔

سیر..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

سیرائے راجپوت..... بھٹی راجپوتوں کی ایک شاخ جس کا جد امجد سیرائے حافظ آباد میں آن بسا اور متعدد گاؤں آباد کیے۔ وہ سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں۔

سیرہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیکن..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

سیکھو..... امرتسر، لدھیانہ، جٹڈ وغیرہ میں ایک جٹ قبیلچہ۔ گوجرانوالہ میں ان کے 20 گاؤں ہیں اور وہاں انہیں راجپوت بتایا جاتا ہے۔ ان کے جد امجد سیکھو کے پڑپوتے ہمبو، پرتھو اور چہر 17 پشتیں پہلے مالوہ سے ضلع گوجرانوالہ میں آئے تھے۔ وہ گونڈوں اور بلوں کے سوا باقی سب قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ انہیں کبھی بھی سیاسی اہمیت حاصل نہیں رہی۔ بس 1794ء میں ان میں سے ایک یادو ڈاکو بہت بدنام ہوئے۔

سیگر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیگراہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیسی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سین..... راجپوت شہزادے لکھن سین کی نسل ہونے کے دعویدار راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ یہ صرف سیالکوٹ میں ملتے ہیں اور منہاسوں میں اپنی بیٹیاں بیاتے ہیں۔

سینی..... مشرقی دامن کوہ اضلاع میں سبزیاں کاشت کرنے والے۔ جمنازون کے مالی اور باقی صوبجات میں ارائیں اور باغبان کا ہم معنی۔

سیوا پنہتی..... ایک سکھ فرقہ۔ گورو تیغ بہادر کا ایک ذاتی پیروکار کنہیا لال تھا جو گوجرانوالہ میں سودھرا کا دھمن کھتری تھا۔ وہ مغلوں کا ایک افسر ہوا کرتا تھا اور پھر گورو کے گھوڑوں کے لیے پانی لانے والا بن گیا۔ گورو نے اسے ایک سیلی اور ٹوپی عنایت کی۔ گورو تیغ بہادر کی وفات پر کنہیا لال گورو کووند سنگھ کی خدمت میں ہی رہا اور آئندہ پورے محاصرے میں بھی ہمراہ تھا۔ ایک دن اسے ندا آئی کہ ”اے دل، خدا سے محبت کر۔“ چنانچہ اس نے جنگ کے دوران ہی دونوں فریقوں کے سپاہیوں کو پانی پلایا اور سکھ عقائد کے مطابق عمل کیا۔ اسی خدمت یا سیوا کی وجہ سے وہ سیوارام کہلایا۔ اس کے پیروکاروں کو سیوا پنہتی کہا جانے لگا۔ کچھ سیوا پنہتی شیو کرتے ہیں۔ وہ مجرد رہتے اور جائیداد میں شراکت کرتے ہیں۔ گوشت، شراب اور بھنگ سے پرہیز کی جاتی ہے۔ ان کا لباس سفید رنگ کا ہے۔

سیواری..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

سیوک دریا..... جنوب مغربی پنجاب میں دریا کی پوجا عام ہے اور اس مسلک کے پروہت ٹھا کر کہلاتے ہیں۔ وہ دریا صاحب پر یقین رکھتے اور ساری مرادیں اسی سے مانگتے ہیں۔ رسوم و رواج

میں ان کا ہندوؤں سے فرق بہت کم ہے۔ مشرقی پنجاب میں اس کا متبادل مسلک خضر پیر کا ہے جسے ہندو اور مسلمان دونوں ہی پوجتے ہیں۔ زندہ کلیانا کی پوجا کا تعلق بھی کسی نہ کسی طرح دریا دیوتا سے بنتا ہے۔ درحقیقت کچھ کی رائے میں دریا صاحب زندہ کلیانا کا چیلہ تھا۔ جبکہ کچھ دیگر کے خیال میں زندہ پیر دریا دیوتا کی مجسم صورت تھا۔ دریا کے پجاریوں کی سب سے زیادہ تعداد ملتان میں ملتی ہے۔

سیوک..... خادم، پجاری، شاگرد۔

سیونی..... کھتریوں کی ایک شاخ۔

سیہو..... غنگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

سیہی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔





## ش

شافیاء (شافعی)..... سنی مسلمانوں کے چار بڑے مکاتب فکر میں سے ایک۔ اس کی بنیاد محمد ابن ادریس الشافعی (الشافعی - 819ء) نے رکھی۔ یہ عموماً شمالی افریقہ، عرب، سری لنکا اور مالے جزیرہ نما میں ملتے ہیں لیکن شمالی ہند میں بھی ان کی تعداد کم نہیں۔ شافعی اور حنفی مکتبہ فکر میں بڑا فرق یہ ہے کہ شافعی نماز پڑھتے وقت ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں اور حنفی ناف پر۔ 1891ء میں خود کو سانسی درج کروانے والے 300 افراد نے اپنا فرقہ شافعی بتایا تھا۔

شام داسی..... جنوب مغربی پنجاب کے پیراگی مصلح شام داس یا شام جی کا پیروکار (دیکھیں ”چھبیل والا“۔)

شامیہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوہ قبیلچہ۔

شاہ..... (1) امیر تاجر، بینکر، تاجر، وغیرہ۔ (2) فقیروں کے مخصوص سلسلوں بالخصوص سیدوں کا اختیار کردہ لقب۔ (3) بادشاہ۔ پنجاب میں یہ لفظ عموماً جاگیردار اور بینکر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ غالباً اس کا تعلق ”ساہو“ سے ہے۔

شاہ باسی..... شاہ پور کا زراعت پیشہ قبیلچہ۔

شاہ دولتانہ..... منگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

شاہی خیل..... پشاور میں خاکروب یا گورکن۔

شاہیہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

شجر..... ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ انہیں بھٹوں کا قرابت دار بتایا جاتا ہے۔

شکاری..... صرف بہاولپور کی صادق آباد کا رداری میں ملنے والا قبیلہ۔ وہ صرف نام کے مسلمان ہیں کیونکہ وہ ”حرام“ چیزیں حتیٰ کہ مردار اور سور بھی کھا لیتے ہیں۔

شلولی..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

شمبانی..... ایک چھوٹا سا بلوچ ذیلی من۔ اس کو بگتی کے ایک قبیلچے کے طور پر بھی شمار کیا گیا ہے۔  
شمسی..... ملتان کے صوفی بزرگ شمس تبریز کے پیروکار۔ یہ بزرگ پنجاب کے تمام حصوں اور سبھی  
مسالک میں یکساں مقبول ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی کھال کھنچوادی گئی مگر اس کے باوجود وہ  
اپنی کھال ہاتھ میں لیے چلتا رہا۔ لیکن صوبے کے شمال میں موجود ایک فرقہ شمس تبریز سے  
خصوصی عقیدت رکھتا ہے۔ یہ اپنے پیر کے نام پر خیرات دیتے ہیں۔ ان کے کوئی بت نہیں مگر  
بھگوت گیتا کا احترام کرتے ہیں۔ یہ سناروں، ٹھٹھیاروں اور چھینوروں میں مقبول ہے۔ پی  
ہری کشن کول کے مطابق شمسی فی الحال اسماعیلیوں کے امام کو مانتے ہیں۔ موجودہ اسماعیلی امام  
بمبئی کا آغا خان ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق سنار ذات سے ہے۔

شموزی..... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

شنکی..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

شنواری..... یہ کرشہون کے تیسرے بیٹے کانسی کی اولادوں میں سے واحد شاخ ہیں جو ابھی  
تک قبیلہ کے مربوط وجود میں شامل ہیں۔ وہ درہ خیبر کے مغربی کونے پر شمالی پہاڑیوں پر  
رہتے ہیں۔

شوگوترا..... جٹوں کی ایک شاخ۔

شون دل..... پنجاب میں بکرماجیت کے عہد میں ایک طاقتور ترین قبیلہ تھا۔

شہید..... یہ اصطلاح سکھوں میں بھی مسلمانوں جتنی عام ہے۔ لیکن سکھوں میں اس کا استعمال  
دیپ سنگھ اور سدا سنگھ کے پیروکاروں کے لیے ہی محدود ہے۔ دیپ سنگھ ضلع لاہور میں پوہو پنڈ  
کا ایک کھارا جٹ تھا اور اولین خالصوں میں شامل ہوا۔ دمدمہ کے مقام پر اس نے تعلیم حاصل  
کی اور سدا سنگھ اس کا شاگرد بن گیا۔ اس دور میں تخت لاہور نے سکھوں کے سر کی قیمت  
وصول کر رکھی تھی لیکن دیوان کورامل کھتری نے انہیں ممکنہ حملے سے خبردار کر دیا۔ دیپ سنگھ نے  
اپنے تمام پیروکاروں کو منتشر کر دیا مگر 60 افراد اس کے ساتھ ہی رہے۔ ان کے ہمراہ وہ شاہی  
افواج کے ساتھ لڑا مگر شکست کھائی۔ دیپ سنگھ اپنا سرتن سے جدا ہو جانے کے بعد بھی لڑتا  
رہا۔ بعد میں اسے شہید قرار دیا گیا۔ شاہی گورنر نے ایک خواب میں متنبہ کیے جانے پر

مکافات کے لیے دیپ سنگھ کی بہن مالن کو پوپ ہو پنڈ بطور جاگیر دے دیا۔ جس جگہ پر دیپ سنگھ کی ارتھی جلائی گئی اس کا نام ”شہید یونگا“ (امر تسر میں) ہے۔ مسلمانوں میں یہ اصطلاح صرف عقیدے کی خاطر مرنے والے کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لیے لاگو ہوتی ہے جو مارا جائے لیکن مہلک وار کے بعد کچھ نہ بولے۔

شیخ..... شیخ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب بزرگ یا سردار ہے اور عرب کے قبائل میں یہ پنجاب والوں کے چودھری کے مترادف ہے۔ لہذا یہ نام صرف عرب نسل تک ہی محدود ہوگا اور قبائل کافی عمومی طور پر ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے کافی بے تکے استعمال نے اسے بہت پست درجہ کر دیا۔ قبول اسلام کرنے والا راجپوت یا جٹ اپنی ذات کا نام برقرار رکھتا اور راجپوت یا جٹ ہی رہتا ہے۔ تاہم، میں ایسے مسلمان راجپوتوں کو جانتا ہوں جو غربت کا شکار ہو گئے اور جو لاہے کا پیشہ اپنا کر شیخ کہلانے لگے۔ بہر حال جب بھی وہ آئے گاؤں کی برادری نے انہیں رشتہ دار ہی تسلیم کیا۔ اسی طرح کوئی اچھوت یا ناپاک پیشے سے وابستہ شخص مسلمان ہونے کے بعد اپنا پیشہ بدستور وہی رکھتا ہے یا کم از کم اسے چھوڑ کر نسبتاً کم ذلت آمیز درجہ کا پیشہ اختیار کر لیتا ہے تو اپنی ذات کا نام بھی برقرار رکھتا ہے یا بالکل نئے نام سے جانا جاتا ہے، مثلاً دیندار یا مصلی۔ لیکن ان دو انتہاؤں کے درمیان والا طبقہ اپنی نسل پر اتنا فخر مند ہے کہ انہیں کوئی خواہش ہے اور نہ ہی وہ اپنے پیشے کی وجہ سے اس قدر پستی کا شکار ہیں کہ انہیں اپنی اصل ذات کا نام برقرار رکھنے پر مجبور کیا جاسکے۔ عمومی طور پر اسلام قبول کرتے ہی پرانا نام ترک کر کے شیخ کا نام اپنالیتے ہیں۔ فارسی کی ایک کہاوت ہے: ”پچھلے سال میں جو لاہا تھا، اس سال شیخ ہوں اور اگر قیمتیں اچھی رہیں تو اگلے سال سید ہو جاؤں گا۔“ مزید برآں انڈین ماخذ کے متعدد کتر زراعتی مسلمان قبائل نے خصوصاً صوبہ کے مغرب میں عرب نسل کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ وہ اب بھی اپنے قبائلی نام سے جانے جاتے ہیں، لیکن انہوں نے غالباً یقیناً حالیہ مردم شماری میں اپنا اندراج بطور شیخ کرایا۔ کچھ علاقوں میں شیخ بہترین کردار کے حامل نہیں۔ روہتک میں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ”کمال بے اعتنائی کے ساتھ ہماری فوجوں اور جیلوں کے لیے بھرتی مہیا کرتے ہیں۔“ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں نو مسلم شیخوں کو ایک ”کاہل اور غیر کفایت شعار کاشتکاروں کا طبقہ“ بیان کیا جاتا ہے۔ تاہم، جنوب مغربی اضلاع

کے حقیقی قریشی عموماً انتہائی اثر و رسوخ رکھتے اور تقدیس میں کافی بلند کردار کے حامل ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ترکھانوں کا لقب بھی شیخ ہے۔

شیخ بھنگلی یا شیخزادہ..... دہلی میں مسلمان چوہڑوں کا ایک طبقہ جن کا کہنا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حملہ آوروں کے ساتھ عرب سے آئے تھے (دیکھیں ”لال بیگنی“).

شیخ بہمانی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

شیخوں..... امرتسر میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔ بلاشبہ یہ سیکھو ہی ہے۔

شیرازی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

شیرانی..... یہ پٹھان قبیلچہ تخت سلیمان کے اردگرد آباد ہے (اس کی تفصیل ”پٹھان“ کے ضمن میں

ملاحظہ کریں)۔

شیرخانانہ..... منٹگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

شیر کے..... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

شیرؤ آنا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

شیوراں..... جنوں کا ایک قبیلہ جو چنڈ کی دادری تحصیل میں 42 دیہات کے مالک ہیں۔



## ص

صابون گڑ..... صابن بنانے والا (دیکھیں ”تیلی“)

صاحب زادہ..... کسی مولا کی اولاد جس نے علم یا تقدس کے بل بوتے پر شہرت حاصل کر لی ہو۔  
جندول کے صاحبزادے عربی النسل ہونے کے دعویدار ہیں۔

صقلی گڑ..... یہ ایک خالص پٹھے کا نام اور فولاد کے اسلحہ کو صقلیل کرنے والے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ مرکزی طور پر بڑے شہروں اور چھاؤنیوں میں ہی ملے۔ لیکن متعدد نے خود کو لوہار بتایا۔

صوفی..... آزاد خیال، باطنیت پرست یا وحدت الوجودی مسلمانوں کا ایک طبقہ جو کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے۔ عموماً صوفی سلسلوں کی تعداد 14 بتائی جاتی ہے۔ عجمی سلسلہ خواجہ حبیب عجمی، ایازی سلسلہ خواجہ فضیل ابن ایاز، ادھی سلسلہ خواجہ ابراہیم خان سے منسوب ہے۔ اس کے علاوہ چشتی، ہبیری، قزرونی، طوسی، سہروردی، فردوسی، کرخی، قادری، سقطلی، نقشبندی اور زیدی سلسلے ہیں۔ ان سب سے پرانا سلسلہ قادریہ ہے جو 1100ء میں عبدالقادر جیلانی، پیر دستگیر نے قائم کیا (مقبرہ بغداد میں) جو حسی سید تھے۔

ط

طوسی..... صوفی فرقوں میں سے ایک۔ اس کا نام شیخ علاؤ الدین طوسی کی نسبت سے ہے جن کا مزار  
طوس میں ہے۔



## ع

عباسی..... داؤد پوتروں کے حکمران خاندان کا نام۔ یہ بہاولپور کے نواب ہیں اور مصر کی سلطنت عباسیہ کے ساتھ تعلق کے دعویٰ دار ہیں۔ (دیکھیں ”داؤد پوترا“ اور ”کلہورا“)

عثمان زئی..... ایک پٹھان قبیلہ، مندر کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

عدن شاہی (یا ادن شاہی)..... ایک سکھ فرقہ یا سلسلہ۔ سیوا پنتھیوں کے بانی کنہیا لال کے ایک شاگرد ادن شاہی نے یہ سلسلہ قائم کیا۔

عرب..... ملتان میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (مردم شماری میں اپنا اندراج بطور عرب کرنے والوں کا حقیقتاً عربی ہونا نہایت مشکوک ہے۔ البتہ پشاور اور ملتان جیسے تجارتی مراکز میں کبھی کبھار چند ایک عرب تاجر مل جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ قریشیوں، شیخوں اور دیگر نے خود کو عرب بتایا ہو۔)

عربی..... ایک مسلمان قبیلچہ جس کا ماخذ ارائیں بتایا جاتا ہے۔ عربوں کو مغل دور میں ملتان کے قریب کئی دیہات دیئے گئے لیکن اب وہ اپنی زیادہ تر املاک سے محروم ہو چکے ہیں۔ انہیں ملتان اور منگمری دونوں جگہوں پر جٹ (زراعت پیشہ) ہی شمار کیا گیا۔ یہ بہاولپور کی احمد پور تحصیل میں بھی ملتے ہیں۔

عطار..... دوا سازی یا عطر فروش۔ لوگ پنساری سے دوا لے کر عطار کے پاس جاتے ہیں کہ وہ انہیں تیار کر دے۔ عطار عرق اور شربت بھی بناتا ہے۔ اب عطر بنانے کا کام صرف گاندی (یا گاندھی) کرتے ہیں۔

علماء..... یہ متفرق افراد کا مجموعہ ہیں، جن میں بیشتر کسی مذہبی پیشوایانہ کردار کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ عقیدہ اسلام کے بارے میں جانکاری رکھنے والا کوئی بھی شخص ”عالم“ کے لقب کا دعویٰ کر سکتا ہے، جس کی جمع ”علماء“ ہے۔ لیکن سرحد میں ہر وہ شخص عالم ہونے کا داعی ہے جو پڑھ لکھ سکتے اور مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے کافی مذہبی علم کا مالک ہے۔ ڈینزل ابٹسن نے خود کو علماء بتانے

والے افراد کے علاوہ اس عنوان کے تحت ایسے لوگوں کی بھی ایک بڑی تعداد شامل کی جنہوں نے اپنی ذات کا حوالہ کسی ایسے لفظ سے دیا جو مسلمانوں میں مذہبی علم کی ایک مخصوص حد یا رتبے کو بیان کرتا ہے۔ اس طور پر شامل کردہ اصطلاحات میں مجاور، قاضی، ملا، ملوانا، مولانا، مخدومانہ، میاں، ملازادہ شامل تھے۔ خود کو بطور علماء درج کرانے والے تقریباً سبھی افراد لاہور وراولپنڈی ڈویژنوں، گورداسپور اور گجرات میں تھے۔ مجاور کسی مزار کا موروثی محافظ (گدی نشین) ہوتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر نگاہا کے مقام پر سخی سرور کے مشہور مقبرے کے خدمت گار تھے۔ قاضی ماہر شریعت ہے جو تمام مذہبی و قانونی امور پر اپنی رائے دیتا ہے لیکن کسی مشہور قاضی کی اولاد اکثر اس لقب کو قائم رکھتی ہے۔ لہذا کئی ایک مشہور قاضی خاندان ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں تمام قاضی اعوان ہیں اور وہ خود کو ملا کہلاتے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ملوانا یا مولانا محض ملا کی ہی دیگر شکلیں لگتی ہیں۔ ان سب افراد کا اندراج ڈیرہ جات، پشاور اور ملتان ڈویژنوں سے ہوا۔ مخدوم کا مطلب مزار کا ناظم اعلیٰ ہے۔ وہ عموماً کسی ایسے بزرگ کی اولاد ہیں جس نے انتظام کی ذمہ داری سنبھالی، اور یہ لقب صرف زیادہ مشہور مزاروں کے ناظموں کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اب چھوٹے مزاروں والے بھی اسے استعمال کرنے لگے ہیں، اور وہ سب بھی جو کسی بزرگ کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مخدوم کی ایک اور صورت مخدومانہ ہے، یا شاید اس کا مطلب کسی مخدوم کی اولاد ہوگا۔ ڈیرہ جات میں میاں کا مطلب بزرگ یا مقدس آدمی یا معلم ہے، لیکن اب یہ ایسے اشخاص کی اولادوں کے لیے بھی اکثر و بیشتر مستعمل ہے۔ ملازادہ کا مطلب بھی یقیناً ملا کی اولاد ہی ہے۔ علماء کے اس عنوان کے تحت غالباً خونڈزادہ اور خونڈ خیل کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ خونڈ کسی بھی مشہور روحانی رہنما کو دیا گیا لقب ہے اور ایسے شخص کی اولادیں اوپر مذکور ناموں سے جانی جاتی ہیں۔ درحقیقت میجرولیس بھی یہ کہتے ہیں کہ ہزارہ کے پٹھانوں میں کوئی بھی ایسا شخص بلا امتیاز خونڈزادہ یا ملا کہلاتا ہے جس نے مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ لیکن مسٹر بیکنٹ (Beckett) نشاندہی کرتے ہیں کہ ان میں سے متعدد افراد ایسے ہیں جو کوئی اور لقب نہ بتا سکے۔ وہ زیادہ تر گوجر اور اعوان ہیں لیکن اسے تسلیم کرنے میں متامل ہیں، اور بہت عمومی طور پر سید ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں۔ انہیں ملاؤں یا پروہتوں کے ساتھ شمار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ وہ کوئی پروہتانہ فرائض سرانجام نہیں



دیتے۔ وہ دیگر پٹھانوں کی طرح ہی زمین کاشت کرتے یا مویشی چرواتے ہیں لیکن اس لقب سے چمٹے ہوئے ہیں کیونکہ یہ ایک خاص قسم کی اہمیت کا حامل ہے۔

ان میں سپاہِ مفتی، امام، طالب العلم، حکیم، حافظانہ، جلدی اور چاولیانہ کو بھی شامل کرنا چاہیے جو اصل میں محض احترام کے القابات ہیں۔ تاہم علماء کا عہدہ یا لقب موروثی نہیں۔ مثلاً اگر کسی عالم کا بیٹا عربی سے نابلد ہو تو اس طبقے سے خارج ہو جاتا ہے۔

علوی..... (1) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ (2) حضرت علیؑ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے لکھوروں کی ایک شاخ جو ملتان، بہاولپور، مظفر گڑھ اور لدھیانہ میں ملتے ہیں۔

علی خانانہ..... سیالوں کا ایک قبیلچہ۔

علی خیل..... اورکزئی پٹھانوں کا ایک ذیلی قبیلچہ۔

علی زئی یا علی زئی..... (1) اورکزئی پٹھانوں کے پانچ بڑے قبیلچوں میں سے ایک۔ عملی طور پر یہ نام اب ترک ہو چکا ہے اور اس قبیلچے کے لوگ اپنی اپنی شاخوں کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یعنی ستوری، اند اور تازی۔ آخری دو شاخیں شیعہ ہیں۔ (2) ملتان کا ایک ممتاز خاندان۔

علی شیر خیل..... شنواری پٹھانوں کے چار مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔

علیانی (یا الیانی)..... بلوچ لغاری قبیلے کے چار قبیلچوں میں سے ایک۔ لغاریوں کے سردار کا تعلق اسی سے ہے۔

عمرزئی..... بنوں میں وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کا پانچواں قبیلچہ۔ اس کی مرکزی شاخیں منزئی، تپی، بوزا اور سید ہیں جو اب مروت میدان میں ہی آباد ہیں۔

عیسیزی..... منگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

عیسی خیل..... (1) پٹھانوں کے نیازی قبیلے کی شاخ جس کے نام پر میانوالی کی عیسی خیل تحصیل کا نام ہے۔ (2) پشاور سرحد پر برہمہند کی ترکزئی شاخ کا ایک ذیلی حصہ۔

عیسی زئی..... یوسف زئی پٹھانوں کا ایک مرکزی قبیلچہ۔ یہ مہابن کی شمال مشرقی ڈھلانوں اور ہزارہ میں دریائے سندھ کی دونوں طرف، اور گدون وادی میں آباد ہیں۔ ہزارہ میں ان کے تین قبیلچے حسن زئی، اکازی اور میدو خیل ہیں اور 1907ء میں انہوں نے اپنا خان منتخب کیا۔



## غ

غزلانی..... ننگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

غلام..... پشاور میں یہ لوگ غلام خانزاد اور ملتان میں صرف خانزاد کہلاتے ہیں۔ روایت کے مطابق وہ جنگی قیدیوں کی نسل ہیں۔ وہ زیادہ تر گھریلو خدمات سرانجام دیتے اور نسل در نسل اپنے مالکوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ البتہ کچھ ایک نے دکانداری اور دیگر پیشے اختیار کر لیے ہیں۔ ان کے مرد مرائی اور عورتیں و نزا (فاحشہ) کہلاتی ہیں۔

غلزئی..... پٹھانوں کی متی شاخ کا ایک قبیلہ۔ ڈرائیوں کے برسر اقتدار آنے سے پہلے تک یہ تمام افغان قبائل میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ ان کا اولین ذکر محمود غزنوی کے دور میں ملتا ہے۔ وہ اس کے ہمراہ ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے جلال آباد اور قلات غلزئی کے درمیانی خطہ کو فتح کر لیا۔ 18 ویں صدی کے آغاز میں انہوں نے فارسی حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی اور ان کے سربراہ میر واعظ (Wais) نے قندھار میں خود مختار حکومت قائم کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ لیکن ربع صدی بعد نادر شاہ نے ان کی حکومت ختم کر دی۔ ان کا نسلی ماخذ بھی عیسیٰ خیل اور لودی پٹھانوں والا ہے۔

غورگشت..... (یا غورغشتی) پٹھانوں کی بڑی شاخوں میں سے ایک۔ یہ اسماعیل عرف غورغشت کی نسل ہیں جو پٹھان قیس عبدالرشید کے تین بیٹوں میں سے ایک تھا۔ اسماعیل کے بھی تین بیٹے دائی، ماند و اور باہسی تھے۔ غورغشت کا مطلب ”اچھل کوڈ“ یا کھیل کود بتایا جاتا ہے۔ یہ اسماعیل کا گھریلو نام تھا۔

غوری..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ۔

غوریا یا غوریا خیل..... پٹھانوں کی غوری شاخ۔ یہ پانچ قبیلوں مہمند، خلیل، داؤدزی، چمکنی اور زیرانی پر مشتمل ہے۔



## ف

فاروق یا فاروکا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

فتیانہ..... جھنگ کے سیالوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔

فردوسیاں..... صوفیوں کا ایک سلسلہ جس کی بنیاد شیخ نجم الدین فردوس نے رکھی۔

فقیر..... لفظ فقیر سے دو نہایت مختلف طبقے مراد ہیں۔ ان میں سے متعدد نہایت محترم مقام رکھتے

ہیں۔ فقیر بالعموم خانقاہوں یا مقبروں میں جمع رہتے اور نہایت پر امن زندگی گزارتے ہیں۔ وہ

مسافروں کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھتے، معتقدوں کو تربیت دیتے اور گرد و نواح کے

لوگوں میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ پیراگیوں اور گوسینوں کے فقیر اسی قسم کے ہیں۔ کچھ

سلسلوں کی باقاعدہ خانقاہیں نہیں، بلکہ وہ ادھر ادھر سفر کرتے اور اپنے شاگردوں کے پاس

ٹھہرتے ہیں۔ چند ایک سلسلے ہی تارک الدنیا ہیں، مگر وہ بھی شاذ و نادر ہی تجرد پر قائم رہتے

ہیں۔ ہندو سلسلوں کے بیشتر فقیر سنیوگی اور وینیوگی شاخوں میں تقسیم ہیں جن میں سے

موخر الذکر ہی تجرد کا عہد کرتے ہیں، جبکہ مسلمان سلسلوں میں تجرد پر شاذ ہی زیادہ زور دیا جاتا

ہے۔ البتہ خانقاہوں میں رہنے والے اکثر فقیر مجرد ہیں۔ کٹر مرتاض سادھ (ہندوؤں میں)

اور پیر (مسلمانوں میں) کہلاتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے شاگردوں کو سیوک اور مرید کہتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ خود کو فقیر بتانے والے زیادہ تر افراد پست ذاتوں کے اور بالکل جاہل

ہیں، اور وہ اپنے مذہب یا سلسلے کے عقائد کا کوئی علم نہیں رکھتے۔ انہوں نے چھوٹی موٹی

زیارت گاہوں اور مقبروں کا نظام اور آمدنی سنبھال رکھی ہے۔ گاؤں والے انہیں ان خدمات

کے عوض اکثر تھوڑی بہت زمین عنایت کر دیتے ہیں۔

فیروز کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

فیض پور یا..... سکھوں کی چھٹی مسل جو سکھوں پر مشتمل ہے۔ (یہ غالباً فاضل پور یا ہوں گے)۔



## ق

قادری، قادریہ..... (دیکھیں ”صوفی“ کے ضمن میں۔)

قادیانی (احمدیہ)..... گورداسپور میں قادیان سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد کے پیروکار۔  
1900ء میں (آئندہ مردم شماری کے پیش نظر) فرقے نے احمدیہ کہلوانا شروع کر دیا۔ فرقے کا بانی ایک برلاس مغل تھا جس کا خاندان بابر کے عہد میں فارس سے ہجرت کر کے آیا اور ضلع گورداسپور میں ایک جاگیر حاصل کی۔ ایک مولوی کے طور پر آغاز کرنے والے مرزا غلام احمد نے انجام کار مہدی یا مسیحا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ہی مسیح موعود کی آمد کے منتظر تھے۔ تاہم فرقہ اس عقیدے کو پر زور انداز میں مسترد کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی ایک جنگجو ہوگا۔ وہ صحیح بخاری کو بنیاد بناتے ہیں جس میں کہا گیا تھا کہ ”وہ جنگ نہیں کرے گا، بلکہ مذہب کی خاطر جنگ کا خاتمہ کر دے گا۔“ مرزا غلام احمد نے اپنی کئی جلدوں پر مشتمل تحریروں میں جہاد کے نظریے کو نئے سرے سے پیش کیا۔

قارلوق، قارلغ یا قارلوق..... ایک معروف ترک قبیلہ جس کے ملک یا سردار سیف الدین حسن اور اس کے بیٹے ناصر الدین محمد کا ذکر 1221ء تا 1260ء کے دوران دریائے سندھ کے علاقوں پر مغل حملوں کے حوالے سے ملتا ہے۔

قاضی..... مسلمان ماہر شریعت جو تمام مذہبی اور قانونی سوالات کے جواب دیتا ہے۔ عموماً کسی مشہور قاضی کی اولاد میں اپنے نام کے ساتھ یہ اصطلاح جوڑ لیتی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے تمام قاضیوں کی ذات اعوان بتائی جاتی ہے اور ان میں سے زیادہ اہم افراد ملا کہلاتے ہیں۔ وہ مختلف اجداد کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قاضی شیخ راضو (راجو)..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

قانونگو..... لغوی مطلب ”قانون کی تفسیر و شرح کرنے والا۔“ کرنال میں ایک خاندان کا لقب جو بالاصل مودی یا سنور کیپر تھا اور جولی کے مقام پر لین دین کیا کرتا تھا۔ خاندان کا ایک رکن

کرنال میں قانونگو مقرر ہوا اور اس کا خاندان وہیں مقیم ہو گیا۔ خاندان کی اصل ذات مہاجن تھی۔ اس کے بانی میدی مل کا ایک بیٹا رائے مل موجود قانونگو خاندان کا جد امجد تھا لیکن اس نے بعد میں اسلام قبول کیا۔ اور ایک مسلمان بیوی سے جنم لینے والا اس کا بیٹا شیخ طیب مغل دربار میں وزیر کے عہدے تک پہنچا اور اپنے بھائی کو قانونگو بنوا دیا۔ ہوشیار پور میں بھی قانونگو خاندان ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ گجرات، جالندھر، کانگڑا، گڑگاؤں اور دوسری جگہوں پر بھی موجود ہیں۔

قائم خانی..... چٹڈ کی باول نظامت اور ریاست جے پور میں چوہان راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ اسلام قبول کرنے والے ایک مشہور شخص قائم خان کی اولاد ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے دروازوں میں لکڑی کے تختے استعمال کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔

قریشی..... امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلہ۔

قریشی..... حضرت محمدؐ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا۔ اس لفظ کا مطلب تاجر بتایا جاتا ہے۔ قریش ایک پسندیدہ ترین قبیلہ ہے اور اس کے ساتھ تعلق باعث افتخار سمجھا جاتا ہے، لہذا خدشہ ہے کہ خود کو قریشی درج کروانے والوں میں سے بہت کم افراد اس کے صحیح اور جائز حقدار ہوں گے۔ تاہم جنوب مغربی اضلاع کے حقیقی قریشی عموماً بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ ملتان کے مشہور بزرگ بہاؤ الحق کی نسل کے افراد اسی قسم کے ہیں جو ہاشمی قریشی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اس خاندان کی تفصیل سر لیپل گریفن نے ”رو سائے پنجاب“ کے صفحہ 490 پر بیان کی ہے۔ خود کو قریشی بتانے والوں میں سے متعدد صدیقی یا فاروقی ہیں لیکن عموماً صدیقی اور صدیقی کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ جھنگ کے قریشی آٹھ شاخوں یا خاندانوں میں منقسم ہیں: ہاشمی، بودلہ، میراں، شہانا، شیخ، عباسی، اللہ بلی اور حارثی۔ اللہ بلی شاخ کا نام ایک فقیر کی نسبت سے ہے جو کثرت سے یہ الفاظ بولا کرتا تھا۔ ہاشمی دیگر شاخوں سے لڑکیاں لے لیتے ہیں لیکن اپنی لڑکیاں باہر نہیں بیاتے۔ اسی طرح شہانا اور عباسی صرف ہاشمیوں کو بیٹیاں دیتے اور دیگر شاخوں سے صرف لیتے ہیں۔ قریشی اپنی بیٹیوں کو سیدوں کے ساتھ بیاتے ہیں۔ حارثیوں کا قریشی ہونا متنازع ہے لیکن حویلی بہادر شاہ اور گڑھ مہاراجا یا پیر عبدالرحمان کے حارثی کچھ اہمیت کے حامل ہیں۔

ملتان کے قریشی مرکزی طور پر بہاول حق کے گھرانوں تک ہی محدود ہیں۔ متعدد قبائل مثلاً لنگڑیال بھی قریشی ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں، اسی طرح منگمری کے ہانس، کھگہ اور چشتی بھی۔

قزلباش..... (ترکی زبان میں ”قزل“ کا مطلب سرخ اور ”باش“ کا مطلب سر ہے)۔ قزلباش کو ان قیدیوں کی اولاد خیال کیا جاتا ہے جنہیں تیمور نے صفوی کے شیخ حیدر کے سپرد کیا تھا۔ وہ خود کو ممیز کرنے کے لیے سرخ ٹوپیاں پہنتے تھے اور فارسی افواج کے بہترین سپاہی شمار کیے جاتے تھے۔ اہلسن ان کے بارے میں لکھتے ہیں: قزلباش مشرقی قفقاز (کاکیشیا) سے تاتاری گھوڑ سواروں کا ایک قبیلہ ہیں جو اس قدیم فارسی فوج اور قوت کی ریڑھ کی ہڈی تھے جس کے ساتھ نادر شاہ نے انڈیا پر چڑھائی کی۔ متعدد اعلیٰ مغل وزیر قزلباش تھے، جن میں اورنگزیب کا مشہور وزیر میر جملہ قابل ذکر ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام اس مخصوص طرز کی ٹوپی کی وجہ سے پڑ گیا جو وہ پہنتے ہیں اور جس کو فارس کی صوفی (Sophi) سلطنت کے بانی ایک شیعہ نے اپنے فرقہ کے نشان امتیاز کے طور پر ایجاد کیا تھا۔ اس کے بیٹے شاہ طہماسپ (طوماسپ) نے اس وقت ہمایوں کو یہ ٹوپی پہننے پر مجبور کیا جب وہ دربار فارس میں پناہ گزین تھا۔ صرف کابل شہر میں کوئی 1200 قزلباش گھرانے ہیں جنہیں نادر شاہ نے وہاں آباد کیا۔ وہ اب بھی اہم عسکری آبادی تشکیل دیئے ہوئے ہیں اور مقامی سیاست پر خاصا اثر و اختیار رکھتے ہیں۔ سارے افغانستان میں بھی وہ بہت عام ہیں۔

فرشتہ قزلباش کو دوسرے کسی بھی مصنف کی نسبت زیادہ قدیم النسل بتاتا ہے۔ ”قندھار کے تورکمان سرخ ٹوپیاں پہننے کی وجہ سے (1044ء میں) قزلباش کہلاتے تھے۔“

قصاب..... اسلامی قواعد کے مطابق جانور کو ذبح کرنے اور گوشت بنانے والا۔ کرنال میں قصاب اکثر سبزی بیچنے والا ہے۔ روہتک میں وہ انسانی زندگی لینے میں اپنی سفاکی کے باعث بہت برا خیال کیا جاتا ہے۔ ایک مقولہ عام ہے: ”جس نے شیر نہیں دیکھا اس کے لیے بلی دیکھ لینا کافی ہے اور جس نے ٹھگ نہیں دیکھا اس کے لیے قصاب دیکھ لینا۔“ کپورتھلہ میں قصابوں کے دو علاقائی گروپ ہیں: (1) لاہوری جو رائے ابراہیم کی سرکردگی میں ہجرت کر کے آئے،

اور (2) شیخوپور یا جوراجا فتح سنگھ کی زیر قیادت شیخوپور سے آئے۔ ایک تیسرا گروپ دیہی یادو آبیا قصابوں کا ہے۔ لاہوری قصاب بالاصل بھٹی راجپوت تھے جنہوں نے عہد اکبری میں اسلام قبول کیا جبکہ شیخوپورے کھوکھر تھے۔ دونوں ہی درون زواجی کرتے ہیں۔ وہ کسی بھی اور ذات کے فرد کو اپنے اندر شامل نہیں کرتے۔ کہیں کہیں قصاب اور قصابی ایک ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جھنگ کے بھٹی یا بھٹی قصاب کپاس صاف کرنے والے ہیں۔ وہ مسجد کے سامنے جھنڈا تروانے کی رسم ادا کرتے ہیں اور اس موقع پر اڑھائی سیر چوری بانٹی جاتی ہے۔ قصابی..... کپاس کی صفائی کرنے والا۔ قصابیوں کے متعدد سیکشن ہیں: عربی بھٹی، بھٹہ، کھوکھر، گوراہا، تہیم، تہیم انصاری اور سوہل۔ یہ ذات مزید پیشہ ورانہ گروپس میں بھی منقسم ہے۔ باکری بکرے کا گوشت بیچتے اور ہندوؤں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، پنجارے روئی ڈھننے والے ہیں۔ یہ دونوں گروپ آپس میں شادیاں نہیں کرتے اور نہ ہی اصولی طور پر کوئی سماجی میل جول رکھتے ہیں۔ قصابی اور قصاب کو عموماً گڈڈ کر دیا جاتا ہے۔ قصابی کا فارسی ترجمہ ”نداف“ ہے۔ (دیکھیں ”پنجاب۔“)

قصابی..... (دیکھیں ”قصاب۔“)

قصرانی..... (دیکھیں ”کسرانی۔“)

قسنانا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

قلندری..... ”الف لیلہ“ کا قلندر غالباً ایک مقدس مسلمان مرتاض ہے جو دنیا ترک کر کے سرمہ موٹڈ کر آوارہ پھرتا ہے۔ لیکن پنجاب میں یہ لفظ عموماً بندر کا تماشہ دکھانے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایک مذہبی کردار کا ڈھونگ کرتے ہیں، لیکن ان کا ظاہری پیشہ ریچھ، بندر اور دیگر کرتب ساز جانور لے کر گھومنا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کنجروں کی طرح اعلیٰ معیار کی حقے کی ٹوپیاں بناتے ہیں۔ گڑ گاؤں سے ان کا اندراج حیرت انگیز حد تک کم ہوا۔ مسٹر کیٹنگ کی رائے میں: ”1881ء کی مردم شماری میں جن افراد نے خود کو قلندر بتایا وہ شاید (میوؤں کے لیے نہایت قابل احترام ولی) شاہ چوکھا کے دربارے کے فقیر ہوں گے۔ حتیٰ کہ اس پیر کے عرس یا میلے سے کسی شادی شدہ عورت کو بھی اغواء کر لینے کی اجازت ہے،

کیونکہ خیال ہے کہ اغواء کنندہ وہ عورت شاہ چوکھا کو دے دیتا ہے۔ قلندروں کی ایک خفیہ بولی میں بہت سے خالص فارسی الفاظ شامل ہیں۔ وہ اپنے بیشتر جھگڑے خود ہی نمٹاتے ہیں اور کسی مسئلے پر بحث نہایت منظم اور پروقار انداز میں کرتے ہیں۔ ان کی مشہور ترین زیارت گاہ پانی پت میں مدفون ابوعلی یا ابوعلی قلندر کی ہے۔

قہاری.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔





## ک

کاپری..... ایک ذات جو برہمن ماخذ کی دعویٰ دار ہے اور شادیوں پر دلہے کے لیے مور اور دیگر سجاوٹی اشیاء تیار کرتی ہے۔ وہ گڑ گاؤں میں شادیوں پر بھانٹوں کی طرح سہرے بھی پڑھتے ہیں۔ انہیں راجپوتانہ یا باگڑ سے آیا ہوا بتایا جاتا ہے جہاں ان کی حیثیت ہندو ڈوموں والی ہے۔ اکثر وہ کھپری کے ساتھ گڈ گڈ کر دیئے جاتے ہیں۔

کاٹھیا یا کاٹھی..... ایک فرقہ جو چہرے سمیت سارے جسم کو کپڑے سے ڈھانپتا ہے۔ کاٹھل..... گورداسپور میں ملنے والا ایک راجپوت قبیلہ۔ ان کے بانی راجا کریب نے محمود غزنی کے دور میں میدان سے نکال باہر کیے جانے پر جموں کے ایک قلعے منگلا دیوی میں رہائش اختیار کی اور وہاں خیر پور شہر بسایا۔ اس کی اولادیں کھوکھر کہلانے لگیں۔ وہ اب بھی جموں میں وسیع خطے کے مالک ہیں۔ ان کے ایک رکن نے سانہا کے آس پاس والے جنگل میں ڈاکہ زنی شروع کر دی اور اس دوران ایک سمبھال لڑکی اغوا کر لی۔ لڑکی کے رشتہ داروں نے اسے تحصیل شکر گڑھ میں ایک کافی بڑی جاگیر دی۔ یہاں اُس نے کٹھی کی بنیاد رکھی اور اس کی اولادیں کاٹھل کہلانے لگیں۔ قبیلہ نے 360 دیہات آباد کیے جن میں سے صرف 100 باقی ہیں (60 برطانوی علاقے اور 40 جموں میں)۔ کاٹھل سورج بنسی اور باواسا ہی کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ مہاجنوں، کپوروں، اسواروں، چماروں، بٹالوں اور ڈوموں کو اپنی شاخیں سمجھتے ہیں۔ اورنگ زیب کے عہد میں کاٹھل، راؤ، بلیل، مل اور نہال نے اسلام قبول کیا مگر ذات کے حوالے سے کاٹھل ہی رہے۔ کاٹھل اپنے سے برتر راجپوت شاخوں مثلاً سمبھال کے ساتھ شادیاں نہیں کرتے۔ کھوکھروں کے ساتھ شادیاں ممنوع ہیں کیونکہ انہیں نسلًا قرابت دار سمجھا جاتا ہے۔

کاٹھیا..... کاٹھیا بھی بڑے راوی قبائل میں سے ایک ہیں اور اہمیت کے لحاظ سے ان کا نمبر کھرل کے بعد آتا ہے۔ کاٹھیے پٹوار راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ تقریباً ملتان اور منٹگری

اضلاع کی وادی راوی تک ہی محدود ہیں، لیکن جھنگ کے جنوب میں ان کے پاس خاصا علاقہ ہے جو بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے سیالوں سے اس امداد کے بدلہ میں حاصل کیا جو انہوں نے نواب آف ملتان کے خلاف انہیں بہم پہنچائی تھی۔ انہیں وہی Kathaei افراد ہی خیال کیا جاتا ہے، جنہوں نے سانگلہ پر اپنے مضبوط قبضہ کے ساتھ سکندر کی فاتح فوجوں کی زبردست مزاحمت کی تھی۔ اس بارے میں جنرل کنگھم نے اپنی ”آرکیالوجیکل رپورٹس“ جلد دوم کے صفحات 33 تا 42 پر تفصیلی بات کی ہے اور کرنل ٹاڈ کی راجستھان (مدارس سے 1880ء میں شائع کردہ) میں بھی کافی بحث کی گئی ہے۔ کیپٹن ایلفنسٹون نے اپنی منگمری رپورٹ میں انہیں یوں بیان کیا:

”یہ حقیقت کہ سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ضلع گوگیرہ کے ایک حصہ پر ”کھیوئی“ نام کے لوگ آباد تھے، کاٹھیا قبیلے میں خصوصی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ اس بارے میں کافی غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ موجودہ دور کے کاٹھیا انہی کھیوئی کی نسل ہونے کا پرزور دعویٰ کرتے ہیں، جنہوں نے شاندار طریقہ سے مقدونیائی فاتحین کی مزاحمت کی۔ اپنے ماخذ کے بارے میں ان کا اپنا بیان کافی مختلف ہے۔ تمام جٹوں کی طرح وہ شہنشاہ اکبر کے دور میں قبول اسلام سے قریبی وقت کے ایک راجپوت کی نسل سے اپنا سلسلہ جوڑنے میں ایک خاص قسم کا تقاضا کرتے ہیں لیکن اس اعلیٰ نسل سے ہونے کے دعویٰ کی جانچ پڑتال سے عیاں ہوتا ہے کہ ایسی دیگر عوامی روایات کی طرح ان کا یہ بیان بھی ضرور بالکل من گھڑت ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ راجپوت کے حکمران ایک کھٹیہ نامی شہزادے پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ شہنشاہ دہلی کو اپنی بہن شادی کے لیے پیش کرے۔ راجپوت وقار کے خلاف اس انتہائی شرمناک بات پر کڑھنے کے بعد اس نے ایک بڑی فوج اکٹھی کرنے کا بندوبست کیا اور اسے لے کر شاہی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ تاہم، مخالفین کی زیادہ تعداد سے شکست کھا گیا، اور اس کے تقریباً سبھی حمایتیوں کو تہ تیغ کیے جانے کے بعد اسے قیدی بنا لیا گیا۔ پھر اسے بڑی عزت و وقار کے ساتھ دہلی دربار میں لے جایا گیا، جہاں شہنشاہ نے اس کے ساتھ بڑا مہربان رویہ اختیار کیا، اور کم از کم اسے اسلام قبول کرنے پر مائل کر کے ایک اہم عہدے پر تعینات کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے راوی قبائل کے ایک باغی حصے کو کچلنے کے لیے روانہ کیا گیا۔ اپنی کامیابی کے بعد وہ علاقہ کی خوبصورتی پر اس قدر

فریفتہ ہوا کہ وہیں ٹھہر گیا اور سارا خطہ اپنے اور اپنی اولادوں کے لیے بطور عطیہ حاصل کر لیا۔ تمام کاٹھیے اس شہزادے کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کہانی کو با معنی بنانے کے لیے بد قسمتی سے اس کی 8000 اولادوں کے پاس واحد طریقہ صرف یہ مفروضہ قائم کر لینا تھا کہ اس شہزادے کے کم از کم 150 بیٹے تھے، جبکہ قبیلہ کے مرکزی میراثی کے تیار کردہ شجرہ نسب میں (جس میں مختلف پشتوں کے دوران اولادوں میں اضافہ زیادہ قرین قیاس طور پر پیش کیا گیا ہے) یہ سلسلہ قبیلے کے صرف چند ایک چیدہ چیدہ خاندان تک ہی لایا گیا ہے۔“

”کاٹھیے اپنی عادات میں دیگر جٹ قبیلوں سے بہت کم مختلف ہیں۔ رنجیت سنگھ کی تخت نشینی سے قبل زیادہ تر گلہ بانی اور لوٹ مار پر گزارہ کیا کرتے تھے۔ کھروں اور فٹیانوں کی طرح وہ ابھی تک ہندو پر وہت رکھتے ہیں، جو شادی کی تمام تقاریب میں نمایاں حصہ لیتا ہے۔ یہ بات بلاشبہ اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ انہوں نے حالیہ وقتوں میں ہی اسلام قبول کیا ہے۔ وہ ایک خوبصورت اور قوی الجیشہ نسل ہیں، اور راوی کے تقریباً سبھی بڑے قبائل کی طرح اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سن بلوغت تک پہنچنے سے پہلے شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے، کیونکہ (ان کا یہ خیال بالکل درست ہے) چھوٹی عمر کی شادیاں نسل کی ”قد و قامت“ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی خوراک میں کسی اہم اور پسندیدہ ترین شے ہے۔ ان میں گندم کھانا بہت ناکافی ہے۔“

تاہم مسٹر پرسران کی نقل مکانی کے بارے میں کچھ مختلف طور پر بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ”کاٹھیوں کا تعلق سکندر اعظم کے وقت کے کھٹیوں سے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سورج بنسی راجا کرن کی اولاد ہیں۔ ان کا اصل وطن بیکانیر تھا، جہاں سے انہوں نے نقل مکانی کی اور ریاست کاٹھیواڑ کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد وہ سرسا اور پھر بہاولپور گئے۔ پھر انہوں نے قبولہ پار کیا اور دائرہ دین پناہ میں گئے۔ یہاں پر بلوچیوں کے ساتھ جھگڑے کے بعد انہیں کوچ کرنا پڑا، تب وہ جھنگ میں میراہ سیال کے مقام پر آباد ہوئے۔ انہوں نے کمالیہ کے علاول خان کے مویشی چوری کیے جو ان کا تعاقب کرتے ہوئے مارا گیا۔ اس حرکت کی وجہ سے قید کیے جانے والے ان کے رہنماؤں کو سعادت پارخان نے اس شرط پر رہا کروایا کہ وہ ادی راوی میں رہائش اختیار کریں گے۔ اس طرح کاٹھیوں نے اس ضلع میں اپنے قدم

جمائے۔ وہ ہمیشہ کمالیہ کھڑوں کے قابو میں رہے لیکن جب بھی موقع ملا دوسروں کو لوٹا مارا۔ کاٹھیے پنوار راجپوت ہیں۔ ان کی دو بڑی شاخیں، کاٹھیہ خاص اور کاٹھیہ بگھیلے ہیں۔“

اس حوالے سے راوی کے کاٹھیے کاٹھیہ واڑ کے مہاجر بنتے ہیں۔ کاٹھیہ واڑ کی ایک مرکزی ریاست جزدان کے راجانے ایک پنڈت کو اس بارے میں پڑتال کے لیے پنجاب میں بھیجا، جس نے مجھے بتایا کہ کاٹھیہ واڑ کے راجپوتوں، جو خود بھی راجا کرن کی نسل ہونے کے دعویدار ہیں، میں ایک روایت ہے کہ وہ اپنے موجودہ علاقہ میں پنجاب سے براستہ سندھ اور کچھ آئے۔ کاٹھیہ واڑ کی روایت یہ ہے کہ انہیں سرسہ رانیایا گھگر کی زیریں وادی سے تیمور کے حملہ کے قریبی دور میں بے دخل کیا گیا تھا۔

بلوانہ اور پواران کی دو مرکزی گوتیں ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے یہ قبیلہ جھنگ میں بد سے بدتر حالات کی جانب جا رہا تھا اور اب بھی ضلع میں زیادہ اہمیت کا حامل نہیں۔

کاچھی..... لودھا کی طرح ہندوستان کی ایک مشہور کاشتکار ذات۔ یہ پنجاب کے جمنا اضلاع میں ملتے ہیں، البتہ چند ایک مغرب کی طرف بڑی چھاؤنیوں میں بھی منتقل ہو گئے ہیں۔ وہ تقریباً سبھی ہندو ہیں، انہیں ہندوستان کے سبزی فروش اور پست رتبے کے حامل بیان کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں وہ بالعموم سنگھاڑے اور اسی طرح کی دیگر چیزیں کاشت کرتے ہیں۔ درحقیقت کچھ علاقوں میں انہیں سنگھاڑی بھی کہا جاتا ہے۔

کا دیاں..... کرنال میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔

کارنوگ..... (دیکھیں ”قارنغ“)

کاسی..... ہزارہ میں جو لہے کو کہتے ہیں۔

کافر..... چترال، افغانستان اور ہندو گوش کے درمیانی خطے (کافرستان) میں آباد قبائل کو افغانوں کی جانب سے دی گئی ایک نسلی اصطلاح۔ اسلام قبول کر لینے والے کافر شیخ کہلاتے ہیں لیکن ان کے رشتہ دار انہیں بدستور کافر ہی کہتے ہیں۔

کا کاخیل..... (دیکھیں ”سید“)

کا کر (غالباً کا کر)..... کوہ سلیمان (”کوہ سیاہ“) پر قابض پٹھان قبائل میں سے ایک۔ یہ بورا کے مرتفع خطے میں رہتے ہیں جو کافی زرخیز ہے۔ امرتسر میں ایک زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ

بھی ملتا ہے۔

کا کر..... پر پی افغانوں کی ایک شاخ۔

کا کر..... جہلم میں آرا کے مقام پر آباد عسکری برہمن خاندان۔

کا کر..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کا کر..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کارو..... ملتان تحصیل میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ اس تحصیل میں شاہ جہاں کی فوج کے

ملازمین کو جاگیریں ملی تھیں۔

کالس..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کالن..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کالیہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوتہ قبیلچہ۔

کالون..... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بلاشبہ کالوں ہی ہیں۔

کالہیر، کالیر..... جٹوں کا ایک قبیلہ۔ یہ کرنال کے پرگنہ اندری میں 16 دیہات کے مالک ہیں۔

کالیروتھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کالیکا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کالیئر..... پانی پت میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ ان کا خاندانی بزرگ کالا سید بڑے معجزے دکھاتا

ہے اور اس کے مقبرے کے پاس سونے والے کسی بھی شخص کے لیے زمین پر سونا لازمی ہے

ورنہ اسے سانپ کاٹ لیتا ہے۔ لیکن اگر کالیئر کی زمین پر سانپ کسی کو ڈس لے تو اسے کوئی

نقصان نہیں پہنچتا۔

کاما..... کوئی بھی پست ذات کا آدمی جو کسی قرضے وغیرہ کی وجہ سے پشت در پشت ملازمت کرتا آ

رہا ہو۔ اس کی یہ خدمت گارنی شخص اصل زر کا سود ہوتی ہے۔ چمبہ میں یہ طریقہ اب بھی موجود

ہے۔ میدانوں میں کھیت مزدور کو کاما کہتے ہیں۔

کامون..... ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کانجن..... ضلع ملتان کی لودھراں تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانجو..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کانچی.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانڈا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانوری.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانوین.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کانتھ، کیتھ، یا کاستھ.....کانگڑا پہاڑیوں میں کانتھ ایک اکاؤنٹینٹ ہے، میدانوں میں کانتھ یا کاستھ ایک ذات ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ برہما کے جسم میں سے پیدا ہوئے جس نے اپنے مراقبہ کی قوتوں کے ذریعے چتراگپت نامی بیٹے کو جنم دیا تھا۔ اس نے چتراگپت کو دنیا میں کرم کا پرچار کرنے کے لیے بھیجا۔ اس کی اولادیں کاستھ کہلاتی ہیں۔ کاستھ پنجاب کے رہنے والے نہیں، اور مغرب کی جانب آتے ہوئے ان کی تعداد گھٹنے لگتی ہے۔

کاہلوں.....امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کاہلوں، کہلوں.....امرتسر، بالخصوص سیالکوٹ اور دیگر اضلاع میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وہ چندر بنسی راجا بکرماجیت کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے اجداد میں سے دارانگر کے راجا جگدیو کی فیاضی کی کئی کہانیاں مشہور ہیں۔ اس نے اپنی بہن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جو بھی خواہش کرے گی اسے پورا کیا جائے گا۔ بہن نے اپنے بھائی کا سر مانگ لیا اور بھائی نے اپنا وعدہ پورا کیا، لیکن معجزانہ طور پر دوبارہ زندہ ہو گیا۔ قبیلے کا نام اس کی چوتھی پشت میں کہلو ان کے نام پر ہے۔ کہلو ان سے بعد چوتھی پشت میں سولی یا سودی آیا جس کی قیادت میں انہوں نے دارانگر کو خیر باد کہا اور گورداسپور میں بٹالہ کے قریب آباد ہو گئے۔ یہیں سے وہ سیالکوٹ آئے۔ مسلمان کاہلوں نکاح پڑھواتے ہیں مگر شادیوں کے موقع پر ہندو رسوم بھی ادا کرتے ہیں۔ بارات روانہ ہونے کے بعد وہ گاؤں کے قریب چھری یا ملھا درخت کے پاس جاتے ہیں۔ وہاں مٹی کا ایک چراغ جلایا اور درخت کی ایک شاخ پر دھاگا باندھا جاتا ہے۔ دلہا تلوار سے شاخ کو کاٹ کر ایک برتن میں رکھ دیتا ہے۔ ان کا جٹھیر ابا پھول جو ہد ہے۔

کبیر پنٹھی.....بھگت کبیر کا پیروکار۔ کبیر کا دور مارٹن لوتھر سے ذرا پہلے کا ہے۔ اس کی پیدائش

1440ء اور وفات 1518ء میں ہوئی۔ بھگت یا ولی شمار کیے جانے والے افراد کی تعداد عموماً 14

ہے.....یعنی: بنی، بھیکن، دھتا، شیخ فرید، بے دیو، کبیر، نام دیو، پیپا، رانا نند، روی داس،

سندھنا، سینو، سورداس اور تری لوچن۔ ان میں سے کبیر اور تلسی داس نے شمالی و وسطی ہند کے غیر تعلیم یافتہ طبقات پر سب سے زیادہ مثبت اثر ڈالا۔

کہا جاتا ہے کہ کبیر کی پرورش بنارس کے ایک مسلمان جولاہے کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ عموماً اسے کبیر جولاہا ہی کہا جاتا ہے اور علاقے میں جولاہا ذات کے لوگ بڑے فخر کے ساتھ خود کو کبیر کی اولاد بتاتے ہیں۔ پنجاب میں بہت سے جولاہوں نے اپنا اندراج بطور کبیر بنسی یا کبیر پننتھی کروایا۔ وہ غالباً محض جولاہے ہی ہیں جو مذہب کے معاملات میں خود کو ہندو جولاہوں سے ممتاز کرنے پر توجہ نہیں دیتے۔

کبیرواہ..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

کپائی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کپاہی..... (کپاس کے پودے کے رنگ کی نسبت سے) کھتریوں کی ایک شاخ۔

گچانی (گچانی)..... ایک بلوچ شاخ جس کی نمائندگی اب بھکر تحصیل کے چند ایک خاندان ہی کرتے ہیں۔

کپور..... (عربی کے ”کافور“ سے ماخوذ) کھتریوں کی ایک شاخ۔

کتانہ، کرتانہ..... لاہور کے مغرب میں تقریباً سبھی چوہڑے مسلمان ہیں اور انہیں بالعموم مصلیٰ یا

کتانہ کہا جاتا ہے۔ دونوں اصطلاحات ایک لحاظ سے ہم معنی ہیں، لیکن کتانہ کا استعمال خاص

طور پر جنوب مغرب اور مصلیٰ کا شمال مغرب میں ہوتا ہے۔ سرسا میں مذہب تبدیل کرنے

والے چوہڑے کو احترام کی اصطلاح میں ”دیندار“ کہا جاتا ہے، یا پھر کھوجا یعنی اپنے ختنوں

کی ہجو بہ تلمیح میں ایک خواجہ سرا۔ یا جیسا کہ کبھی کبھی توجیہ پیش کی جاتی ہے کہ کھوجا کا مطلب ایسا

شخص ہے جس نے راہ نجات کھوج لی ہو، لیکن نظر آتا ہے کہ متعدد علاقوں میں مسلمان چوہڑا

اس وقت تک چوہڑا ہی کہلاتا ہے جب تک وہ مردار کھاتا یا فضلہ صاف کرتا رہتا ہے۔ یہ

عادات ترک کرنے پر ہی اسے ”مصلیٰ“ ہونے کا اعزاز دیا جاتا ہے۔ مصلیٰ کو چوہڑے سے

واضح طور پر اعلیٰ طبقہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسری طرف سرحدی قصبات کا مصلیٰ فضلہ صاف کرتا

ہے۔ پشاوَر سرحد پر مصلیٰ گورکن ہونے کے ساتھ ساتھ جھاڑو کش بھی ہے اور کہتے ہیں کہ کہیں

کہیں وہ شاہی خیل کہلاتا ہے۔ تاہم، یہ موخر الذکر لقب زیادہ عمومی طور پر ان چوہڑوں کے

لیے مستعمل لگتا ہے جو بالائی سندھ پر آباد ہوئے اور کتانوں کی طرح گھاس اور نرسل میں کام کرنے لگے۔

کتانے، یا جیسا کہ گاؤں میں اکثر اسے کرتانہ بولا جاتا ہے، عموماً ایسے مسلمان جھاڑو کش طبقہ کو دیا گیا نام ہے، جو زیریں دریائے سندھ کے کنارے آباد ہوئے، خاکروبی اور مردار خوری ترک کر دی اور رے بنانے اور گھاس و نرسل میں کام کرنے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ تاہم اس لفظ کا اطلاق کسی بھی مسلمان جھاڑو کش پر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کچھ کرتانے اپنی مرضی سے زمین کاشت کرتے ہیں۔ جب تک کرتانے خاکروبی بالکل نہ چھوڑ دیں اس وقت تک دیگر مسلمان انہیں مذہبی مساوات میں شامل نہیں کرتے۔

کتایا..... دھاگا کاتنے والا (دیکھیں ”تارکش“)

کتپال..... پکھی واروں کی ایک ذیلی شاخ۔

کترہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کتل باشی..... (دیکھیں ”قزلباش“)

کتوال..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

کتور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کتھانیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کتھرالو..... سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ جو بھونی کے بیٹے کتھرال کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

کتھک..... کتھانیے یعنی کہانیاں سنانے والا، شاستر پڑھنے والا، گلوکار، ناچ دکھانے والا لڑکا۔

کتھورا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

کت..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کتاریا..... باول میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ ان کا نام ”کتار“ سے ماخوذ ہے۔

کتاریے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کتال یا کائل..... شملہ پہاڑیوں میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔

کتوچ..... ایک سلطنت کا نسلی نام جس کا اصل صدر مقام جالندھر میں تھا، لیکن حدود کا ٹکڑا کی



پہاڑیوں تک جاتی تھیں۔ البتہ کانگڑا کے ایک گھرانے کو ہی کٹوچ کہتے ہیں۔ اس سے چار شاخیں نکلیں..... جسوال یا جسوان دون کے حاکم، گولیر یا جو کبھی گولیر کے حاکم تھے، سپایا، اور داتا پور کے ددوال۔ کٹوچ ماخذ کا دعویٰ کرنے والی پانچویں شاخ لدورا جپوت ہیں۔ رتے کے اعتبار سے کٹوچ درجہ اول کے بے کاریا جپوت ہیں۔

کٹھانے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

کجلان..... جٹ اور حصار میں جٹ قبیلہ۔ یہ ایک چوہان راجپوت کجلا کی اولاد ہونے کا دعویٰ دار ہیں جس نے ایک جٹ بیوہ سے شادی کی تھی۔

کجلا..... ضلع گوجرانوالہ کی شمالی بار میں پایا جانے والا ایک بے زمین خانہ بدوش قبیلہ۔

کچالا..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل میں ایک منظم گروپ کی صورت میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کچورے..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

کچیرا..... کانیچ کا کام کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ کچھ جگہوں پر یہ اصطلاح چوڑی گر کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ نابھا کی بادل نظامت میں کچیرے ہندو اور مسلمان دونوں ہیں اور وہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً ان کی گوتوں میں بے پور کے چوہان بھی شامل ہیں۔ وہ اپنا موجودہ پیشہ اپنانے کے باعث ذات بدر ہوئے اور اپنی چار گوتوں کے سوا باقی سب کے ساتھ دروں زواجی کرتے ہیں۔ ان کی رسوم جٹوں والی ہیں جن کے ساتھ وہ حقہ پی لیتے ہیں۔ بیٹے کی پیدائش یا شادی کے موقع پر وہ سب ایک شامیانے تلے جمع ہو کر شربت پیتے ہیں۔ یہ پرانی راجپوت رسم ہے۔ ہندو کچیرا عورتیں کبھی بھی نیلا رنگ نہیں پہنتیں کیونکہ ایک مرتبہ ان کی ایک ذات ستی بن گئی تھی۔ کچیروں کا گورو بے پور میں بگواڑا کے مقام پر ایک بیراگی دیہا ہے، لیکن وہ برہمن پر وہت بھی رکھتے ہیں۔

کچیلہ..... ڈیرہ غازیخان کے لغاری بلوچ علاقے میں ملنے والا جٹ قبیلہ۔ اس نے بھی بلوچ آداب، لباس اور دستور اپنا لیے ہیں۔

کدھر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کدھن..... منٹگمری میں چھوٹا سا زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔

کرار..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

کراڑ..... یہ لفظ کافی حد تک بزدل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس میں بائے لفظ سے بھی زیادہ تحقیر کا احساس پایا جاتا ہے۔ لگتا ہے کہ اس اصطلاح کا اطلاق تمام مغربی یا پنجابی تاجروں کے لیے ہوتا ہے تاکہ انہیں ہندوستان کے بانیوں سے میز کیا جاسکے۔ لیکن بالعموم اروڑا کو ہی کراڑ کہتے ہیں، اور کھتری اس نام کو باعث بے عزتی سمجھتے ہیں۔ مقامی محاوروں اور ضرب الامثال میں کراڑ کے ساتھ نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مثلاً ”چوروں کی تعداد 4 تھی اور ہماری 84۔ چور آئے اور ہم بھاگ گئے۔“ اور ”ایک بیچہ بردار راٹھی کو دیکھ کر 9 کراڑ خود کو تنہا سمجھنے لگتے ہیں۔“ تاہم کسان کراڑ سے خوف کھاتا ہے۔ ”جٹ کو اس کے جنگل میں، کراڑ کو اس کی دکان میں یا ملاح کو اس کی کشتی میں تنگ نہ کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمہارا سر توڑ دے گا۔“ اور ”کوئے، کتے یا کراڑ پر بھروسہ نہ کرو، چاہے وہ سو ہی رہا ہو۔“

کراٹ..... کراٹ کا اندراج صرف ہزارہ سے ہوا ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں جو میجر ویس اس ضلع پر اپنی سیٹلمنٹ رپورٹ میں فراہم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ”کراٹ کا خطہ تحصیل ایبٹ آباد میں نار علاقہ پر مشتمل ہے۔ کراٹ پہلے گلکھڑوں کے ماتحت تھے اور کوئی دو سو سال قبل ان سے آزادی حاصل کی۔ وہ بالاصل ہندو ہیں اور مقابلتا جدید دور میں اسلام قبول کیا۔ 30 سال پہلے تک بھی اسلام کے ساتھ ان کی شناسائی خفیف سی تھی۔ اگرچہ اب وہ اس کے بارے میں زیادہ جانتے اور اس کی پیروی میں زیادہ محتاط ہیں، لیکن ان کی سماجی عادات میں سابق ہندو عقائد کی یادگاریں اب بھی صاف جھلکتی نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے گھروں اور کھلیانوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ بڑی سادگی اور جفاکشی کے ساتھ کاشتکاری کرتے ہیں۔ باقی حوالوں سے ان کا کردار عیارانہ اور بزدلانہ ہے۔“ میجر ویس مزید کہتے ہیں: ”اپنی اصلیت اور کردار میں کراٹ بالکل ڈھونڈوں جیسے ہیں۔“ یہ بات کراٹوں کو دریائے جہلم کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ پہاڑیوں کے راجپوت قبائل میں سے ایک قرار دیتی ہے۔ اور ایک دیسی افسر نے مجھے بتایا کہ وہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے حال ہی میں گلکھڑوں کی طرح کیانی مغل ماخذ کا دعویٰ کیا ہے، یا یہ کہ ان کا مورث اعلیٰ کیان سے آیا، لیکن سکندر اعظم کی اولاد تھا۔ سب سے حیران کن اور

نزالی کہانی یہ ہے کہ پنجابی لوک کہانی کے عظیم راجا رسالو کی ملکہ کے لطن سے خاکروب طبقہ کے ایک آشنا کے چار بیٹے سیو، ٹیو، گھیو اور کرو پیدا ہوئے جن سے بالترتیب سیالوں، ٹوانوں، گھیوں اور کراہوں کا سلسلہ چلا۔ وہ گلہروں، سیدوں اور ڈھوندوں کے ساتھ اندرونی شادیاں کرتے ہیں۔

کرتاری، کلتاری..... گذشتہ چند برس کے دوران پنجاب کے جنوب مغرب میں بننے والا نیا ہندو فرقہ۔ اس کا بانی ڈیرہ اسماعیل خان کا استا تھا جس نے نہ صرف ہندوؤں میں بلکہ ضلع کے مسلمان کاشتکاروں میں بھی شاگرد بنائے۔ اس پیر کے پیروکار معمول کا دنیاوی کاروبار دوپہر تک جاری رکھتے اور اس کے بعد خوبصورت نقوش اور مختلف رنگوں کے تلک لگا کر چپ چاپ بازار میں ہی بیٹھ جاتے یا پھر ہاتھوں میں سٹکھے لے کر ادھر ادھر گھومتے ہیں۔ وہ مسلمانوں یا ہندوؤں کی مذہبی کتب سے لا تعلق ہیں۔ وہ بے ضرر ہیں مگر ترقی کرتے نظر نہیں آتے۔

گرتانا..... (دیکھیں ”گرتانا“)

کرخیاد..... صوفیوں کا ایک سلسلہ جس کی بنیاد خواجہ معروف کرخی نے رکھی تھی۔

کرشنی..... ایک ہندو وشنو فرقہ۔ اس فرقے کے لوگ ہر بات شروع کرنے سے پہلے کرشن یا بے کرشن کہتے ہیں۔ ان کا بانی منی دسترے بتایا جاتا ہے۔ لاہور میں وہ بانی کہلاتے ہیں۔ ان کے پروہت نارنجی لباس اور سفید ٹوپیاں پہنتے ہیں۔

کرمانی..... منگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

گرمی یا گمھی..... ہندوستان کے مشرقی علاقوں اور دکن میں وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے کاشتکاروں کی ایک ذات۔

کرنا تک..... ہوشیار پور میں اوسوال بھابڑوں کی ایک گوت۔

کرنول..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

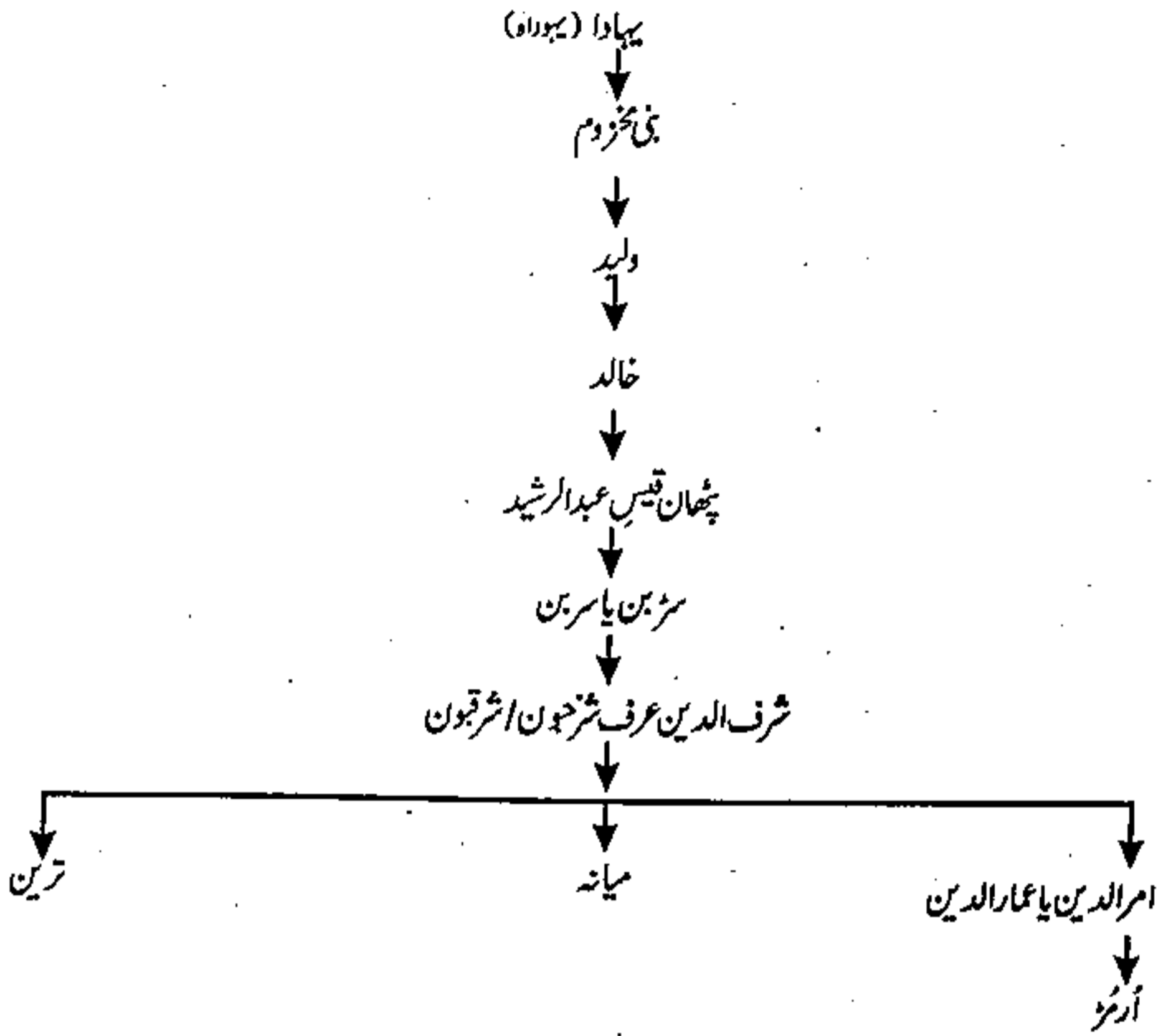
کرنیرے..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کڑولا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

کڑونجرا..... بنریاں فروخت کرنے والا گنجا۔

کرہالہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کر یلا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔  
کڑلانی..... پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک جن کا سلسلہ نسب یوں ہے۔



ارمڑ کے خاندان میں سے دو افراد عبداللہ اور زکریا ایک مرتبہ شکار کرنے نکلے۔ زکریا کو زمین پر ایک لاوارث بچہ پڑا ملا (زکریا کثیر الاولاد تھا) جبکہ عبداللہ (جو امیر اور بے اولاد تھا) کو لوہے کی ایک کڑا ہی ملی۔ دونوں نے بچے اور کڑا ہی کا تبادلہ کر لینے کا فیصلہ کیا۔ عبداللہ نے بچے کا نام کڑلانی رکھا۔ ایک اور بیان کے مطابق کڑلانی ایک سڑبن تھا جسے امرالدین نے گود لیا؛ جبکہ ایک خٹک مورخ محمد افضل خان کڑلانی کو ارمڑ کا بھائی بتاتا ہے۔ ایک درویش سید محمد نے کڑلانی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی اور دو بیٹوں ہوئی اور وردگ کا باپ بنا۔ بالعموم کڑلانی پیر روشن کے ماننے والے تھے لیکن شیعہ اور سنی دونوں ہی انہیں کافر قرار دیتے تھے۔ ان کے عقائد نے انہیں زبردست تباہی سے دوچار کیا کیونکہ مغلوں نے روشنی بدعت کو ماننے والے قبائل کے خلاف بار بار مہمات روانہ کیں۔

کسانے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کتر..... جہلم کی تحصیل چکوال کے شمال مغربی علاقے کا زیادہ تر حصہ کتروں کے پاس ہے اور یہ صوبے کے کسی اور حصے میں نہیں ملتے۔ سر ڈینزل ابٹسن نے 1881ء کی مردم شماری رپورٹ میں لکھا کہ وہ کوہستان نمک کے چند ایسے قبائل میں سے ایک ہیں جو مغل، اعوان یا راجپوت ماخذ کا دعویٰ نہیں کرتے، لیکن مسٹر Bowring کے مطابق ایک دور میں وہ راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے اور خود کو جموں سے آیا ہوا بتاتے تھے۔ تاہم 1881ء کی مردم شماری میں زیادہ تر نے اپنا اندراج بطور راجپوت کروایا۔

مغلوں کے طور پر شمار کیے جانے کے حوالے سے کتروں کا دعویٰ چاہے کچھ بھی ہو، لیکن وہ عام طور پر میسروں اور کہوٹوں کے برابر شمار ہوتے ہیں۔ وہ میسروں کے ساتھ آزادانہ رشتے کرتے اور بیٹیاں لیتے دیتے ہیں لیکن اپنی بیٹی کی شادی کسی کہوٹ سے کرنے والا کتر برداری کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

کسرانی، قیصرانی..... یہ منظم بلوچ تمنوں میں سب سے شمال میں ہے۔ اس کا علاقہ دو دروں کے درمیان ہے۔ قبیلہ کافی غریب اور سات شاخوں میں منقسم ہے۔ یہ رند ماخذ رکھتے ہیں اور ڈیرہ جات سے آگے پنجاب میں کہیں نہیں ملتے۔

کسیرا..... پتیل کا کام کرنے والا (دیکھیں ”ٹھٹھیرا“)

کشمیری..... لفظ کشمیری کا اطلاق شاید کشمیر کی کسی بھی نسل سے تعلق رکھنے والے فرد پر ہو سکتا ہے، لیکن کشمیر میں اس کا استعمال عموماً وادی سرینگر کے لوگوں کے حوالہ سے ہوتا ہے۔ تاہم ہماری تعداد میں کچھ چھالی یا وہ نسل بھی شامل ہے جو کشمیر کی پہاڑیوں و گجرات، راو پنڈی اور ہزارہ کی سرحدوں پر آباد ہے لیکن ان میں ڈوگرے یا کشتواڑ اور بدرواہ کے پہاڑی شامل نہیں کیونکہ یہ ہندو ہیں جبکہ ہمارے کشمیری مسلمان۔ بہر صورت یہ اصطلاح جغرافیائی نوعیت کی ہے اور شاید ان میں بہت سے وہ افراد بھی شامل ہوں گے جنہیں ہم پنجاب کی علیحدہ ذاتوں سے متعلق کہتے ہیں۔ کاشتکار طبقہ جو کشمیری خاص کا معتد بہ حصہ ہیں، غالباً انہیں نسل کے ہیں، لیکن شاید خاص خون کی اندرونی آمیزش والے اور واضح خصوصیات کے مالک۔ مسٹر ڈریو (Drew) نے انہیں قوی الجیش طاقتور اور خوب صورت نقوش والی ذات قرار دیا اور انہیں پورے

برصغیر کی عمدہ ترین نسل کا درجہ دیتے ہیں۔ بہر حال حالیہ ادوار میں ان کی تاریخ نہایت افسوسناک مصیبتوں اور ظلم و تشدد والی تاریخوں میں سے ایک ہے۔ ”وہ بزدل دروغ گو اور جھگڑالو بھی ہیں، تاہم اس کے ساتھ ساتھ انتہائی زیرک شاداں و فرحاں اور پر مذاق بھی ہیں۔“ مسٹر ڈریو کی تصنیف ”جموں اینڈ کشمیر“ میں ان کی اچھی تفصیل ملتی ہے۔ پنجاب میں اصطلاح کشمیری سے مراد مسلمان کشمیری ہے۔ کشمیر کے ہندو کوشاڈ ہی کبھی کشمیری کہا جاتا ہے۔ پنجاب میں اہم ترین کشمیری عنصر لدھیانہ اور امرتسر شہروں میں ملتا ہے جہاں اب بھی جو لاہوں کی بہت بڑی آبادیاں ہیں۔ وہ قالین اور عمدہ پارچے بٹتے ہیں۔ ان کے علاوہ صوبہ بھر میں بہت سے کشمیری بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ بہت سوں کو گذشتہ قحط (1878ء) کے ہاتھوں مجبور ہو کر دامن کوہ کے اضلاع میں آنا پڑا۔ گجرات، جہلم اور اٹک کے کشمیریوں میں سے زیادہ تر چھالی ہیں (حال ہی میں شائع ہونے والی ”تاریخ اقوام کشمیر“ میں ان کے متعلق مفصل معلومات دی گئی ہیں)۔ سروالٹر لارنس کی ”وادی کشمیر“ باب XII میں کشمیری قبائل کا مفصل حال دیا گیا ہے۔ پنجاب میں اپنا اندراج کروانے والے مرکزی کشمیری قبائل درج ذیل ہیں: بٹ، بٹی، ڈارکون، مہر، مان، میر، شیخ، واکیں، وردے۔

کفش دوز..... مسلمان موچیوں کا ایک پیشہ ورانہ گروپ جو کفن بناتے ہیں۔

سکے زئی..... ہندوستان بھر میں ملنے والے مسلمان تاجروں کا ایک طبقہ جو مغرب میں قندھار تک پائے جاتے ہیں۔ وہ سیستان کے افغانوں کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسل کرن کے بیٹے کا سے شروع ہوا۔ شاید ان کا نیوکلئیس اب بھی ایک پٹھان قبیلچہ ہی ہو لیکن سکے زئی کی شاخوں میں بھرسی، ملک، کیتھلے، کسولہ، شیخ، بھاگیرتھ، چاندی، باندا، کھوریا جیسے نام شامل ہیں جو بمشکل ہی کسی افغان ماخذ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ نکتہ نظر زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کھوجوں کی طرح سکے زئی بھی ہندو تھے جنہوں نے کافی پہلے اسلام قبول کیا۔ سکھ دور میں شیخ کہلانے والے سکے زئیوں کی ایک شاخ نے جالندھر و آب میں سرفرازی حاصل کی اور حتیٰ کہ کشمیر کے حاکم بھی بنے۔ پنجاب کے سکے زئی کافی مختی اور با اثر ہیں۔

گکوانہ..... جھنگ میں ساندل بار کے کہاروں کو کہتے ہیں۔ وہ متعدد ”رہنوں“ یا جھونپڑیوں میں بطور کاشتکار ملتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کہار نہیں بلکہ جٹ ہیں جن کا جد امجد کاگو تھا جبکہ

برتن بنانے کا کام چند پشتیں قبل ہی شروع کیا تھا۔

کلا..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو سورج بنسی راجپوت نسل سے ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ ہمایوں کے عہد

میں پنجاب میں آئے اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔

کلاسرہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کلال..... (1) منگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ (2) کلال یا کرا ل نامی ایک

طبقہ غالباً مخلوط ماخذ کا حامل ہے۔ کرا ل ہندو راجپوت اجداد رکھتے ہیں اور ان کا نام راجپوتانہ

میں کرولی ریاست کے نام پر ہے۔ وہ 52 قبیلوں یا گوتوں میں منقسم ہیں۔ کرا ل خود کو

آہلو والیہ بھی بتاتے ہیں۔ یہ شمالی پنجاب میں گجرات سے ہوشیار پور تک کے اضلاع میں ملتے

ہیں۔ کلال بھی ہندو ہیں لیکن اب اکثر سکھ بھی ملتے ہیں۔ ان کا پیشہ شراب کشید کرنا ہے۔

کلاؤنت، کلاؤنت..... لفظی مطلب ”فنکار“ ہے۔ یہ پیشہ ور مغنیوں اور گلوکاروں کے طور پر شمار

کیے گئے۔

کلتیر..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

کلچی یا کلچی..... منج راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔

کلس..... جہلم میں ملنے والا ایک قبیلہ۔

کلسن..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

کلاگان، کلاغان..... امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلہ۔

کلمت..... ایک بلوچ قبیلہ۔ سابقہ دور میں زبردست اہمیت رکھنے والے کلمت مریوں کے ساتھ

لڑے۔ ڈیز کے خیال میں وہ غیر بلوچ ہیں۔ اب وہ مکران میں پاسنی اور سندھ میں ملتے

ہیں۔ ان کا نام غالباً مکران کے ایک مقام خلمت سے ماخوذ ہے۔

کلو..... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بلاشبہ کالوں ہی ہے۔

کلو..... امرتسر، منگمری اور شاہ پور میں ملنے والا زراعت پیشہ مسلمان قبیلہ۔ منگمری کے کلو

مسلمان ہیں۔

کلہورا یا سرائے..... بالاصل ایک جٹ قبیلہ، لیکن دودائی لٹی (لٹ والے) بھی کہلاتا ہے۔ اس

قبیلے نے سندھ میں ایک سلطنت قائم کی اور ڈیرہ غازی خان میں ان کے نمائندے اب بھی

موجود ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد ایک مشہور استاد سید محمد جون پوری کو ماننے والے درویش تھے۔ ان میں سے ایک درویش ہر مس نے سندھ کے ابراہنوں کی ایک بیٹی سے شادی کی اور جہیز میں ایک جاگیر پائی۔ ہر مس کے بیٹے یا پوتے شیخ نصیر اور اس کے بیٹے شیخ دین محمد نے بالائی سندھ کے ابراہن علاقے پر اپنی دنیاوی و روحانی حاکمیت قائم کی۔ شیخ دین محمد کے بھائی یار محمد نے مغلوں کے ساتھ ناطہ توڑ کر ٹھٹھہ کی سپوستان سرکار پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اولاد میں سے نور محمد نے داؤد پوتروں کو لکھی کی ”زمینداری“ سے باہر نکالا۔ 1736-37ء میں لٹی خان خوندیاری نے ٹھٹھہ کا صوبہ (بمعدہ بھکر سرکار کے ایک حصے کے) وصول کیا، لیکن دو یا تین برس بعد ہی نادر شاہ نے اسے دو تہائی علاقے سے محروم کر دیا۔ تاہم نادر شاہ کی وفات کے بعد خوندیاری نے سارے سندھ پر حاکمیت قائم کی (دُرانیوں کے نام پر) لیکن یہ حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ 1752ء میں نور محمد کلہوڑا کا بیٹا محمد مراد اس کی جگہ آیا مگر پانچ سال بعد تالپور بلوچ نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی میاں غلام شاہ (1557-58ء) کو حکومت دے دی۔ اس کے بھائی عطار خان نے سندھ واپس لینے کی کوشش کی مگر ناکام ہوا۔ غلام شاہ 1771ء میں حیدرآباد قلعہ تعمیر کروانے کے کام کی نگرانی کرتے ہوئے مر گیا۔ اس نے 15 سال ہنگامہ خیز حکومت کی۔ 1758ء میں اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو سندھ میں فیکٹری لگانے کی اجازت دی تھی لیکن اس کے بیٹے اور جانشین سرفراز خان نے 1775ء میں یہ اجازت نامہ منسوخ کر دیا۔ اس نے ایک سال قبل تالپوروں کے سربراہ بہرام خان اور اس کے بیٹے کو قتل کروا دیا تھا۔ نتیجتاً 1786ء میں اسے معزول ہونا پڑا۔

سرائے یا سیرائے کا نام ڈیرہ غازی خان کی جام پور تحصیل میں حاجی پور کے مشہور کلہوڑا خاندان نے اختیار کیا ہے۔

کلیار..... (1) شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔  
 کلیر..... (1) جٹ میں ایک جٹ قبیلہ جہاں بھم ودی کے مقام پر اس کے سدھ دیدار سنگھ کی سادھ ہے۔ ماگھ کی یکم بدی کو یہاں ایک میلہ لگتا ہے۔ یہ سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں جہاں یہ چیموں کی طرح چوہان راجپوت ماخذ اور راجا کنگ کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ لدھیانہ کے کلیر جٹ شادیوں کے موقع پر اپنے جٹھیرا کو بھینٹ پیش کرتے ہیں۔ وہ سخی سرور کو بھی



مانتے ہیں۔ بھینس یا گائے کی باؤلی ایک کنواری لڑکی (اور اگر کافی ہو تو دیگر لڑکیوں کو بھی) دی جاتی ہے۔ کلیئر منگمری اور امرتسر میں بھی بطور زراعت پیشہ قبیلچہ پائے گئے۔ منگمری میں یہ مسلمان ہیں۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ۔

کلیہ..... (1) منگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ، اور (3) امرتسر میں زراعت پیشہ اعوان قبیلچہ۔

کماچی..... خانہ بدوش گویوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ۔

کمال زئی..... کھلکی پٹھانوں کی مندر شاخ کی چار بڑی تقسیموں میں سے ایک۔ کمال زئی اور اما زئی مردان اور رزر میں ملتے ہیں۔

کمان گر..... تیرگر کو بھی اس کے ساتھ شمار کیا جاسکتا ہے۔ کمان گر زیادہ تر بڑے شہروں اور چھاؤنیوں میں ملتا ہے اور یہ تمام مسلمان ہیں۔ اب چونکہ کمانیں محض آرائش کے لیے بنتی ہیں اس لیے کمان کرنے لکڑی کا آرائشی کام بھی شروع کر دیا ہے۔ یہ محض ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔

کببہ..... کببہ پنجاب کی عمدہ ترین زراعتی ذاتوں میں سے ایک ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہی سبزی فروشی کا کام کرتے ہیں، لیکن اراکیوں سے کم محنتی اور باہنر نہیں۔ وہ بالائی وادی ستلج میں نیچے منگمری تک، مشرقی میدانوں کے سارے شمالی حصہ میں اور نیچے وادی جمنا میں کرنال تک ملے۔ خاص طور پر کپور تھلہ میں ان کی تعداد بہت ہے۔ لگتا ہے جمنا کے کببہ اس وادی میں مغرب سے نقل مکانی کر کے آئے اور کچھ عرصہ پہلے تک وہاں پر پٹیالہ کے شمالی خطوں سے تھانسیر اور دریا کے درمیان واقع گھنے ڈھاگ جنگلوں میں بہت بڑی تعداد میں اٹھ کر آتے رہے۔ منگمری کے ستلج کببہ دو شاخوں میں تقسیم ہیں: ایک وہ جو ملتان کے علاقہ سے اوپر دریا کی طرف اور دوسرے جو کپور تھلہ کے نواح سے نیچے وادی میں آئے۔ دونوں نقل مکانیاں سکھ دور حکومت میں وقوع پذیر ہوئیں۔ وہ راجا کرن کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ کشمیر کی طرف بھاگ لکلا تھا۔ بجنور کے کببہ بھی اپنا نسب سندھ پار کے علاقہ میں ملاتے ہیں اور مسٹر پرسرا اس روایت کو واضح طور پر درست تسلیم کرتے ہیں۔ کچھ کے مطابق وہ فارس کے قدیم باشندے ہیں اور کرنال کے کببہ اپنا ماخذ غزنی سے ملاتے ہیں۔ لیکن حقیقت

یہ ہے کہ ان میں 40 فیصد ہندو اور 23 فیصد سکھ ہونا کم از کم ماضی بعید میں غیر ہندوستانی ماخذ کے خلاف فیصلہ کن امر ہے۔

عموماً ارائیں اور کبہوہ کو قریبی رشتہ دار خیال کیا جاتا ہے۔ دراصل منگمری میں مسلمان شخص ارائیں اور ہندو کبہوہ کہلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں ایسا نہ ہونے کی حقیقت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ امرتسر، لاہور، فیروز پور، پٹیالہ، نابھا اور مالیر کوٹلہ کے کبہوہوں کے معتد بہ تناسب نے خود کو مسلمان درج کرایا، اگرچہ ان علاقوں میں مسلمان ارائیوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ شاید یہ بات قابل تشکیک ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرض کیے گئے تعلق کی اس حقیقت کے علاوہ بھی کوئی بنیادیں ہیں کہ وہ دونوں مغرب سے آئے اور کافی حد تک ایک جیسی سماجی حیثیت اور زراعتی شہرت کے حامل ہیں۔ کچھ نے بنیادی فرق یہ بتایا کہ کبہوہ اپنی بیٹیوں کی قیمت وصول کرتے ہیں، جبکہ ارائیں ایسا نہیں کرتے۔ لیکن بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو کبہوہ کی سماجی حیثیت ارائیں سے برتر ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں موخر الذکر سبزی اگاتا ہے۔ مزید برآں، کبہوہ محض ایک زراعتی ذات ہی نہیں، وہ اکثر و بیشتر تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہے اور فوج، دفاتر یا حتیٰ کہ نجی ملازمتیں کرتا ہے، جبکہ اس کی عورت اکثر ایسے علاقوں میں بھی رقم ادھار پر دیتی ہے جہاں وہ محض ایک کاشتکار ہے۔ اکبر کے دور میں شہباز خان نامی ایک کبہوہ جنرل نے پانچ ہزار آدمیوں کی قیادت بھی کی تھی اور بنگال میں خود کو کافی ممتاز کر لیا۔ گڑ گاؤں میں چند سو سال پہلے تک سوہنا کے مقام پر مسلمان کبہوہ آباد تھے، اور ان کی متروکہ مساجد اور مزار یہ ظاہر کرتے ہوئے لگتے ہیں کہ انہیں یہاں پر کافی مناسب حیثیت حاصل تھی۔ فوجی، تاجر اور دفتری کبہوہ کو بطور ”قلمی“ ممتاز کیا جاتا ہے، اور وہ اپنی ذات کے زراعتی حصہ میں دروں زواجی نہیں کرتے۔ لیکن یہ غالباً ایک سماجی روایت ہی ہے نہ کہ ذات کا کوئی اصول۔

کبہوہ اپنی ایمانداری کے لیے اتنی بلند کرداری کے حامل نظر نہیں آتے جتنا کہ ہنرمندی کے لیے۔ شمالی مغربی صوبوں میں محاورہ عام ہے: ”افغان، کبہوہ اور کشمیری تینوں بد ذات ہیں۔“ اور کرنال کے مسٹر بینٹن (Benton) انہیں ”بدنام دھوکہ باز اور سازشی“ بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف (سند معلوم نہیں) سردار گوردیال سنگھ کہتے ہیں: ”انڈیا کے دور ہراس میں

امیر ساہوکاروں نے کبھوں پر ہی یہ بھروسہ کیا تھا کہ وہ فقیروں کے بھیس میں ان کی دولت کہیں اور لے جائیں۔ "میرٹ (میرٹھ) میں کبھوہ کی تعداد غیر معمولی بتائی جاتی ہے۔ پہاڑیوں کے دامن میں ان کا پایا جانا کشمیر کے ساتھ ان کے نسلی تعلق کی کچھ حمایت کرتا ہے۔

کبھوہ نام کے ماخذ کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات ملتے ہیں: (1) ایک مرتبہ سورج بنسی نسل کا طاقتور راجا (جس کا دارالحکومت اجودھیا تھا) دیرت آیا اور یہاں کے راجا پر مرکو شکست دے کر اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ورنگر کی بنیاد رکھی جبکہ اس کے بیٹے نے ایک اور شہر دیجا پور قائم کیا۔ اس کے علاوہ لمبہنی اور گجینی شہر بھی بسائے۔ موخر الذکر اس کا دارالحکومت تھا اور یہ گزارت (گجرات) کے جنوب میں جزیرہ نما پر واقع کبھوہ شہر کے قریب تھا۔ سولونو تیوہار کے موقع پر جب وہ مذہبی رسوم انجام دے رہا تھا تو دشمن نے پروہت کے ساتھ ساز باز کر کے حملہ کر دیا، شہر کو لوٹا اور لوگوں کو قتل کیا گیا۔ بچ نکلنے والوں میں سے کچھ لوگ گھگر کے قریب سامانا چلے گئے اور راستے میں بچے پورا اور سر ہند سے گزرے۔ وہیں سے وہ جمنا اور ستلج کے سارے درمیانی علاقے میں پھیل گئے اور پھر پنجاب بھر میں پہنچے۔ کچھ دیگر براستہ سندھ ملتان اور پھر منگمیری آگئے۔ انہیں گجینی نزد کبھوہ سے آئے ہونے کے باعث کبھوہ کہا جاتا ہے۔ دیگر کے خیال میں یہ نام کبھوہ (یعنی کم فہم) کی بدلی ہوئی شکل ہے کیونکہ انہوں نے سولونو تیوہار کے دن ہتھیار اٹھانے کی بجائے مرنے کو ترجیح دی (2) کبھوہ کے سور یہ بنسی راجا (اور دیوتا چندر برمن کی اولاد) سودکش نے پانڈوؤں کے خلاف لڑائی میں کوروؤں کا ساتھ دیا۔ میدان جنگ میں اس کے تقریباً سبھی آدمی مارے گئے اور بھاگ کر نا بھا میں آباد ہونے والے کبھوہی (بعد میں کبھوہ) کہلانے لگے۔ (3) کبھوہ لفظ کو کے اور انبوہ کا مرکب بتایا جاتا ہے۔ اس بیان کے مطابق قبیلہ فارس کی سلطنت سے تعلق رکھتا ہے۔ کیکاؤس، کینسرو، کیقباد، کے لہر اسپ اور دار یوش کا تعلق اسی سلطنت سے تھا۔ جب وہ ہجرت کر کے پنجاب آئے تو "کے انبوہ" یا کبھوہ کہلانے لگے۔ (4) حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ایک بہت بڑی فوج دے کر فارس فتح کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ انہوں نے وہاں قیام کر کے دریا کے کناروں پر متعدد جھونپڑیاں تعمیر کیں۔ اہل فارس ان کی زبان (عربی) نہیں سمجھ سکتے تھے چنانچہ وہ کم گو بن گئے۔ ابن زبیر کی فوج میں کئی عقیدوں کے حامل لوگ شامل تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی

آبادیاں تباہ ہو گئیں اور کم گو بھرت کر گئے۔

پہلی کہانی خود کبھو ہوں سے حمایت یافتہ ہونا فطری بات ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کبھو سولونو تہو ہار کو بدشگون خیال کرتے ہوئے نہیں مناتے۔ واحد قابل غور نکتہ یہ ہے کہ ان لوگ کہانیوں میں کبھوج کے بادشاہ سودکش (سودکشنا) کی جانب اشارہ ہے۔ یہ سلطنت پہاڑوں کے دامن میں تھی جہاں اب انک وراولپنڈی اضلاع کی شمالی سرحد ہے..... دریائے سندھ تا جہلم۔ مہا بھارت کے مطابق اس بادشاہ نے یونوں اور شکوں پر مشتمل ایک فوج کوروں کی مدد کو بھیجی تھی۔ لیکن کبھوج ایک قبیلے کا نام بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ حقائق اس روایت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں کہ کبھو کشمیر سے آئے۔ اس کے علاوہ کبھو ہوں اور کبھوجوں کو ایک ہی قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ملتی۔ یہ امر واضح نہیں کہ ان کی گوتیں برہمنوں اور چھتریوں کی گوتوں کے ساتھ کیسے مطابقت رکھتی ہیں۔ کبھو ہوں کی ذیلی شاخوں کی تعداد کافی ہے۔ سب سے کثیر التعداد شاخیں مندرجہ ذیل ہیں: تھند، جوسن، جورا، دہوت، مہروک، سندے، جموں، جھندے، انمال۔

مذہبی اعتبار سے کبھو بالخصوص مشرق میں ہندو، خصوصاً سکھ اضلاع میں سکھ، جبکہ چند ایک چین اور بہت بڑی تعداد میں مسلمان ہیں۔ مسلمان کبھو لاہور میں ہیں۔ انہیں اراہیوں سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ لیکن سکھ کبھو مسلمان یا ہندو کبھو دونوں سے بہتر ہے۔ وہ سبزی اگانے والے کی حیثیت میں اراہیں کا ہم پلہ ہے اور عام کاشتکاری میں سدھو جٹ سے کمتر نہیں۔ البتہ وہ جسامت میں کچھ چھوٹا اور جٹ کی نسبت کم ذہین ہے۔ 1904ء میں چناب کالونی میں سکھ کبھو ہوں کی تعداد 10 ہزار تھی۔ ہندو کبھو جنیو پہنتے ہیں اور نہ ہی چوکا کی تطہیر کرتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی ممنوع نہیں۔

کلانا..... سیالوں کی ایک شاخ۔

کھلیا، کھلیا..... کرنال کے مسلمان جٹ جو کھیل بنتے ہیں۔ وہ صرف دروں زواجی ہی کرتے ہیں۔ تمام ہندو کھلیے درحقیقت گذریے ہی ہیں۔

کو کے..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گہبار..... گہبار کو پنجاب میں اکثر گھمپار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کوزہ گر اور اینٹیں پکانے والا ہے۔

حصار اور سرسار میں اس کی کافی تعداد ملی۔ وہاں اور دامن کوہ اور وسطی اضلاع میں وہ اکثر کاشتکار ہے۔ زیریں دریائے سندھ پر ان کی کچھ تعداد نے اپنا اندراج بطور جٹ کرایا۔ وہ رواجی معاوضے لے کر خدمات سرانجام دینے والا حقیقی خدمت گار ہے جن کے بدلے میں وہ گھریلو استعمال کے لیے مٹی کے تمام برتن اور (جہاں رہٹ استعمال ہوتا ہے) مٹی کی ٹینڈیں بھی فراہم کرتا ہے۔ پنجاب کی ذاتوں میں صرف وہی گدھے پالتا ہے، اور گاؤں کی حدود میں اناج کی نقل و حمل کرنا اور اس کے بدلہ میں اپنے موٹوں سے دیگر اشیاء مثلاً بیج یا کھانا لے کر آنا اس کا کاروبار ہے۔ لیکن وہ اناج گاؤں سے باہر بلا معاوضہ لے کر نہیں جاتا۔ دیہات اور قصبات میں وہ چھوٹا موٹا جمال ہے۔ بعد میں وہ مٹی، کھاد، کونکہ، اینٹیں وغیرہ بھی لادنے اور لے کر جانے کا کام بھی کرنے لگا۔ اس کا مذہب اپنے علاقے کا غالب مذہب ہی نظر آتا ہے۔ کمہار کی سماجی حیثیت بہت پست ہے، لوہار سے کافی نیچے اور چمار سے کچھ ہی اوپر، کیونکہ گدھے جیسے ناپاک جانور کے ساتھ اس کا موروثی تعلق (گدھا چچک کی دیوی سیتلا کا مقدس جانور ہے) اسے بھی آلودہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح کھاد اور کوڑا کرکٹ لے جانے پر اس کی آمادگی بھی اسے کم حیثیت بنانے کا سبب ہے۔ وہ پنجاب کا خشک ساز بھی ہے، کیونکہ صرف وہی بھٹوں کا کام سمجھتا ہے۔ کوزے اور اینٹیں پکانے کے لیے بطور ایندھن جلانے میں کوڑا کرکٹ استعمال ہونے کی وجہ سے اس کا تعلق غلاظت سے بھی ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سانچوں والی اینٹیں بھی بناتا ہے لیکن سوکھی مٹی سے گاؤں میں تیار کی جانے والی عام اینٹیں عموماً قلی یا چمار بناتا ہے۔ کمہار کو پزاوا گر (Kiln-burner) اور کوزہ گر بھی کہا جاتا ہے۔ موخر الذکر اصطلاح کا استعمال عام طور پر صرف ان کے لیے ہوتا ہے جو نہایت عمدہ قسم کے برتن بناتے ہیں۔ سرحد پر وہ بطور گلگو نظر آتا ہے۔ ہندو اور مسلمان کمہار دونوں پائے جاتے ہیں۔ ہندو کمہار کو کبھی کبھی پر جاپتی (خالق دیوتا) بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مٹی سے چیزیں بناتا ہے۔ نابھا میں کمہار برہما کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں: ”رام ذات (جات) کارانگڑ، کرشن ایک آہیر، برہما ایک کمہار اور شیوا ایک فقیر۔“ کہانی یوں ہے کہ ایک مرتبہ برہما نے اپنے بیٹوں میں کچھ گنے تقسیم کیے۔ کمہار کے سوا باقی سب نے اپنے اپنے حصے کا گنا کھا لیا، لیکن کمہار نے اسے ایک مٹی بھرے برتن میں لگا کر پانی دیا جس نے جڑ پکڑ لی۔ کچھ روز بعد

برہانے بیٹوں سے گنے کے بارے میں پوچھا تو صرف کہہ رہی اسے گنا دینے کے قابل ہو سکا۔ تب برہانے خوش ہو کر اُسے پر جاپتی یعنی ”دنیا کی شان“ کا لقب دیا۔ لیکن برہانے کے دیگر 9 بیٹوں کو بھی خطابات ملے۔

روایت بھگت گما کو کہہ رہیوں کا جدا مجد بتاتی ہے۔ دہلی کے کہہ رہیوں بھی دیوتاؤں اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ شادیوں کے موقع پر بھی پیروں کو کچھ نذر کرتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے کہہ رہیوں، جو سب کے سب مسلمان ہیں، تو نسہ پیر کو مانتے ہیں۔ لاہور کے کہہ رہیوں کا تیوہار دیگر ذاتوں کی ہی طرح دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

مسلمان کہہ رہیوں کے دو علاقائی گروپ بھی ہیں۔ جنڈ، نابھا اور مالیر کوٹلہ میں دیسی اور ملتان۔ دیسی عورتیں سیٹلا کو مانتی ہیں لیکن ملتان عورتیں نہیں۔ گورداسپور میں پنجابی اور کشمیری کہہ رہیوں، سیالکوٹ اور گجرات میں کشمیری اور دیسی کہہ رہیوں۔ مسلمان کہہ رہیوں کے کوئی زیادہ اہم پیشہ ورا نہ گروپ نہیں ہیں، ماسوائے گجرات کے کھالوں کے جو پیشے کے اعتبار سے گانے ناچنے والے ہیں اور کہہ رہیوں کی شادیوں پر خدمات انجام دیتے ہیں۔ اگرچہ دیگر کہہ رہیوں نہیں بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں، مگر انہیں اپنی بیٹیوں کے رشتے بھی دے دیتے ہیں۔ میانوالی کے کہہ رہیوں برتن سازی کے ساتھ ساتھ کاشت کاری بھی کرتے ہیں، اور چند ایک گویے اور زمیندار قبیلوں کے معنی بھی ہیں۔ یہ کہہ رہیوں جلال بکری (باقری) کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں مسلمان کہہ رہیوں پنجمبردانی ایل پر یقین رکھتے اور کام شروع کرنے سے پہلے اسی کا نام لیتے ہیں۔

لباس کے حوالے سے بھی مختلف علاقوں کے کہہ رہیوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ کانگڑا میں ہندو دیسی کہہ رہیوں عورتیں سونے کی نتھلی پہنتی ہیں۔ مالیر کوٹلہ میں مسلمان ملتان کہہ رہیوں عورتیں اپنے پاجاموں کے اوپر ایک لمبا چولا زیب تن کرتی ہیں جو کمر تک آتا ہے۔ ملتان میں ہندو اتر ادھی خواتین ناک میں نتھ پہننے کی عادی ہیں۔ مسلمان (زیادہ تر ملتان) کہہ رہیوں عورتیں ساری زندگی ”پیراہن“ یا ”چولا“ پہنتی ہیں۔ میانوالی تحصیل میں لڑکیاں شادی کے بعد چولا پہنتی ہیں۔

کیانا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارا نہیں قبیلچہ۔

کیرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کمیرا..... جو لہے کا مترادف۔

کنازئی..... پشاور میں سوت کاتنے والے کو کہتے ہیں، ہزارہ میں اتمازئی پٹھانوں کا ایک حصہ بھی کنازئی ہے۔

کنجر..... (1) دہلی علاقہ کے کنجر (یا جیسا کہ انبالہ ڈویژن میں انہیں ”جلاد“ کہا جاتا ہے) کافی حد تک پرنا جیسے سیلانی قبیلہ ہیں اور علاقہ کے اس حصہ میں کسی دلال یا رنڈی کو کنجن یا ایسے ہی کسی دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے نہ کہ کنجر سے۔ باقی کے پنجاب میں لفظ کنجن مستعمل نہیں۔ واضح طور پر کنجروں کے سیلانی قبائل نہیں ملے اور کسی دلال یا رنڈی کو بالعموم کنجر کہا جاتا ہے۔ دہلی حصار و انبالہ ڈویژنوں میں کنجن اور کنجر (بشمول جلاد) کا اندراج علیحدہ علیحدہ ہوا اور باقی صوبہ کے لیے صرف کنجر کا۔ تقریباً سبھی کنجنیں مسلمان ہیں جبکہ سب کنجر ہندو ہیں (ماسوائے سرسا) اور ممکن ہے کہ سرسا کے مسلمان کنجر بھی حقیقت میں کنجن ہوں۔ دہلی علاقہ کے کنجر ایک سیلانی قبیلہ ہیں جو علاقہ میں گھوم پھر کر گیدڑ اور ریگنے والے جانور وغیرہ پکڑتے اور کھاتے گھاس کے رسے اور دیگر اشیاء بنا کر بیچتے اور پھوڑے پھنسیوں و دیگر بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ وہ خصوصاً جو لہوں کے استعمال میں آنے والے برش (کوچیاں) بناتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی کچھ لڑکیوں سے جسم فروشی کرواتے ہیں اور کچھ سے نہیں۔ انبالہ کے جلاد ایک کنجر خاندان کی نسل بتائے جاتے ہیں۔ ان کا کام کوڑے مارنا، مثلہ کرنا اور گردن اڑانا تھا اور انہیں ”جلاد“ کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ جلد سے ماخوذ ہے، کیونکہ عرب کے جلاد کھال کھینچا کرتے تھے۔

کنجروں کی حیثیت نٹ سے بہتر لگتی ہے، تاہم وہ لازماً اچھوت ہیں۔ وہ ماتا کی پوجا کرتے ہیں جسے کالی مائی بھی کہتے ہیں، مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کالی دیوی کے حوالے سے ہے یا سیتلا کے حوالے سے۔ اول الذکر صورت قرین قیاس ہے۔ وہ گگا پیر کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ پنجاب میں اس قبیلے کا صدر مقام دہلی بتایا جاتا ہے لیکن لفظ کنجر کا استعمال بہت ناشائستہ معنوں میں ہوتا ہے۔ لفظ کنجر اور بنگالی کا استعمال اکثر مترادف معنوں میں کیا جاتا ہے۔ نیز مسٹراچ ایل ولیمز کے مطابق ہندوستان اور دریائے گھگر کے مشرق میں واقع پنجاب کے اضلاع میں سانی بھی بطور کنجر جانے جاتے ہیں۔ متعدد اہم چھاؤنیوں میں مستقل کنجر

آبادیاں موجود ہیں۔ ان کے مرد پست کام کرتے اور عورتیں گھریلو خدمات انجام دیتی ہیں، مثلاً برتن دھونا اور تیار داری کرنا۔ (2) ملتان میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کنجرا..... کنجرا (کانجرہ) خالصتا پیشہ ورا نہ اصطلاح ہے۔ کنجرا ”ہندوستانی“ میں کم و بیش وہی کچھ ہے جو فارسی میں سبزی فروش کی اصطلاح سبزیاں فروخت کرنے والے کے لیے۔ اصولی طور پر کنجراے سبزی کاشت کر کے فروخت کرنے والوں کی ذاتوں میں سے ایک ہیں۔ کنجرا کا اندراج اس نام کے تحت صرف مشرق میں ہی ہونے کی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے صوبہ کے دیگر سبزی فروشوں کو ارائیں یا باغبان کی بجائے اس نام سے بلانا زیادہ عام ہو، اور یہ کہ لفظ کنجرا کا استعمال بہت کم ہوتا ہو۔ یہ وضاحت کافی حد تک درست لگتی ہے کیونکہ دیسی ریاستوں کے لیے تعدادیں اس مخصوص امر کو ظاہر کرتی ہیں۔

کنجن..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

کنجیاں والا..... فقیروں کا ایک فرقہ جو چابیوں کے ذریعہ سے خدا تک پہنچنے کی تعلیم دیتا ہے۔

(غالباً وادی صورت میں) وہ سیالکوٹ کے علاوہ جہلم میں ملے۔ غالباً وادی راول ہیں۔

کنچن..... کنچر کی طرح یہ بھی بمشکل ایک ذات ہے۔ کنچن کا مطلب محض ایک طوائف یا جسم فروش

عورت ہے۔ یہ پنجابی کنچر کا ہندوستانی مترادف ہے۔ کنچن کا لفظی مطلب ”سونا“ یا ”خالص

اور چمکدار“ ہے۔ ہندو فاحشہ عام طور پر رام جینی کہلاتی ہے۔ رنڈی کی اصطلاح جسم فروش

عورت اور بیوہ دونوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ صرف 20 فیصد کنچنیں سکھ ہیں۔ وہ ایک میٹرز

طبقہ تشکیل دیئے ہوئے ہیں۔ الہتہ نہ صرف ان کی اپنی اولادیں بلکہ خریدی ہوئی شیر خوار

لڑکیاں بھی کنچن ہی بن جاتی ہیں۔ تاہم، پنجاب کے جنوب مشرق میں کنچنوں کا طبقہ بالکل

جداگانہ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں سے جو عورتیں نسل در نسل پیشہ کرتی آرہی ہوں انہیں ڈیرہ دار

کہتے ہیں اور وہ نئی آنے والیوں کو بہ نظر تحقیر دیکھتی ہیں۔ ان کے ہاں بیٹی کی پیدائش بڑا

پر مسرت موقع ہوتا ہے۔ عموماً غیر شادی شادہ لڑکیاں پیشہ کرتی ہیں لیکن بیویوں اور بہوؤں کو تو

اعلیٰ ذات کی عورتوں سے بھی زیادہ پردے میں رکھا جاتا ہے۔ جب کوئی لڑکی بالغ ہو جائے

اور پہلی مرتبہ کسی مرد کے ساتھ ہم آغوش ہو تو ایک ضیافت ”شادی منسی“ منعقد کی جاتی ہے۔

اس موقع سے پہلے تک لڑکی نتھ پہنتی ہے، لیکن مابعد نہیں۔ حمل کے سات ماہ گزرنے کے بعد



بھی برادری کی دعوت کی جاتی ہے۔ کنچوں کا میراثی دادا کہلاتا اور ایک روپیہ سالانہ وصول کرتا ہے۔ کسی اور ذات کی عورت کو برادری میں شامل کرنے کے لیے شربت کا گلاس پلایا جاتا اور فطری بیٹیوں کی ہی طرح جائیداد میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ لدھیانہ کی کنچیں خود کو چغتائی مغلوں کی نسل بتاتی ہیں اور ان کا مورث اعلیٰ مرزا حبیب تھا۔

کندان..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

کندرانہ..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کندر کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

کندیرا..... یہ دُھنیا یا پنجا کا متبادل نام ہے۔ (دیکھیں ”کنیرا“)

کنڈوا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کنڈی یا گندی..... نیازی کے ساتھ مشترک ماخذ کا حامل ایک پٹھان قبیلہ۔ کنڈی کا اصل وطن ڈیرہ اسماعیل خان کی ٹانگ تحصیل میں سوہلی ندی کے کنارے پر ہے۔ اب ان علاقوں میں مروت سے آنے والے مہاجرین قابض ہیں۔ کنڈی ایک پووندہ قبیلہ ہیں۔ وہ لاقانون اور لوٹ مار کرنے کے عادی ہیں۔ محاورہ عام ہے: ”مرا ہوا کنڈی زندہ کنڈی سے بہتر ہے۔“

کنگ..... جٹوں کا قبیلہ جو خاص طور پر بیاس اور ستلج کے درمیانی مثلث نما علاقہ میں ملتے ہیں، البتہ وہ ستلج پار کر کے انبالہ اور فیروز پور میں بھی گئے اور زیریں دریائے سندھ کے کناروں پر بھی تھوڑی بہت تعداد میں ملتے ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق وہ گڑھ غزنی سے آئے تھے، لیکن امرتسر کے کنگ کہتے ہیں کہ وہ پہلے دہلی کے قریب خیر پور میں آباد ہوئے۔ سکھ دور کے ابتدائی دنوں میں انہوں نے اس خطہ میں کچھ سیاسی اہمیت حاصل کی تھی۔ جالندھر کے کنگ سے متعلق مسٹر بار کلمے لکھتے ہیں: ”تخصیل نکو دور کے بیشتر سکھ سردار یا تو اس قبیلے سے ہیں، یا پھر شادی کے ذریعہ اس سے تعلق رکھتے تھے جب انہوں نے وہاں اپنی حاکمیت قائم کی۔“ فتح کے وقت ان کا رہنما تارا سنگھ گھبیا خود بھی اسی نسل سے اور ستلج کے کنارے ایک کنگ باشندہ تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہاں پر بیک وقت 18 سردار رہتے تھے لیکن گاؤں دریا بردہ ہو جانے پر وہ دونوں کناروں پر اپنی علیحدہ علیحدہ املاک میں منتشر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ کنگ اپنے

مورث اعلیٰ جوگرا (کنگ کے باپ) کے توسط سے ایودھیا کے سورج بنسی راجپوتوں کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ (کنگ کے تلفظ میں ن کی آواز کی بجائے ل کی آواز آئے گی)۔

کنگ..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔  
کنگرہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
کنگنیا رار..... تیلیوں کی ایک گوت یا شاخ۔

کنوری، کناوری..... بالائی ستلج پر واقع وادی کنور کا باشندہ۔ اس کے تمام باشندے کنیت یا جاد ہیں لیکن یہ بشر خاص کے کنیتوں سے کلیتاً مختلف ہیں (جس طرح لاہول کے کنیت کولو کے کنیتوں سے مختلف ہیں)۔

کنون..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
کنون کھور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کنہیا (یا گھنیا)..... سکھوں کی پانچویں مسل جس کے ارکان جٹ ہیں۔ اس کا نام لاہور کے قریب ایک گاؤں گھنی سے مشتق ہے۔

کنیال..... مسٹر سٹیڈمین کے مطابق کنیال کا تعلق متفرق افراد کے اس گروپ سے ہے جو خود کو راجپوت کہتے ہیں اور ضلع راولپنڈی کے جنوب مشرقی کونے کے خاصے بڑے حصے میں آباد ہیں۔ وہ کافی حد تک بدھال اور بھکرال جیسا ہی طبقہ ہیں۔ وہ دامن کوہ کے ساتھ ساتھ گجرات میں بھی ملتے ہیں۔

کنیت..... (یہ پنجاب کی مشرقی پہاڑی ریاستوں، مثلاً کانگڑا، منڈی، گولو، اور شملہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے حوالے سے معلومات کے لیے دیکھیں ”پنجاب کی ذاتیں“ از ڈینزل ایلسن، صفحہ 443 تا 453)۔

کنیرا..... (1) چٹائیاں بننے والا۔ (2) کنیرا ایک چھوٹی سی مسلمان ذات ہیں۔ یہ صرف ستلج اور چناب کے زریں بہاؤ کے ساتھ ساتھ ہی ملتے ہیں۔ انہیں دہلی کے کنڈیرا یا پنجاب سے تمیز کرنا چاہیے۔ وہ ایک دریائی قبیلہ ہیں اور ان کا اصل پیشہ گھاس اور پتوں سے چٹائیاں تیار کرنا تھا۔ لیکن اب انہوں نے کپڑا بننے کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔

کنیران.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کوٹلا.....شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گوٹ.....شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گوچ بند.....کوچ یعنی جولا ہے کے برش بنانے والا۔ ان کا تعلق اچھوت اور سیلانی طبقوں سے ہے۔ وہ اپنا اصل وطن راجپوتانہ میں چتوڑ بتاتے ہیں جہاں سے وہ ہجرت کر کے حصار آ گئے۔

کوڈن.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کور.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔ یہ منگمری میں بھی ملتا ہے جہاں اسے بطور کھل قبیلچہ شناخت کیا گیا۔

کوریا نا.....سیالوں کی ایک شاخ۔

کوریتانہ.....شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کوربیجہ یا قوریجہ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کوری.....منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

کورے.....امر تسر میں زراعت پیشہ کبواہ قبیلچہ۔

گوک.....جہلم میں مغلوں کے ساتھ شمار ہونے والا ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گوکا.....سکھوں کا ایک کٹڑ اور انتہا پسند فرقہ۔

کولی.....امر تسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

کوم.....متر و کے قریب (ملتان میں) ایک چھوٹا قبیلہ جو وسط ایشیا سے آئے ہونے کا

دعویدار ہے۔

گوٹڈا پنٹھی.....ایک فرقہ جس کی بنیاد 40 سال قبل پٹیالہ میں رام پور کے حاکم سنگھ نے رکھی تھی۔

بتایا جاتا ہے کہ حاکم سنگھ ایک حقیر نظر آنے والا اور غلیظ انسان تھا۔ اس کے پاس ”عہد نامہ

جدید“ کے چند ایک ٹکڑے پنجابی زبان میں موجود تھے (جو اسے لدھیانہ میں امریکی عیسائی

مبلغین سے ملے)۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس کے اقتباسات سنایا کرتا تھا۔ جلد ہی

پیروکاروں کی تعداد 3,000 تک پہنچ گئی جن میں رام پور کے کچھ کھاتے پیتے لوگ بھی شامل

تھے۔ اس کی تعلیمات میں بھی تبدیلی آئی اور وہ کہتا تھا کہ برطانوی حکومت کی جگہ جلد ہی اُس کی اپنی حکومت آجائے گی۔ حاکم سنگھ ایک جٹ تھا وہ جوانی میں کئی سال تک بطور فقیر مختلف مقدس مقامات پر جاتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے سابقہ گناہ دھو کر خدا کی نظروں میں قابلِ قدر بن جائے گا۔ پھر وہ اپنے آبائی گاؤں میں آباد ہوا اور ”نیہہ کلنگ اوتار“ (بے داغ اوتار) کی عبادت کا پرچار کرنے لگا۔ اس نے لدھیانہ میں مسیحی مبلغین سے کچھ مذہبی کتب حاصل کیں اور مسیح کو ”بے داغ“ قرار دیا۔ وہ خود کو مسیح کا اوتار کہتا تھا..... یعنی مسلمانوں کا امام مہدی اور ہندوؤں کا رگھوناتھ۔ حاکم سنگھ نے اپنے پیروکاروں کو مل کر کھانے کی تعلیم دی اور اپنے فرقے کو گونڈا پنہتی کا نام دیا (گونڈا ایک مٹی کا برتن ہوتا ہے۔ آج کل یہ وہی جمانے کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔

کوہاڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کوہلی..... شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کویرا..... منگلوری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

کواری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کہار..... جھینور کی ہم معنی اصطلاح۔ کہار کو مہرا بھی کہتے ہیں، اور کم از کم فیروز پور میں تو وہ اپنے تمام جھگڑے ذات کی پنچایت میں ہی نمٹا لیتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مسلمان کہار اب بھی پانی کے دیوتا خواجہ خضر کو مانتے ہیں (جس پر جھینوروں کا بھی اعتقاد ہے)۔ جمنا کے کنارے کہار خواجہ اور ہنومان کے نام کا شب و روز ورد کرتے ہیں تاکہ وہ خطرات سے محفوظ رہیں۔ وہ خود کو خواجہ کے بالک یا بچے کہتے ہیں۔

کہڈر..... منگلوری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

کہل..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو لدھیانہ میں شادیوں کے موقع پر جٹوں کی رسم پر عمل کرتا ہے۔ سوا من کی ایک روٹی پکائی جاتی ہے جس میں سے ¼ من بھرائی کو جاتا ہے اور باقی رشتے داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

کہوٹ..... شاہ پور، گجرات، راولپنڈی، ہزارہ اور جہلم میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ راولپنڈی کی کہوٹ پہاڑیوں کا نام انہی کی نسبت سے ہے (جہاں اب کیتوال اور دھنیال آباد

ہیں) اور کہوٹہ شہر بھی۔ کہوٹہ پر اب جنجوعوں کا قبضہ ہے۔ ان کے موجودہ ہیڈ کوارٹرز کوہ نمک میں ہیں اور تحصیل چکوال کا کہوٹانی علاقہ کا نام ان کے نام پر ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ اصل میں عرب کے رہنے والے قریشی تھے اور موجودہ نام محض ایک مشترکہ جد امجد کا ہے جو 24 پشتیں قبل گزرا تھا۔ 1359ء میں ان کے جد امجد سعید نواب علی نے ”فیروز شاہ غوری“ (فیروز تغلق بن محمد تغلق) کے عہد میں دہلی کی جانب ہجرت کی۔ دہلی آتے ہوئے راستے میں انہوں نے سیالکوٹ کے بت پرست بادشاہ سین پال سے جنگ کی اور فتح پائی۔ وہ سین پال کو ایک ڈوگرا بادشاہ بتاتے ہیں۔ دہلی پہنچ کر انہوں نے بادشاہ کو خراج عقیدت پیش کیا جس نے انہیں دھنی اور کوہ نمک میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ نواب علی کے بیٹے کہوٹ کی زیر قیادت انہوں نے ایسا ہی کیا اور کوہ نمک کے دامن میں وریا مال موضع میں آباد ہوئے۔ انہوں نے کچھ عرصہ یہیں گزارا، پہاڑیوں کے جنجوعوں اور دھنی کے گوجرواہوں سے محصول وصول کر کے دہلی کو ادا کیا۔

کہوٹوں کی کوئی خصوصی رسوم نہیں ہیں، ماسوائے اس کے کہ قبیلے کے مرد کبھی بھی نیلا رنگ نہیں پہنتے اور اگر وہ ایسا کر لیں تو بیمار پڑ جاتے ہیں۔ قبیلہ قبیلچوں میں منقسم نہیں۔ وہ ماٹروں (میسروں) اور کسروں سے، اور کبھی کبھی اعوانوں سے بیویوں کا لین دین کر لیتے ہیں، لیکن بالعموم شادی قبیلے کے اندر ہی کی جاتی ہے۔ بیواؤں کو دوبارہ شادی کی اجازت ہے، لیکن اچھے خاندان ایسا نہیں کرتے۔

کھاجہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھادر..... شاہ پور اور ملتان میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھادل..... جموں سے ہجرت کر کے (مغل دور میں) تحصیل ملتان کے شمال میں آباد ہونے والا ایک جٹ قبیلہ۔

کھارا..... نابھ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ کھشتری النسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جد امجد دہلی دربار میں ایک عہدیدار تھا لیکن اس کا بیٹا کھارا رہزن بن گیا اور قندھار جا کر کسی اور قبیلے کی عورت سے شادی کرنے کے باعث جٹ بن گیا۔ کھاروں کا ایک سدھ پر یقین ہے جس کی زیارت گاہ کھندور میں ہے اور وہاں وہ بنجیری وغیرہ نذر کرتے ہیں۔ وہ اتنی دیر

تک دودھ یا وہی استعمال نہیں کرتے جب تک کہ انہیں زیارت گاہ پر نذر نہ کیا گیا ہو۔ یہ سدھ ایک کھارا تھا جو اپنے مویشی چرانے کے دوران سو جایا کرتا تھا۔ ایک روز ڈاکوؤں نے اس کا سر کاٹ دیا، مگر اس کے باوجود وہ کچھ دور تک ان کے پیچھے گیا۔ جس جگہ پر اس کی جان نکلی وہیں پر زیارت گاہ تعمیر کی گئی ہے۔ اگرچہ کھارے کھنڈور چھوڑے گئے ہیں مگر سدھ کی بدستور پوجا کی جاتی ہے۔

کھاشا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھامہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھاندانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھانگڑواہ..... ”خانزادہ“ کا مترادف۔

کھب..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھسیر..... منٹگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

کھترا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

کھترائی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھتری..... کھتری یقینی طور پر سنسکرت کھتری کی ہی پراکرت صورت ہے۔ کھتری لفظ کا مادہ کھتر یعنی ”ملک“ ہے۔ ادب میں کھتری ذات کے مختلف ماخذ بتائے گئے ہیں۔ ”وشنو پران“ کے مطابق بھارت یا بھرت کے نو بیٹے پیدا ہوئے لیکن ماؤں نے انہیں مار ڈالا کیونکہ وہ اُس کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتے تھے اور ماؤں کو ڈرتھا کہ کہیں بھرت انہیں اپنا ماننے سے انکار نہ کر دے۔ چنانچہ بیٹوں سے محروم بھرت نے ماروتوں کو قربانی پیش کی جنہوں نے اسے بھردواج دیا جو ممتا کے لطن سے جنم لینے والا برہسپتی کا بیٹا تھا۔ بھردواج کے چار پوتے تھے جن میں سے دو برہمن بنے جبکہ باقی دو بدستور کھتری رہے۔ تاہم یہ چاروں بھردواج گوتر ہی شمار ہوئے۔

انگلیس گوتری کھتریوں کو انگی کی اولاد بتایا جاتا ہے۔ کوشک گوتری کھتریوں کا تعلق چندرہنسی نسل سے ہے۔ کوشلیہ گوتری کھتری سورج ہنسی ہیں۔

کسی دور میں برہمن کھتریوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر شادیاں کیا کرتے تھے، لیکن یہ

سلسلہ بہت عرصہ ہوا ختم ہو چکا ہے۔ کھتریوں کے سرسوت برہمن ان کا پکایا ہوا کھانا کھا لیتے ہیں، مگر راجپوت کا نہیں اور حقیقی سرسوت صرف کھتریوں سے ہی تحائف قبول کرے گا، کیونکہ ایک قدیم اصول کے مطابق برہمن کو صرف جنگجو طبقے سے ہی تحفے لینے چاہئیں۔ ان تاریخی حکایات کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کھتری ذات تین نسلی عناصر پر مشتمل ہے۔ سورج بنسی، چندر بنسی اور اگنی گول (گل)۔ ان نسلوں میں سے کچھ خاندان برہمن بن گئے جبکہ دیگر کھتری ہی رہے۔ مہا بھارت کے مطابق تو کچھ کھتریہ ویش، شودر اور حتی کہ حجام بھی بن گئے۔

عیسائی عہد کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ برہمنوں کے حکمران طویل عرصہ تک اپنے نام کے ساتھ کھتریہ لقب و رمالگاتے رہے۔ یعنی ساتویں تا سولہویں صدی۔ کھتریہ سلطنتوں کے ہی ملبے سے راجپوت خاندان ظاہر ہوئے لیکن اس تقلیب کا عمل کچھ مبہم ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ ریشیوں نے کافروں سے لڑنے کے لیے چار اگنی کل کھتریہ بنائے۔ پرہار، سونکھی، پنوار اور چوہان (سابقہ کھتریہ تاریخ میں یہ نام نہیں ملتے)۔ ان اگنی گلوں سے راجپوتانہ کے 36 راجپوت چھتری یا راجپوت نکلے لیکن میجر ٹوڈ کے مطابق یہ خالص کھتریہ نہیں بلکہ مذہب تبدیل کر لینے والے بودھیوں، ہنوں اور شکوں کی اولاد ہیں۔ یہ امر قطعی ہے کہ راجپوت کھتریوں کی ایک بہت بعد کی صورت ہیں۔

پنجاب کے لوگوں میں کھتری دیگر تجارت پیشہ ذاتوں سے قطعی مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ان سے قد و قامت، مردانہ پن اور طاقت میں برتر اور ان کی طرح محض دکاندار ہی نہیں بلکہ وہ منو کے کھتریہ کا ایک براہ راست نمائندہ ہے۔ سر جارج کیمپ بیل کی ”اتھنالوجی آف انڈیا“ میں کھتری کی حیثیت بہت عمدہ انداز میں بیان کی گئی ہے:

”تجارت ان کا بنیادی پیشہ ہے، لیکن درحقیقت وہ زیادہ وسیع اور جداگانہ خصوصیات کے حامل ہیں۔ پنجاب اور افغانستان کے ایک بڑے حصے کی تجارت پر اپنا اجارہ قائم کرنے اور ان کی حدود سے پرے بھی اچھا خاصا اثر رکھنے کے علاوہ وہ پنجاب میں مرکزی شہری منتظم ہیں، اور تقریباً ساری لکھت پڑھت ان کے ہاتھوں میں ہے۔ مزید برآں، جس حد تک سکھوں کا مذہبی سلسلہ ہے، وہ سکھوں کے گورو یا پروہت ہیں۔ گورونانک جی اور گورو گوبند جی

دونوں کھتری تھے اور موجودہ دور کے سوڈی اور بیدی بھی کھتری ہیں۔ دراصل وہ پنجاب میں وہی ہیں جو مہرٹا (مرہٹہ) علاقہ میں مہرٹا برہمن، ماسوائے تجارت سے منسلک ہونے کے جو مہرٹا برہمنوں کے پاس نہیں ہے۔ وہ بالعموم اپنے کردار میں جنگجو نہیں، لیکن ضرورت پڑنے پر تلوار چلانے کی اچھی خاصی قابلیت رکھتے ہیں۔ ملتان کے گورنر دیوان ساون مل اور بعد میں اس کی مسند سنبھالنے والے رسوائے زمانہ مولراج کے علاوہ رنجیت سنگھ کے مرکزی اہلکاروں میں سے متعدد کھتری تھے۔ حتیٰ کہ مغرب میں مسلمان دور حکومت کے دوران انہوں نے اہم انتظامی عہدے حاصل کیے۔ بدخشاں یا کندز کے ایک کھتری دیوان کاریکارڈ موجود ہے، اور مجھے یقین ہے کہ افغانوں کے ماتحت پشاور کے ایک کھتری گورنر کا بھی۔ شہنشاہ اکبر کا مشہور وزیر ٹوڈرل کھتری تھا۔ بایں ہمہ اس بارے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ کھتری انڈیا کی انتہائی زیرک، باہمت اور زبردست نسلوں میں سے ایک ہیں۔ درحقیقت پنجاب پر مقامی اعتبار سے علاوہ یورپین انہیں زیادہ نہیں جانتے۔ کھتری راسخ العقیدہ ہندو ہیں اور یہ بات کچھ عجیب و غریب ہے کہ انہوں نے سکھوں کو تو گورودے دیئے لیکن خود شاذ و نادر ہی سکھ ہیں۔ کھتری ایک بہت عمدہ، زبردست اور خوب صورت نسل ہیں اور، جیسا کہ میری اوپر کہی گئی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے، وہ عموماً پڑھے لکھے ہیں۔“

”کھتریوں کا ایک بہت بڑا ماتحت طبقہ ہے۔ کچھ پست درجے کا لیکن یکساں تجارتی اہلیت کا حامل، جنہیں ”روڑ“ یا ”روڑے“ کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کھتری خاص اکثر ان کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ ہونے سے انکار کر دیتے ہیں، یا کم از کم صرف یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کھتریوں کے ساتھ ان کا رشتہ ناجائز قسم کا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس متعلق کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ وہ نسلی اعتبار سے ایک ہی ہیں، اپنے پیشوں میں یقیناً کھتریوں سے ملے جلے ہوئے ہیں۔“

”چنانچہ کھتریوں کے بارے میں وسیع تر معنی میں بات کرتے ہوئے جیسا کہ میں نے کہا ہے، پنجاب کی ساری اور افغانستان کی زیادہ تر تجارت ان کے پاس ہے۔ کھتری کے بغیر کوئی گاؤں نہیں چل سکتا، کیونکہ وہ حسابات بناتا، لین دین اور اناج کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ وہ



اس قسم کے تاجروں اور سود خوروں کی نسبت لوگوں کے ساتھ زیادہ بہتر طور پر منسلک بھی ہیں۔ افغانستان میں اکھڑ اور بیگانے لوگوں کے درمیان اصولی طور پر کھتری زیادہ منکسر المزاج کاروباریوں، دکانداروں، رقم ادھار پر دینے والوں کی حیثیت ہی رکھتے ہیں، لیکن اس استعداد میں بھی پٹھان اسے ایک قیمتی جانور کی طرح دیکھتا ہے۔ ایک شخص دوسرے شخص کا کھتری چرالیتا ہے، نہ صرف فدیہ حاصل کرنے کے لیے (جیسا کہ پشاور اور ہزارہ سرحد پر اکثر کیا جاتا ہے) بلکہ اس طرح بھی جیسے وہ ایک دودھیل گائے چرا سکتا ہے یا میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ جیسے قرون وسطیٰ میں یہودیوں کو فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے اٹھالیا جاتا تھا۔ مغرب کی طرف کھتری پیشے کی قطعی حدود کا مجھے علم نہیں۔ وہ وسط ایشیا بعید میں اپنا سلسلہ ملاتے ہیں، لیکن اس سے آگے ان کی حیثیت زیادہ مایوس کن اور ذلت آمیز ہوتی جاتی ہے۔ ویمبرے (Vambery) ترکستان میں ان سے متعلق نہایت تعصب کے ساتھ کہتا ہے کہ وہاں پر وہ بزدلانہ اور سازشی کردار والے زرد زو ہندو ہیں۔ پنجاب میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ سب ہی امیر اور تجارت پیشہ نہیں ہو سکتے اور متعدد زمین کے مالک ہیں، جسے وہ کاشت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نوکری کرتے اور مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں۔

”کھتری برہمن کشمیر سے فی الجملہ خارج ہیں۔ تاہم پہاڑیوں میں ”سکے“ دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر بالاصل راجپوت بتائے گئے۔ وہ حیرت انگیز طور پر خوبصورت نسل اور کانگڑہ پہاڑیوں کے اندرون عمدہ سرقبائلی نظر آنے والے گلہ بانوں کی نسل ہیں، جو ”گدی“ کہلاتے ہیں اور جن میں سے بیشتر کھتری ہیں۔ دہلی میں کھتری تاجروں کی کافی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ وہ آگرہ، لکھنؤ اور پٹنہ میں پائے گئے، اور کلکتہ کے ”بڑے بازار“ میں کافی معروف ہیں۔ اگرچہ وہاں پر وہ پنجاب کے مشترک کاروبار سے ہی مرکزی طور پر منسلک ہیں۔“

”اصولاً کھتری مغربی ساحل تک پہنچتے ہوئے نہیں لگتے۔ بمبئی کی منڈی میں وہ مجھے کسی مناسب جگہ پر نظر نہیں آئے۔ تاہم کیپٹن برٹن کی کتاب میں سندھ کے اندر دکھاوے کی کشتریہ نسل کا ذکر ملا جو درحقیقت نانک شاہی (سکھ) عقیدے کے بننے اور تجارت سے

منسلک ہیں، عوامی دفاتر میں بھی ان کا بڑا حصہ ہے۔ یہ واضح طور پر کھتری ہیں۔ لدھیانہ تجارت پیشہ کھتریوں کا ایک بڑا اور کامیاب قصبہ ہے جس میں شمال بننے والے کشمیریوں کی کثیر التعداد آبادی بتائی گئی۔“

پنجاب کے اندر کھتری عنصر کی تقسیم کافی واضح ہے۔ یہ سکھ ازم کی مشرقی سرحد لدھیانہ کے شمال میں بمشکل ہی نظر آتا ہے، اور نہ ہی مشرقی پہاڑیوں تک پہنچا ہے۔ وہ سکھ ازم سے مغلوب وسطی اضلاع میں سب سے زیادہ مستحکم ہے اور راولپنڈی و ہزارہ اور مغربی پہاڑی ریاستوں میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ کھتری اپنا سلسلہ نسب ملتان میں ملاتے ہیں، لیکن وہ مغربی میدانوں کے جنوبی اضلاع میں بہت کم ممتاز ہیں اور حقیقی سرحد پر سب سے کم لیکن اگر اروڑوں کو کھتریوں کی ایک شاخ خیال کیا جائے تو اس کی وضاحت ہو جائے گی۔ جیسا کہ سر جارج کیمپ ہیل نے کہا ہے کہ ہمیشہ کی طرح اب بھی سکھ ازم کے ساتھ قریبی طور پر جڑے ہوئے صرف 9% کھتریوں کا تعلق اس مذہب سے ہونا حیرت انگیز ہے۔ مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آیا کہ جہلم اور راولپنڈی اضلاع میں سکھوں کا تناسب دو گنا اور تین گنا کیوں ہے۔

لیکن کھتریوں کی سماجی درجہ بندی انہیں سکھ عقیدے کے زیادہ سخت جمہوری خیالات کو قبول کرنے سے روکتی ہے۔ سکھ کھتری گورو گو بند سنگھ کی بجائے محض نانک کا سکھ ہی ہوتا ہے۔ کھتریوں کی تعداد غالباً جہلم اور راولپنڈی میں زیادہ ہے کیونکہ شمال اور مغربی پنجاب میں راجپوت عنصر ہمیشہ کمزور رہا ہے۔ جھنگ اور ملتان میں کچھ مسلمان کھتری بھی ہیں۔ اروڑوں اور بھائیوں کی طرح کھتری بھی ایک تجارت پیشہ ذات ہیں اور بہت کم کاشتکاری کرتے ہیں۔ لیکن ان کا مقام اروڑوں یا کھتریوں سے بہتر ہے۔ سول انتظامیہ میں بھی ان کی کافی تعداد ہے۔

کھتری تین مرکزی گروپس میں تقسیم ہیں۔ یعنی باری، بونجا ہی اور شرین۔ باری عموماً بونجا ہیوں سے لڑکیوں کے رشتے لے لیتے ہیں لیکن بدلے میں انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔

اگر کوئی باری خاندان اپنی بیٹی کی شادی کسی بُجّاہی کے ساتھ کرے تو اس کا رتبہ گر جاتا اور وہ خود بھی بُجّاہی بن جاتا ہے۔ شرین کی درست حیثیت واضح نہیں۔ مجھے فراہم کیے جانے والے ایک سے زائد بیانات میں کہا گیا ہے کہ وہ بُجّاہیوں کو بیٹیاں دیتے ہیں۔ پٹیاہ میں وہ اس گروپ کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں مگر بہت کم، کیونکہ اس قسم کے رشتوں کو موزوں نہیں سمجھا جاتا۔ پشاور کے شرین کہتے ہیں کہ بُجّاہی انہیں اپنی بیٹیوں کے رشتے دیا کرتے تھے لیکن ایسا قرین قیاس نہیں کیونکہ بھی بیانات کے مطابق ان کی حیثیت بُجّاہیوں سے کمتر ہے۔ کھتریوں کے چار مقدس حصے بھی ہیں۔ بیدی، سوڈھی، تریہون اور بھلا۔ ان حصوں کے تقدس کی وجہ مختلف سکھ گوروؤں کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ دوسرا گورو اننگد ایک تریہون تھا، تیسرا گورو امر داس بھلا تھا۔ تاہم، یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس موروثی تقدس کے باوجود ذات کے ان حصوں کے سماجی رتبے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

کھتری اپنی گوتوں کی چار شاخوں میں شادی سے گریز کرتے ہیں۔ یعنی باپ کی گوت، ماں کی گوت، دادی اور نانی کی گوت۔ البتہ اس اصول کی کچھ مستثنیات موجود ہیں۔ کپور، کھنہ، ملہوترا اور سیٹھ شاخوں کے خاندان اس اصول کے پابند نہیں اور وہ صرف باپ کی گوت اور ماں کے قریبی رشتہ داروں میں شادی سے گریز کرتے ہیں۔ کھتریوں میں منگنی کی عمر کا دارو مدار گروپ کی حیثیت پر ہے۔ مثلاً راولپنڈی میں منگنی کی عمر میں تنوع پایا جاتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ کھوکھراں اور باری شاخ میں لڑکی کی عمر 4 تا 8 سال اور بُجّاہیوں میں 8 تا 10 سال ہوتی ہے۔ شادیاں بالترتیب 8 تا 12 اور 10 تا 12 سال کی عمر میں کی جاتی ہے۔ وہ مکلا وانہیں کرتے اور تمام گروپس میں ازدواجی زندگی 13 تا 15 سال کی عمر میں شروع ہوتی ہے۔

بازی، بُجّاہی اور شرین نامی چار شاخوں میں تقسیم کا ماخذ یہ بتایا جاتا ہے کہ علاؤ الدین خلجی نے کھتریوں پر بیوہ کی شادی کرنے کی رسم لاگو کرنے کی کوشش کی تھی۔ مغربی کھتریوں نے اس بدعت کی مدافعت کرنے کا تہیہ کیا اور اپنا معاملہ دربار میں پیش کرنے کے لیے 52 ارکان پر مشتمل وفد روانہ کیا، لیکن مشرقی کھتری یادداشت پر دستخط کرنے سے خوفزدہ تھے۔ چنانچہ وہ

شرعی آئین کے پیروکار کہلائے اور اسی نسبت سے ان کا نام شرین (شرعین) پڑ گیا۔ جبکہ یادداشت پیش کرنے والے وفد یا وفد میں شامل قبیلچوں کی تعداد کی نسبت سے ”باؤنجی“ کہلائے جو بگڑ کر بنجاہ (بونجا، باون) بن گیا۔ کھوکھر ان شاخ کو ان مخصوص کھتریوں کی اولادوں پر مشتمل کہا جاتا ہے جو کھوکھروں کے ساتھ بغاوت میں شریک ہوئے اور جس کے ساتھ دیگر کھتری خاندان باہم ازدواج کرنے سے خوفزدہ تھے۔ باہری شاخ مہرچند، خان چند اور کپورچند، تین کھتری سلسلہ ہائے نسب سے ہیں جو اکبر کی راجپوت بیویوں میں سے ایک کے ساتھ حضوری میں دہلی گئے اور یوں ذات سے باہر ہو گئے۔ وہ صرف آپس کے خاندانوں میں ہی شادی کرتے تھے۔ لیکن یہ کہانیاں من گھڑت ہیں کیونکہ باہری اور بنجاہی میں یہی تفریق مغربی میدانوں کے برہمنوں کے درمیان نظر آتی ہے۔ سماجی رتبے کے اعتبار سے مرہوترا (ملہوترا) یا مہرا، کھنہ، کپور اور سیٹھ اہم ترین ہیں۔ پہلے تین ناموں کی وجہ تسمیہ اوپر مذکور تین نام (مہرچند، خان چند، کپورچند) بتائے جاتے ہیں جبکہ سیٹھ کی اصطلاح اب ایک امیر بنگر کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ان چار قبیلچوں کا تعلق ذات کی باہری شاخ سے ہے اور سماجی درجہ بندی میں بلند تر ڈھائی گھر اور چار ذاتی کی تقسیم کو متشکل کرتے ہیں۔ ڈھائی گھر اصطلاح کا ماخذ یہ حقیقت ہے کہ اس شاخ کے خاندان نہ صرف باپ بلکہ ماں کے قبیلچے کے ایسے خاندانوں کو بھی خارج کرتے ہیں جو اس کے قریبی رشتہ دار ہوں اور باہم ازدواج کے لیے دستیاب قبیلچوں کی تعداد گھٹا کر ڈھائی کر دیتے ہیں۔ ہر شاخ اپنے سے نیچے درجے والی شاخ سے بیویاں تولے لے گی لیکن اسے اپنی بیٹیاں نہیں دے گی۔

کھتیک..... کھتیک صرف جمنازون، سرسا، پٹیالہ اور دیگر پھلکیاں ریاستوں میں ملتے ہیں۔ وہ خاکروبوں اور چمڑے کا کام کرنے والوں کے درمیان ایک رابطے کا تعلق تشکیل دیے ہوئے ہیں، تاہم موخر الذکر کی نسبت کہیں زیادہ پست سماجی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ بہت بڑے پیمانے پر سور اور مرغیاں پالتے ہیں جو کوئی چمار نہیں پالتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان میں سے متعدد چمڑا رنگتے اور صاف کرتے ہیں، اور یقیناً اکثر چمرنگ کے ساتھ گڈڈ ہو

جاتے ہیں۔ تاہم، کھتیک صرف بھیڑ اور بکرے کی کھالوں کی دباغت (کم از کم لاہور کے کچھ کھتیکوں اور چمرنگوں نے مجھے یہی بتایا) نمک اور خار خشک یعنی مدار کی رس — (Calotropis Procera) کی مدد سے ہی کرتا ہے، چونے سے نہیں۔ جبکہ چمرنگ بھینس اور نیل کی کھال کی چونے سے دباغت کرتا ہے اور چمرا نہیں رنگتا۔ تاہم، یہ ممکن ہے کہ چمرنگ ذات سے زیادہ ایک پٹھے کا نام ہو۔ کھتیک کہیں کہیں بھیڑیں اور بکرے پالتا اور ان کے بالوں سے کمر بند بٹ کر فروخت کرتا ہے، اور اس سے زیادہ عموماً بطور قصاب کام کرتا ہے۔ شاید کھتیک کو چمرا مزدوروں کے ساتھ شمار کرنا زیادہ بہتر ہوتا۔ جہاں تک میں سمجھ پایا حقیقت یہ ہے کہ مشرق کا کھتیک سور پالنے اور مغرب کا کھتیک چمڑے کی دباغت کرنے والا ہے، اور موخر الذکر کی حیثیت اول الذکر سے بلند تر ہے۔ (مزید دیکھیں ”چمرنگ“)۔ مسٹر کرشی نے مجھے بتایا کہ ہندو کھتیک سور پالنے والا پوربی مہاجر ہے، جبکہ پنجاب خاص کا دباغت کرنے والا مسلمان کھتیک اس چمار سے زیادہ کچھ نہیں جس نے اسلام قبول کر لیا اور گائے کی کھال کا کام کرنا چھوڑ دیا۔

کھٹو..... ضلع اٹک کا ایک قبیلہ۔ یہ اعوانوں کے ساتھ قرابت داری رکھنے اور ان کی اور مغربی کھوکھروں کی طرح غزنی کے قطب شاہ قریشی کے بیٹوں کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اعوان اس تعلق کو تسلیم نہیں کرتے، اور کھٹو اکثر اوقات راجپوت ماخذ کے دعویدار بتائے جاتے ہیں۔ تاہم، مسٹر سٹیڈمین ان کا اعوان ماخذ ہونا تسلیم کرتے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ اعوان بھی یہ بات مانتا ہے لیکن وہ کھٹو کو قبیلے کا متر حصہ خیال کرتا ہے اور اس میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرے گا۔ سر لپل گریفن نے ”دی چیفس آف پنجاب“ کے صفحات 561 تا 569 پر اہم کھٹو خاندانوں کی تاریخ بیان کی ہے۔ ان کے خیال میں وہ بالاصل خراسان کے باشندے ہیں جو ابتدائی مسلمان حملہ آوروں کے ہمراہ انڈیا میں آئے۔ لیکن کرنل کریکفورٹ بتاتے ہیں کہ راولپنڈی کے کھٹووں میں ابھی تک شادی کی ایسی روایات موجود ہیں جو انڈین ماخذ کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ ان کی اپنی ایک روایت کے مطابق انہیں دریائے سندھ پر

انک کے قریبی علاقہ سے نکال کر افغانستان میں دھکیل دیا گیا، اور بعد ازاں وہ محمد غوری کی فوجوں کے ساتھ واپس آئے۔ سرلیپل گریفن لکھتے ہیں کہ کھٹو خان کے زمانے میں ہندو طاقتور ہو گئے تھے جنہوں نے کھٹوؤں کو نیلاب سے نکال دیا اور مجبور کیا کہ ہندوستان چھوڑ کر افغانستان چلے جائیں، جہاں جا کر کھٹو خان نے تقریباً 1175ء میں محمد غوری کی ملازمت اختیار کر لی جس نے حال ہی میں غزنی کا صوبہ فتح کیا تھا اور ہندوستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ چنانچہ کھٹو خان محمد غوری کے ساتھ پنجاب واپس آیا۔ قوم کھٹو نے اس زمانے میں اپنے سردار کھٹو کے نام پر اپنا نام رکھا۔ یہ لوگ لنگر خان شاہی ناظم انک کے ماتحت تھے جو بعد ازاں لاہور کا وائسرائے ہوا۔ دوسری طرف جنرل کنگھم انہیں کٹور، Cidaritae یا چھوٹے یوچی کی ایک شاخ کے ساتھ ملاتے ہیں، جن کی نسل سے گوجر بھی ہیں۔ اب وہ اپنے نام کے خطے میں آباد ہیں جو دریائے سندھ سے لے کر راولپنڈی تحصیل کی حد تک کالا چٹا سلسلہ کوہ کے دونوں طرف اور شمال میں عثمان کاٹر سے لے کر جنوب میں خیرمورت پہاڑیوں، جو انہوں نے گوجروں یا اعوانوں سے لی تھیں، تک ہے۔ رپورٹی کا کہنا ہے کہ ان کی حاکمیت کا مرکز دریائے سندھ کے کنارے بھٹیوٹ یا ہٹوٹ اور نیلاب تھے۔ وہ اب بھی نیلاب پر قابض ہیں جسے تخت نیلاب کہا جاتا ہے۔ کھٹوؤں نے خٹکوں کے خلاف مغلوں کا ساتھ دیا۔

کرنل کریفورٹ لکھتے ہیں: ”جرائم کے اعتبار سے کھٹو لاثانی بدنامی رکھتے ہیں۔ ان کا خطہ ہمیشہ سے ایک ایسا خطہ رہا ہے جس میں سنگین جرائم پھلے پھولے۔ وہ پھوہڑ کا شتکار، عادات میں نامعقول، عقاب اور گھوڑے پالنے والے اور مالیہ کی ادائیگی میں عموماً کافی پیچھے ہیں۔ وہ اپنی بیٹیوں کو صرف اسی صورت میں ترکہ دیتے ہیں جب ان کی شادی خاندان کے اندر ہوئی ہو، حتیٰ کہ ایسا بھی کچھ خاص وجوہ کی بناء پر ہوتا ہے۔“ اس بارے میں مسٹر سٹیڈمین رقمطراز ہیں: ”تب سے وہ زیادہ مہذب اور پر تشدد اقدامات کے کم عادی ہو گئے ہیں۔ کھٹوؤں کو معاشرتی اعتبار سے درمیانی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا شمار گکھڑوں، اعوانوں، گھیبوں اور دیگر اعلیٰ درجہ کے راجپوتوں سے نیچے ہوتا ہے۔“ کھٹوؤں کو عموماً دو حصوں میں

تقسیم کیا جاتا ہے: کالا کھنڈ اور چٹا کھنڈ، البتہ وہ خود اس کا تذکرہ کم ہی کرتے ہیں۔ دھریک خاندان کا تعلق کالا کھنڈ اور واہ خاندان کا چٹا کھنڈ سے ہے، البتہ وہ باہمی شادیوں کے ذریعہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

کھجبن ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھجی ..... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ اس کے کچھ ارکان پیشے کے اعتبار سے کھتیک ہیں۔

کھچر ..... چنڈ میں جٹوں کی ایک شاخ۔

کھچی ..... ملتان کی تحصیل میلسی میں ایک جٹ مسلمان قبیلہ۔ ان کی کچھ تعداد ضلع منٹگمری کی گوگیرہ

تحصیل میں بھی ملتی ہے۔ یہ چوہان ماخذ اور اجمیر کے حکمران کھچی خان کی اولاد ہونے کے

دعویدار ہیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں دہلی سے نکالے جانے پر اس کی اولادوں سسین اور دور

نے ملتان کی طرف ہجرت کی۔ کھچی جوئیوں کے ساتھ لڑے اور ان علاقوں میں رہنے لگے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مغلوں نے انہیں ملتان میں کھائی کے باغی بلوچوں کے خلاف بھیجا تھا۔

منٹگمری کے کھچی کہتے ہیں کہ انہوں نے بہاول حق کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، دریائے راوی

سے اوپر کی جانب گئے، زراعت چھوڑ کر مویشی پالنا اور کھریوں کے ساتھ مل کر ڈاکے مارنا

شروع کر دیئے۔ لیکن کمر (قمر) سنگھ نلکی کے دور میں انہوں نے دوبارہ زراعت اپنائی اور اب

مختی کسان ہیں۔

کھچی ..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کھدر خیل (خضر کی مسخ شدہ صورت) ..... (1) سین خیل گدیزئی، الیاس زئی اور بنیر وال کی ایک

شاخ۔ (2) شاہوزئی، ڈمر اور کاٹھ پٹھانوں کا ایک "ہمسایہ" سیکشن۔

کھرا ..... امرتسر اور منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ منٹگمری کے کھریے مسلمان اور ہندو

دونوں ہیں۔

کھرل ..... کھرل ایک حقیقی راجپوت قبیلہ لگتے ہیں، تاہم ان کے زیادہ تر حصے کا اندراج بطور جٹ

ہوا۔ بہاولپور کے راجپوت کھریوں نے اپنا قبیلہ بھی بتایا۔ جالندھر کے چند کھرل وہاں پر

راجپوت تسلیم کیے جاتے ہیں اور منٹگمری کے کھرل راجا کرن کی نسل ہونے کے داعی ہیں۔ وہ

کثیر تعداد میں صرف دریائے راوی کی وادی کے ساتھ پائے گئے۔ چناب کے ساتھ اس کے مقام اتصال سے لے کر لاہور و منگمری کی درمیانی حد تک۔ جبکہ چند ایک لاہور میں اوپر نالہ ڈیک اور گوجرانوالہ بار میں بکھرے ہوئے ہیں، اور دریائے ستلج کی وادی میں اوپر فیروز پور تک ان کی تھوڑی سی تعداد ملی ہے۔ اس حصہ میں راوی قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں: بڑے راوی قبائل اور چھوٹے راوی قبائل۔ اول الذکر زراعتی کی بجائے گلہ بان ہیں اور ان میں کھرل، کاٹھیا اور مسلمان جنٹوں کے دیگر متعدد بڑے قبائل شامل ہیں۔ وہ چھوٹے قبائل کو بنظر تحقیر دیکھتے ہیں جو ان کی حدود کے اندر ہی آباد اور گلہ بان کی بجائے زراعتی ہیں۔ چھوٹے قبائل ارائیں، کبسوہ اور مشرقی پنجاب میں ان جیسے دیگر عام قبائل پر مشتمل ہیں۔ بڑے راوی قبائل مویشی چوری کے لیے اپنی رغبت کے باعث بدنام ہیں، اور ان میں کسی نوجوان کو اس وقت تک پگ باندھنے یا شادی کرنے کی اجازت نہیں جب تک کہ وہ ایک بیل چوری کر کے اپنی اہلیت اور قابلیت نہ ظاہر کر دے۔ جبکہ کوئی ایسا سردار جس کے پاس ہر وقت چوری کے لیے تیار رہنے والے کافی سارے ماتحت نہ ہوں عوامی طور پر ”یتیم“ جانا جاتا ہے۔

بڑے راوی قبائل میں کھرل انتہائی شمالی اور اہم ترین قبیلہ ہیں۔ ان کے دو حصے ہیں، بالائی اور زیریں راوی کے کھرل۔ موخر الذکر کا مرکز کوٹ کمالیہ ہے۔ دونوں کی آپس میں شدید رقابت ہے اور مشترک دشمن یعنی جھنگ کے سیال راجپوتوں کے خلاف نفرت ہی واحد باہمی بندھن ہے۔ عالمگیر کے دور میں کمالیہ کے کھرل کچھ اہمیت اختیار کر گئے، اور وہ اس وقت عطیہ میں ملنے والی زمینوں پر اب بھی آباد ہیں۔ لیکن بالائی کھرل اب زیادہ طاقتور شاخ ہیں۔ کھرل اپنی شورش پسندی کے لیے ہمیشہ سے بدنام رہے ہیں اور مسٹر پرسر کی منگمری رپورٹ میں سکھ دور اور ماقبل ان کی تمام کارگزاری بیان کی گئی ہے، جبکہ خاندان کی تاریخ دی چیفس آف پنجاب کے صفحہ 509 اور اس سے آگے بیان کی گئی ہے۔ وہ اپنا سلسلہ نسب راج کرن کی اولاد بھوپا سے جوڑتے ہیں، جو اُج میں آباد ہوا اور مخدوم شاہ جہانیاں کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اُج سے وہ اپنے موجودہ علاقہ میں چلے آئے۔ ملتان میں اب وہ معدودے



چند ہی ہیں، لیکن (چھوٹی تعداد میں ہی سہی) ستلج کے ساتھ ان کا پایا جانا اس کہانی کی حمایت کرتا ہے کہ وہ نیچے سے اوپر کی طرف آئے ہیں۔ کیپٹن ایلفنسنون اپنی گوگیرہ رپورٹ میں کھریوں کو یوں بیان کرتے ہیں:

”بڑے راوی قبائل میں کھری انتہائی شمالی ہیں۔ گوگیرہ ولاہور کے درمیان دریا کے دونوں طرف ان کے پاس خاصا بڑا خطہ اراضی ہے اور ضلع گو جرانوالہ میں بھی کچھ آگے تک نفوذ کر گئے ہیں۔ فساد پسندی اور بلند ہمتی میں انہیں ہمیشہ سے کاٹھیا کے علاوہ سب سے برتر سمجھا جاتا ہے، لیکن ان کی کاشتکاری کی بہ سرعت توسیع کی وجہ سے ان کا خطہ مرحلہ بہ مرحلہ درختوں سے محروم ہوتا گیا، انہی درختوں سے گھنے جنگلوں میں ان کی قوت مضمر تھی۔ تاہم کافی حالیہ وقتوں میں وہ گڑبڑ کے دوران بڑی فوجی قوتوں کے آنے پر اپنی زمینیں خالی کر دیا کرتے تھے، اس طرح نقصان صرف گاؤں تک ہی محدود رہتا۔ ان کا انتہائی مشہور و معروف رہنما احمد خان کھری اتحادی قبائل کا سربراہ تھا، جسے کیپٹن بلیک کی زیر قیادت مہم نے ستمبر 1857ء میں مار دیا۔ تاہم، وہ ایک خاص اعتبار سے کامیاب ثابت ہونے والی کم از کم پانچ باغیانہ تحریکوں کا سرغنہ تھا۔ قیام امن کے بعد ان کا بنیادی مقصد..... یعنی کھریوں اور ہندوؤں کو لوٹنا مارنا..... ان پر عائد کردہ جرمانے ”نذرانہ“ کی نرمی کی صورت میں عموماً پورا ہوتا رہا۔ اس کامیابی نے احمد خان کھری کو چار دانگ میں مقبول بنا دیا اور سادے ”بڑے راوی“ پر زبردست اثر و رسوخ دلا دیا، جیسا کہ 1857ء کے غدر میں ثابت ہوا جس میں بنیادی منصوبہ بندی اسی کی نظر آتی ہے۔ کھری اہل و قامت میں عموماً اوسط سے زیادہ ہیں۔ ان کے نقوش بڑے تیکھے، جسم پھرتیلا اور حوصلہ زبردست ہے۔ باقی تمام جٹوں کی طرح وہ بھی راجپوت نسل ہونے کا دکھاوا کرتے اور اسی طبقے کی طرح اہل جوتنے والوں کو حقیر جانتے ہیں۔ لہذا ان کے دیہات میں زراعت کا کام بالخصوص ویسوانوں کے کندھوں پر ہے۔ کھری مالکان پیداوار میں اپنا حصہ وصول کرنے پر ہی قانع ہیں۔ وہ دریا کے کنارے صرف دلدلی خطوں میں ہی آباد ہیں، محض بہتر کاشتکاری ان کے ماتحتوں کے لیے بھی ایک نہایت محنت طلب کام ہے۔“

اس حوالے سے مسٹر پرنس کہتے ہیں کہ وہ شادی کے اخراجات میں فضول خرچ، مسافروں

کی آؤ بھگت کرنے والے، عادی چور اور زراعت کا تھوڑا بہت شوق رکھنے والے واقع ہوئے ہیں، اور یہ کہ وہ ہنوز ہندو روایات کی پیروی کرتے ہیں، خصوصاً شادی کے موقعوں پر۔ لاہور میں ان کا کردار منگمری کی نسبت بہتر نہیں ہے۔ ایک فارسی محاورہ ہے: ”ڈوگر، بھٹی، وٹو اور کھرل باغیانہ اور قتل کر دیئے جانے کے قابل ہیں۔“ سر لپیل گریفن ان کے بارے میں لکھتے ہیں، ”ہر تاریخی عہد میں کھرل لوگ فساد، وحشی اور چور رہے ہیں۔ کسی کی حکومت ان کو برداشت نہیں، اور وہ لڑائی جھگڑے اور لوٹ مار میں خوش رہتے ہیں۔ دیگر مسلمان قبائل کی نسبت زیادہ متعصب ہونے کی وجہ سے انہوں نے ہندوؤں کی حکومت کو سخت بے دلی سے قبول کیا۔ اور اس اطاعت کو تسلیم کروالینے سے زیادہ دیوان ساون مل اور سکھ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے، کیونکہ جب کبھی ان کے خلاف کوئی فوج مرتب کر کے روانہ کی گئی تو یہ دلدلوں اور گھنے جنگلوں میں نکل جاتے جہاں ان کا تعاقب کرنا تقریباً ناممکن ہوتا تھا۔ گوجرانوالہ میں وہ آوارہ، شوریدہ سر، برے کاشتکار اور بدنام چور ہیں۔ ان کے افراد عموماً دراز قامت اور وجیہہ، اور ان کی عادات سیلانی اور غارت گرانہ ہیں۔“

جھنگ میں مسٹرای ڈی میکینگین کی جمع کردہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ضلع کے کھرل پٹوار راجپوت ہونے اور کرن کی بجائے راجا جگد یو کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ نامعلوم دور سے راوی کے کناروں پر آباد ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی کرتے ہیں (جو انہیں جٹ ثابت کرتی ہے) اور اپنی بیٹیوں کے رشتے صرف کھچیوں اور اعوانوں کے ساتھ کرتے مگر چدھڑ، کامو کے، ہرل اور حتی کے سیال لڑکیاں بھی لے لیتے ہیں۔ بہر حال چناب کالونی میں وہ سیالوں سے بیویاں لیتے ہوئے ہرگز نظر نہیں آتے۔

سب سے پہلے جیسل منگمری میں دانا بادی کی طرف آیا۔ کھرل کے عہد کے بعد قبیلہ جامرا اور دیگر اطراف میں منتشر ہونے لگا۔ واسو کمالیہ شاخ کا سربراہ ہے؛ اور عقیل کی اولادیں اس کے جنوب میں آباد ہیں۔ جگد یو ایک بہت بڑا بادشاہ تھا جس کے بازو گھٹنوں تک لمبے تھے۔ بٹہ یا بٹی سلطان محمد غوری کے عہد میں کھرل سردار تھا اور پیر شیر شاہ سید جلال نے اسے مسلمان کیا۔

ساندل بار کے کھریل چناب کالونی میں تمام خانہ بدوش قبائل سے زیادہ اطمینان بخش ہیں۔ وہ طاقت اور پھرتی میں سیالوں کے ہم پلہ ہیں، اور سیال اُن کے ساتھ رسہ کشی سے کتراتے ہیں۔ کسی دور میں کھریل دختر کشی کے عادی تھے لیکن اب یہ رسم چھوڑ چکے ہیں اور ان کی آبادی میں مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہے۔ بار کے دیگر خانہ بدوش قبائل کی طرح کھریل بھی پکی چھت کی بجائے چھپرتلے سونا پسند کرتے ہیں۔ ان کی ایک روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے انہیں پکی چھتوں والے گھروں میں سونے سے منع کیا تھا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو مارے جائیں گے۔ لہذا محاورہ ہے: ”کھریل دی پکھی، نہ گھسن نہ کھی۔“

کھریلوں کے متعدد قبیلے ہیں۔ بنیادی طور پر کوٹ کمالیہ میں پائے جانے والے لکھیرا کی تعداد اب کافی ہے۔ وہ بالائی راوی کے اُپیرا کھریلوں کے دشمن ہیں۔ چوہڑی کھریل کہلانے والے دو قبیلے خود کو کھریل بتاتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان کا اس قبیلے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پیرو کے اور جلا لکے ہیں۔ انہیں چوہڑی اکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مشہور چوہڑے ڈاکو ساندل نے کھریلوں کو مویشی چرانے کی اجازت دینے کے عوض ایک ڈلہن کا مطالبہ کیا تھا۔ کھریلوں نے یہ بے عزتی وقتی طور پر قبول کر لی۔ جب ساندل بارات لے کر آیا تو اس کا بڑا پرتپاک استقبال کیا گیا، لیکن ضیافت والی جگہ کے نیچے گھاس میں چھپائے گئے بارود کی مدد سے ساندل اور اس کے ساتھیوں کو اڑا دیا گیا۔ اس کے بعد کھریلوں نے چوہڑوں کی عورتوں کو بیوی بنایا۔ چوہڑی کھریل انہی عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ بہاولپور کے کھریلوں کی 15 شاخیں ہیں: جگ سین، سالار سین، گوگیرہ، توگھیرا، مکھیرا، چوہڑی، ساہی، بھنڈارا، رن سین، جگوبرا، فتویرا، جویرا، درویشا، چہلک اور گدن۔ اس کی علاوہ چار مہین یا ذیلی شاخیں بھی ہیں۔ کلکلا، جمیکا، پروپیا اور میانا۔ کھریلوں کے دو مشہور مذہبی گھرانے ہیں (1) صاحب زندگانی مہاروی اور منگھیری جو قبلہ عالم خواجہ نور محمد کی اولاد ہیں، اور (2) صاحب ایسر زیارت گاہ کے میاں۔ دونوں وسیع علاقوں کے مالک ہیں اور میاں فضل حق منگھیری 10,000 روپے سالانہ مالیہ ادا کرتا ہے۔

کھر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ اپنا سلسلہ نسب منگمری اور لاہور کے کھروں کے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ لاہور بار کے کھروں کی ایک پارٹی نے ملتان میں کما د کے ایک کھیت کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ انہوں نے اپنے مویشیوں کے چارے اور جھونپڑیوں کو سہارا دینے کے لیے کچھ گنے کاٹ لیے۔ کھیت کے مالک نے اس بارے میں شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ وہ گنے کو کاٹنے سمجھے تھے۔ چنانچہ انہیں ”خز“ (گدھے) کہا جانے لگا اور یہی لفظ بگڑ کر کھر بن گیا۔

کھروالا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھروالی..... یہ جتوہ قبیلے اور راجا مل کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں اور مسٹر سٹیڈمین کو اس روایت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ وہ راولپنڈی کی کہوٹہ تحصیل کے مشرقی نصف کی پہاڑیوں پر آباد اور قوی الجٹہ نسل ہیں۔ وہ بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔

کھروپر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھرورا..... ناہا میں جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلچہ۔ ان کا جدا مجید پٹیالہ کے ایک مسلمان گاؤں ”بڑا گاؤں“ کا حاکم تھا۔ جب وہ خزانے میں محصول جمع کروانے گیا تو اس نے خود کو اس گاؤں کا مالک بتایا۔ لوگوں نے خفا ہو کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی بیوی نے میکے کی جانب سفر کے دوران ایک سخت کھردری جگہ پر بیٹے کو جنم دیا۔ تبھی سے یہ نام کھروندایا کھرورا پڑ گیا۔

کھروکا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

کھریالا..... میراٹیوں کا مترادف یا ان کا ایک طبقہ۔

کھریہ..... غالباً باجوہ جٹوں کی ایک شاخ۔ یہ راجا شلپ بھو کے ایک بیٹے کلس کی اولاد ہیں۔ کلس کے بیٹے داوا کے تین بیٹے تھے: مدا، وسر اور نانا عرف چچرا۔

کھریے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھک..... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ جو خطے کے چار قدیم ترین قبائل میں سے ایک ہونے کا اعزاز رکھتا ہے۔ دیگر تین قبائل پنڈا، پھورا اور ساہو ہیں۔

کھکھ..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

کھکھا..... کسی بھی چھوٹے کھتری تاجر کو کہتے ہیں۔ کھکھے اصل میں اسلام قبول کر لینے والے کھتری

ہیں، اور کشمیر کی پہاڑیوں میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ سرچارن کیمپ بیل نے انہیں ”خوبصورت لوگ“ بیان کیا۔

کھگا..... جنوب مغربی پنجاب کا ایک نیم مقدس قبیلہ۔ مسٹر پرسر نے انہیں یوں بیان کیا: ”کھگے ضلع ملتان میں رنجیت سنگھ کی فتح کے بعد ضلع منگمری میں آئے۔ وہ خود کو قریشی کہتے اور جلال الدین کو پہلا کھگا بتاتے ہیں۔ کھگا ایک خاص قسم کی مچھلی کا نام بتایا جاتا ہے، اور یہ نام جلال الدین کو اس کے روحانی استاد نے اس وقت دیا تھا جب وہ ایک کشتی کو طوفان میں سے نکال لایا۔ ملتان ویلیسی تحصیلوں میں کھگا کچھ زمین کے مالک ہیں اور انہیں اب بھی بنظر احترام دیکھا جاتا ہے۔ ساون مل سے قبل کے پُرشور زمانے میں کوئی بھی پریشان حال شخص کسی کھگا کے پاس پناہ لیتا۔ کہتے ہیں کہ کسی کھگا کے گھر میں داخل ہونے والا چور بصارت کھو بیٹھتا ہے۔

کھگر..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

کھگہ..... (1) ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ، (2) ملتان میں ملنے والا زراعت پیشہ قریشی قبیلہ۔ (دیکھیں ”کھگا“۔)

گھل..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھلانی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھلواہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھمان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھنجان..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھند..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ تاہم، اس کی زیادہ تر تعداد پشاور میں ملتی ہے جہاں

وہ پشاور شہر کے مشرق میں چند دیہات میں آباد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک دور میں وہ پشاور

اور نوشہرہ کے سارے درمیانی علاقے میں آباد تھے۔ لوگ ریت کے مطابق ان کا نام ہندکو

لفظ گھند سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے: ”جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے

ہوں۔“ ایک مرتبہ ان کے جد امجد کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا تھا۔ ایک اور رائے کے مطابق

یہ نام اصل میں گھنڈ یعنی چینی ہے کیونکہ قبیلے نے ایک مرتبہ اپنے علاقے میں شکار کی غرض سے

آنے والے بادشاہ کی تواضع شکر یا چینی سے کی تھی۔ کھند عموماً اعوانوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، اور پٹھانوں کے ساتھ بھی۔ حتیٰ کہ کمیوں کے ساتھ بھی شادی کی اجازت ہے، بشرطیکہ وہ کوئی پلید کام نہ کرتے ہوں۔ وہ موچیوں اور چماروں وغیرہ جیسی ناپاک ذاتوں کے ساتھ شادی نہیں کرتے۔ کھند سنی مسلمان ہیں اور اپنے علاقہ میں موجود چار مشہور زیارت گاہوں پر جاتے ہیں: یعنی اخون درویزا صاحب، میاں شیخ عمر صاحب، اخون پنجا صاحب اور کا صاحب۔ ان چاروں میں سے کوئی بھی کھند نہیں تھا۔ ان کی درگاہوں پر سال کے سال میلے لگتے ہیں۔ سب سے زیادہ قابل ذکر میلہ کا صاحب کا ہے جو 16 تا 20 رجب کو لگتا ہے کیونکہ بزرگ کی وفات انہی میں سے کسی دن ہوئی تھی۔ کا صاحب اور نگ زیب کا ہم عصر تھا۔ کا کا خیل پٹھان اس کی درگاہ کے پاس گوشت اور چاول پکا کر رکھ دیتے ہیں جنہیں زائرین لے جاتے ہیں۔

کھندویہ..... جہلم میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔ وہ چوہان راجپوتوں کی شاخ لگتے ہیں۔

کھنڈ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کھنڈیہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوہ قبیلہ۔

کھوترے..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

کھوتریل..... ضلع راولپنڈی کی کہوٹہ، گوجر خان اور راولپنڈی تحصیلوں میں ملنے والا ایک قبیلہ، اور

یہ نسلی حوالے سے مری پہاڑیوں کے ڈھونڈوں اور حسگاموں سے منسلک ہیں۔

کھوجا..... لفظ کھوجا درحقیقت الف لیلیٰ کے بوڑھے کردار خواجہ سے زیادہ کچھ نہیں اور اس سے ایک

محترم اور دولت مند شخص ہی مراد ہے۔ پنجاب میں اس کا استعمال تین معنوں میں ہوتا ہے۔ ایک

خواجہ سرا کے لیے، دوسرا اسلام قبول کر لینے والے خاکروب کے لیے، اور تیسرا کسی مسلمان

تاجر کے لیے۔ صرف آخری مفہوم میں ہی کھوجوں کو ایک ”ذات“ قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن

لگتا ہے کہ کوئی حقیقی کھوجا ذات موجود نہیں۔ اسلام قبول کرنے والا کوئی بھی ہندو تاجر اس نام

سے پکارا جاتا ہے۔ لہذا شاہ پور کے کھوجے تقریباً مکمل طور پر کھتری ہیں اور اس ضلع میں

مسلمان ہو جانے والا کوئی بھی کھتری کھوجا کہلاتا ہے۔ دوسری جانب جھنگ کے کھوجے

مذہب بدل لینے والے اروڑے بتائے جاتے ہیں، جبکہ کم از کم لاہور کے کھوجوں میں سے

چند ایک بھائی نسل ہونے کے دعویدار ہیں اور انبالہ کے کھوجوں کی ایک شاخ کا کٹھ ہیں۔ اب پراچے بھی مسلمان تاجر ہیں اور مکھڑ میں صدر مقام رکھنے والی (دریائے سندھ پر راولپنڈی میں) ان کی ایک نہایت واضح شاخ ہے۔ وہ اسلام قبول کر لینے والے کھتری ہیں اور صرف دروں زواجی کرتے ہیں۔ مگر بد قسمتی سے وسطی اضلاع میں لفظ پراچہ کا استعمال کسی بھی چھوٹے مسلمان تاجر کے لیے ہوتا ہے۔ راولپنڈی و پشاور ڈویژن میں پراچے ایک تسلیم شدہ اور دولت مند ذات ہیں۔ وہاں یہ امر دکھائی دیتا ہے کہ کھوجا کا استعمال متفرق مسلمان تاجروں، خصوصاً پھیری اور چھاڑی والوں یا کم از کم چھوٹے موٹے تاجروں کے لیے کیا جاتا ہے جبکہ مشرقی اضلاع و ڈیرہ جات میں، جہاں کھوجا کو تجارتی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے، پراچہ مسلمان پھیری والے کے لیے مستعمل ہے۔

یہ مسلمان تاجر چاہے کھوجا کہلاتے ہوں یا پراچہ، امرتسر سے پشاور تک پہاڑیوں کے دامن میں دونوں صوبوں میں ملتے ہیں، اور مغربی میدانوں کے مشرقی و وسطی اضلاع میں جنوب کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ سے ان کا اندراج نہیں ہوا۔ مسٹر مونکٹن ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ”وہ اپنے ہاتھوں سے کھیتی باڑی نہیں کرتے، لیکن بہت سے کنوؤں کے مالک ہیں اور کافی وسیع پیمانے پر تجارت کرتے ہیں۔ وہ مویشی نہیں چراتے اور اپنے دعووں کی قانونی کارروائیوں میں دھوکے بازی اور جعل سازی کے عادی ہیں۔“ اسلام قبول کر لینے کے باوجود کھوجوں میں کھتریوں والی تنظیم کے متعدد نقوش باقی ہیں۔ شاہ پور میں بھیرہ سے انہوں نے مندرجہ ذیل ذیلی شاخوں کا اندراج کروایا..... سہگل، دوہرایا، بوہرا، سیٹھی، کپور، ڈگل، روڑ، گوراہل، اور مہندڑو۔ یہ سب کی سب کھتری شاخیں ہیں۔

کھوجہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (دیکھیں ”کھوجا“)

کھوجی..... کشمیریوں کے ہاں ایک باعث اعزاز لقب۔

کھود..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

کھوزیجا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوڑ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوسر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

کھوسک..... منگلوری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

کھوسہ..... ایک بہت اہم بلوچ قبیلہ جو دو الگ الگ ٹمنوں میں منقسم ہے: ایک بالائی دریائے سندھ کے کنارے پرچیک آباد کے قریب، اور دوسرا ڈیرہ غازی خان کے قریب باتل کے مقام پر۔ انہیں نسلاً ہوت بتایا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اصل میں وہ کچھ میں آباد ہوئے تھے لیکن جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو بہاولپور کی ایک مخصوص تعداد کو چھوڑ کر وہ صرف ڈیرہ غازی خان میں پائے گئے۔ تاہم، سندھ میں ان کے پاس وسیع اراضی ہے جو ہمایوں نے انہیں فوجی خدمات کے صلہ میں عطا کی تھی۔ وہ سرحد کے نہایت طاقتور قبائل میں سے ایک ہیں اور اپنے سردار کے مطیع نہیں۔ انہیں ”بہادر ترین“، ”بلوچی“ تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ حقیقی رند اور چھ قبیلچوں میں تقسیم ہیں۔ جن میں بیلانی (یا بیلانی) اور عیسائی اہم ترین ہیں۔ موخر الذکر کھیتراں تخم سے ہے جو کھوسہ کے ساتھ منسلک ہے۔ دیگر چار میں جکیل، جندانی، جروار اور مہروانی شامل ہیں۔ سردار کا تعلق باتیل قبیلچہ سے ہے۔ منظم قبائل میں کھوسہ سب سے زیادہ محنتی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بدترین غیر قانونی کردار کا حامل قبیلچہ بھی ہے جس کا نمبر گورچانی کے بعد آتا ہے۔ 1859ء میں میجر پولاک (Pollock) لکھتے ہیں، ”کوئی ایسا کھوسہ شاذ و نادر ہی ملتا ہے جو مویشی چوری کے جرم میں جیل نہ کاٹ چکا ہو، یا اس کا مستحق نہ ہو۔ اور کوئی ایسا کھوسہ جس نے قتل نہیں کیا، یا اپنے ہمسائے کی بیوی کو ورغلا یا نہیں، یا ہمسائے کے گھر کی حدود کو تباہ و برباد نہیں کیا وہ فیصلہ کن طور پر ایک زبردست نمونہ ہے۔“ یہ بیان اب بھی زیادہ مبالغہ آمیز نہیں لگتا۔

شوران کے رندوں اور تہی کے لُنڈوں کا ایک قبیلہ بھی کھوسہ ہے۔ (2) جٹوں کا ایک قبیلہ جس کا ماخذ تور راجپوت بتایا جاتا ہے اور جنہیں چوہانوں نے دہلی سے باہر نکالا تھا۔ اس طرح لوٹے کھوٹے لوگ کھوسے کہلائے۔ پنجابی میں کھس جانے کا مطلب ”چھین جانا“ ہے۔ وہ مقدس دھاگا جینو پہنا کرتے تھے لیکن جٹوں سے تعلق داریاں بننے کے بعد اسے ترک کر دیا۔ وہ فیروز پور کی موگا تحصیل میں ملتے ہیں۔

کھوکھر..... جٹوں، راجپوتوں، اراچیوں اور چوہڑوں کے درمیان پایا جانے والا ایک قبیلہ۔ متنوع



راجپوت اور جٹ رتبے والے قبیلے کے طور پر کھوکھروں کی سب سے زیادہ تعداد جہلم اور چناب کی وادیوں میں ہے، اور بالخصوص جھنگ و شاہ پور اضلاع میں۔ لیکن چاہے کم تعداد میں ہی سہی، وہ زیریں سندھ، ستلج اور لاہور کے علاوہ جہلم سے لے کر ستلج تک پہاڑیوں کے دامن میں بھی ملے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ پنڈ دادنخان کا نام اس کے بانی کھوکھر سردار کے نام پر رکھا گیا ہے جو جہانگیر کے عہد میں ان علاقوں کا راجا تھا۔ جہلم میں پنڈ دادنخان کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ گڑھ چتوڑ کے ایک ہادار راجپوت فتح چند نے اسلام قبول کر لینے کے بعد اپنا نام دادن خان رکھا اور پنڈ دادنخان کو دوبارہ سے تعمیر کروایا۔ وہ عہد جہانگیری میں ان علاقوں کا راجا تھا، لیکن کھوکھر سابقہ دور سے ہی خطے کے مالک بتائے جاتے ہیں اور ان کا ذکر آئین اکبری میں ملتا ہے۔ وہ جھنگ میں بھی کبھی جہلم کے مشرق کی طرف ایک وسیع و عریض خطے پر مقتدر تھے۔ گجرات اور سیالکوٹ کے کھوکھروں میں ایک اہم روایت کے مطابق وہ بالاصل گڑھ کراناہ میں آباد ہوئے (جس کی وہ شناخت نہیں کر سکتے، تاہم مسٹر سٹیڈمین کی رائے میں یہ ضلع جھنگ میں شاہ پور کے جنوب میں واقع کوہ کیرانا ہے) اور تیمور نے انہیں وہاں سے بے دخل کیا۔ جہلم اور چناب پر میدانوں کے کھوکھروں کا ارتکاز اور دامن کوہ خطے کے کھوکھروں کا وسیع اختلاط اس نظر یہ میں کچھ رنگ بھرتا ہے کہ وہ پہاڑیوں سے نیچے کی طرف پھیلے نہ کہ جنوب سے اوپر کی طرف۔ اکبر کے دور میں کھوکھروں کو ہوشیار پور کے دسویہ پرگنہ کا ایک اہم قبیلہ دکھایا گیا تھا، اور مسلمان تاریخ دان ہمیں بتاتے ہیں کہ تیمور کے حملہ کے وقت کھوکھر لاہور پر قابض اور ارباری دو آب میں مقتدر تھے۔

کپورتھلہ میں کھوکھروں کی چار شاخیں ہیں..... بجرائے، کالو، بیر اور چچ۔ شاہ پور کے کھوکھروں کو متعدد شاخوں میں منقسم بتایا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک کا نام نسوانہ ہے۔ ننگمری میں ان کی شاخیں بھٹی اور کڈھن ہیں۔

کھوکھروں کے ماخذ بھی پنجاب کے کسی بھی اور قبیلے جتنے ہی مبہم ہیں۔

پنجاب کے مشرق میں کھوکھر تسلیم شدہ راجپوت نسل نظر آتے ہیں۔ تاہم، جالندھر میں بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلے کے اندر ہی شیخوں، اعوانوں اور دیگر ان جیسوں کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں، نہ کہ اپنے راجپوت پڑوسیوں کے ساتھ۔ لیکن مغرب میں کھوکھر غزنی کے

قطب شاہ کے سب سے بڑے بیٹے محمد کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو اعوانوں کا روایتی مورث اعلیٰ ہے، اور عموماً اعوان بھی یہ دعویٰ تسلیم کرتے ہیں۔ تاہم، یہ بھی ان کی اپنی کہانی جیسا ہی من گھڑت ہے۔

صورت چاہے کچھ بھی ہو، سیالکوٹ کے کھوکر تو دیگر قبیلوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں، مگر اعوان نہیں۔ گجرات میں کچھ زرخیر ترین زمینوں کے مالک کھوکر بھرت یا کھوکر سے تعلق ہونے کی بناء پر راجا کہلاتے ہیں۔ تاہم وہ اعوانوں کے ساتھ قرابت کے دعویدار ہیں اور ان کے اور بھٹیوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ چھوٹوں کو بھی بیٹیاں دیتے ہیں، مگر ان کی بیٹیاں نہیں لیتے۔

ہندوستان کی تاریخ میں کھوکھروں کا ذکر کافی جگہوں پر ملتا ہے۔ تیمور کے مورخین کے مطابق انہوں نے اس کی فوج کے خلاف مدافعت میں کافی اہم کردار ادا کیا۔ اکتوبر 1398ء میں تیمور نے دریائے بیاس کے کنارے جال کے مقام پر (شاہ پور کے سامنے) پڑاؤ ڈالا۔ یہاں اُسے پتہ چلا کہ کھوکر قبیلے کے نصرت (نصرت) نے ایک جھیل کے کناروں پر قلعے میں مورچہ قائم کر رکھا تھا۔ تیمور نے نصرت پر حملہ کیا اور اسے شکست دے کر بہت سامان و اسباب اور مویشی اپنے قبضے میں کر لیے۔ خود نصرت بھی مارا گیا۔ اس کے کچھ ساتھی بچ کر بیاس پار چلے گئے۔ اس کے بعد ہمیں ”کافروں کے کمانڈر“ ملک شیخا یا شیخا کھوکر (گوکر) کا ذکر ملتا ہے جسے تیمور نے گپلا یا ہردوار کی وادی میں شکست دی اور ہلاک کیا۔ تاہم ظفر نامہ اس بیان سے اختلاف کرتا ہے۔ اس میں علاؤ الدین کا تذکرہ شیخ سکارا کے نائب کے طور پر کیا گیا۔ اس کے بعد ہم تیمور کی واپسی کے دوران جموں میں آمد سنتے ہیں۔ جموں کے نواح میں اُس نے کافروں کے سات قلعوں پر قبضہ کیا جن کے لوگ ہندوستان کے سلطان کو جزیہ ادا کیا کرتے تھے لیکن کافی عرصہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ ان میں سے ایک قلعہ ملک شیخ گوکر کا تھا، لیکن ظفر نامہ کے مطابق قلعے کا مالک ملک شیخ گوکر کا ایک رشتہ دار شیخا تھا۔ اس طرح معاملہ کچھ واضح ہو جاتا ہے۔ نصرت کھوکر دریائے بیاس کے کنارے مارا گیا جس کے بعد اُس کے بھائی شیخا نے تیمور کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے ساتھ ہی دہلی گیا۔ گپلا میں مارا جانے والا ملک شیخا برے سے کھوکر تھا ہی نہیں، لیکن تیمور کی آپ بیتی میں

ملک شیخا کو ملک شیخا کھوکھر کے ساتھ گڈمڈ کر دیا گیا ہے۔ غالباً ملک شیخا کا کوئی کھوکھر رشتہ دار تھا جس کا جموں کے قریب ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔

تیمور کے ہاتھوں گرفتار ہونے کے بعد شیخا صفحہ تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے، لیکن 1420ء میں (کوئی 22 برس بعد) جسرت ابن شیخا منظر پر ابھرتا ہے۔ اس برس کشمیر کے بادشاہ نے سندھ پر چڑھائی کی تو جسرت نے حملہ کر کے اسے شکست دی، قید کیا اور سارا مال و اسباب اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس کامیابی سے حوصلہ پا کر جسرت دہلی پر قبضے کے خواب دیکھنے لگا۔ تیمور جاتے وقت خضر خان کو حاکم مقرر کر گیا تھا۔ جسرت نے اس کی وفات کی خبر سنی تو بیاس اور ستلج عبور کر کے مینار ہنماؤں کو شکست دی، لدھیانہ سے لے کر اڑوہر تک کا علاقہ لوٹا اور پھر جالندھر کی جانب بڑھا۔ جسرت دھوکے سے زیرک خان کو قید کر کے واپس لدھیانہ آیا اور پھر سر ہند کا رخ کیا۔ سر ہند کا قلعہ زیر نہ ہو سکا اور سلطان مبارک شاہ کی پیش قدمی نے اسے پسپا ہو کر لدھیانہ جانے پر مجبور کر دیا۔ سلطان کی افواج نے لدھیانہ تک اس کا تعاقب کیا مگر ستلج عبور نہ کر سکیں کیونکہ جسرت نے ساری کشتیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ آخر کار جب افواج نے دریا عبور کر لیا تو جسرت نے بھاگ کر پہاڑوں میں تیکھر کے مقام پر پناہ لی۔ لیکن جموں کے رائے بھیم نے سلطان کی فوجوں کی رہنمائی کی اور انہوں نے جسرت کے قلعے کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ البتہ جسرت کی طاقت میں کچھ زیادہ کمی نہ آئی، کیونکہ جونہی سلطان واپس دہلی گیا تو جسرت نے چناب اور راوی پار کیے اور ایک بڑی فوج کے ہمراہ لاہور پر پہلہ بولا۔ اس نے چھ ماہ تک لاہور کا محاصرہ کیا۔ شہر کی انتہائی مضبوطی کے ساتھ قلعہ بندی کی گئی تھی اور بڑی بہادری و خوبی کے ساتھ اس کا دفاع کیا گیا۔ جب اس کو تسخیر کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو اس نے محاصرہ اٹھا دیا اور کلانور کی طرف چلا گیا۔ اس جگہ سے اس نے جموں پر حملہ کر دیا۔ گذشتہ معرکے میں اس کے راجا نے بادشاہ کی فوجوں کی بسال تک رہنمائی کی تھی۔ تاہم، جسرت جب راجا اور اس کی سلطنت پر کوئی تاثر قائم نہ کر سکا تو وہ اپنی فوج میں از سر نو بھرتی کرنے کے لیے دریائے بیاس کی جانب لوٹ آیا۔ دریں اثناء لاہور میں وزیر ملک سکندر کی سرکردگی میں تازہ فوج کی کمک آن پہنچی، اس نے حاکم دیپال پور ملک رجب اور حاکم سر ہند اسلام خاں کے ساتھ الحاق کر لیا تھا، لہذا یہ اپنی اپنی فوج کی قیادت کر رہے تھے۔ متحدہ فوج

نے جسرت کے خلاف پیش قدمی کی اور اسے بہت زیادہ نقصان کے ساتھ پیچھے چناب پار دھکیل کر اپنی پہاڑی پناہ گاہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ ہوشیار وزیر نے اب بے رہنما کھوکھروں کا تعاقب کیا اور دریائے راوی کے کنارے کنارے، کلانور پہنچ گیا۔ وہاں جموں کے راجا سے مل کر اس نے بے شمار کھوکھروں کو ڈھونڈ نکالا جو مختلف مقامات پر چھپ گئے تھے۔ ان سب کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ ان کارروائیوں کے بعد، وزیر اپنے دستوں کے ہمراہ واپس لاہور آ گیا۔ بادشاہ، وزیر ملک سکندر کی بہادری و دلیری سے بہت زیادہ خوش ہوا، اس نے اسے لاہور کا صوبیدار مقرر کیا اور محمود حسن کو واپس دہلی بلا بھیجا۔

شاہی فوجوں کو روانہ ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ جسرت کھوکھروں کو دوبارہ میدان میں نمودار ہوا۔ اس نے 12 ہزار کھوکھروں کی ایک فوج جمع کر کے جموں کے راجا، رائے بھیم کو شکست دے کر قتل کر دیا اور لاہور و دیپال پور کے صوبوں کو تہ تیغ و بالا کر دیا۔ حاکم لاہور ملک سکندر، لاہور سے اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا، لیکن اس کی آمد پر جسرت اپنے لوٹ مار کے سامان کے ساتھ دوبارہ پہاڑوں میں فرار ہو گیا۔ دریں اثناء حاکم ملتان ملک عبدالرحیم علاء الملک کے انتقال کے باعث، ملک محمود حسن کو ایک فوج کے ہمراہ ملتان روانہ کیا گیا۔ غالباً اسی دور میں، حاکم کابل شاہ رخ مرزا کی ملازمت میں ایک مغل سردار، امیر شیخ علی نے، جسرت کے اکسانے پر بھکر اور ٹھٹھہ پر حملہ کر دیا۔

ستمبر 1427ء میں، جسرت کھوکھروں نے کلانور کا محاصرہ کر لیا اور ملک سکندر کو شکست دے کر لاہور کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ بادشاہ نے حاکم سامانہ زرق خاں اور حاکم سرہند اسلام خاں کی سرکردگی میں کمک روانہ کی، لیکن اس سے پیشتر کہ وہ لاہور کی فوج کے ساتھ شامل ہوتے، ملک سکندر نے جسرت کو عبرتناک شکست سے دوچار کر کے اسے اس لوٹ مار کے سامان سے بھی محروم کر دیا تھا جو اس نے غارت گری کے باعث علاقے سے جمع کیا تھا۔

1429ء میں حاکم کابل امیر شیخ علی نے شاہ رخ مرزا کے توسط سے پنجاب پر حملہ کر دیا۔ کھوکھروں نے اس کے ساتھ مل کر پنجاب میں بہت زیادہ غارت گری شروع کر دی۔ لاہور پہنچنے پر اس نے حاکم لاہور ملک سکندر پر ایک سال کی آمدنی کے برابر خراج عائد کر دیا۔ اس کے بعد وہ دیپال پور روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچنے پر علاقے کو غارت کیا۔ فرشتہ کے مطابق

اس موقع پر 40 ہزار ہندوؤں کو قتل کر دیا گیا۔ حاکم ملتان عماد الملک نے تلمبہ کے مقام پر شیخ علی پراچانک حملہ کیا لیکن اسے ناکامی ہوئی۔

دریائے راوی کے کنارے کے ساتھ چلتے ہوئے مغل خیر آباد کی طرف بڑھے اور وہاں سے ملتان روانہ ہوئے، جس پر 29 مئی 1430ء کو حملہ کیا گیا۔ جب حملہ ناکام ثابت ہوا تو ملتان کا مکمل محاصرہ کر لیا گیا۔ دریں اثناء دہلی سے مظفر خاں گجراتی کے بیٹے فتح خاں کی قیادت میں کمک آن پہنچی، لہذا امیر شیخ علی کی قیادت میں مغل فوجوں اور عماد الملک کے تحت دہلی اور پنجاب کی فوجوں میں زبردست خونریز جنگ لڑی گئی۔ ابتداء میں مغلوں کو کچھ کامیابی ہوئی، لیکن فتح خاں گجراتی کی موت نے ہندوستانیوں میں انتقام کی پیاس کو بڑھا دیا، لہذا وہ اس مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے کے ساتھ لڑے کہ مغلوں کو شکست ہوگئی۔ فاتحین نے ان کا لگا تار تعاقب کیا اور ان کی ساری فوج کو یا تو تہ تیغ کر دیا گیا یا وہ دریائے جہلم کو عبور کرنے کی کوشش میں ڈوب گئی۔ امیر شیخ علی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کابل کی طرف فرار ہو گیا۔

1432ء میں نصرت خاں گرگندز کو لاہور کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔ پنجاب پر اس سال اور اگلے سال کے دوران ملک جسرت اور امیر شیخ علی نے حملہ کیا۔ تاہم، شاہی فوجوں نے ان حملوں کو بڑی کامیابی سے پسپا کر دیا۔ 1436ء میں سلطان محمد شاہ نے شیخا کھوکھر کے خلاف ایک مہم بھیجی جس نے اس کے علاقوں میں لوٹ مار مچائی۔ 1441ء میں سلطان نے بہلول خان کو دیپالپور اور لاہور کا حاکم مقرر کر کے اسے جسرت کے خلاف بھیجا مگر جسرت نے صلح کر لی اور اسے دہلی کے تخت کے خواب دکھائے۔ اس کے بعد کھوکھر طاقت کو نا معلوم وجوہ کی بناء پر زوال آ گیا۔

اکبر کے عہد میں باری دو آب میں لاہور سرکار کے (52 میں سے) 5 محل (mahalls)، چھٹھ دو آب میں 21 پرگنوں میں سے سات کھوکھروں کے پاس تھے۔ اس کے علاوہ ایک ایک محل دست جالندھر اور رچنا دو آب میں بھی تھا۔ ملتان کی دیپالپور سرکار میں 10 میں سے تین محل ان کے تھے۔ ریورٹی نے اس دور میں ان کی تعداد دو لاکھ نفوس بتائی۔

مندرجہ بالا تفصیلات کے باوجود کھوکھروں کی حیثیت کے ماخذ سے پردہ نہیں اٹھتا۔ (گورداسپور کے کائل راجپوتوں کے متعلق بیان میں کہا گیا کہ اولین اسلام قبول کرنے والوں

میں سے کچھ کو کھوکھر کہا گیا، لیکن وہ کہتے ہیں: ”ہمارے اجداد میں سے ایک ریاست جموں میں واقع منگلا دیوی کے قلعے میں آباد ہوا اور پھر خیر پور پر قابض ہو گیا۔ خیر پور کی نسبت سے ہی اس کی اولادیں کھوکھر کہلانے لگیں۔“ انہوں نے غزنی کے محمد کے عہد میں اسلام قبول کیا۔ نیز کائل ان کے ساتھ اس لیے شادیاں نہیں کرتے کیونکہ کھوکھر محمد غزنی کی کائل بیویوں کی اولاد تھے۔

(2) چوہڑوں کی ایک شاخ جسے کھوکھر راجپوت کی نسل بتایا جاتا ہے۔ کھوکھر راجپوت کی بیوی نے قبر میں ایک بیٹے کو جنم دیا، جس کی جان تو بچ گئی لیکن ایک لاش کی چھاتیوں سے دودھ پینے کے باعث وہ ذات باہر ہوا اور چوہڑا لڑکی سے شادی کی۔ کھوکھر چوہڑے اپنی مورث اعلیٰ خاتون کے احترام میں کسی بھی جانور کا دل نہیں کھاتے۔

کھوہارنا..... بہاولپور میں ستموں کا ایک قبیلہ۔ ستموں کی سنگ شاخ کی ایک روایت ہے کہ قدیم وقتوں میں ستموں کے دورے تھے..... ایک اعلیٰ اور حقیقی، اور دوسرا 13 کمر شاخوں پر مبنی تھا جو ستموں کے وزیر تھے۔ کھوہارنا کا تعلق موخر الذکر سے ہی ہے۔

کھپڑ..... منگمری میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

کھیتراں..... ہماری سرحد سے باہر لغاری، کھوسہ اور لنڈ علاقہ کے پیچھے آباد یہ ایک خود مختار قبیلہ ہے۔ ان کا اصل مقام ڈیرہ اسماعیل خان کے قصرانی علاقہ میں وہو آ تھا، جہاں ان میں سے متعدد اب بھی قصرانی علاقہ اور دریا کی درمیانی زمین میں آباد ہیں۔ لیکن شہنشاہ اکبر نے قبیلہ کے مرکزی حصے کو باہر نکال دیا اور انہوں نے لغاری پہاڑیوں کی بارخان وادی میں پناہ لی، اور اب بھی آس پاس کے قطعات پر قابض ہیں اور لغاری سردار کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔ وہ یقیناً خالص بلوچ ہیں اور متعدد کا تعلق ابدالی کے مورث اعلیٰ ترین کے بھائی میانہ کی نسل سے ہے اور کچھ صورتوں میں وہ پٹھانوں کے ساتھ اندرونی بیاہ نہیں کرتے لیکن وہ شکل، عادات و خصائل وغیرہ میں بلوچیوں سے بہت زیادہ مشابہہ ہیں۔ ان کی شاخوں کے نام بلوچی کنیتی اصطلاح ”آنی“ پر ختم ہوتے ہیں اور وہ تمام عملی اعتبار سے اب بلوچ قبیلہ ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اصل میں حقیقی جٹ آبادی کی باقیات ہوں۔ وہ اپنی بولی کھیترانی بولتے ہیں جو سندھی سے کافی قریب انڈین لہجہ ہے، اور درحقیقت ساری زیریں وادی سندھ کے جاگی لہجے کی ہی

ایک صورت ہے۔ کھیتراں تمام بلوچ قبیلوں کی طرح صلح جو، بہت اچھے کاشتکار اور نتیجتاً انتہائی دولت مند ہیں۔ ان کی زمینیں عموماً بڑے بڑے بلاکس کی صورت میں ہیں جن کے متعدد حصہ دار ہیں۔

موجودہ صورتحال میں یہ قبیلہ چار قبیلچوں پر مشتمل ہے، جن میں سے گنچورا اصلی کھیتراں مرکز کا نمائندہ ہے، جبکہ ان کے ساتھ خود کو دودائی بلوچی کہنے والے دھار یوال یا چاچ منسلک ہیں اور ان کے علاوہ حسانی جو ایک اہم بلوچ قبیلہ ہوا کرتا تھا اور جسے قلات کے ناصر خان نے کچل دیا اور اس نے کھیتراں میں پناہ لی۔ تاہم، اب وہ کھیتراں سے تقریباً خود مختار ہیں۔ نسل کے اعتبار سے لودی پٹھان ناہریا بابر بھی کھیتراں سے وابستہ ہیں۔ ان کا نام بلاشبہ کھیترا یعنی میدان سے ہی ماخوذ ہے۔

کھیرا..... سیالکوٹ کی پرسور اور ڈسکہ تحصیلوں میں ایک جٹ قبیلہ۔ کھیرا سن پال کا بیٹا تھا۔ کھمنوں کی طرح وہ بھی نسلاً باجوہ راجپوت ہیں۔

کھیرا..... ضلع ملتان کی کبیر والا تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ تیرھویں صدی میں لکی جنگل سے ہجرت کر کے وہاں آئے۔ وہ امرتسر میں بھی ملتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سورج بنسی راجپوت نسل کے ہیں۔ قبیلے کا وطن مالوہ میں تھروند تھا۔ کھدور میں آباد ہونے کی ایک کوشش کنگ نے ناکام بنا دی۔ لیکن انجام کار کنگ کو شکست ہوئی اور کھیرا امرتسر میں اپنے موجودہ دیہات میں آباد ہوئے۔ کھیرا ایک سدھو جٹ کی بیٹی کی داماد تھا اور اپنے سسرالیوں کے ساتھ بڑے کھر درے انداز میں پیش آتا تھا۔ پنجابی میں ترش مزاج کو کھروا کہتے ہیں۔ ”کھیرا“ اسی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

کھیرے..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ کبیر قبیلچہ۔

کھیوا..... راجپوت ماخذ سے اپنا تعلق بتانے والا ایک قبیلچہ، اور جہلم میں اسے جنوں سے کچھ بہتر درجہ حاصل ہے۔ یہ بھی جالپوں میں اپنی بیٹیاں بیاتے ہیں۔ شاہ پور میں کھیوا کا شمار بطور زراعت پیشہ قبیلچہ ہوا۔

کیتوال..... راو پنڈی میں ایک راجپوت قبیلہ۔ اس کا تعلق بھی دھوند اور سستی قبائل والے گروپ سے ہے اور وہ سستی علاقہ کے مغرب کی طرف پہاڑیوں میں آباد ہیں۔ سکندر اعظم کی نسل

ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ وہ ان ان پہاڑیوں میں ڈھونڈنا سستی دونوں سے زیادہ عرصہ پہلے کے باشندے ہیں۔ لیکن بدیہی طور پر ڈھونڈنے تاریخ کے کسی نامعلوم دور میں اس قبیلہ کو تقریباً تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اب وہ تعداد میں بہت کم اور غیر اہم ہیں۔

کیجاہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کیجر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کیرہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کیس..... منٹگمری میں مسلمان جٹ قبیلہ۔

کیسر شاہی..... فقیر سید میر شاہ عرف میاں میر کی وفات پر اس کی جگہ نور پور چومک (جموں) کے سید بھاؤن شاہ نے سنبھالی۔ اس نے فقیر کا لقب اختیار کیا اور اپنے ایک دوست، ضلع گوجرانوالہ کے زمیندار ابراہیم خان کو بھی یہی لقب دیا۔ ابراہیم خان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا غلام شاہ فقیر بنا، پھر غلام شاہ کا بیٹا کیسر شاہ آیا جس نے ایک فرقے کی بنیاد رکھی۔ وہ 65 سال کی عمر میں فوت ہوا (1863ء) اور اس کے بیٹے محمد حسین یا صوبے خان نے فرقے کی قیادت سنبھالی۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس فرقے کے مسلمان (اگرچہ انہیں قادر یہ مسلک کا پیروکار بتایا جاتا ہے) شراب سے اجتناب نہیں کرتے، روزے نہیں رکھتے اور شکار کے شوقین ہیں۔ نئے شامل ہونے والے رکن کے لیے کوئی رسوم نہیں، اور نہ ہی اسے کوئی مخصوص انداز حیات اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس فرقے کے ارکان گوجرانوالہ، سیالکوٹ، شاہ پور، گجرات اور لاہور میں ملتے ہیں۔

کیکن..... سانیوں کی دو بڑی شاخوں میں سے ایک۔ یہ بھیڑ کٹ بھی کہلاتے ہیں۔ کیکن مویشی چور، بچے اغوا کرنے والے، ڈاکو اور چور ہیں۔ وہ گائے اور بھینس کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی انہیں ریہلو والا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عورتیں ناچتی اور محبت کے گیت ”ریہلو“ گاتی ہیں۔

کیلے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

کیمل خیل..... (دیکھیں ”ہتی خیل“)

کیہل..... چھپروں اور ملاحوں کا ایک خانہ بدوش قبیلہ جو دریائے سندھ پر کالا باغ اور سکھر کے



درمیان کشتیاں چلاتے ہیں۔ وہ شاز و نادر ہی کبھی دریا کی وادی سے باہر آتے ہیں۔ لیکن ملاح (جن کی ذات جھیل اور گوت کیہل بتائی جاتی ہے) کہیں بھی چلے جاتے ہیں۔ کیہلوں کا دعویٰ ہے کہ وہ کالا باغ سے لے کر کراچی تک کے علاقے میں اولین مسلمان ہیں۔ موہانوں اور جھیلوں کی طرح کیہل بھی ”دم دین پناہ“ پکارتے، اور دم بہاول حق، لال عیسا اور ایللی راجن کو مانتے ہیں۔ ان کا شیطانوں پر کوئی یقین نہیں، لیکن موہانوں اور جھیلوں کے مطابق کوئی بھی بیماری شیطانی غلبے کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس سے نجات پانے کے لیے متعلقہ اولیاء سے مدد مانگنی چاہیے۔ ان شیطانوں کے انسانی نام ہیں، مثلاً کھیتری پال، زلف جمال، نور جمال، نور محمد، چنگو، غلام رسول، شہرا تن اور کندائی۔ آخری دو مونث جن ہیں۔ اکثر و بیشتر عورتیں ہی آسیب کا شکار ہوتی اور اپنے رشتہ داروں کو اس کا نام بتاتی ہیں۔ کیہلوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو 5 سال کی عمر میں تیرنا اور 10 سال کی عمر میں غوطہ لگانا سکھا دیا جاتا ہے۔

ماہی گیری جمعے کے سوا تمام دنوں میں دن یارات کسی بھی وقت کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ شادی والے دن مچھلیاں نہیں پکڑی جاتیں۔ کیہل اپنی کشتیاں کرائے پر دیتے، ٹوکریاں اور چٹائیاں بیچتے، اجرتاً فصلوں کی کٹائی کرتے ہیں۔ وہ شہروں کے بازاروں میں جا کر مچھلیاں فروخت نہیں کرتے۔ ان کے ہاں اگر پہلا بچہ لڑکا ہو تو اسے مبارک لیکن لڑکی کو نام مبارک خیال کیا جاتا ہے۔ تین لڑکیاں پیدا ہونا بد قسمتی کی علامت ہے اور اگر تین لڑکیوں کے بعد بیٹا پیدا ہو جائے تو اس کی ماں یا باپ تین سال کے اندر اندر مر جاتے ہیں۔ اولین بچہ لڑکا ہونے کی صورت میں بڑا جشن منایا جاتا ہے اور ملا، سیدوں، خواجہ سراؤں اور ان کے شاگردوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ وہ پیدائش کے تیسرے دن لڑکے کا نام رکھتے، 7 ویں دن سرمونڈتے اور دس سال کی عمر سے پہلے پہلے ختنے کرتے ہیں۔ لڑکیوں کا مونڈن ساتویں روز ہوتا ہے اور اس کی عمر پانچ سال ہونے سے پہلے کانوں میں 10 تا 15 جگہوں پر چھید کیے جاتے ہیں۔ کیہل عورتیں ناک نہیں چھیدتی۔

شادیوں میں اسلامی رسوم پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک دو باتیں ہی قابل ذکر ہیں۔ وہ اپنی کشتیوں کو اچھی طرح دھوتے ہیں۔ دلہن سرخ چٹنی اور چولی اور گھگھرا، جبکہ دلہا

سفید پگڑی، کرتا اور تہہ پہنتا ہے۔ نکاح سے ایک روز پہلے کھسرے آ کر ناچتے گاتے ہیں۔ دیگر مسلمانوں کے برعکس شادی شدہ کیہل اپنے سر کے گھر ہی منتقل ہو جاتا اور بعد میں اس کی املاک کا وارث بن جاتا ہے۔ اگر وہ شادی کے وقت بالغ نہ ہوا ہو تو کچھ عرصہ اپنے باپ کے ہاں ہی گزارتا ہے۔ نو بیاہتا دلہن اگر چھ ماہ کے اندر اندر حاملہ نہ ہو تو وہ اپنے ختنے کرواتی ہے۔ اس کے بعد عام طور پر اس کے حمل ٹھہر جاتا ہے۔ بیٹیاں اور بیٹے اپنے باپ کی جائیداد میں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں اور وراثت کے جھگڑے عموماً مٹلا ہی اسلامی شریعت کے مطابق نمٹاتا ہے۔



## گ

گادی..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

گاریا گارھ اور سائل یا سائیل..... وہ دو دھڑے جن میں شمال مغربی سرحد کے پٹھان اور دیگر قبائل منقسم ہیں۔ اب یہ تقسیم زیادہ واضح نہیں۔

گارا (گڑا)..... دو غلے ذات کے کسی بھی شخص کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح۔ دو غلی ذات سے مراد یہ ہے کہ اس کی ماں اور باپ کا تعلق دو مختلف ذاتوں سے ہو۔ بالخصوص مسلمان راجپوت کی کسی اور ذات سے تعلق رکھنے والی بیوی کی اولاد گارا یا گڑا کہلاتی ہے۔ اس کے علاوہ گڑ گاؤں میں گوڑ برہمنوں کے ایک گاؤں نے اسلام قبول کر لیا تو خود کو گور شیخ کہلوانے لگے، لیکن پڑوسی لوگ انہیں گڑا کہتے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ ہے: ”کھیت میں جاڑا، گاؤں میں گاڑا۔“

گاری..... جگہ جگہ پھرنے والے اداکاروں کی ایک پست ذات۔ یہ زیادہ تر ہندو ہیں اور ان کا مرکزی مقام جموں میں ہے، لیکن یہ بجوات اور سیالکوٹ میں بھی ملتے ہیں۔ سر ڈنلپ سمٹیہ کے مطابق یہ اداکاروں کی بجائے میراثیوں کی طرح سیلانی گوپے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹولوں کی صورت میں پھرتے ہیں اور پنجاب خاص میں نہیں آتے۔ وہ عموماً سیالکوٹ اور ظفر وال تحصیلوں کے راجپوت دیہات میں ہی جاتے ہیں۔ ان کی آمد خریف کی کٹائی اور کبھی کبھی ربیع کے موقع پر بھی ہوتی ہے۔ وہ خود کو ہندو بتاتے ہیں۔ ان کے پاس عموماً کنگ نامی ساز ہوتا ہے۔ وہ ڈوگری بولی بولتے ہیں جو جٹوں کو سمجھ نہیں آتی اور گیتوں میں عموماً ایک عظیم مورث اعلیٰ خاتون کا ذکر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے گیتوں کی دھن پر ناچتے بھی ہیں۔ وہ صرف قبیلے کے اندر ہی شادی کرتے ہیں۔

گازر..... دھوبی۔

گاگرا..... زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل اور وسطی اضلاع میں ملنے والی ایک چھوٹی سی ذات۔ ان کا

موروثی پیشہ جو نکس پکڑنا، پالنا اور لگانا ہے، اور انہیں عموماً جو کیرا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ چٹائیاں اور بوریاں بھی بناتے ہیں۔ مسلمان گاگرے نکاح پڑھواتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ شادیوں کے موقعوں پر کسی قسم کی خدمات کے عوض طے شدہ رقم وصول کرتے ہیں۔ وہ چوہڑوں کے بالا شاہ گورو کی عبادت کرتے ہیں۔

گاگرہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گال یا گل..... امرتسر اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گان وری..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گانندی..... عطر کشید اور فروخت کرنے والا۔ ("گند" کا مطلب خوشبو ہے) جبکہ عطار عطر کی بجائے عرق بناتا ہے۔

گانگہ..... ملتان میں ایک جٹ قبیلچہ۔

گاہی..... (دیکھیں "گھائی")۔

گبر..... چترال کے کچھ ایک دیہات میں ملنے والا چھوٹا سا قبیلہ۔ غالباً یہ ترک بابر میں بیان کردہ گبرک ہی ہے۔

گبرے، گورے..... (مرکزی گاؤں کی مناسبت سے اسے مہرون بھی کہتے ہیں)۔ یہ تقریباً 300 خاندانوں کا ایک گروپ ہے جو دریائے سندھ پر کوہستان کے کوہی خطہ کے دیہات میں ملتے ہیں۔ وہ ایک گوڈرو نامی بولی بولتے ہیں اور ان کی روایت ہے کہ وہ سوات میں راشنگ سے آئے تھے۔

گبھل..... غنگیری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گبیر..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گت..... غنگیری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گتہب..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گتکا..... تقریباً 60 افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی شاخ جو جٹوں کے بھل قبیلچے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ افراد لاہور کے قریب ایک گاؤں ہڈیارہ میں ملتے ہیں۔ وہ ایک سکھ جٹ گور بخش سنگھ کی اولادیں ہیں۔ گور بخش سنگھ پنجاب پرانگریزوں کے قبضے سے کچھ عرصہ پہلے اپنی چوری چکاری

کی مہارتوں کی وجہ سے گتکا کہلانے لگے تھے۔ گتکا کا لفظی مطلب ہے: ”تمام برائیوں کا مجموعہ۔“ اس کے پاس بہت تھوڑی سی زمین تھی، اور غربت نے اس کی اولادوں کو جرائم کا سلسلہ جاری رکھنے پر مجبور کیا۔

گتھانہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

گٹھ والا..... (گٹھ کا مطلب بوجھ یا گٹھڑی ہے)۔ یہ ایک جٹ قبیلہ ہے جو کبھی جمال کا کام کیا کرتے تھے۔ جڈ تحصیل میں ان کے 10 گاؤں تھے جہاں سے ہجرت کر کے وہ روہتک کی گوبانا تحصیل میں آ گئے۔

گنجا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گجراں..... گجرات میں ایک مسلمان جٹ قبیلہ۔ جس کے جد امجد کو ایک گوجر رضاعی ماں نے دودھ پلایا تھا۔ یہ اورنگزیب کے عہد میں گجرات میں آباد ہوئے۔

گدا..... ریاست کپورتھلہ کی سلطان پور تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ روایت کے مطابق یہ مغل ادوار میں دہلی سے ہجرت کر کے وہاں گئے۔

گدارہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گدیری، گیدری..... بلاشبہ یہ نام گیدڑ سے مشتق ہے۔ یہ لوگ ہندوستان اور بیکانیر سے ہجرت کر کے آئے اور اب بہاولپور ریاست میں ملتے ہیں۔ یہ کافی حد تک پنجاب کے سانسویوں جیسے ہیں جو انہیں بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ قبیلے کے اندر ہی شادی کرتے ہیں، بالعموم بیویوں کے تبادلے کے ذریعے۔ لیکن اگر بدلے میں لڑکی نہ ملے تو 15 روپے میں دلہن خریدی جاسکتی ہے۔ شادی کی رسم میں بس رشتہ داروں کے سامنے نئے رشتے کا اعلان ہی کیا جاتا ہے۔ ان کا لہجہ بیکانیر اور جیسلمر والوں جیسا ہے۔

گدگور..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گدگیر..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گدوار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گدون یا جدون..... ہزارہ اور اٹک میں پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔ وہ غور غشت کے پڑپوتے سرہنگ کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غور غشت کے دو بیٹے ایک خونیں

جھگڑے کی وجہ سے بھاگ کر پتھ اور ہزارہ کے پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ یہ امر تقریباً یقینی ہے کہ جدون ہندوستانی الاصل نہیں، اگرچہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا نام راجپوت یا ڈوہنسی سلطنت کے بانی جاڈویا یا ڈوکی جانب اشارہ کرتا ہے۔ یاڈو کی نسل کے بہت سے افراد 1100 سال قبل مسیح میں گزرات (گجرات) سے ہجرت کر کے کابل اور قندھار میں آن بے تھے۔ وہ پشاور اور ہزارہ کی سرحدوں کے درمیانی علاقے کے سارے جنوب مشرقی حصے پر قابض ہیں۔

گدھی..... کالی نہنگوں کے ہاں کسی تمباکو نوشی کرنے والے کو نفرت کے ساتھ گدھی کہتے ہیں۔ گدھیوک..... ایک قلیل التعداد مگر ذہین اور مخنتی قبیلہ جو وسطی کوہ نمک کے چند دیہات میں ملتا ہے۔ روایات کے مطابق ان کا جد امجد مہتہ چندورائے مٹھرا سے دہلی آیا اور بابر کے عہد میں مغلوں کا خدمت گار بنا۔ بابر نے مہتہ چندورائے اور راجا مل جنجوعہ کو کوہ نمک کا مشرقی دھنی خطہ خالی کروانے کا کام سونپا۔ بعد میں گھر کا کسار اور سدھر منہاس نے اسے یہ خطہ آباد کرنے میں مدد دی اور بابر نے چندورائے کو دھنی اور کوہ نمک کے دیگر خطوں سے ہونے والی آمدنی کی ایک مخصوص فیصد تفویض کر دی۔ ہمایوں نے کالی یا کالک داس بن چندورائے کو 30000 تینکہ کی سند (1554ء) جاری کی کہ وہ کہوں خطے کو ترقی دے۔ اس خاندان کو اکبر اور اورنگزیب سے بھی سندیں ملیں۔ اورنگزیب کے عہد میں قبیلے کی ایک شاخ نے اسلام قبول کر لیا لیکن زیادہ تر ارکان بدستور ہندو رہے۔ گدھیوک عموماً آپس میں ہی شادیاں کرتے ہیں، لیکن کچھ ایک باری گروپ کے کھتریوں سے بھی شادی کر لیتے ہیں۔ وہ بیوہ کو شادی کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے برہمن ناؤلی گوت کے ہیں، اور لڑکے کے منن (سرمنڈوائی) کے موقع پر باپ یا خاندان کا سربراہ اپنے ہاتھ سے ایک بکرے کا سر قلم کرتا ہے۔ بکرے کے سری، پائے اور کھال قبیلے کے ناؤلی پروہتوں کو دی جاتی ہے، البتہ وہ گوشت نہیں کھاتے اور دیگر برہمن اس قسم کی بھینٹ کو چھوتے بھی نہیں۔ کھال اور سری وغیرہ فروخت کر دی جاتی ہے۔ مقامی ہندو روایات کے برعکس گدھیوک شادیوں کے موقع پر گوشت کھاتے ہیں۔ گدھیوک ترازو کو چھونے سے گریز کرتے ہیں۔ کوئی گدھیوک فرد جمعرات کے روز نہاتا نہیں، اور نہ ہی کسی سفر پر روانہ ہوتا یا کوئی نیا کام شروع کرتا ہے۔ ان کے جد امجد نے

جمہرات کے روز ہی اصل وطن کو خیر باد کہا تھا۔ ہندو گدھیوک کھتریوں کے ساتھ کھاپی لیتے ہیں جبکہ مسلمان گدھیوک کسی موچی یا مُسلی (مُصلی) کے سوا کسی بھی مسلمان کے ساتھ کھا لیں گے۔

گدی، گادی..... (1) دہلی، کرنال اور انبالہ کے مسلمان گدی گنگا اور جمنا کی اپردو آب میں ملتے ہیں۔ گھوسی سے قریبی مشابہت رکھنے والے گدی غالباً آہیروں کی ہی ایک ذیلی شاخ ہیں اور ان کا موروثی پیشہ دودھ فروخت کرنا ہے، لیکن کرنال میں (جہاں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے) انہوں نے کاشتکاری اپنالی ہے اور کئی دیہات کے مالک ہیں۔ (2) چمبا اور کانگڑا کے ہندو گدی پہاڑیے ہیں۔ کنتیوں، میوؤں اور قبائل کی دیگر کیٹیگریز کی طرح وہ بھی مختلف عناصر پر مشتمل ہیں۔

گذری..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گذریا..... ہندوستان کا بھیڑیں پالنے والا۔ یہ پنجاب کی جمنا زون میں ہی ملتے ہیں۔ اب اس علاقے میں بھی گدریے کوئی ممتاز یا الگ ذات نہیں رہے کیونکہ کاشتکار طبقات عموماً اپنے ریوڑ خود ہی چراتے ہیں۔ زیادہ تر گدریے کمل بنتے ہیں اور انہیں کمبلیا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ سبھی کے سبھی ہندو ہیں۔

گراہا..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو بالاصل راجپوت تھے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اپنی زمینیں نواب غازی خان سے ملیں جسے انہوں نے ایک عمدہ گھوڑا تحفے میں دیا تھا۔ بدلے میں غازی خان نے کہا کہ وہ ایک دن اور ایک رات میں جتنی زمین کا چکر کاٹ لیں وہ ان کی ہوگی۔

گراہیا چروا..... چماروں، اہیروں اور دیگر پست ذاتوں کی خدمات انجام دینے والے برہمن۔ برہمنوں کے دیگر طبقات انہیں برہمن نہیں مانتے، البتہ وہ مقدس دھاگا (جینو) پہنتے ہیں۔ غالباً وہ اصلاً تو برہمن ہی ہیں لیکن کسی وجہ سے اپنا رتبہ کھو بیٹھے۔ انہیں چروا سادھ بھی کہا جاتا ہے۔

گر بڑ..... ایک غیر اہم پٹھان قبیلہ جو وزیر قبیلے کی ہجرت میں اس کے ہمراہ رہا اور ایک دور میں محسود اور درویش خیل برادری کی درمیانی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ واپس اپنے اصل مقام یعنی خوست سلسلہ کوہ کے مغرب میں چلے گئے ہیں۔

گردلی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

گردیزی..... حسینی سادات کی ایک شاخ جو بغدادی بھی کہلاتے ہیں۔ کبھی وہ ملتان کی سرائے سدھو تحصیل کے ایک بڑے حصے پر قابض تھے۔ زیدی بھی گردیزیوں کی ایک شاخ ہیں۔

گرماریار قائی..... بے قاعدہ مسلمان سلسلوں میں سے ایک جس کا بانی سید احمد کبیر کو بتایا جاتا ہے۔ ان کا نام پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی چھاتیوں کو گرز سے پیٹنے کے ذریعہ لوگوں کی ہمدردی حاصل کرتے ہیں۔ وہ سرخ گرم زنجیروں کو ہاتھ میں پکڑتے اور اپنے جسم میں چاقو اور سوئیاں کھوتے ہیں۔ جنوبی ہند کی ایک کتاب ”قانون اسلام“ کے مصنف نے ان کی صلاحیتوں کی کچھ تفصیلات پیش کی ہیں: ”وہ اپنی کمر پر تلواریں مارتے، اپنی آنکھوں یا جلد کے دیگر حصوں میں سوئیاں چھوتے ہیں، یا پھر اپنی زبان کاٹ لیتے ہیں جو منہ میں رکھنے پر دوبارہ جوڑ جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنا سر بھی قلم کر کے دوبارہ جوڑ لیتے ہیں۔“ اور اسی طرح کی مزید خرافات۔

گر کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

گرمنگ..... ضلع راولپنڈی میں جرائم پیشہ افراد کا ایک غیر اہم طبقہ۔ ان میں سے کچھ کا اندراج جرائم پیشہ افراد کے طور پر کیا گیا ہے۔

گرون..... منگمری میں ایک ہندو جٹ (زراعت پیشہ) قبیلچہ۔

گرل وال..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گرختھی..... سکھ گرنٹھ کی تلاوت اور تفسیر کرنے والا۔ (دیکھیں ”گیانی“)

گرنو..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

گروانہ..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور میں وہ گروانہ کہلاتے

ہیں۔ وہاں ان کی تین شاخیں اٹو، جالپ اور کریر ہیں۔

گرہار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گریوال..... لدھیانہ میں ایک اہم جٹ قبیلچہ جو ایک ساؤ یا متوسط رتبے کا دعویٰ دار ہے۔ منگمری

میں ہندو گریوال بھی ملتے ہیں۔

گرٹھی یا گاڈی..... کرنال میں گوالوں اور کاشت کاروں کا ایک چھوٹا سا طبقہ۔ دہلی میں انہیں



گڈی کہتے ہیں۔

گڑھی..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

گزدار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گڑی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

گشکوری..... ڈیرہ اسماعیل خان، مظفر گڑھ اور منٹگمری کے علاوہ ملتان میں بھی بکھرا ہوا ایک بلوچ

قبیلہ۔ مکران کی بوہیداوادی میں ایک ندی کا نام گشکور ہے۔ لہذا گشکوری بھی اسی سے مشتق

ہوگا۔ ایک لاشاری ذیلی تہن اور ایک دوہکی قبیلچہ بھی اس نام کا ہے۔ منٹگمری کے گشکوری بطور

زراعت پیشہ قبیلچہ درج کیے گئے۔

گکھڑ..... جہلم، راولپنڈی اور ہزارہ میں ایک اہم مسلمان قبیلہ۔ جہلم کے گکھڑوں کے بارے

میں مسٹر ڈبلیو ایس ٹالبوٹ نے لکھا: ”گکھڑوں کی تعداد اگرچہ زیادہ نہیں، لیکن وہ ضلع جہلم

کے اہم ترین قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور خطے کے مسلمانوں میں ان کا درجہ جنجوعوں کے برابر

کا ہے۔ وہ اس ضلع کی جہلم تحصیل تک ہی محدود ہیں۔ اس کے علاوہ راولپنڈی اور ہزارہ

اضلاع میں بھی ان کی کچھ تعداد ہے۔“

اس قبیلے کی تاریخ اور ماخذ کے بارے میں کافی کچھ لکھا گیا ہے۔ جنرل کورٹ کی یہ رائے

حمایت حاصل نہیں کر سکی کہ گکھڑوں کا نام ایک یونانی ماخذ کی جانب اشارہ کرتا ہے، تاہم قبیلے

کے کچھ نمائندے اب خود بھی سکندر اعظم کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے لگے ہیں۔ جنرل اے

برانڈرٹھ نے اس روایت کو درست مانا کہ گکھڑ فارس سے کشمیر گئے اور پھر وہاں سے جہلم

آئے۔ گکھڑوں کی اکثریت یہی دعویٰ کرتی ہے۔ جنرل کنگھم نے گکھڑوں کے متعلق اپنے

خیالات ”آرکیالوجیکل سروے رپورٹس“ (جلد دوم، صفحہ 22 تا 33) میں دیئے ہیں۔ ان کا

کہنا ہے کہ گکھڑ اصل میں قدیم جغرافیہ دان ڈایونی سیس کے ”گرگاریدے“ ہیں (ڈایونی

سیس چوتھی صدی عیسوی کا تھا) اور ان یوچی سینکھوں کی نسل ہیں جو عیسوی عہد کی ابتدائی

صدیوں کے دوران ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں داخل ہوئے تھے۔ سر ڈینزل

ابٹن نے کنگھم والی تھیوری کو قبول کرتے ہوئے لکھا: ”گکھڑوں کا تورانی النسل ہونا عین

ممکن ہے لیکن باقی نظریہ محض ایک اختراع ہے۔ بحیثیت مجموعی فرشتہ کے متین بیان سے

پرے جانے کا کچھ فائدہ نظر آتا ہے جس نے زیادہ تر پہاڑیوں میں آباد لگھڑوں کو بہت تھوڑے اعتقاد والے یا مذہب سے بالکل عاری ایک بہادر اور وحشی نسل کے طور پر پیش کیا جو چند شوہر اور دختر کشی کے عادی ہیں۔“

لگھڑوں کی اپنی بیان کردہ کہانی یہ ہے کہ وہ اصفہان کے حاکم کیانی خاندان کے بادشاہ کیگو ہار یا کیگو ار کی اولاد ہیں اور یہ کہ انہوں نے کشمیر و تبت فتح کر کے کئی پشتوں تک وہاں حکومت کی، لیکن انجام کار واپس کابل کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ اس کے بعد وہ گیارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں محمود غزنی کے ہمراہ پنجاب میں وارد ہوئے۔ سر ڈینزل ایٹسن نے اس کہانی کو مسترد کیا کیونکہ فرشتہ لکھتا ہے کہ 1008ء میں پشاور کے نواح سے ایک لگھڑ دستے نے محمود پر حملہ کیا تھا۔ بہر صورت یہ امر یقینی ہے کہ وہ اپنے موجودہ مساکن میں مسلمانوں کی ہندوستان آمد سے کافی عرصہ پہلے سے ہی آباد ہیں۔ 1206ء میں محمد غوری کے حملہ کے دوران فرشتہ ان کے بارے میں لکھتا ہے:

”لاہور میں محمد غوری کے قیام کے دوران نیلاب کے کناروں کے ساتھ ساتھ اوپر شوالک پہاڑوں تک آباد لگھڑوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کیے اور پشاور اور ملتان کے صوبوں کا رابطہ منقطع کر دیا۔ یہ لگھڑ وحشی جنگلیوں کی ایک نسل تھے جس کا کوئی مذہب تھا نہ اخلاقیات۔ ان میں ایک رواج تھا کہ جو نہی کسی کے گھر لڑکی جنم لیتی تو وہ اسے اٹھا کر گھر کی دہلیز پر لے جاتا اور ایک ہاتھ میں لڑکی اور دوسرے ہاتھ میں چاقو پکڑ کر بہ آواز بلند پکارتا کہ جو شخص اس کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے لے جائے، ورنہ اسے ابھی ہلاک کر ڈالے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان میں عورتوں کی نسبت مرد بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ نتیجتاً ایک عورت کے کئی خاوند ہونے (کثیر شوہری) کی روایت بھی موجود تھی۔ بیوی ایک شوہر کے گھر جاتے وقت دروازے پر ایک نشانی چھوڑ جاتی، اور دوسرا شوہر وہ نشانی دیکھ کر اس کے ہٹائے جانے تک انتظار کرتا رہتا۔ ان وحشی افراد نے مسلمانوں پر اپنی یلغار اس وقت تک جاری رکھی جب تک اس بادشاہ کے دور اقتدار کے اواخر میں ان کے سردار کو اسیری کی حالت میں مسلمان نہ کر لیا گیا۔“ تاہم لاہور سے واپس آتے ہوئے محمد غوری کو قتل کرنے سے لگھڑوں نے گریز نہ کیا۔ مزے کی بات ہے کہ فرشتہ سے پہلے کے تمام مورخین متفق تھے کہ شہاب الدین غوری کو

گکھڑوں نے نہیں بلکہ کھوکھروں نے قتل کیا تھا۔ یقیناً فرشتہ نے ان دونوں قبیلوں کو گڈڈ کر دیا۔ مثلاً وہ شیخا اور جسرت کو بھی گکھڑ سردار کہتا ہے۔ گکھڑوں کے شجرے میں ایسے کوئی نام نہیں ملتے، جبکہ وہ کھوکھروں کے نسب ناموں میں موجود ہیں۔

فرشتہ کا گکھڑوں کو وحشی بربریوں کا ایک ایسا قبیلہ بیان کرنا، جو مذہب یا اخلاقیات سے عاری اور کثیر شوہری و دختر کشی کرنے والا تھا، اصل میں ابن اثیر کے عربی متن کا ترجمہ ہے۔ تاہم ابن اثیر گکھڑوں کی بجائے پشاور کے مغرب میں واقع پہاڑیوں کے وحشی قبائل کے بارے میں لکھ رہا تھا۔ دراصل ابن اثیر نے ان قبائل کے ذکر کے فوراً بعد گکھڑوں کے ہاتھوں شہاب الدین کی ہلاکت کے بارے میں لکھا۔ چنانچہ فرشتہ نے غلطی سے ان وحشی قبائل اور گکھڑوں کو گڈڈ کر دیا، یا شاید وہ گکھڑوں کے خلاف تعصب رکھتا ہوگا۔ فرشتہ یہ بھی بتاتا ہے کہ گکھڑوں نے اس کے اپنے ایک جدا مجد ہندو شاہ کے ساتھ بھی ناروا سلوک کیا تھا۔ گکھڑ شاہ یعنی کیگوار شاہ کا ذکر محمود غزنی کے سرکردہ پیروکاروں میں ملتا ہے۔

ہندو لقب ”راجا“ کے استعمال کو اس بات کا ثبوت خیال کیا جاتا ہے کہ گکھڑوں کی اپنے ماخذ کے بارے میں بیان کردہ روایت درست نہیں، لیکن نسبتاً حالیہ ادوار تک گکھڑ سردار سلطان کا لقب استعمال کرتے تھے۔

لاپیرون کی ”پارسیوں کی تاریخ“ میں کہا گیا ہے کہ یزدگرد کے ایک بیٹے کے دور میں فارسیوں نے چین کی جانب ہجرت کی اور یہ ساتویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے۔ غالباً اسی موقع پر گکھڑوں کے اجداد تبت میں آباد ہوئے۔ ایک شجرہ نسب میں سلطان یزدگرد کو 45 ویں پشت میں دکھایا گیا ہے۔

گکھڑوں سے بخوبی واقف ایک افسر نے لکھا: ”گکھڑوں کے کچھ سرکردہ افراد بہت عمدہ رویہ ظاہر کرتے ہیں اور یہ چیز ان کے اعلیٰ ماخذ اور نسل کی جانب اشارہ کرتی ہے۔“ ایک اور افسر کے بقول: ”وہ ضلع راولپنڈی کے جنٹلمین اور اشرافیہ ہیں..... ان میں اب بھی اعلیٰ نسلی ماخذ کے آثار موجود ہیں۔“ مسٹر تھامسن نے لکھا: ”جسمانی اعتبار سے گکھڑ زیادہ دراز قد نہیں، لیکن گھٹیلے جسم کے مالک اور جاندار ہیں، وہ بڑے اچھے فوجی ہیں۔“ یہ تمام آراء تیرھویں صدی میں ان کے متعلق دیئے گئے بیان کو جھٹلاتی ہیں۔ راجا جہانداد خان تسلیم کرتا ہے کہ انہیں

اکثر کھوکھروں کے ساتھ گڈمڈ کر دیا جاتا ہے، لیکن اپنے فارسی ماخذ کے بارے میں اس کے دلائل قائل کر لینے والے نہیں۔ ایک مقامی روایت مورخین کے اس بیان کی پر زور تصدیق کرتی ہے کہ دھمیاک کے مقام پر شہاب الدین غوری کا قتل لکھڑوں کے ہاتھوں ہی ہوا تھا۔ لکھڑ متعدد ذیلی شاخوں میں بٹے ہوئے ہیں جن میں سے مرکزی یہ ہیں: ادمال، اسکندرال، بگیال، فیروزال اور تلیال۔ پہلی تین شاخیں کھدر کے زیادہ تر حصے پر قابض ہیں۔ فیروزال جہلم کے قریب چند دیہات کے مالک ہیں۔ موخرال ذکر یعنی تلیال دینہ کے قریب دریا کے کنارے چار یا پانچ چھوٹی موٹی جاگیریں رکھتے ہیں (باقی شاخیں ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتیں)۔ ان تمام قبیلوں یا شاخوں کے نام اپنے اپنے جد امجد کے نام پر ہیں۔ ہر شاخ کے مرکزی مقام یا اصلی دیہات کو منڈی کہتے ہیں۔ جہلم میں عموماً چھ منڈیاں بتائی جاتی ہیں: سلطان پور (ادمال)؛ لہری اور بکراالا (اسکندرال)؛ دو میلی؛ پدھری اور برگواہ (بگیال)۔

گلگ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

گلگریل..... کرنال میں اسلام قبول کرنے والے ہندو نائی کو کہتے ہیں۔

گلگی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ۔

گل..... جٹوں کے بڑے اور نہایت اہم قبائل میں سے ایک۔ اس کے صدر مقام لاہور اور فیروز پور اضلاع میں ہیں لیکن سارے بیاس اور بالائی ستلج کے ساتھ ساتھ بھی ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ میں بھی پائے گئے۔ اس قبیلے کا جد امجد گل (شیر گل کا باپ) رگھو بنسی راجپوت نسل کا جٹ تھا جو ضلع فیروز پور میں رہتا تھا۔ اس کا شجرہ نسب گڑھ مٹھیلہ کے راجا پرتھوی پال سے ملتا ہے جس کی بیوی بھلر جٹوں میں سے تھی۔ قبیلے نے سکھ عہد میں کچھ اہمیت حاصل کی اور سر لیپل گریفن نے ”رو سائے پنجاب“ (صفحہ 352 پر) اس کے مرکزی خاندان کی تاریخ دی ہے۔

گل قبیلہ کے لوگ موگا تحصیل میں راجپانا کے مقام پر واقع ایک معبد میں اپنے مورث اعلیٰ کی پرستش کرتے ہیں۔ غالباً وہ اسے راجا پیر بھی کہتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ فیروز پور میں یہ قبیلہ حضرت سخی سرور کو مانتا ہے اور اس کے ارکان دیپ سنگھ، سروپ سنگھ وغیرہ کی بجائے

دیپا، سروپا کہلوانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے ساتھ میاں لگاتے ہیں۔ شادیوں کے موقع پر وہ اپنے گھر کے قریب سخی سرور کے تالاب سے لائی ہوئی مٹی کھودتے ہیں۔ وہ جھنکا کے ساتھ ساتھ حلال گوشت (اگر مسلمان ہوں) بھی کھا لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قبیلے کے کچھ افراد نے جب جھنکا کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھایا تو ان میں سے ایک کا نا ہو گیا جبکہ دوسرے کو قید کی سزا ملی، چنانچہ انہوں نے دوبارہ سابقہ طرز عمل اپنا لیا۔

ہیر اور سدھو جنٹوں کی طرح گل بھی اپنی ننھیالی گوت میں شادی کر لیتے ہیں جو عام ہندو قواعد کے منافی ہے۔ گل دلہا بارات کی روانگی سے پہلے جنڈ کے درخت کی ایک ٹہنی کاٹتا ہے۔

گلاب داسی، گلاب داسیا..... ایک سکھ شاخ یا سلسلہ جس کی بنیاد (قصور کے نزدیک) چٹھایا چٹھیانوالہ کے ایک اُداسی گلاب داس نے رکھی تھی۔ اس کے عقائد کو ”کھاؤ پیو اور عیش کرو“ کے اصول پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے۔ وہ خدا کو نہیں مانتے اور صرف اپنے فرقے کے حیات مذہبی پیشواؤں کا ہی احترام کرتے ہیں۔ مسٹر میکلیگن کا کہنا ہے کہ پریتیم داس ایک اُداسی نے گنگا میں گمبھ میلے کے موقع پر کسی بات پر سبکی محسوس کی اور اپنا نیا فرقہ بنا لیا۔ اس کا مرکزی شاگرد ایک سکھ گلاب داس تھا جو مہاراجا شیر سنگھ کی فوج میں گھوڑسوار رہ چکا تھا۔ اس نے اُپدیش بلاس نامی صحیفہ مرتب کیا جو چٹھیانوالہ میں واقع اس کے مقبرے میں رکھا ہے۔ گلاب داس نے کیس رکھنے کا رواج مسترد کیا، اپنے پیروکاروں کو تمباکو نوشی کی اجازت دی اور گرتھ کے صرف انہی حصوں کو مانا جو اس کے اپنے خیالات سے مطابقت رکھتے تھے۔ گلاب داسی ہولی کے دوران چھ دن طویل تیوہار مناتے ہیں۔

گلہاہا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گلسن..... راناہر رائے چوہان کی ایک گوجر بیوی سے پیدا ہونے کا دعویٰ کرنے والا گوجر قبیلہ۔ اس نے جمنادو آب میں انہیں اپنی مفتوحات کا ایک حصہ تفویض کر دیا تھا، اور وہ اب بھی کرنال کے چوہان ناروک میں تھوڑی بہت زمین رکھتے ہیں۔

گل و ترہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گلہار..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھری، گھریا..... اروڑوں کی ایک شاخ۔

گمرانی..... پشاور کی تحصیل نوشہرہ میں پٹھانوں کا ایک قبیلہ۔

گنج..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گنج بخشی..... ایک قلیل التعداد سکھ فرقہ جس کے بارے میں بس اتنا ہی معلوم ہے کہ گنج بخشی

گورداسپور کا ایک فقیر تھا جسے گورداس نے دعادی تھی۔

گنجیال..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گنڈو..... جٹ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ یہ شادیوں اور دیوالی کے موقع پر اپنے جٹھیروں کی

پوجا کرتے ہیں۔

گندھی..... ایک جٹ قبیلہ جو غالباً مانگٹ والے خطے میں ہی ملتا ہے۔

گندھیلا..... ایک پست درجے کا سیلانی قبیلہ۔ ایلٹ نے انہیں ”باوریوں کی نسبت تھوڑا سا زیادہ

محترم“ بیان کیا۔ تاہم پنجاب میں صورتحال اس کے برعکس ہے۔ گندھیلا ننگے سر اور ننگے

پاؤں چل پھر کر بھیک مانگتے، گھاس اور زسل کی اشیاء بناتے، بیئر پکڑتے، چاقو چھریاں اور

تکواریں تیز کرتے، لکڑی کاٹتے اور اسی طرح کے چھوٹے موٹے کام کرتے ہیں۔ بتایا جاتا

ہے کہ وہ کچھوے اور مردہ جانور بھی کھا لیتے ہیں۔ وہ گدھے پالتے اور تھوڑی بہت تجارت بھی

کرتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں وہ ریچھ کا تماشا دکھاتے ہیں لیکن یہ امر یقینی نہیں۔ ان کی ایک

دلچسپ روایت کے مطابق سندھ پار کے علاقے میں کسی جگہ پر وہ ایک سلطنت کے مالک ہوا

کرتے تھے اور انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی املاک واپس مل جانے تک سر اور

پاؤں میں کچھ نہیں پہنیں گے۔

گندیا..... ڈیرہ غازیخان میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ چاندیا بلوچ کی طرح وہ بھی (مسلمان ہونے

کے باوجود) شام جی کو بھینٹ پیش کرتے ہیں، اور انہیں رنگ رنگیا بھی کہتے ہیں۔

گنڈاپور..... اُسترائی (سید) ماخذ رکھنے والا ایک پٹھان قبیلہ۔ اصل ماخذ کے علاوہ وہ شیرانی،

غور غشتی پٹھانوں کی مویشیزئی شاخ اور یوسف زئی قبیلے کی رانیزئی شاخ کے ساتھ بھی کچھ

قرابتیں رکھتے ہیں۔ وہ دریائے سندھ کے اس پار ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال مغربی حصے میں

460 مربع میل کے علاقے میں آباد ہیں۔ وہ غریب پاوندہ اور سیلانی قبیلہ ہوا کرتے تھے لیکن

اب ڈیرہ اسماعیل خان کے پٹھانوں میں سب سے زیادہ کاشت کاری کرتے ہیں۔ ان کی خوشحالی کا اعلیٰ ترین دور اٹھارہویں صدی کے وسط میں تھا، لیکن کوئی 70 برس بعد وہ اپنے مشرقی مقبوضات سے محروم ہو گئے۔ یہ کے سدوزئی حاکم نواب محمد خان نے انہیں بے دخل کر دیا۔ وہ اب بھی پائندہ تجارت کرتے ہیں۔ انہیں لا قانون، ظالم اور غیر مہذب بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا موروثی خان بہت کم طاقت رکھتا ہے۔

گنگ ..... ایک قبیلہ جو منڈ کی طرح بطور اعوان شمار ہوتا ہے، لیکن اعوان اس دعوے کو مسترد کرتے ہیں۔ ان کے چاروں طرف اعوان آباد ہیں، اور شاید یہ ان کا کوئی ذیلی قبیلہ ہی ہو۔ گنگو ..... منگمری میں زراعت پیشہ اراکین قبیلہ۔

گنگو شاہی ..... گڑھ شکر کے بستی کھتری گنگو یا گنگا داس کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ سکھ روایت کے مطابق اس نے اپنی ساری دولت یعنی چار سیر گڑ گورو امر داس کی خدمت میں پیش کیا۔ اسے پہاڑی علاقے میں تبلیغ کرنے بھیجا گیا۔ اس نے کھرار کے قریب دون میں ایک زیارت گاہ بنائی اور اس کے پڑپوتے جواہر سنگھ نے کھتکر کلاں میں ایک اور مشہور گورو دوارہ قائم کیا۔ مہیسر کا ماہی یا مہی بھگت اس فرقے کا ایک اور نمایاں شخص تھا۔ گنگو شاہیوں کے پاس گورو امر داس کی چار پائی تھی اور گورو گوبند سنگھ کی بیعت سے انکار کرنے پر انہیں دین بدر کر دیا گیا۔ گنوان ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گنویں ..... ضلع ملتان کی تحصیل شجاع آباد کے مرکز میں ملنے والا ایک جٹ قبیلہ۔ گوار، گوار یا ..... پست سماجی حیثیت کے حامل ہندوؤں کی ایک خانہ بدوش ذات۔ انہیں سانیوں یا نٹوں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ وہ سرکیاں اور چکی کے پتھر بھی بناتے ہیں۔ وہ پنجاب کے صرف جنوب مشرقی اضلاع میں ہی ملتے ہیں۔ گواسی ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

گوالا ..... ہندو چرواہے یا گڈریے کے لیے ایک پیشہ وزانہ اصطلاح۔ پنجاب میں ہندو دودھ والے، مکھن بنانے والے اور چرواہے کو گوالا کہتے ہیں اور عموماً اس کی ذات اہیر ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان ہو تو اسے گھوسی کہا جاتا ہے اور اس کا تعلق عموماً گوجر قبیلے سے ہوگا۔ 1957ء کی بغاوت سے پہلے تک گھوسی صرف دودھ ہی بیچا کرتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے

مکھن بھی نکالنا شروع کر دیا۔ ہندو کسی ہندو گوالے یا مسلمان گھوسی سے دودھ لے کر پی لیتے ہیں لیکن اس صورت میں گھوسی سے لیا ہوا دودھ ہرگز نہیں پییں گے جب انہیں اس میں پانی ملائے ہونے کا شبہ ہو کیونکہ وہ گھوسی سے پانی نہیں پیتے۔ جب گوالے مکھن بنانے کے لیے کسی مسلمان گھوسی سے دودھ خریدتے ہیں تو ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے گائے کو دوہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

گوپارائے..... سورج بنسی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جنٹوں کا قبیلہ۔ ان کا جدا مجد ملو امرتسر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آیا۔ وہ مظفر گڑھ اور منگمری اضلاع میں بھی بطور زراعت پیشہ قبیلچہ پائے جاتے ہیں۔

گوپالک..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوپانگ، گوپھانگ..... ڈیرہ غازی خان کے بکھرے ہوئے بلوچ قبائل میں سے ایک۔ یہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ مظفر گڑھ، زیریں دریائے سندھ و ستلج میں بھی پائے جاتے ہیں۔

گوتم..... گڑگاؤں میں چند دیہات کے مالک برہمنوں کی ایک ذات یا گروہ۔ گوتم کارتہہ گوڑ کے بعد ہے کیونکہ گوتم یا چوراہا کو حقے سے منہ لگا کر پینے کی اجازت نہیں ہوتی۔  
گوج..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گوجراتی..... سر ڈینزل ابٹسن نے انہیں یوں بیان کیا ہے: ”سندھ میں گجرات سے آنے والے گوجراتی بیاس برہمن کچھ اعتبار سے تمام برہمنوں سے بالاتر ہیں۔ انہیں ہمیشہ سب سے پہلے کھانا کھلایا جاتا ہے اور جب وہ گور سے ملتے ہیں تو اسے آشیر باد دیتے ہیں، جبکہ اس کے ہاتھ سے عام روٹی لے کر نہیں کھاتے۔ انہیں مرگ کے بارہویں دن کھانا کھلایا جاتا ہے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ تیرہویں دن کھانا نہیں کھائیں گے۔ البتہ وہ غیر مبارک نذرانے لے لیتے ہیں۔ گرہن کے موقع پر وہ خصوصاً راہو کے نذرانوں کے حقدار ہیں۔ وہ تیل، تل، بکرے، بکریاں، سبزیاں اور گندے کپڑے نہیں لیتے، لیکن پرانے کپڑے (بشرطیکہ ڈھلے ہوئے ہوں)، بھینس اور ستجا (سات اناج) قبول کر لیتے ہیں۔ وہ راہو کے لیے مریض سے خصوصی نذرانہ بھی لیتے ہیں۔ مریض گھی میں سونا ڈالتا، اس میں برہمن کا چہرہ



دیکھتا اور یہ کسی گوجراتی کو دے دیتا ہے یا اپنے وزن کے برابر اناج (ستخا) تول کر نذر کرتا ہے۔ اگر شیطان غالب آجائے پر کوئی بھینسا گھر کی چھت پر چڑھ جائے (گاؤں میں یہ مشکل بات نہیں) اور ساون میں پیدا ہونے والا بچہ ایا ماگھ میں پیدا ہونے والی بھینس کا بچہ بد بخت خیال کرتے ہوئے گوجراتی کو دے دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی گور یہ وصول نہیں کرے گا۔ ہر فصل کٹنے پر گوجراتی بھی بالکل گور کی طرح پے ہوئے آٹے کا تھوڑا سا نذرانہ (سیوری) لیتا ہے۔

گوجر، گجر..... گجرال یا گجر بیڑا بھی لفظ گوجریا گجر سے ہی مشتق ہیں جن کا مطلب ہے گجروں کے رہنے کی جگہ، جبکہ گجرات کا مطلب گوجروں کا علاقہ ہے۔ ضلع گجرات کا نام اس کے مرکزی شہر کے نام پر ہے لیکن اس شہر کا اصل نام ادے نگری ہوا کرتا تھا۔ عوامی روایت کے مطابق ایک سورج بنسی راجپوت راجا پنچن پال نے اس کی بنیاد رکھی جو گنگا دو آب سے آیا، جبکہ علی خان نامی گوجر نے شہر کو نئے سرے سے تعمیر کیا۔ بلاشبہ وہ گجر کا راجا الا خان یا ال کھان تھا جسے 883 اور 901 عیسوی کے درمیان سنگ کار اور ما کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ تاہم کیپٹن میکزی نے ایک اور روایت ریکارڈ کی ہے جس کے مطابق گجرات شہر کی تعمیر نو سیالکوٹ کے راجا رسالو کے بیٹے بدر سین کی بیوی رانی گوجراں نے کی تھی۔ دونوں بیانات اس امر میں متفق ہیں کہ گجرات شہر اکبر کے دور میں دوبارہ تعمیر ہوا۔

موجودہ ضلع گجرات ہرات یا جٹ پرگنہ اور گجرات یا گوجر پرگنہ پر مشتمل ہے۔ یہ پرگنہ ٹیوں اور ٹپے، ٹوپوں میں تقسیم تھے۔ ہر ٹوپ کا منتظم ایک چودھری تھا۔ موجودہ ضلع مظفر گڑھ میں دریائے سندھ کے کنارے بھی ایک گجرات ہے۔

سر الیگزینڈر کننگھم موجودہ دور کے گوجروں کے بارے میں لکھتے ہیں: ”گوجر ہند کے شمال مغرب کے ہر ایک حصے میں کافی بڑی تعداد میں ملتے ہیں (دریائے سندھ سے لے کر گنگا تک اور ہزارہ سے لے کر گجرات کے جزیرہ نما تک)۔ بالائی جمنائے کناروں پر جگادھری اور بڑیہ کے قریب اور سہارن پور کے علاقے میں ان کی تعداد بالخصوص زیادہ ہے۔ دہلی کے جنوب میں ریواڑی کے راجے بھی گوجر ہیں۔ جنوبی پنجاب میں ان کی آبادی خال خال ہے، لیکن شمال کی طرف آتے ہوئے ان کی آبادی بڑھتی جاتی ہے۔ شمالی پنجاب میں گوجرانوالہ،

گجرات، گوجران و غیرہ انہی کے نام پر ہیں۔ سارے ہزارہ علاقے، جہلم اور حسن ابدال کے قریب ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔“

زیریں علاقوں میں گوجروں کی آباد کاری کے دور کا تعین کرنے میں بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ جننا اضلاع اور ہوشیار پور کے سوا تقریباً سبھی جگہوں پر وہ مسلمان ہیں۔ جالندھر کے گوجر اپنی تبدیلی مذہب کا واقعہ اور نگزیب کے عہد میں بتاتے ہیں جو کہ قرین قیاس ہے۔ فیروز پور کے گوجروں کا کہنا ہے کہ وہ جنوبی ہند میں دارانگر سے آئے اور پھر سرسا سے ہوتے ہوئے براستہ قصور فیروز پور میں مقیم ہوئے۔ صوبے کے مشرقی نصف کے مسلمان گوجر اب بھی اپنی ہندو روایات کو بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں مثلاً ان کی عورتیں شلواری کی بجائے گھگرا اور نیلے کی بجائے سرخ رنگ پہنتی ہیں۔ جالندھر میں گوجروں کا جوتا مخصوص قسم کا ہے جس کے بالائی حصے پر چھوٹا سا چمڑا لگا ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ گوجروں کے لیے گجرات کی حیثیت وہی ہے جو بھٹیوں کے لیے بھٹیز اور بھٹیانہ کی۔

گوجر تنومند اور جسمانی اعتبار سے جٹ جیسے ہی ہیں۔ ان کا سماجی رتبہ بھی جٹوں والا ہے یا شاید تھوڑا سا کمتر لیکن یہ دونوں کسی تعصب کے بغیر اکٹھے کھاتے پیتے ہیں۔ محاورہ ہے کہ ”جٹ، گوجر، آہیر اور گولا..... یہ چاروں جگہری دوست ہیں۔“ لیکن وہ ذاتی کردار اور شہرت کے معاملے میں جٹوں سے کہیں کمتر ہیں۔ گوجر ایک حد تک ست اور خراب کا شکار ہے۔ اس کی عورتیں اگرچہ پردہ نشین تو نہیں مگر صرف بہت ہلکی قسم کی کھیت مزدوری ہی کریں گی، جبکہ چوری کے لیے گوجروں کا شوق دیگر لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی جٹ نے مجھے ایک گوجر اور ایک راجپوت مویشی چور کے درمیان فرق بتاتے ہوئے کہا تھا: ”گوجر آپ کی بھینس چرانے کے بعد اپنے باپ کو آپ کے پاس بھیجتا ہے۔ وہ آپ سے کہتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ بھینس کس جگہ ہے اور 20 روپے کے عوض یہ اطلاع دے سکتا ہے۔ لیکن پھر وہ بھینس اور 20 روپے دونوں ہی لے کر غائب ہو جاتا ہے، جبکہ راجپوت ایسا نہیں کرتا۔“ پنجاب کی ساری تاریخ میں گوجر شورش انگیز رہے اور ہمیشہ سلاطین دہلی کی آنکھ میں کانٹا بن کر چیتے رہے۔ وہ اب بھی تھوڑی سی ڈھیل ملنے پر اپنے پڑوسیوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ مقامی محاوروں سے ان کے کردار کا اندازہ ہوتا ہے: ”گوجر جہاں بھی ملے اس کو مار ڈالو۔“ ”سکتا

اور بلی..... رائگڑ اور گوجر..... اگر یہ چاروں نہ ہوتے تو ہم اپنے دروازے کھلے چھوڑ کر سو سکتے۔“ اور ”کتا، بندر اور گوجر قدم قدم پر اپنا ارادہ بدلتے ہیں۔“ اور ”جب باقی تمام ذاتیں مرجائیں تو تبھی کسی گوجر کو دوست بناؤ۔“

گوجر اپنی شورش انگیز عادات کے باوجود مردانہ خود مختاری سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ بالعموم ایک کمینہ، مکار اور بز دل ہے۔ تہذیب کی نشوونما نے اسے کچھ زیادہ متاثر نہیں کیا۔ لیکن میجر ویس نے ہزارہ کے گوجروں کو جفاکش، مخنتی اور چاک و چوبند نسل قرار دیا جو اپنے مویشیوں اور کھیتوں کے ساتھ پر امن زندگی گزارنے کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ مسٹر تھامسن کے مطابق جہلم کے گوجر اس ضلع کے بہترین کاشتکار ہیں۔ مسٹر سٹیڈمین نے راولپنڈی کے گوجروں کے بارے میں بھی اسی قسم کا بیان دیا۔

گوجروں کی سماجی رسوم بالعموم دیگر ہندوؤں اور مسلمانوں جیسی ہیں لیکن ایک دو دستور قابل ذکر ہیں۔ دہلی میں ایک نائی اور برہمن مل کر بچے کی شیر خواری میں ہی منگنی کرتے ہیں مگر شادی 10 یا 12 سال کی عمر سے پہلے نہیں ہوتی۔ شادی سے ایک یا دو روز قبل لڑکی والے لڑکے والوں کی طرف جا کر انتظامات پر گفتگو کرتے ہیں۔ نائی اور برہمن کو آدھی رقم منگنی کے موقع پر اور باقی آدھی لگن کے موقع پر ادا کی جاتی ہے، جبکہ جٹ ساری کی ساری رقم منگنی پر ہی دے دیتے ہیں۔ ہوشیار پور کے گوجر شادیوں پر ایک نہایت دلچسپ رسم ادا کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے گوجر خاندان اس موقع پر موجود ہر میراثی فرد (چاہے وہ بچہ یا بوڑھا، مرد یا عورت ہو) کو ”مداجی روپیہ“ یا ایک روپیہ فی کس مد ادا کرتے ہیں (حاملہ میراثی کو دو روپے ملتے ہیں)۔ رقم دینے کی یہ رسم بھاجی کہلاتی ہے۔ ”مداجی روپیہ“ دینے والے گوجر کو بہت بلند سماجی مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور میراثی اسے گربھن کا داتا (یعنی پیدائشی سخی) کا لقب دیتے ہیں۔

گورداس پور میں مسلمان گوجر اپنی تبدیلی مذہب اور نگزیب کے دور میں بتاتے ہیں۔ وہ اب بھی ہندووانہ رسوم اپنائے ہوئے ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر عورتیں گائے کے گوبر سے ایک بت بنا کر اسے پوجتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش ایک مہنگا اور مسرفانہ موقع ہے کیونکہ قاضی اور میراثی کو کھانے کھلانے کے علاوہ نومولود کی بہن اور پھپھو کو بھی نہ صرف جوڑے بلکہ بھینس

یارقم بھی ملتی ہے۔ کسی بھی گوجر کو اپنی ہی گوت میں شادی کرنے کی اجازت نہیں، لیکن بھائیٹا نے اب یہ پابندی توڑ دی ہے اور مسلمان شاخوں میں اب ہندو رسوم کا اثر کم پڑنے لگا ہے۔

گجرات میں مسلمان گوجروں کی روایات عمومی طور پر مسلمان جنٹوں جیسی ہیں، لیکن پیدائش کے بعد دھون (نہانے) کے روز ایک برہمن آکر چوکا مانگتا ہے جس پر آٹے سے بنا ہوا ایک دیاروشن کر دیا جاتا ہے۔ بڑی روٹیاں (ایک ٹوپہ وزن کی) پکا کر کمیوں کو دی جاتی ہیں۔ برہمن کو ایک ٹوپہ آٹا بھی ملتا ہے۔ معزز خاندانوں میں حلوہ بھی پکایا جاتا ہے لیکن اسے صرف اسی گوت کے لوگ کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ شادی شدہ بیٹیاں بھی گوت سے نکل جانے کے باعث یہ حلوہ نہیں کھا سکتیں۔ اگر بہو اپنے میکے میں ہو تو اس کا حصہ وہیں بھجوا دیتے ہیں لیکن اس کے ماں باپ کو اسے کھانے کی اجازت نہیں۔ گجرات کے گوجر ملنی کی رسم پر بھی عمل کرتے ہیں۔

پٹنہ کے اعتبار سے گوجر ایک چرواہا قبیلہ ہیں، یہاں تک کہ گوجرہ میں کسی بھینس کے مر جانے پر عورتیں باقاعدہ ”سیا پا“ (ماتم) کرتی ہیں۔ ضلع انک میں بھی اکثر عورتوں کو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر مرنے والی بھینس کے لیے روتے ہوئے دیکھا گیا۔

ہوشیار پور میں گوجر عورتوں کی بطور دایا بہت مانگ ہے اور شہری لوگ اکثر اپنے بچوں کو گوجر آیا کے پاس رہنے کو بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ چنگے تگڑے ہو جائیں۔ کچھ گوجر اپنی عورتوں کو دودھ لے کر شہر نہیں جانے دیتے اور خود کو ایسا کرنے والوں سے برتر سمجھتے ہوئے اپنی بیٹیاں ان کے ساتھ نہیں بیاتے۔ اس حوالے سے گوجر عورتوں کی آزادی کے باعث انہیں غیر متقی تصور کیا جانے لگا۔

گوجروں کے لباس میں کوئی خصوصی نشان امتیاز شامل نہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ گڑگاؤں کی گوجری کسی کنجری جیسا لباس پہنتی ہے، جیسا کہ محاورہ عام ہے: ”زمین بہ یک سال بنجر خُند..... گوجر بہ یک نقطہ کنجر خُند۔“ یعنی زمین ایک سال میں بنجر ہو جاتی ہے اور ایک نقطے سے گجر (گوجر) کنجر بن جاتا ہے۔ اور غالباً اس میں کافی صداقت ہے۔ بہاولپور کے گوجروں کا ایک موروثی نمائندہ (پگ بند) ہے جو شادیوں اور جنازوں کی رسوم نمٹاتا ہے لیکن کسی مخصوص رقم کا حقدار نہیں۔ گوجروں کی زبان کا لہجہ گوجری یا گوجری ہے، جو بے پور اور راجستھانی

زبان سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔

گور..... بلوچوں کے ہاں گاوری یا گبر کسی کافر کو کہتے ہیں۔ غالباً گور اسی کی بدلی ہوئی شکل ہے۔

گورانی قبیلے کا نام انہی کے نام پر ہے۔

گور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گورائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گورائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

گورایا..... ایک جٹ قبیلہ جسے چندر بنسی راجپوتوں کے ایک سروہا خاندان کی نسل سے بتایا جاتا

ہے۔ یہ ایک خانہ بدوش قبیلے کے طور پر سرسار سے گوجرانوالہ آئے۔ ایک اور روایت کے

مطابق گورایا ایک سوم بنسی راجپوت گرایہ کی نسل ہیں جس کا پوتا مل کوئی پندرہ پشتیں پہلے لکی

تھل سے آیا تھا۔ تیسری روایت یہ ہے کہ ان کا بانی رانا شہنشاہی دور میں جموں پہاڑیوں سے

ہجرت کر کے آیا۔ اب گورایا گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گورداسپور میں ملتے ہیں۔ گوجرانوالہ

میں ان کے 31 دیہات ہیں۔ وہ بہت اچھے کاشتکار اور ضلع کے خوشحال ترین قبائل میں شمار

ہوتے ہیں۔ ان کی شادی کی رسوم بھی ساہی جٹوں والی ہیں۔ سیالکوٹ میں وہ پیر مندا کے

معتقد ہیں جس کی خانقاہ کے گرد دلہا دلہن سات پھیرے لیتے اور بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس رسم پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے ہاں وراثت کا پونڈ اوٹڈ قانون

نافذ ہے۔ منگمری میں مسلمان گورایا ایک جٹ، راجپوت اور اراکین قبیلچے (تینوں زراعت

پیشہ) کے طور پر نظر آتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وسطی ہند میں نیل گائے کو گورایا کہتے ہیں۔

گورجیے..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

گورچانی..... ایک منظم بلوچ تہن جو ماری اور دراکل پہاڑیوں پر قابض ہے اور ان کی حدود

(ہمارے ماتحت قبیلوں میں) سب سے زیادہ آگے پہاڑوں میں جاتی ہیں جبکہ ان کا علاقہ کوہ

سلیمان کے مشرق میں زیادہ آگے تک نہیں۔ ان کے گیارہ قبیلچوں میں سے دُرکانی، شیکانی

لاشاری، پتانی، جستکاتی اور سزانی اہم ہیں۔ آخری تین شاخیں رند ہیں۔ باقی کے قبیلے کو حیدر

آباد کے راجا بھیم سین کے پوتے گورش کی اولاد بتایا جاتا ہے جسے ایک بلوچ نے پالا اور اپنے

ہی قبیلہ میں بیاہا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ہمایوں کے ہمراہ دہلی گیا اور واپسی پر بلوچوں کو ساتھ ملا کر

پٹھان قابضین کو اپنے موجودہ علاقوں سے بے دخل کر دیا۔  
 گورسی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔  
 گورکھایا گرکھا..... نیپال کی حکمران اور عسکری نسل۔ یہ پنجاب میں صرف گورکھار جموں میں ہی  
 ملتے ہیں۔ یہ مخلوط آریائی اور منگولیائی خون رکھتے ہیں۔  
 گورمانی..... ڈیرہ جات اور مظفر گڑھ میں بکھرا ہوا بلوچ قبیلہ۔  
 گورواہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
 گورہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
 گوری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
 گوزیا..... ناہا میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ جس کا نام ایک راجپوت گورن سنگھ سے منسوب کیا جاتا  
 ہے جو پٹنالا میں الووال کے مقام پر آباد ہوا اور یوں جٹ بن گیا۔  
 گوریے..... (1) ایک زراعت پیشہ اراکین قبیلچہ، (2) ایک زراعت پیشہ مغل قبیلچہ۔ یہ دونوں ہی  
 امرتسر میں ہیں۔

گوڑ..... برہمنوں کا ایک گروپ جو مشرقی اضلاع، پنجاب کے کوہ ہمالیہ اور پہاڑوں کے دامن میں  
 گجرات تک محدود ہیں۔ گوڑ برہمنوں کو عموماً دو طبقات ادھ (یا خالص) اور گت (نا جائز  
 اولاد) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ دہلی میں گت برہمنوں کو دھڑ و کرایا دوغلا کہتے ہیں۔ گوڑوں کی  
 بہت بڑی اکثریت نے سارسوت برہمنوں کی طرح زراعت کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔

گوڑواہ..... غالباً ایسے راجپوت کو کہتے ہیں جو کرپوا یعنی بیوہ کی شادی کرنے کے باعث اپنے  
 رتبے سے گر گیا ہو۔ البتہ دہلی میں اس نام کا ایک الگ راجپوت قبیلچہ ہے۔ انہیں جھگڑالو،  
 مضبوط جسم والے بیان کیا جاتا ہے۔ گڑگاؤں میں وہ صرف پلوال تحصیل تک ہی محدود ہیں۔

ان کی اکثریت ہندو اور چند ایک مسلمان ہیں۔ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ  
 گوسل..... چند میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلچہ۔ وہ بدرؤ خان میں واقع ایک سادھ پر بھینٹ  
 چڑھاتے ہیں۔ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ

گوسین..... سنیا سی پیراگی سے بھی زیادہ مبہم اصطلاح۔ پنجاب میں ان کا تعین کرنا بہت مشکل  
 ہے۔ سادہ لفظوں میں بات کی جائے تو اس سے کئی بھی سلسلے کا تارک الدنیا شخص مراد ہے،

لیکن اس کی کوئی حیثیت اور اثر و رسوخ ہونا بھی لازمی ہے۔ تاہم، گوسین ایک الگ سلسلہ بھی ہیں جو پیراگیوں اور سنیا سیوں دونوں سے مختلف ہیں۔ پنجاب کے جنوب مغرب میں شام جی اور لال جی کے پروہت (جو کھتری ہیں اور لیہ و بھکر میں پائے جاتے ہیں) گوسین کہلاتے ہیں۔ ان کا اصل مرکز شملہ پہاڑیوں اور کانگڑا میں ہے۔

گوکھا..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

گوگیرہ..... (1) جھنگ کے سیالوں کی ایک مرکزی مہین یا قبیلچہ۔ گوگیرہ قبصے کا نام اسی کے نام پر ہے، (2) منگمری میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ بھی ہے۔

گولیا یا گوالیا..... صرف روہتک اور کرنال میں ملنے والا ایک دلچسپ جٹ قبیلہ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اصل میں برہمن ہوا کرتے تھے لیکن ایک شراب ساز کے گھر کے باہر بڑے بڑے برتنوں (گول) میں پڑی شراب پینے کے باعث اپنے رتبے سے محروم ہو گئے۔ مقامی برہمن اس روایت کو درست مانتے ہیں۔ گولیا جٹوں کے ساتھ باہمی ازدواج کرتے ہیں۔ وہ تقریباً 30 پشتیں قبل اندور سے روہتک آئے۔

گولیرا..... (گوڑہ) اس قبیلے کے نام پر ہی راولپنڈی ضلع میں ایک خطے کا نام ہے۔ ان کا جد امجد قطب شاہ کا تیسرا بیٹا تھا۔ کریک فورٹ کے مطابق گولیرا یا گوڑا اعوان ہیں کیونکہ وہ اپنا سلسلہ نسب قطب شاہ سے جوڑتے ہیں۔

گونڈال..... گجرات میں مسلمان جٹوں کا ایک قبیلہ جو چوہان راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا جد امجد کن سے بابا فرید کے مزار کی زیارت کرنے آیا اور اسلام قبول کر لیا۔

گونڈل..... شاہ پور، ملتان اور منگمری (بطور راجپوت) میں ملنے والا زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ گونڈل بار میں آباد ہیں جو جہلم اور چناب کے درمیانی خطے کے وسط میں ہے۔ ضلع جہلم میں دریائے جہلم کے کنارے پر بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ حتیٰ کہ راوی کے قریب بھی کچھ ایک ملتے ہیں۔ کبھی وہ چوہان راجپوت ہوا کرتے تھے لیکن اب جٹ ہیں اور دیگر جٹ قبائل کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اپنے پڑوسیوں کے مویشی چرا لینے میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ اس کے سوا ان میں اور کوئی بڑی برائی نہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کا جد امجد پاکپتن کے جنوب میں واقع نوشہرہ سے آیا اور بابا فرید کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اگر

واقعی ایسا ہوا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گزشتہ 600 برس سے اپنے موجودہ علاقوں میں رہ رہے ہیں۔

گوہرا..... چنڈ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ اس کا مورث اعلیٰ ایک ٹور راجپوت بتایا جاتا ہے۔  
گوہڑ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔  
گھاسی..... ملتان میں گھاس کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ یہ کوئی جداگانہ ذات نہیں۔  
گھائی، گا ہی..... کانگڑا خاص اور نور پور میں گھاس کاٹنے والوں کی ایک ذات۔ غالباً انہیں گھاسی بھی کہتے ہیں۔

گھٹو..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔  
گھٹوال..... جنوب مشرقی پنجاب کے جٹ قبیلوں میں سے ایک۔ وہ اپنا سلسلہ گڑھ غزنی سے جوڑتے ہیں جو افغانستان نہیں بلکہ دکن میں واقع ہے۔ وہ خود کو سروہارا جپوت بتاتے ہیں۔ ان کے صدر مقام اہولانا اور روہتک میں گوبانا تحصیل ہیں۔ گھٹوال اکثر ”ملک“ بھی کہلاتے ہیں۔ دہلی کے شمال اور کرنال کے جنوب میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ان کی روایت کے مطابق: ”قدیم وقتوں میں جب راجپوت حکمران تھے تو وہ جٹوں کو اپنے سر پہ پگڑی رکھنے یا سرخ کپڑا پہننے اور نہ ہی دلہے کو تاج (مور) پہننے یا عورتوں کو ننھ پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ وہ کنواری دلہنوں سے سرکاری حقوق بھی وصول کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آج بھی راجپوت اپنے سے کمتر ذاتوں کو (دیہات میں) سرخ کپڑا یا چوڑے گھیرے والا زیریں جامہ نہیں پہننے دیتے۔ گھٹوال نے کسی طرح راجپوت کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کر لی اور ان ممنوعات کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ وہ ملک کہلانے اور سرخ پگڑی پہننے لگے۔ آج بھی سرخ پگڑی والا جٹ گھٹوال ہی ہوتا ہے۔

گھراٹیا..... چکی چلانے والا۔

گھرتھ..... کانگڑا خاص اور نیچے کی پہاڑیوں میں گھرتھ کا درجہ وہی ہے جو مشرقی علاقوں میں کنتیوں کا ہے۔ گھرتھ اصلاً راجپوت ہیں جو مخلوط شادیوں یا ناجائز جنسی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوئے۔ وہ زیادہ تر کاشت کاری ہی کرتے ہیں۔ لوک ریت کے مطابق گھرتھ کا نام گھی سے مشتق ہے کیونکہ شیودیوت نے انہیں گھی سے بنایا تھا۔ ہوشیار پور میں وہ باہٹی اور ہندوستان



میں گوری کہلاتے ہیں۔ چانگ پنجابی نام جبکہ گھرتھ پہاڑی لفظ ہے۔ ان کے ہاں دلہن کی قیمت ادا کی جاتی ہے لیکن کوئی مخصوص رقم مقرر نہیں۔ لڑکی کی عمر جتنی زیادہ ہوگی اس کے لیے اتنی ہی زیادہ رقم ادا ہوگی۔ بیوہ کی دوبارہ شادی عام ہے۔ درحقیقت وہ طلاق دیتے یا اپنی بیویوں کو فروخت بھی کرتے ہیں۔ عموماً دیورا اپنی بیوہ بھا بھی پر حق رکھتا ہے لیکن یہ کوئی لازمی اصول نہیں۔ بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کی بیوہ سے شادی نہیں کر سکتا مگر تحصیل کا ٹکڑا میں ایسا ہوتا ہے۔ گھرتھ ہندو قانون وراثت کے مطابق چلتے ہیں۔ ان کی عورتیں کسی بچے کی موت پر پپیل کے درخت پر پانی ڈالتی ہیں۔ گاؤں میں جس کھیت کی فصل سب سے پہلے پک کر تیار ہو اس میں ایک بکرے کی قربانی دی جاتی ہے۔ اگر مویشیوں کو کوئی بیماری لگ جائے تو اہل کالکڑی کا حصہ گھز کے صحن میں گاڑ کر اس پر سرخ اور کالے نشان لگائے جاتے ہیں تاکہ بیماری دور ہو جائے۔ گھرتھ دیوالی، لوہڑی اور دسہرا کے علاوہ پرو (یکم بیساکھ کو) اور ناؤلا تیوہار بھی مناتے ہیں۔

گھروال..... راو پنڈی میں کہوٹہ کے بالائی حصے میں ملنے والے راجپوتوں کا ایک قبیلہ۔ وہ جنجوعوں کے جد امجد راجا بل کے بیٹے پیر کالا کی نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس نے ان پہاڑوں میں مقیم ہونے کے بعد کہورانی نامی عورت سے شادی کی اور اپنے علاقے کو اسی کی نسبت سے کہرو نام دیا۔ چنانچہ اس کی اولادیں کہروال یا گھروال کہلاتی ہیں۔ ڈالال اسی قبیلے کی ایک شاخ ہیں۔

گھرنا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گھریالا..... دھاتوں کو ڈھالنے والا۔

گھڑامی..... چھپر تیار کرنے والا۔ گھڑامی ایک چھوٹی سی ذات اور غالباً جھینوروں سے الگ ہیں۔

گھڑیالی..... جس کا کام ہر گھنٹے بعد گھڑیال بجانا ہوتا ہے۔

گھگ..... منگھڑی میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جنٹ قبیلہ۔

گھگ..... گھگیت..... شاہ پور میں دو زراعت پیشہ قبیلے۔

گھگرہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جنٹ قبیلہ۔

گھگرہیل..... گھگرہیل اپنے دہلی قابل احترام عورت (دیکھیں "گھگرہیل") سے منسوب ہے۔

گھلو..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھلو..... ضلع ملتان کے جنوب مغربی کونے میں ایک قبیلہ۔ ریاست بہاولپور کی بہاولپور و احمد پور  
کاردار یوں اور اُچ پیش کاری میں ان کی تعداد کافی ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ ہندوراٹھ  
(راجپوت) کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے مسلمان کیا تھا۔ اس کے سات بیٹوں نے ایک  
ایک شاخ کی بنیاد رکھی۔ یعنی: بہیر پوترے، گھنوں پوترے، دیپال، جھانبو، گوریال، کانجی  
اور گج۔ بہاول پور میں گھلو زمیندار اور کاشت کار بھی ہیں اور ان کے مزارعے ”غلام“ ہیں جن  
کا ماخذ معلوم نہیں۔

گھلو کنجا نراہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھلو و کنون..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھمار..... (گھمیار) دیکھیں ”گھمار“

گھمان..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھمبیہ..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

گھمن، گھمن..... سیالکوٹ میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ دہلی کے چندر بنسی راجپوت راجا دلپ کی

اولاد ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔ اس کی پانچویں پشت میں جو دھا کے تین بیٹے ہرپال، رن پال

اور سن پال تھے۔ پہلے دو کی اولادیں، جولی راجپوت ہیں جبکہ سن پال کے 22 بیٹے تھے جن

میں سے منسوب قبیلوں میں گھمن کا تعلق سب سے چھوٹے بیٹے سے ہے۔ سن پال کی بیویاں

مختلف ذاتوں سے تھیں اس لیے وہ راجپوت کے مقام سے گر کر جٹ کے برابر ہو گیا۔ ان

کے برہمن بھرا کر ہیں جن سے مسلمان بھی رجوع کرتے ہیں۔ گھمن فیروز شاہ کے عہد میں

بکلیا لیا یا ملہیا نہ سے آئے اور جموں میں آباد ہو کر اپنے موجودہ قبیلے کی بنیاد رکھی۔ شادیوں کے

موقع پر وہ گھرا کے گھن کے کونے میں ایک چوکور خانہ بنا کر اس میں گھاس کا بت رکھتے اور اسے

پوجتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ساہی جیٹوں کی طرح بکڑے کا کان اور جٹ کے درخت کی شاخ

بھی کاٹتے ہیں۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کو خوش کرنے کے لیے بکڑے کے سر پہ پانی ڈالتے ہیں۔

گھمن بالخصوص سیالکوٹ میں ہیں۔

گھمن..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھن..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

گھن گھس..... امرتسر اور کرنال میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ جٹ تحصیل میں بھی ملتے

ہیں۔ لوک ریت کے مطابق ان کے مورث اعلیٰ نے ایک مرتبہ کسی لوہار سے کلہاڑا مانگا مگر اس

نے کلہاڑے کی بجائے گینتی (گھن یا گھان) دے دی اور کہا کہ اسے گھسا کر کلہاڑا بنالے۔

گھنگھرا..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کبوسہ قبیلہ۔

گھنیرا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

گھنیرے..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کھل قبیلہ۔

گھوٹو..... پالش کرنے والا۔

گھور یواہا (غور یواہا)..... راجپوتوں کا ایک قبیلہ جس کے ہیڈ کوارٹرز ضلع جالندھر میں ہیں، لیکن وہ

ماحقہ اضلاع میں بھی ملتے ہیں۔ ان کے مغرب میں منج اور شمال میں نارو ہیں۔ یہ تقریباً سبھی

مسلمان ہیں۔ گھور یواہا رام کے دوسرے بیٹے کش کی اولاد میں سے گوسل گوت کے کچواہا

راجپوت ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کش کی چھٹی پشت میں کوٹ گرمان (موجودہ اودے پور)۔

کے راجا مان کے دو بیٹے کچواہا اور ہواہا تھے، اور وہ ہواہا کی نسل سے ہیں۔ یہ دونوں بھائی ایک

گھوڑا بطور تحفہ لے کر شہاب الدین غوری کے پاس گئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر انہیں اتنا

علاقہ عطا کیا جتنا وہ ایک دن میں گھوڑے پر بیٹھ کر طے کر لیں۔ اسی لیے وہ گھورے واہا

کہلائے۔ ہوشیار پور میں وہ ایک باونی (52 دیہات، تحصیل گڑھ منکر میں) کے مالک ہیں۔

بالاچور کے نزدیک وہ ہندومت کے پیروکار اور شمال کی طرف مسلمان ہیں۔ گھور یواہا راجپوت

صرف اپنی گوت کے اندر شادی سے گریز کرتے ہیں۔ نیز مسلمان گھور یواہا کبھی اس گاؤں

میں شادی نہیں کریں گے جہاں انہوں نے اپنی بیٹیاں بیاہی ہوں، لیکن ہندو گھور یواہوں کے

برعکس وہ گاؤں کے اندر ہی شادی کر لیتے ہیں۔

گھوسی..... یوپی میں گھاس کاٹنے والوں اور دودھ بیچنے والوں کی ایک ذات لیکن کسی بھی پست ذات پورپے کو یہ نام دیا جاتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ پنجاب میں یہ اصطلاح صرف کسی مسلمان گوالے کے لیے استعمال ہوتی ہے چاہے اس کی ذات گوجر، آہیر یا کوئی اور ہو، لیکن دہلی میں ہندو گھوسی بھی ہیں جو اصلاً آہیر بتائے جاتے ہیں۔ ہندو کسی مسلمان گھوسی سے خالص دودھ تو خرید لیتے ہیں لیکن اگر اس میں پانی ملایا گیا ہو تو ہرگز قبول نہیں کرتے، کیونکہ وہ ان کے ہاتھوں سے پانی نہیں پیتے۔ پنجاب کے گھوسی ایک خالص سیلانی گروپ ہیں، تاہم کبھی کبھی وہ قصابوں کا کام بھی کرتے ہیں۔ دہلی کے مسلمان گھوسی گدی گھوسی کہلاتے ہیں۔

گھوگھا..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

گھووال..... راجپوتوں کی ایک شاخ۔ یہ کلہور کے 16 ویں راجا سنگر چند کے بیٹے میاں سینکی کی اولاد ہیں۔

گھیبیا..... ضلع اٹک میں راجپوت رتے کا حامل ایک قبیلہ۔ روایت کے مطابق گھیبیا، سیال اور ٹوانہ رائے شنکر نامی پٹوار کے تین بیٹوں گھیبو، سینو اور شینو کی اولاد ہیں۔ غالباً سیال اور ٹوانہ اس تعلق کو تسلیم کرتے ہیں اور راجپوت قبائل کے اس گروپ کا ماخذ پٹوار ہونا خلاف امکان نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گھیبیا قبیلہ سیال اور ٹوانہ کے بعد پنجاب میں آیا اور فتح جنگ و پنڈی گھیب کے پہاڑی علاقے میں سکونت اختیار کی۔ یہاں وہ اعوانوں، گکھڑوں اور دیگر پڑوسی قبائل کے مقابلہ میں قائم رہے، حتیٰ کہ رنجیت سنگھ نے انہیں مطیع کر لیا۔ جو دراکو جموں، یا پھر ایک اور کہانی کے مطابق ہندوستان سے آیا ہوا بیان کیا جاتا ہے، اور وہ اپنے موجودہ علاقے میں گھیبوں کی آمد سے پہلے ہی آباد تھے۔ اب وہ پنڈی گھیب کے مشرقی نصف میں اور گھیبیا فتح جنگ تحصیل کے مغربی نصف میں رہتے ہیں۔ گھیبیا کو درحقیقت اصل جو درا قبیلے کی ایک شاخ بھی بتایا جاتا ہے جو دیگر قبیلے والوں سے لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پنڈی گھیب کا قصبہ گھیبوں کی بجائے جو درا نے بسایا تھا۔ سرلیپل گریفن کی ”رو سائے پنجاب“ (صفحہ 538) میں گھیبیا خاندان کی تاریخ دی گئی ہے۔ جو درا اور اپیال کے ساتھ ان کی اکثر جھڑپیں

ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک قبیلہ ہے۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گھنٹی..... گھی بیچنے والا، کھتریوں کی ایک شاخ۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گھیسے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیانی..... رشی، بزرگ۔ عالم فاضل شخص کو کہتے ہیں۔ سکھوں کے گزرتھ صاحب کا علم رکھنے والوں کو گیانی کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیگی..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیلانی..... امرتسر اور منگمیری میں زراعت پیشہ قبیلچہ (دیکھیں "جیلانی")۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیلن..... (1) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ، (2) امرتسر میں اراٹیں قبیلچہ۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیندس..... جٹ کی سنگرور اور دادری تحصیلوں میں ایک چھوٹا جٹ قبیلہ یا گوت۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔

گیہلن..... منگمیری میں زراعت پیشہ اراٹیں قبیلچہ۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ معلومات لایا کرتے ہیں۔



## ل

لاری..... اسے ٹیلار بھی کہتے ہیں۔ یہ نیل کارنگ رنگنے والا ہے۔ ٹیلاری اور رنگریز میں تمیز کرنا کافی مشکل ہے۔ وہ دونوں ہی کپڑا رنگنے والے اور دستکار ہیں۔ ان کی زیادہ تر تعداد شہروں میں ہی ملتی ہے لیکن ایک رائے کے مطابق لاری صرف نیل سے رنگتا ہے۔ جبکہ رنگریز نیل کے سوا سب رنگوں میں کام کرتا ہے۔ لہذا وہ چھیمبا کے کافی قریب ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مقامی ریاستوں میں ہونے والے چند ایک اندراجات سے قطع نظر یہ تمام ذاتیں خالصتاً مسلمان ہیں۔ لاری کو اکثر نیلاری، نرالی یا نیل گر، لولاری یا لالاری بھی کہا جاتا ہے۔

لارے..... راجپوتوں کی ایک شاخ۔  
لاشاری..... بلوچ کے مرکزی حصوں میں سے ایک۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ رندوں کے ساتھ جنگ کے بعد گندوا میں مقیم ہوئے اور اب کچی میں جھل کے مگھسی ان کی نمائندگی کرتے ہیں جہاں وہ مگھسیوں کا سب سے بڑا قبیلہ ہیں۔ پنجاب میں جہاں بھی بلوچ موجود ہیں وہاں لاشاری بھی ملتے ہیں۔ جسٹکانی بھی لاشاری نسل سے ہیں۔ اور گورچانی قبیلے میں لاشاریوں کا ایک طاقتور ذیلی ٹمن ہے۔ لیکن ڈیرہ غازی خان میں درگی کے لاشاری جٹ معلوم ہوتے ہیں۔ منگمری کی گوگیرہ اور پاکپتن تحصیلوں میں بیشتر بلوچ لاشاری ہیں۔ شاہ پور میں لاشاری قبیلے کو بطور زراعت پیشہ شمار کیا گیا۔

لاکھا..... مسلمان جٹوں کی ایک شاخ جو ڈیرہ غازی خان کی راجن پور تحصیل میں کچھ دیہات کے مالک ہیں۔ اور مظفر گڑھ میں بھی ملتے ہیں۔

لاکھی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لال بیگی..... لال بیگ کے پجاری جسے بالاشاہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہ چوہڑوں اور دیگر ہم رتبہ ذاتوں کا داستانی جد امجد ہے۔ یہ بات بہت حد تک ممکن ہے کہ بالاشاہ ہی بالمیک کا اسلامی نام ہے۔ بالمیک نے رامائن لکھی تھی۔ سر رچرڈ ٹمپل کے مطابق کہانی یوں ہے کہ

ایک مرتبہ شیونے اپنا ہاتھ ایک لال بٹے (سرخ پتھر) پر رگڑا اور اس میں سے لال بیگ ظاہر ہو گیا۔ وہ لکھتا ہے:

”مشرقی پنجاب کی تمام خاکروب قومیں لال بیگ کو اپنا سرپرست ولی سمجھتی ہیں اور ان کے تمام مذہبی تصورات اسی شخصیت کے گرد گھومتے ہیں۔ اسی کو لال گرو، لال خاں، ساملی بیگ، لال شاہ، میراں شاہ، لال ولال اور کئی دیگر اعزازی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قومیں بالکل جاہل ہیں اس لیے اس کے متعلق ان سے یقین کے ساتھ کچھ معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کی پیدائش کے متعلق ناقابل تسلیم اور متضاد کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ میری رائے میں یہ نام لال بھیکھ (بھکشو)، یعنی سرخ کپڑے پہننے والا جوگی ہونا چاہیے اور جو حکایات مجھے اب ملی ہیں ان سے میری اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ (دیکھو ”پنجاب کے متعلق اقتباسات اور سوالات“ جلد اول مطبوعہ 1883-84ء) غالباً وہ خاکروبوں کے پروہت کی ایک خیالی شخصیت ہے، جو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنتا ہے۔ اس کے متعلق تمام حکایات اسی نتیجے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

بالمیک، والمیک، بالنیک، بالمیک، بالاشاہ اور نوری شاہ بالا وغیرہ خاکروبوں کے مذہبی عقائد کی ایک قدآور شخصیت کے مختلف نام ہیں جس کا رتبہ لال بیگ سے دوسرے درجے پر ہے، مگر بالعموم ان دونوں کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ یہ شخصیت یقیناً وہی والمیک ہے جو رامائن کا مصنف ہے اور جو شوردر تھا۔

کم از کم شمالی پنجاب کے خاکروبوں کی اکثریت لال بیگی یا لال بیگ کے ماننے والوں کی ہے اور ان کا ایک اپنا مذہب ہے جو ہندومت اور اسلام دونوں سے مختلف ہے۔ ان کے اپنے پروہت بھی ہوتے ہیں اور مقررہ مذہبی رسوم بھی۔ اس مذہب میں تمام چیزوں کے لیے جو اس کے ماننے والوں یا انہیں بتانے والوں نے ادھر ادھر سے سن کر مقدس سمجھ لی ہیں، ایک مہمل سا جذبہ عقیدت پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے عقائد خلط ملط ملتے ہیں۔ البتہ وسطی عہد کے مصلحین کی بتائی ہوئی وحدانیت ان کے تمام اوہام کی تہہ میں موجود نظر آتی ہے۔“

لال داسی..... مسلمانوں کا ایک فرقہ جو ہندو ازم کی جانب رجحان رکھتا ہے۔ اس کا بانی الور کا ایک

میولال داس تھا، جو تمام میوؤں کی طرح مذہباً تو مسلمان تھا لیکن میوؤں کی ہی طرح ہندو رسوم کا پیروکار تھا۔ وہ 1540ء میں پیدا ہوا اور کیپٹن پاولیٹ نے گزٹیئر آف الور میں اس کی تعلیمات تفصیل سے بیان کی ہیں۔ فرقی کے بھگت سادھ کہلاتے ہیں۔ تاہم لال داس ایک مسلمان تھا اور اسے پیر تصور کیا جاسکتا ہے۔ کم از کم میوات خاص میں تو اس کے پیروکار مسلمان میو ہیں۔ البتہ پنجاب کی حد کے قریب رہنے والے میوؤں نے اسلامی عقائد کے بارے میں زیادہ کچھ سیکھ لیا ہے۔ اور وہاں کے لال داسی عوام نیچے اور ترکھان ہی ہیں۔

لالی..... (1) امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ (2) گوجر قبیلچہ۔

لانگ..... ضلع ملتان کی شجاع آباد تحصیل کے وسط میں بیاس کے پرانے کناروں پر ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ وہ اکبر کے عہد میں وہاں آباد ہوئے۔ وہ بہاولپور میں ملتے ہیں اور پولندروں کی چوتھی شاخ ہیں۔ باقی تین کے نام دلتے، لٹے اور کنجر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ شیر شاہ سید جلال کے ساتھ اس علاقہ میں آئے۔

لاور..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لاویانو..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

لاوی..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

لاہر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ وہ سندھ سے آئے اور جام کہلواتے ہیں۔

لاہر..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لاہل..... لدھیانہ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ وہ ایک جٹھیرا کو پوجتے اور شادی کے موقع پر جنڈیاں کی رسم انجام دیتے ہیں۔

لاہولا، لاہولی..... لاہول کارہنے والا۔ یہ مقام جزوی طور پر برطانوی علاقے اور چمبہ میں ہے۔

لاہی..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

لبانہ..... اگرچہ لبانے بالعموم ماہتموں کے ساتھ منسلک ہیں مگر اس کے باوجود ایک بالکل الگ

ذات کی صورت رکھتے ہیں۔ وہ مظفر گڑھ اور بہاولپور کو چھوڑ کر ایک طرح سے مکمل طور پر

پہاڑی و دامن کوہ اضلاع تک ہی محدود ہیں۔ لیکن لاہور اور گوجرانوالہ میں بھی ان کی کافی



تعداد ملتی ہے۔ وہ پہاڑوں کے حمال اور خوانچہ فروش ہیں اور محض بخاروں کے اس طبقہ کے نمائندہ ہیں جو گنگا کے مشرق میں دامن کوہ خطوں میں آباد ہیں۔ کیپٹن میکنزی نے گجرات کے لبانوں کو یوں بیان کیا۔

”لبانے مخصوص طرز کے لوگ ہیں۔ سکھوں کے درمیان ان کی حیثیت بھی کافی حد تک ماہتموں جیسی ہے۔ وہ ہندوستان کے بخاروں کی طرح مال سے لدے ہوئے بیلوں کے بڑے بڑے کاروانوں کے ذریعہ وسیع تجارت کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے زراعت کا پیشہ اختیار کیا ہے، لیکن تجارت چھوڑ کر نہیں بلکہ ایک اضافی ذریعہ آمدنی کے طور پر۔ وہ برداری کی ایک شاخ کی حیثیت میں ہر لحاظ اور حوصلہ افزائی کے مستحق اور بالعموم مضبوط قسم کے لوگ ہیں۔ ان میں جوش و خروش بھی کافی زیادہ ہے۔ طوائف الملو کی کے زمانوں میں جب چھوٹے چھوٹے صوبہ داروں کی پیکار نے جنوں یا گوجروں کو ان کے آبائی دیہات سے دور کسی عارضی مسکن میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تو لبانے اپنی جگہ پر قائم رہے اور یوں شاید انہیں گاؤں کی بہترین زمینوں پر قابض ہو جانے کا بہتر موقع ملا جن میں ان کو تاہ نظر و عاقبت نااندیش منوڑ کے جاگیرداروں نے انہیں کسی سابق دور میں تجارت کی غرض سے برداشت کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ بندوبست اراضی کے دوران ایسے کئی معاملات پر نظر پڑی، اور زیادہ تر صورتوں میں آگے بڑھنے کی قوت و جذبہ لبانوں میں اتنا ہی واضح تھا جتنی کہ گوجر مخالفین میں اس کے برعکس خصوصیات ہیں تھیں۔ ان کا مرکزی گاؤں ٹانڈہ ہے (جس کا مطلب ہے، سامان سے لدے بیلوں کا بہت بڑا کارواں) اور یہ اس کی ایک مثال ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا۔ موٹا کے گوجر کاروباریوں کی طرف سے قیام کی اجازت حاصل کر کے انہوں نے زمین پر قبضہ کیا، ایک قصبہ بنایا اور اصل مالکان کو ہراہم اعتبار سے اپنے اندر جذب کر لیا۔“

زیریں دریائے سندھ پر لبانوں کی ایک کافی بڑی آبادی ہے جنہیں وہاں پر سکھ دور میں آباد ہونا بتایا جاتا ہے، اور تقریباً سبھی مومنے سکھ یا بابا گورونانک کے پیروکار ہیں۔ تاہم بہاولپور میں متعدد نے خود کو ہندو درج کروایا۔ ان افراد نے سامان برداری اور تجارت تقریباً بالکل چھوڑ دی ہے اور دریا کے کناروں پر آباد ہوئے جہاں انہیں نیم وحشی زندگی گزارنے

والے شکاری اور گھاس کی چٹائیاں (برائے فروخت) بنانے والے بیان کیا جاتا ہے۔ وہ شاید کاشتکاری کرتے ہوں۔ جھنگ کے لبانوں سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بے پور اور جودھ پور سے آئے اور منگمری والے ماہتم ہی ہیں۔ لبانے بحیثیت مجموعی نسلی اعتبار سے اگر حقیقی طور پر نہیں تو بہت قریبی طور پر سیلانی اور غالباً قدیم باشندوں کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں، اور ممکن ہے کم از کم لبانوں کی کچھ شاخوں کا ماخذ بھی اسی نسل والا ہو۔ کوئی 30 فیصد لبانوں کا اندراج بطور سکھ اور باقی تقریباً سب کا بطور ہندو ہوا۔ ان میں صرف 1500 مسلمان ہیں۔

غالباً لفظ لبانہ لون یعنی نمک اور بانا یعنی تجارت سے ملا کر بنا ہے، اور لبانہ، لونانہ، لبانہ یا لبانہ بلاشبہ نمک کی تجارت کرنے والی ذات تھی۔ جس جگہ بھی لبانوں کی آبادی ہو وہاں ٹانڈا نام کا ایک گاؤں ضرور موجود ہوتا ہے۔ لبانوں کے اپنے ماخذ کے بارے میں دعوے مختلف ہیں۔ لدھیانہ میں وہ بے پور اور جودھ پور سے آئے ہوئے چوہان راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ گجرات کے لبانوں کا کہنا ہے کہ وہ رگھوہنسی راجپوت اور ساندلوں کی گوتہ سے ہیں۔ لیکن کپورتھلہ میں وہ خود کو یوپی کے گوڑ برہمن بتاتے ہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں لبانوں کی حیثیت کافی اچھی ہے اور لگتا ہے کہ وہ زراعت پیشہ قبائل کے ساتھ ازدواجی بندھن قائم کرتے ہیں۔ بیوہ کی شادی کی سخت مخالفت نہیں لیکن گجرات میں بیوہ کی دوسری شادی سے ہونے والی اولاد کمتر رتبے کی ہوتی ہے۔ لبانوں کی سماجی تقریباً بہت متنوع ہیں۔ وہ اس فرق کی وجہ ذات کے مخلوط ماخذ بتاتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے حوالے سے سیالکوٹ میں تین رسوم ادا کی جاتی ہیں:

(1) خاندانوں کی سب سے بوڑھی عورت گھر میں بچے کی پیدائش کے دن کچھ نہیں کھاتی بلکہ کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گی۔ وہ زچہ کے ہاتھ ڈھلاتی اور پھر آٹا اور کھانڈ برابر مقدار میں گوندھ کر گول روٹیاں ”پاڑیاں“ بناتی ہے جنہیں گھر میں موجود افراد میں بانٹا جاتا ہے۔ گجرات میں بچے کی پیدائش کے موقع پر کوئی تقریب نہیں ہوتی۔

(2) پیدائش کے دو یا تین روز بعد خاندان کی کوئی بیوہ عورت کچھ سوئیاں اباتتی اور چاول پکاتی ہے۔ پھر وہ خاندان کی دیگر، بالخصوص بوڑھی عورتوں کے ساتھ مشورہ کر کے ان میں سے ایک کو کہتی ہے کہ وہ زچہ کے کمرے کے فرش پر گوبر کی لیپائی کرے۔ اس لیپائی کیے گئے حصے

پر خاندان کی سات عورتیں یا چودہ لڑکیاں بیٹھ جاتی ہیں، جبکہ بیوہ عورت فرش پر سات مربعے بناتی ہے۔ اس کے بعد وہ پکایا ہوا کھانا لاتی اور سب سے اوپر کسی جگہ بیٹھ کر سارے اہل خانہ کے لیے دعا کرتی ہے۔ عورتیں لڑکیوں کے آگے سر جھکاتی اور ان کے پیروں کو چھوتی ہیں جیسے وہ دیویاں ہوں۔ اسے دیوی پوجا کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد سب مل کر کھانا کھاتی ہیں۔

(3) تیسری رسم بچے کی پیدائش والے سال میں ہاڑ (جون) کے پہلے اتوار کو ہوتی ہے۔ خاندان کی عورتیں ماں کو ایک پیپل کے درخت کے پاس لیجاتی ہیں جہاں ایک منتخب جگہ پر گوبر کا لپ کیا گیا ہوتا ہے۔ وہاں اوپر بیان کردہ انداز میں ہی پوجا کی جاتی ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں: اے شجر پیپل، ہمیں برائیوں سے بچا۔

گجرات کے بُبانے جینیو یا مقدس دھا گا لازما پہنتے ہیں۔ حتیٰ کہ بال نہ تراشنے والے لکھ بھی اس کی پابندی کرتے ہیں۔ شادیوں میں عموماً چار گوت کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ اصول بدل بھی جاتا ہے۔ مثلاً اس گوت میں شادی نہیں کی جاتی جس سے گذشتہ سات پشتوں کے دوران کوئی بیوی لی گئی ہو۔ گجرات میں چھوٹی عمر کی شادی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور بیوہ کی دوبارہ شادی (کریوا) کا آغاز بھی ہو گیا ہے۔ مگر اسے باعث گراوٹ سمجھا جاتا ہے۔ لدھیانہ کے بُبانے لڑکی کی شادی ہندوؤں کی طرح پھیروں کے ذریعہ کرتے ہیں۔ لیکن بیوہ کی شادی اسلامی نکاح کے تحت ہوتی ہے۔

لپیجا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لت..... لدھیانہ میں ایک جٹ قبیلچہ۔ اس کے ارکان شادیوں کے موقع پر جنڈ کے درخت کی ڈالی نہیں کاٹتے لیکن اپنے جٹھیرا کے مقام پر ڈالیوں سے لڑتے ہیں۔ وہ کنگنا نامی ایک کھیل بھی کھیلتے ہیں۔

لتھر یا لاتھر..... ایک جٹ گوت یا قبیلہ جو جیسلمر سے آنے اور ایک جٹ بیوہ سے شادی کرنے والے جدا مجد کی اولاد بتائے جاتے ہیں۔ جڈ تحصیل میں ان کے سات گاؤں ہیں۔

لتی..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

لڈو..... دوسرے درجے کا راجپوت قبیلہ شمار ہونے والے لڈو ہوشیار پور کی انا تحصیل کے مخصوص تعلقوں میں ملتے ہیں۔ ان کے خاندانوں کے سربراہ رائے کہلاتے ہیں۔ لڈو نسلا سورج

ہنسی ہیں۔

لدھانہ.....(1) سیالوں کی ایک شاخ (2) ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔  
 لدھر.....سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ ایک راجپوت تھا جو ضلع میں آباد تھا۔  
 لڑا.....منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان کبوسہ قبیلچہ۔  
 لڑکا.....منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔  
 لہپال.....امرتر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔  
 لسن پال.....امرتر میں زراعت پیشہ کبوسہ قبیلچہ۔  
 لغاری.....بلوچ کا ایک اہم اور منظم ٹمن۔ یہ گورچانی کی شمالی سرحد یعنی گورادرے سے ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال میں سخی سرور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ خالصتاً رند ماخذ رکھتے ہیں اور 11 قبیلوں میں منقسم ہیں۔ ہدیانی، بعلانی، جوگیانی، رمدانی (رمضانی)، جبانی، تالبور چاندیا، کلونی، احمدانی، بلوآنی، بتوانی اور ہپتانی۔ ان میں سے ہدیانی انگریز حکومت کے ماتحت نہیں۔ سردار کا تعلق علیانی قبیلے سے ہے۔ ان کے ہیڈ کوارٹرز چوٹی زیریں میں ہیں۔ وہ ہمایوں کی ہمراہی سے واپسی پر یہاں آباد ہوئے اور احمدانی کو بے دخل کیا۔  
 لک.....شاہ پور، منگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔ ملتان میں وہ پنوار راجپوت ماخذ اور لنگا ہوں کے قرابت دار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں سکھوں نے چناب سے بے دخل کیا اور اب ان کی تھوڑی سی تعداد چناب کالونی میں آباد ہے۔ وہ کسی دور میں مشہور مویشی چور تھے، اور اب بہت کم اہمیت رکھتے ہیں۔  
 لک زئی.....امرتر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔  
 لکویرا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
 لکھن پال.....راجپوتوں کی ایک شاخ۔

لکھی وال.....ایک غیر واضح روایت کے مطابق لکھی وال بھٹی ماخذ اور جاتو ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بھٹی اور سمجھامترا (متھرا) سے حصار آئے۔

لکھیرا.....کھروں کی مرکزی مہینوں یا قبیلوں میں سے ایک جس کا صدر مقام کوٹ کمالیہ، منگمری میں ہے۔ اس نے بالائی راوی والوں کے ساتھ تنازعے میں کاٹھیوں اور زیریں راوی کے

دیگر قبائل کا ساتھ دیا۔ سعادت یار خان ابن مہابت خان کا تعلق اسی گروپ سے تھا جس نے عالمگیر کے دور میں دہلی دربار میں عہدہ حاصل کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کی جاگیر سے سالانہ ایک لاکھ 9 ہزار روپے آمدنی ہوتی تھی۔ لیکن آٹھویں سیال سردار غازی خان کی بیٹی کا رشتہ مانگنے پر جھنگ کے سیالوں نے حملہ کر کے اس کا علاقہ چھین لیا اور انجام کار نکلی سکھوں کے دور میں کمالیہ کے سردار محض تعلق دار بن کر رہ گئے۔

لکیکا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

للا..... ضلع جہلم میں پنڈ دادنخان کے مغرب میں واقع تھل میں دامن کوہ میں تقریباً 40 مربع میل پر آباد جٹ رتے کا حامل ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ یہ شاہ پور میں بھی ملے۔ میراٹیوں کے بقول وہ بالاصل عرب تھے۔ اور ننھیال کی طرف سے حضرت محمدؐ کے رشتہ دار لگتے تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے دور میں قبیلے کا ایک رکن حارث ہجرت کر کے ہندوستان چلا آیا اور کوئی 27 پشتیں قبل اس کے 160 رشتہ دار اور اولادیں بھی آ گئیں۔ کوئی 7 پشتوں کے بعد ان کے آباؤ اجداد ملتان گئے، جہاں ایک معروف پیر نے انہیں روحانی رہنما کے طور پر غوث شاہ دیا۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ کی کہ اگر وہ آپس میں جھگڑے تو تباہ ہو جائیں گے۔ وہ غوث شاہ کے ہمراہ شہیدان والی (گوجرانوالہ میں چناب کے کنارے) گئے اور خیمہ زن ہوئے۔ مقامی حاکم نے انہیں بے دخل کرنے کا حکم دیتے وقت قبیلے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ دونوں دھڑے آپس میں لڑے۔ شکست خوردہ دھڑے کے افراد منتشر ہو گئے، اور ان کی اولادیں دریائے چناب کے قریب ملتتی ہیں۔ جبکہ دوسرا کمزور ہو چکا دھڑا ہجرت کر کے اپنے موجودہ علاقوں میں آ گیا۔ بیس پشتیں قبل ان کا رہنما لالا بزرگ تھا۔ لائے سنی مسلمان ہیں اور کبھی بھی برہمنوں کے ساتھ اپنا تعلق ہونے کے خیال کو مسترد کرتے ہیں۔ ان کی شادی پیدائش اور تجہیز و تکفین کی رسوم اپنے ارد گرد کے مسلمانوں جیسی ہی ہیں۔

للوٹا..... ہوشیار پور میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔

للوٹرا..... سیالکوٹ میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ غالباً یہ للوٹا ہی ہیں۔ یہ بچو راجپوتوں کے ساٹھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

لتھی..... مسلمان فقیروں کا ایک طبقہ جو بھیک مانگنے کے لیے ناچتے ہیں۔

لئی..... منگمری میں جنوں کا ایک قبیلہ جہاں ان کا اندراج بطور زراعت پیشہ مسلمان ہوا۔ وہ گورداسپور کی شکر گڑھ تحصیل کی نمایاں جٹ گوتوں میں سے ایک ہیں۔ سیالکوٹ میں گورالا کے مقام پر ان کا ایک میلہ ”پریوی“ لگتا ہے۔ اس موقع پر کافی رقم اکٹھی کر کے پہلوانوں کو انعامات دینے پر صرف کی جاتی ہے۔

للیانہ..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

للیرا..... منگمری اور ملتان میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

لنا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

لنڈ..... بہت بڑا بلوچ قبیلہ جو دو تمنوں سوری اور تنجی لنڈ میں تقسیم ہے۔

لنگانہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لنگاہ..... ملتان میں زراعت سے وابستہ افراد کا ایک قبیلہ۔ مسٹر اوبرائن لنگاہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

”مظفر گڑھ و ملتان اضلاع میں زراعتیوں کا ایک قبیلہ۔ وہ بالاصل تجارتی مقاصد کے تحت سیوی اور ڈھاڈھڑ سے ملتان میں آنے اور اس کے بعد راپڑی اور گردونواح میں آباد ہو جانے والے افغان قبیلے ہیں۔ تیمور کی یلغار کے بعد پیدا ہونے والی بد نظمی میں ملتان تخت دہلی سے آزاد ہو گیا اور یہاں کے باشندوں نے بطور گورنر شیخ یوسف قریشی کو شیخ بہاء الدین کے دربار کا سربراہ منتخب کر لیا۔ 1445ء میں لنگاہوں کے سردار رائے سہرا (جس کی بیٹی شیخ یوسف کی منکوحہ تھی) نے اپنے قبائلی آدمیوں کا ایک دستہ رات کی تاریکی میں شہر کے اندر بھیجا، شیخ یوسف کو پکڑا اور دہلی بھیج دیا اور سلطان قطب الدین کے نام سے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ لنگاہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ملتان کے بادشاہ مندرجہ ذیل تھے:

سلطان قطب الدین ---- 1445ء سے 1460ء تک

سلطان حسین ---- 1460ء سے نامعلوم سن تک

سلطان فیروز شاہ۔۔۔۔ تاریخیں اور سن معلوم نہیں

سلطان محمود۔۔۔۔ تاریخیں اور سن معلوم نہیں

سلطان حسین۔۔۔۔ 1518ء سے 1526ء تک

یہ سلطنت 1526ء میں گورنر سندھ حسن ارعون کی طرف سے تقریباً ایک سال سے زائد محاصرہ کے بعد ملتان پر قبضہ کے ساتھ ختم ہوئی۔ شہر میں دس روز تک لوٹ مار کا بازار گرم رہا اور بیشتر لنگاہوں کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ سلطان حسین کچھ عرصہ بعد اسیری میں مر گیا۔ لنگاہ سلاطین نے ملتان پر 80 سال تک حکومت کی، جس کے دوران بلوچی سندھ کے ساتھ ساتھ سیت پور سے لے کر کوٹ کروڑ تک آباد ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کے لنگاہ اب نہایت غیر اہم کاشت کار ہیں۔“

تاریخ فرشتہ بدیہی طور پر ان کے ماخذ پر ایک مستند حیثیت رکھتی ہے، جسے مشکوک کہنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ناڈ نے لنگاہ کو اگنی گولارا چوتوں کا چلوک یا سولانی قبیلچہ بتایا جو ملتان اور جیسلمر میں آباد تھے اور کم از کم 700 سال قبل انہیں بھٹی نے نکال باہر کیا۔ میراثی ایک شعر میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ لنگاہ بھٹہ دہر، شجر اور نایچ (ملتان کے) ملھی کے پانچ بیٹوں کی اولاد تھے۔ اب کچھ ایک لنگاہ عربی النسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جد امجد گوئی 600 سال قبل عرب سے آیا۔ سبھی لنگاہوں کو جٹ تو کہا جاسکتا مگر ملتان کے کچھ ایک لنگاہ سلطانی کہلاتے ہیں۔

لنگرہ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لنگڑیال.....راجپوتوں کے طور پر درجہ بند کیا گیا زراعت پیشہ قبیلہ۔ یہ لوگ ملتان میں مشرقی بار نامی علاقہ پر آباد ہیں۔ نسبتاً حالیہ دور میں آئے ہوئے لنگڑیالوں کے میراثی انہیں بیکانیر کے برہمن بتاتے ہیں۔ لیکن وہ خود اپنے آپ کو عرب کے قریش کہتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ سندھ میں غیاث الدین لنگڑیال نامی شخص کے دور حکومت میں وہ کچھ عرصہ تک ٹھٹھہ پر بھی قابض رہے۔ غیاث الدین کو محمد غوری کا ہم عصر بتایا جاتا ہے۔ اور وہ اس کے ہمراہ دہلی گیا تھا۔ لنگڑیال لوگوں کا وطن دہلی میں ہی تھا۔ لیکن پھر وہ کشمیر کے راستے شاہ پور آئے اور پھر

جھنگ میں گریالا کے مقام پر آباد ہو گئے۔ وہاں سے انہوں نے منگمری میں کمالیہ علاقے کا رخ کیا لیکن شجاع خان کے دور میں اس علاقے میں چلے گئے جہاں پہلے ہانس رہا کرتے تھے۔ فطرتا خانہ بدوش اور مویشی چور لنگڑیال اب زیادہ پائیدار اور باوقار انداز حیات اپنانے لگے ہیں۔

لنگہ..... ڈیرہ غازی خان میں جٹ شمار کیا گیا قبیلہ۔ وہ غالباً مشرق کی طرف سے آ کر وہاں آباد ہوئے۔

لنگھیرے..... جٹوں کا ایک قبیلہ۔

لوٹھا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لودرہ..... لودرہ ابن سکھ رام دیو منہاس کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ یوں وہ سورج بنسی راجپوت بنتے ہیں۔ انہوں نے اورنگزیب کے دور میں اسلام قبول کیا اور تحصیل سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔

لودھا..... لودھی، لودھکے، لودھ، لودایا لود بھی کا چھی کی طرح ہندوستان کی ایک کاشتکار ذات ہیں۔ وہ پنجاب کے جمنا اضلاع میں ملتے ہیں۔

لودھرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

لودھراں..... ملتان میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

لودی (لودھی)..... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جس کے ساتھ متعدد لڑاکا پاوندوں کا تعلق ہے۔ وہ پٹھانوں کی متی شاخ سے تعلق رکھتے اور ابراہیم لودی (لفظی مطلب عظیم ترین یا اعلیٰ ترین) کی اولاد ہیں۔ ابراہیم کے بیٹے سیانی کے دو بیٹے تھے۔ اس کے ایک بیٹے پڑنگی کے بیٹے کا نام خسور تھا۔ لہذا لودھی لوگ پڑانگی سور اور سروانی قبائل کے علاوہ دیگر کے بھی قرابت دار ہیں۔ مثلاً وہ امرتسر میں بطور زراعت پیشہ افراد شمار ہوئے۔

لودیکے..... منگمری میں کھڑوں کا ایک قبیلہ قرار دیا جاتا ہے۔ گوجرانولہ میں (جہاں وہ 36 دیہات کے مالک ہیں) انہیں سورج بنسی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ وہ سانگلہ ہل کے نواحی علاقوں میں خانہ بدوشی کے زندگی گزارتے تھے۔ ورک جٹوں نے انہیں ابتدائی سکھ عہد میں ایک ہی جگہ آباد ہونے اور کاشتکاری اپنانے پر مجبور کر دیا۔ وہ مقامی جٹ قبائل کو اپنی بیٹیاں نہیں دیتے



لیکن کسی بھی جٹ برادری سے عورتیں لے لیتے ہیں۔

لور..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

لوری ملانہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لولہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لو لیری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لونی، لورنی..... پٹھانوں کی میانہ شاخ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ جو ڈیرہ اسماعیل خان کی سرحد پر ملتا ہے۔ مری اور دیگر بلوچ قبائل کی تجاوزات نے اسے کمزور کر دیا۔

لونی، لونی..... جھنگ میں برتن سازوں کا ایک گروپ جو چدر جٹ ماخذ کے دعویٰ دار ہیں۔ سبز قمیض اور نیلی دھوتیاں ان کے ٹیپو ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ان کے جد امجد کے مقبرے پر سبز چادر ہے اور ان کے اجداد میں سے ایک شخص کتے کے کاٹنے کے وجہ سے مر گیا تو اس پر نیلی چادر ڈالی گئی۔ اب کچھ حالیہ پشتیں سبز اور نیلا رنگ ملا کر تو پہن لیتی ہیں، لیکن خالص سبز یا نیلا ہرگز نہیں پہنتے۔

لوہار..... پنجاب کے لوہار کا کام اس کے نام سے عیاں ہے۔ وہ حقیقی دیہی خدمت گاروں میں سے ایک ہے جو پیداوار میں حصہ کی صورت میں رواجی معاوضہ وصول کرتا اور اس کے بدلے میں زراعت میں استعمال ہونے والے لوہے کے اوزار بناتا اور ان کی مرمت کرتا ہے۔ پہاڑیوں اور ان کے عین دامنی اضلاع میں وہ کل آبادی کے تناسب میں کافی زیادہ ہے اور وہاں دیگر تمام دستکار ذاتوں کی طرح وسیع پیمانے پر کھیت مزدوری کرتا ہے۔ ملتان، ڈیرہ جات ڈویژنوں اور بہاولپور میں ان کی تعداد غیر معمولی ہے، تاہم میں اس کی وجہ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ہو سکتا ہے ان علاقوں میں دوسری ذاتوں کے افراد بھی لوہار کا کام کرتے ہوں یا شاید ترکھان اور لوہار ایک ہی ہیں۔ لوہار کی سماجی حیثیت پست ہے (حتیٰ کہ خدمتگاروں میں بھی) اور اسے ایک غیر خالص ذات خیال کیا جاتا ہے۔ جٹ اور اسی حیثیت کے دوسرے افراد بھی اس کے ساتھ کوئی سماجی میل ملاپ نہیں رکھتے۔ البتہ وہ خاکروب کی طرح اچھوت نہیں۔ حجام دھوبی اور رنگریز کی طرح اس کی ناپاکی کا منبع بھی صرف اور صرف پیشے کی نوعیت ہے۔ شاید اس لیے کہ یہ گندا کام ہے یا پھر بہت ممکن طور پر اس لیے کہ کالا رنگ (لوہے کا)

بدشگونی ہوتی ہے۔ تاہم، دوسری جانب لوہار نظر بد کے خلاف نیکی کا منتر ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کی ناپاکی کا سبب وہ دھونکنی ہو جو گائے کی کھال سے بنی ہوتی ہے۔ وہ بہت عمومی سطح پر اپنے پڑوسیوں کے مذہب کا پیروکار نظر آتا ہے۔ اور لوہار آبادی میں تقریباً 34 فیصد ہندو، 8 فیصد سکھ اور 58 فیصد مسلمان ہیں۔ زیادہ تر لوہاروں نے خود کو لوہاری بتایا۔ تاہم کچھ دیگر کا اندراج بطور نعل بند، آہن گرہوا۔ سرسا کے شمال اور غالباً میدانوں کی وسطی ریاستوں میں لوہار اور ترکھان ناقابل تمیز ہیں۔ دونوں افراد یہ دونوں کام اور زیادہ تر (شاید پنجاب کے بیشتر علاقوں میں) باہم ازدواج کرتے ہیں۔ ہوشیار پور میں انہیں ایک ہی ذات لوہار۔ ترکھان کی صورت میں بتایا گیا ہے اور ایک لوہار کا بیٹا ترکھان کا یا ترکھان کا بیٹا عام طور پر لوہار کا پیشہ اپنالیتا ہے۔ لیکن یہ دکھائی دیتا ہے کہ دونوں بالاصل الگ الگ ذاتیں تھیں۔ کیونکہ مشترک ذات ابھی تک دوشاخوں میں بٹی ہوئی ہے، جو آپس میں شادی یا حتیٰ کہ اکٹھے کھاتے یا تمباکو نوشی بھی نہیں کرتے۔ ایک شاخ کا نام دھمان اور دوسری کا کھائی ہے۔ اول الذکر نام ”دھمنا“ یعنی بھڑکانا اور موخر الذکر کھاٹ یعنی لکڑی سے مشتق ہے۔ گوجرانوالہ میں یہ دونوں شاخیں نظر آتی ہیں اور وہاں دو بہت بڑے ترکھان قبائل ہیں۔ کرنال میں ان دونوں کے درمیان ایک قسم کا واسطہ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ذاتیں اب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سرسامی لوہاروں کو تین مرکزی شاخوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول بلاشبہ اور موجودہ جٹ، حتیٰ کہ راجپوت نسل کے افراد جنہوں نے عموماً غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوہار کا پیشہ اختیار کر لیا۔ دوم: ستھار لوہار یا ترکھان کے ستھار قبیلہ کے ارکان جنہوں نے اپنا اصل پیشہ پہلے والوں کی طرح ہی تبدیل کیا۔ سوم: گاڈیا لوہار جو صوبہ کے سارے مشرق و جنوب میں عام ملنے والے سیلانی لوہاروں کا ایک طبقہ ہیں اور راجپوتانہ و شمالی مغربی صوبوں سے آئے اور اپنے کنہوں اور اوزاروں کے ساتھ چھکڑوں میں گاؤں گاؤں پھرتے ہیں۔ وہ عمدہ قسم کا لوہے کا کام کرتے ہیں جو دیہی دستکار کی استعداد کار میں نہیں۔ روایت ہے کہ ستھار لوہار (جو اب مسلمان ہیں) اصل میں ستھار قبیلے کے ہندو ترکھان تھے۔ اور یہ کہ ان میں سے 12 ہزار کو اکبر جو دھ پور سے دہلی زبردستی ختنے کرنے کے لیے لے گیا اور لکڑی کی بجائے لوہے کا کام کرنے پر لگا دیا۔ لوہاروں کی ایک شاخ خود بھی یہ کہانی تسلیم کرتی ہے، اور غالباً اس میں کچھ صداقت بھی ہے۔

یہ افراد صوبہ سندھ کی سمت سے سرسائی میں آئے، جہاں ان کے کہنے کے مطابق وہ زمینوں کے مالک تھے۔ وہ بالعموم ملتان کی لوہار جانے جاتے ہیں۔ جٹ اور ستھار لوہار رتبہ میں سب سے بلند ہیں اور گاڈیا سب سے کمتر۔ پنجاب کے دیگر علاقوں میں بھی بلاشبہ یہی فرق موجود ہے۔ لوہان..... پٹو اور راجپوت ماخذ کا ایک جٹ قبیلہ جو بکرماجیت کے خاندان سے تعلق رکھتا اور سیالکوٹ میں پایا جاتا ہے۔

لوہرا..... اوسوال بھا بھڑوں کی ایک شاخ۔

لہور..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

لہوری..... لاہور کا رہنے والا۔ بالخصوص کھتریوں کے ایک گروپ کو کہتے ہیں۔

لیکھو..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

لیل..... امرتسر، ملتان اور منٹگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ ملتان اور منٹگمری میں وہ مسلمان ہیں۔

لیلی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔



## م

ماچھی..... مغربی پنجاب میں ماچھی جھینور کا متبادل نام ہے لیکن ملتان ڈیرہ اسماعیل خان اور بہاولپور میں ماچھی جٹ کا ہم رتبہ الگ قبیلہ تشکیل دیے ہوئے ہیں۔ پنجاب کے تمام شمالی اضلاع میں ماچھی کو جھینور بھی کہتے ہیں۔ اور مغربی اضلاع میں دونوں نام مستعمل ہیں۔

البتہ پنجاب کے وسطی علاقوں میں جہاں مشرقی ہندو مغربی مسلمان سے ملتا ہے یہ دونوں اصطلاحات عموماً الگ الگ طرح سے استعمال ہوتی ہیں۔ وسط اور مغرب میں ماچھی کو وہی حیثیت حاصل ہے جو مشرق میں جھینور کو۔ بس فرق صرف یہ ہے کہ وہ صوبہ کے اول الذکر علاقوں میں زرعی مزدوری کا خاص حصہ سرانجام دیتا ہے، یا کم از کم اپنے رواجی معاوضے کے بدلے میں ہی نہیں۔ تاہم کٹائی، دھان کی پیڑی لگانے اور ایسے دیگر مواقع پر یقیناً تمام طبقات معاوضہ پر کام کرتے ہیں لیکن جھینور کے لیے اوپر مذکور پیشوں کے علاوہ ماچھی پنجاب خاص میں خانساماں اور دایہ ہے۔ امور زچگی کے ماہر تمام دایے، دائیاں اور انائیں طبقہ کا تعلق ماچھی ذات سے ہے۔ اسی طرح پنجاب خاص کی دیہی زندگی میں خصوصی اہمیت کا حامل مشترکہ چولہا یعنی تنور (جہاں کسان گرمیوں میں اپنی روٹی پکاتے ہیں) تقریباً ہمیشہ مسلمانوں کے لیے ماچھی اور ہندوؤں کے لیے جھینور چلاتا ہے۔ کچھ علاقوں میں وہ گاؤں کا لکڑہارا بھی ہے۔ ڈیرہ جات میں کہیں کہیں اسے ماچھی یا منجھیرا کہتے ہیں۔ بالخصوص اس وقت جب وہ مچھلیاں پکڑنے کے پٹھے سے وابستہ ہو۔

کسی بھی اور ذات کے شخص کو ماچھیوں کے ساتھ بطور مبتدی ماہی گیر منسلک ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن وہ ماچھی ذات میں ازدواجی رشتے قائم نہیں کر سکتا۔ ماچھی لڑکوں لڑکیوں کو چھوٹی عمروں میں ہی بیاہ دیتے ہیں۔ لیکن ضرورت پڑنے پر بالغ ہونے کے بعد شادی کرنے کی بھی اجازت ہے۔

ریاست بہاولپور میں ماچھیوں کو تکرانی بھی کہتے ہیں (سندھی زبان میں تکر کا مطلب

پہاڑ ہے)۔ وہ ریاست کے جنوب میں ایک الگ تھلگ علاقے فتح پور ماچھکا تک ہی محدود ہیں۔ وہ خود کو سلجوقیوں کی ایک شاخ بتاتے اور کہتے ہیں وہ حلب سے کربلا آئے اور امام حسین کی شہادت کے موقع پر وہیں آباد تھے۔ ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ شہادت امام کے بعد ان کے پیروکار بن گئے۔ لیکن ماچھیوں کے دشمن کے بقول شمر ظالم ان کی نسل سے تھا۔ وہ جنوبی فارس اور افغانستان سے ہوتے ہوتے کربلا سے کچھ مکران آئے اور پھر کچھ وقت بیلا جھیل اور قلات میں گزارا۔ آخر کار اٹھارویں صدی میں انہوں نے شکار پور کی جنگ میں داؤد پوتروں کے خلاف کلہوروں کا ساتھ دیا۔ تب موسیٰ خان ماچھی نے ضلع جیکب آباد میں مسووالا کی بنیاد رکھی۔

گجرات میں خواص پور کے ماچھی کہتے ہیں کہ انہوں نے خواص خان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور شہنشاہ شیر شاہ کے بیٹے کی نسبت سے اسلام شاہی یا سلیم شاہی کہلائے۔ وہ خواص پور میں سرانے کے بھٹیاریے تھے۔

مادھو..... راو پینڈی میں بھاٹڑا کے لیے اصطلاح۔ بھاٹوں کا ایک گروپ بھی مادھو ہے۔

مارتھ..... چوری چکاری کار حجان رکھنے والا خانہ بدوش قبیلہ۔ یہ ملتان کے شمالی حصے میں ملتا ہے۔

مارز..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

مال..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

مالکی..... حضرت امام مالک کے فقہ کو بیاننے والے سنی مسلمانوں کا ایک مکتبہ فکر۔ انڈیا میں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ مردم شماری میں نظر آنے والی ان کی تعداد کی بنا پر کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ”مالکی بالمسکی“ کی اصطلاح سے لگتا ہے کہ مالکیوں کا تعلق مسلمانوں کے کمتر طبقے سے ہوگا۔ مالکی مکتبہ فکر اپنے کٹر پن کی وجہ سے قابل ذکر ہے۔

مالی..... پُرانوں کا مالا کارا (مالا بنانے والا)۔ مالی چھوٹے کاشتکاروں اور باغبانوں کا کافی بڑا طبقہ

کہلاتا ہے۔ یہ اصطلاح حقیقی معنوں میں ہندوؤں تک ہی محدود ہے۔ جنوب مشرقی اضلاع

میں وہ گنجا یا پھر ارائیں یا باغبان کے نام سے شناخت کیا جاتا ہے۔ باغبان کی فارسی

اصطلاح بالخصوص مغربی اضلاع میں استعمال ہوتی ہے۔ مغربی اضلاع میں ارائیں کا

مترادف اور متبادل ملیار ہے۔ مالی کی اصطلاح غالباً مالا سے مشتق ہے۔ مالی اپنا سلسلہ نسب

برہما کے ساتھ ملاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کا جد امجد مالا کار ابن و شو کرم ابن برہما تھا۔ و شو کرم نے من متھ نامی ایک گوپ کی بیٹی پر بھوتی سے بیاہ کیا اور چھ بیٹوں کا باپ بنا: مالا کار، کرنکار، سنکو کار، کبندک، کمبھ کار اور کنسکار۔

مامازنی..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلہ۔

مان..... ایک وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا جٹ قبیلہ جسے عموماً ”اصلی“ جٹ کہتے ہیں۔ جیسا کہ (بھلر) اور ہیر کو بھی کہتے ہیں۔ لیکن مان بھی راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ مان، دلال اور دیسوال جٹوں کا کہنا ہے کہ ان کا جد امجد روہتک میں سلنتھا کا دھن راؤ تھا جس نے ایک بڑگو جرمورت سے شادی کی۔ اسی لیے یہ تینوں قبائل آپس میں شادیاں نہیں کرتے۔ لیکن مان یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا جد امجد گڑھ غزنی کا ایک پُوار راجپوت تھا۔ جو بھٹنڈہ کے مشہور بنی پال کے دور میں پٹیا لہ آ کر آباد ہوا۔ ایک اور روایت انہیں بنی پال کی نسل سے بتاتی ہے۔ وہ اسے بنے پال کہتے ہیں۔ وہ غزنی کا آخری حکمران تھا اور ایک فوجی مہم لے کر انڈیا آیا، بھٹنڈہ کی بنیاد رکھی، بھٹیوں کو باہر نکالا اور مان و دیگر قبائل کا مورث اعلیٰ بنا۔ بھندر ”خان“ ایک مشہور مان تھا اور اس کے بیٹے مرزا خان نے ایک شہنشاہ سے یہ لقب وصول کیا تھا۔ اسی شہنشاہ نے ایک اور مان کو شاہ کا خطاب بھی دیا۔ مانوں کی مان شاہیا مہین اسی کی اولادوں پر مشتمل ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مان کے 12 بیٹوں میں سے ایک سندھو بھی تھا۔ ہوشیار پور میں مان کے بارہ گاؤں (بارہ) ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ سیالکوٹ میں کوئی دیو کسی مان کے ساتھ باہمی شادی نہیں کرے گا کیونکہ روایت کے مطابق ان کے جد امجد نے انہیں مان کے ساتھ کوئی بھی تعلق رکھنے سے منع کیا تھا۔ مان قبیلے کے ٹھا کر راجپوت اب بھی جے پور میں ملتے ہیں۔ متعدد خاندانوں کا تعلق اس قبیلے سے ہے۔ سرپیل گریفن نے اپنی کتاب ”دی چیفس آف پنجاب“ کے صفحات 177-183 اور 307-314 پر ان کی تاریخ رقم کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ”پنجاب میں ایک معروف روایت سارے مان قبیلے کو بہادر اور اصلی قرار دیتی ہے۔“ ان کا آبائی گھر شمالی مالوہ میں ہے، یعنی بھلر کے آبائی وطن کے مشرق میں۔ وہ لاہور کے مشرق میں پنجاب کے ہر ضلع و ریاست، خصوصاً شمالی اضلاع میں اور ستلج کے ساتھ ساتھ ملے۔ اس حقیقت کے پیش نظر جالندھر و کرنال کے مان سلسلہ نسب بھٹنڈہ کے نواح سے

جوڑتے ہیں۔ ممکن ہے کہ قبیلے کا اصل وطن وہیں ہو۔

مانگ، منگ..... امرتسر اور ملتان میں زراعت پیسہ جٹ قبیلچہ۔

ماہتم یا مہتم..... ڈیرہ اسماعیل خان سے لے کر لاہور تک سارے پنجاب میں پھیلی ہوئی مخلوط ماخذ والی ذات۔ ماہتم کا تلفظ مہتوں سے کافی ملتا ہے لیکن مشرقی اضلاع کے مہتوں ”راجپوت مہتہ“ کہلواتے ہیں۔ رسی بنانے والے کی حیثیت میں ماہتم رسی وٹ یا رسی بٹ کہلاتا اور سرکیوں میں رہنے کی وجہ سے اسے سر کی بند بھی کہا جاتا ہے۔ سر ڈنیزل ایٹسن کے مطابق وہ بہروپیا بھی کہلاتے ہیں۔ گجرات اور سیالکوٹ میں مہتموں نے اپنا اندراج اسی طور کروایا۔ مہتم یا جیسا کہ انہیں جالندھر ڈویژن میں نون غنہ کے ساتھ مہتوں بولا جاتا ہے، مرکزی طور پر ستلج اور جالندھر و گجرات کے درمیان کی پہاڑیوں کے دامن میں پائے گئے۔

وہ انتہائی پست درجہ کی ذات ہیں، تقریباً اچھوت۔ بالاصل وہ سیلانی ہیں اور کچھ علاقوں میں اپنی آوارہ گرد عادات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جبکہ کسی بھی دوسری جگہ پر بہت بڑے شکاری ہیں۔ وہ پیچھے بیان کیے گئے باور یا جیسے ہی پھندے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن متعدد اضلاع میں اور خصوصاً وسطی ستلج میں انہوں نے خود کو کھیتی باڑی کے لیے پوری طرح وقف کر رکھا ہے اور باہنر و جفاکش کاشتکار ہیں۔ ان کی بہت بڑی اکثریت ہندو ہے لیکن 20 فیصد مسلمان ہیں اور تقریباً اتنے ہی سکھ۔ البتہ مسلمان حصہ، حتیٰ کہ ملتان ڈویژن میں بھی جنگلی سورا کھاتا اور بہت سی ہندو روایات پر کار بند ہے۔ اسی وجہ سے دوسرے مسلمان انہیں مذہبی طور پر اپنے برابر تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم، وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہوئے ملے۔ مظفر گڑھ میں وہ گھاس پھونس کے چھپروں میں دریا کے کناروں پر رہتے ہیں۔ اسی لیے ایک کہاوت ہے کہ ”صرف دو ماہتم چھپر، اور جگہ کا نام خیر پور۔“ مسٹر پرسر منگمری کے ماہتموں کو یوں بیان کرتے ہیں:

ماہتم ایک پست ہندو ذات اور پڑوسیوں کی نظر میں حقیر ہیں۔ روایت کے مطابق وہ راجپوت تھے اور ان کا جد امجد قانون گو تھا۔ اس دور میں اکبر تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ قانون گو مہتہ کہلاتے تھے۔ اور یہیں سے ان کا نام ماہتم پڑ گیا۔ پہلے مہتہ کو برخواست کیا گیا جو جالندھر میں مہت پور کے مقام

پر آباد ہوا۔ اس کی اولادوں نے جب دریاؤں کے کناروں پر سر (کانا) کی وافر مقدار دیکھی تو وہ ایسی ہی جگہوں پر نقل مکانی کر گئے اور سر میں کام کرنا ان کا مرکزی پیشہ بن گیا۔ ضلع (قصور) میں جب وہ مستقلاً آباد ہوئے تو اس وقت تک نکئی سردار غالب نہیں آئے تھے۔ انہوں نے ”چادر ڈالنا“ رسم کے تحت بیوہ کے ساتھ شادی کرنے کی روایت اختیار کی اور یوں شور ہو گئے۔ وہ بہروپے بھی کہلاتے ہیں جو لفظ ”بھو، روپ، یے“ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اس کا مطلب مختلف طرز ہائے حیات والے افراد ہیں۔ کیونکہ انہیں جو کام بھی ملتا کر لیتے تھے۔ جنرل کنگھم ”ہسٹری آف دی سکھس“ کے صفحہ 17 پر لکھتے ہیں:

جفاکش ہندو ماہتم ابھی تک خاندان سے خاندان اور گاؤں سے گاؤں تک مشرق کی طرف راوی اور چناب سے پرے نقل مکانی کر رہے ہیں۔ یہ بات ماہتموں کو مشرق کی بجائے مغربی نسل قرار دیتی ہے۔ جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے متعدد دیہات ہیں جن میں سے بیشتر کی حالت کافی بہتر ہے۔ جس جگہ وہ پورے گاؤں کے مالک نہیں وہاں چھپروں کے علیحدہ جھنڈ میں مرکزی آبادی سے کچھ فاصلے پر رہتے ہیں۔ جنگلی سور پکڑنے میں وہ بڑے ماہر ہیں۔ لیکن سیلاب زدہ زمینوں پر جنگل کاٹنے میں وہ کہیں زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اگرچہ وہ جفاکش ہیں لیکن اس کے باوجود زمینوں پر کاشتکاری کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ جھگڑالو، چھوٹی موٹی چوریوں کے عادی، درمیانے قد کاٹھ اور گٹھیلے بدن والے ہیں۔

بنجاروں کا ایک بہروپ قبیلہ ہے یا جیسا کہ انہیں پنجاب میں لبانہ کہا جاتا ہے۔ ستلج کے لبانے اور ماہتم آپس میں قریبی مماثلت رکھتے ہیں۔

ماہرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ماہروال..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

ماہل..... ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ جس کا مرکز جالندھر اور امرتسر میں ہے۔ ان کا جدا مجد مالوہ میں



مودی کا ایک راجپوت بتایا جاتا ہے۔

ماہل..... شاہ پور میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

ماہی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ماہی گیر..... مچھلیاں پکڑنے والے کے لیے فارسی اصطلاح۔

متر..... امرتسر زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

متر و..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

متر و..... جٹ رتے کا ایک قبیلچہ جو ملتان ضلع میں میلسی کے شمال میں کچھ دیہات میں آباد ہے۔ یہ

بھٹی ماخذ کے دعویدار ہیں۔ ان کا مورث اعلیٰ کوئی 200 سال قبل بریکانیر سے آیا تھا۔

متھی..... ڈیرہ اسماعیل خان کے پہاڑ پور علاقہ میں ایک چھوٹا سا قبیلہ۔ ان کی تعداد 300

نفوس ہے۔

متھے..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

متی..... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

متی..... منٹگمری میں زراعت پیشہ ہندو کمبوہ قبیلچہ۔

متیانانہ..... ہندوور (نالہ گڑھ) میں کنیتوں کی ایک شاخ۔

مٹ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مٹو..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مٹھایا مٹھا..... چوہا برہمنوں کی ایک شاخ جو نابھا کی باول نظامت تک ہی محدود ہیں۔

مجزوب..... (دیکھیں ”آزاد“)

مجو اتھا..... سلہوریہ یا سلیر یا راجپوتوں کا ایک قبیلچہ۔

مجو کا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مجھیانانہ..... منٹگمری اور شاہ پور میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مجھیر و..... کنیتوں کی ایک شاخ جو کہلور کے 23 ویں راجا زیندر کے وزیر اور چھوٹے بھائی میاں

مٹھو کی اولاد ہیں۔

مچھیرا..... مچھلیاں پکڑنے والوں کا قبیلہ۔ یہ بھکر کے قریب دریائے سندھ تک ہی محدود معلوم

ہوتے ہیں۔ یہ راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ وہ کاتک اور محرم میں بھی شادیاں نہیں کرتے۔  
 جہیز کم از کم 100 تانبے کے سکے اور ایک طلائی مہر ہوتا ہے۔ کچھ مقامات پر دلہن سسرال پہنچنے  
 پر دلہیز پر بیٹھ جاتی ہے اور اندر داخل ہونے سے پہلے دو یا تین روپے لیتی ہے۔ وہ شادی کے  
 ایک ہفتے بعد میکے واپس آ کر ایک ہفتہ رہتی ہے اور آٹھویں روز سسرال جاتے وقت  
 سسرالیوں کے لیے اناج لے جاتی ہے۔

مخدوم، (مخدومانہ)..... ”جس کی خدمت کی جائے۔“ کسی مسلمان بزرگ کی درگاہ کا سربراہ جو  
 عموماً متعلقہ بزرگ کی نسل سے ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ مخدوم دربار یا درگاہ کا سارا نظام چلاتا ہے  
 لیکن وہ بمشکل ہی ایک پیشوا ہے۔ یہ لقب صرف بڑی زیارت گاہوں کے سربراہوں کے لیے  
 ہی استعمال ہونا چاہیے، لیکن حالیہ ادوار میں متعدد چھوٹی درگاہوں کے منتظمین اور مقدس  
 زیارت گاہوں سے منسلک خاندانوں نے بھی خود کو مخدوم کہلوانا شروع کر دیا ہے۔ تمام مخدوم  
 قریش یا سید ہیں یا اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔

محمد خیل..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مداری..... ”زندہ شاہ مدار“ کے پیروکار ہیں جو اودھ میں مکن پور کا مشہور و معروف بزرگ ولی تھا۔  
 اس کا نام بازی الدین شاہ اور اسلام قبول کرنے والا یہودی تھا جو 1050ء میں (aleppo)  
 حلب کے مقام پر پیدا ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ مکان پور میں 383 برس کی طویل عمر گزار کر ایک  
 شیطان کو اس جگہ سے باہر نکالنے کے بعد فوت ہوا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کچھ اسے اب  
 بھی زندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں رسول اللہ نے اسے سانس لیے بغیر زندہ رہنے کی قوت  
 عطا کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ماننے والوں کو کبھی آگ نہیں جھلسا سکے گی۔ اور وہ  
 زہریلے سانپوں اور بچھوؤں سے محفوظ رہیں گے۔ ان میں زہر کا تریاق کرنے کی قوت موجود  
 ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے مزار میں داخل ہونے والی عورتیں زبردست درد اور اذیت  
 میں گرفتار ہو جاتی ہیں، جیسے انہیں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

وہ انبالہ، لدھیانہ، جالندھر، ہوشیار پور اور سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔ مغربی پنجاب میں ان  
 کے بارے میں کم ہی لوگ جانتے ہیں۔ وہ اپنے بال گوندھ کر جوڑا بناتے اور مسلمان سلسلوں  
 کے بے سہارا فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کسی مسلک، مذہب، ضابطہ حیات کو نہ ماننے کے

باوجود خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

مدو کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

مدھ..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مدہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مدھول..... منگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

مدھے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

مڈیر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مذہبی (مذہبی)..... ایسا چوہڑا جو سکھ ہو گیا ہو۔ ان کی تفصیل کے لیے دیکھیں ”پنجاب کی ذاتیں“

(صفحہ 54-653)۔

مراٹی..... (دیکھیں ”میراٹی“)

مراالی..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مراانا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مرائی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مرجانا..... سیالوں کا قبیلچہ۔

مردانا..... بلوچ کی ایک مرکزی شاخ جو ملتان سے لاہور جانے والی شاہراہ پر، گوگیرہ اور ہڑپہ کے

درمیانی علاقے میں آباد ہیں۔ سیالوں کا ایک قبیلچہ بھی اس نام کا ہے۔

مرریا مرار..... گجرات میں سوم بنسی راجپوتوں کی ایک شاخ۔ وہ عہد اکبری میں سامانا سے ہجرت

کر کے وہاں آئے۔ وہ آپس میں شادیاں کرتے لیکن سیدوں اور چچھوں کو بھی بیٹیاں

دیتے ہیں۔

مرکندا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مرکھا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مر کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھول قبیلچہ۔

مزل..... لگتا ہے کہ مزل جھنگ میں کسی دور میں اب سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ ان کا وطن

جھنگ ہی ہے۔ وہ اصلاً چوہان راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور عہد اکبری میں بالائی

چناب سے یہاں آئے۔ وہ بہادر لوگ ہیں مگر مویشی چوری کی وجہ سے بدنام اور خراب کاشتکار ہیں۔

مرل..... بہاولپور میں ایک قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ مرل چوہان راجپوت تھا، جو دہلی سے ہجرت کر کے سندھ میں آباد ہوا۔ اس کے تین بیٹے تھے مگر ان سبھی کی اولاد مرل کہلاتی ہے۔ میراثیوں کی بیان کردہ روایت کے مطابق جوتشیوں نے ایک چوہان کو بتایا کہ چوہان خاندان میں ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اب کے بعد چوہانوں میں پیدا ہونے والے تمام بچوں کو مار ڈالا جائے۔ لیکن مرل کی ماں نے اسے ایک ڈرم میں چھپا دیا۔ پنجابی میں لپٹنے کو مڑھنا کہتے ہیں۔ اسی لیے مرلوں کا یہ نام پڑ گیا۔ اس کا خاندان بھاگ کر سندھ چلا گیا۔

مروت..... تقریباً ساری لگی مروت تحصیل میں آباد ہیں، یعنی سندھ پارکوہ نمک اور وزیری پہاڑیوں کے درمیانی علاقے کا جنوب مشرقی نصف اور سارا وسطی حصہ۔ مروت لوہانی پٹھانوں کے چار بڑے قبائل میں سے ایک ہیں۔ تقریباً 17 ویں صدی کی ابتدا میں دولت خیل لوہانیوں کا مروت اور میاں خیل کے ساتھ جھگڑا ہوا اور انہیں ٹانک سے بے دخل کر دیا۔ مروت کوہ نمک کے پار منتقل ہو گئے اور نیازی کو مشرق کی طرف دریائے گڑم کے اس پار نکال دیا۔ 1880ء سے پہلے کے 50 برس کے دوران وہ اپنے نقش قدم دوبارہ تلاش کرتے ہوئے کوہ نمک کے اوپر سے جنوب کی طرف ڈیرہ اسماعیل خان میں چلے گئے، جہاں انہوں نے ٹانک کے شمالی گوشے میں کنڈی سے اور پہاڑیوں کے دامن میں اور پنیالہ علاقہ میں بلوچ سے چھین جھپٹ کر کے چھوٹے چھوٹے خطوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے اہم ترین قبیلے موسیٰ خیل، خدا خیل، بہرام اور تہی ہیں۔ چند ایک نیازی ان کے ساتھ وابستہ ہیں جو اس وقت پیچھے رہ گئے تھے جب قبیلہ کا مرکزی اور بڑا حصہ بے دخل کیا گیا۔ ہمارے بارڈر پر ملنے والے افراد میں وہ سب سے زیادہ قانون کے پابند ہیں۔ ان کی عورتیں خانہ نشین نہیں۔

مروک..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو کبھوہ قبیلہ۔

مرئی..... پشاور میں غلام طبقے کا فرد۔

مری..... ایک منظم بلوچ نمن جو ہماری جنوبی سرحد سے پرے کے علاقہ پر قابض ہے۔ یہ بالکل

خود مختار یا محض برائے نام قلات کے خان کا ماتحت ہے۔ یہ پنجاب میں نہیں ملتے۔

مریال..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مریانانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مژدک..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبوتہ قبیلچہ۔

مژل..... ملتان میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

مژہیل..... نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ جن کا مورث اعلیٰ جام کے آٹھ بیٹوں میں سے تھا۔

مزاری..... یہ ڈیرہ غازی خان کے انتہائی جنوبی علاقہ میں آباد ہیں اور صرف وہیں پائے گئے۔

پہاڑیاں ان کی مغربی اور دریا مشرقی حد ہے۔ ان کا علاقہ سندھ کی سرحد میں جیکب آباد کے

اندر تک اور شمال کی جانب عمرکوٹ اور درہ پٹوک تک کھنچا ہوا ہے۔ روجھان ان کا صدر مقام

ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سترہویں صدی کے تقریباً وسط میں ان کی سندھ کے چانڈیا سے لڑائی

ہوئی اور وہ وادی سیاہاف اور مراؤ میدان میں نکل گئے اور اس پہاڑی علاقہ میں جس کے

مغرب میں اب بگٹی قابض ہیں۔ لیکن زیریں میدانوں میں زمینوں کے عطیات حاصل

کرتے ہوئے مرحلہ وار مشرق میں دریا کی طرف منتقل ہوتے گئے۔ اس کے عین پیچھے شمبانی

علاقہ ہے۔ قبیلہ اپنی نسل جلال خان کے بیٹے ہوتے سے قرار دیتا ہے۔ یہ قبیلہ چار بڑے

قبیلچوں رستمائی، میدانی، بالا چانی اور سرگانی میں تقسیم ہے۔

مژو..... منگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

مستانہ..... مسلمان فقیر۔

مستانی..... فقیروں کا ایک فرقہ۔ وہ پاؤں میں گھنگھر و پہن کر گلیوں بازاروں میں ناچتے ہیں۔ بتایا

جاتا ہے کہ وہ ایک گھر سے صرف ایک لقمہ خیرات لیتے ہیں۔

مُستدی (یا مُسَدی)..... اکاؤنٹینٹ کے لیے اصطلاح۔

مستیانا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مسر..... جہلم میں برہمنوں، بالخصوص دو برہمن خاندانوں کا لقب جو سکھ عہد میں اعلیٰ عہدوں پر

فائز تھے۔

مسریرا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

مُسلّا..... سکھ جذبہ نفرت کے ساتھ مسلمانوں کو مُسلّا کہتے ہیں۔ اسی طرح مُسلکا، مُسلکرو اور مُسلکا بھی مستعمل ہیں۔

مسن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مسند، مسندو..... سکھ بھگتوں کی ایک تنظیم۔ لگتا ہے کہ گوروؤں نے انہیں مذہبی نذرانے جمع کرنے کا کام سونپا تھا اور انجام کار ان کی چیرہ دستیایں ہی ان کی تباہی کا باعث بن گئیں۔ البتہ ان کے چند ایک خاندان اب بھی کہیں کہیں ملتے ہیں۔

مسن کے..... غنگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مسوان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مسو کے..... غنگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

مُسیانی یا مُوسیانی..... نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ، خاکو کی نسل ہے۔

مُشانی..... نیازی پٹھانوں کی خاکو شاخ کا ایک قبیلچہ۔ یہ کوہاٹ کے کوہ نمک اور دریائے سندھ کے درمیانی علاقے میں آباد ہیں (عیسیٰ خیل کے جنوب میں)۔

مُشوانی..... پٹھانوں کا ایک قبیلہ جنہوں نے اپنا اندراج بطور سید بھی کروایا، کیونکہ وہ خود کو ایک سید باپ اور کاکڑ عورت کی اولاد بتاتے ہیں۔ وہ ہزارہ کے کاکڑوں سے وابستہ ہیں۔

مشہدی..... امرتسر اور غنگمری میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

مُشوانی..... محمد گیسو دراز کے چار بیٹوں میں سے ایک مشوانی کی اولاد۔ یہ پٹھان قبیلہ خود کو سید بتاتا ہے۔ مشوانی کی بیوی ایک کاکڑ عورت اور کاکڑ کی بیٹی یا پوتی تھی۔ تاہم دیگر سادات مشوانیوں کے ساتھ ازدواج نہیں کرتے۔ وہ ہزارہ میں ملتے ہیں۔

مُصلیٰ نشین..... مُصلیٰ یعنی جائے نماز پر بیٹھنے والا۔ بالخصوص ان عورتوں کو کہا جاتا ہے جو شادی نہیں کرتیں بلکہ اپنے والدین کے گھر میں ہی مذہبی زندگی گزارتی ہیں۔

مُصلیٰ..... (مُصلیٰ زیادہ درست تلفظ ہے)۔ مغربی پنجاب کا مسلمان چوہڑا۔ لاہور کے مغرب میں تقریباً سبھی چوہڑے مسلمان ہیں اور انہیں اکثر مُصلیٰ یا کتانہ کہا جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ دونوں اصلاحات ہم معنی ہیں، لیکن کتانہ کا استعمال خاص طور پر جنوب مغرب اور مُصلیٰ کا شمال مغرب میں ہوتا ہے۔ متعدد علاقوں میں مسلمان چوہڑا اس وقت تک چوہڑا ہی کہلاتا ہے

جب تک وہ مُردار کھاتا یا فضلہ صاف کرتا رہتا ہے۔ یہ عادات ترک کرنے پر ہی اسے ”مُصلّی“ ہونے کا اعزاز دیا جاتا ہے۔ مُصلّی کو چوہڑے سے واضح طور پر ممتاز خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم سرحدی قصبات کا مُصلّی فضلہ صاف کرتا ہے۔ پشاور بارڈر پر مُصلّی گورکن کے ساتھ ساتھ جھاڑو کش بھی ہے اور کچھ جگہوں پر اسے شاہی خیل بھی کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا لفظی مطلب ”عبادت گزار“ ہے۔ اسلام قبول کرنے والا مہتر خود کو ”نومسلم“ کہلاتا ہے۔ اسے مذہب میں داخل ہونے کے لیے نہادھو کرنے کپڑے پہننے کے بعد پانچ مرتبہ کلمہ پڑھنا ہوتا ہے۔ پھر وہ اونچی آواز میں توبہ کہتا اور تین بار قسم کھاتا ہے کہ کبھی بھی اپنے پرانے عقیدے کی جانب واپس نہیں جائے گا۔ تب مولوی ایک برتن میں سے پانی پینے کے بعد باقی اسے پلا دیتا ہے۔ یوں وہ مسلمان قرار پاتا ہے۔

مغل (مُگل)..... مغل خاص یا منگول ایک ہی نام کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ یہ دونوں بابر کے ہمراہ پنجاب میں آئے یا اس کی اولاد کے دور حکومت میں اس جانب کھنچ آئے۔ دہلی کے نواح میں ان کی سب سے زیادہ تعداد ملی جو اس سلطنت کا صدر مقام تھا۔ مجھے یقین ہے کہ مشرقی پنجاب میں اپنا اندراج مغل کرانے والوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کا تعلق درحقیقت اس نسل سے ہے۔ راولپنڈی ڈویرن اور بالائی سرحد میں یعنی مغل فوجوں کے راستے کے ساتھ ساتھ بھی وہ کافی تعداد میں ہیں۔ وہاں انہیں پنجاب کے میدانوں کی نسبت زیادہ قرابت دآر لوگ ملے۔ لیکن جیسا کہ اب وضاحت کی جائے گی، ان علاقوں میں مغلوں کی تعداد اس سے بہت کم ہے جو ہمارے اعداد و شمار دکھاتے ہیں۔ مسٹر مونکٹن نے مغلوں کو یوں بیان کیا: ”وہ ایک ناخوش نسل ہیں، تقاخر سے پھولی ہوئی۔ وہ سیدوں کے علاوہ باقی تمام طبقات سے، اور یہاں تک کہ ان کا ہر ہر رکن کنبہ خود کو اپنے پڑوسی سے بالاتر کہتا ہے۔ اعلیٰ نسل ہونے کے باوجود قبیلوں کے معاملہ میں وہ خسارہ میں رہے۔ ان کے ہم سر تسلیم کیے جانے والے چبوں اور لکھڑوں جیسے لوگ ان کو حقیر جانتے ہیں، لیکن وہ خود کبھی بھی پست طبقات کی طرف نہیں جھکیں گے۔ نتیجتاً سماجی تعلقات اکثر معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔“ یہ بیان اتنی ہی درستگی کے ساتھ دہلی علاقہ کے مغلوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ سرحد پر بھی مغلوں کو کوئی نیک نامی حاصل نہیں۔ ”راجپوت کاشتکار پر ظلم کرتا ہے اور کاشتکار دھرتی پر“ اور پھر: ”مغلوں کے رقعوں

پر اعتبار نہ کرو۔ ان کے رقعوں سے پہلے فوجیں آجاتی ہیں۔“

صوبہ بھر میں مغل بہت وسیع پیمانے پر بکھرے پڑے ہیں لیکن دہلی کے علاوہ مغربی اضلاع خصوصاً راولپنڈی، جہلم اور ہزارہ میں ان کی کافی تعداد ہے۔ مقامی طور پر قبائلی ناموں سے شناخت ہونے والے کچھ ایک (جوان کی کافی بڑی تعداد ہیں) کا تعلق زراعتی قبائل سے ہے، مثلاً گلکھڑ، ستی، گھبیا وغیرہ، جنہوں نے یقیناً مغل ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کیا۔ ان میں سے متعدد پر بات ہو چکی ہے، لیکن سب سے بڑھ کر پست ذات افراد میں واضح طور پر دہلی، راولپنڈی اور پشاور ڈویژنوں تک محدود ایک بالکل ویسا ہی رحمان ہے جیسا صوبہ بھر میں خود کو شیخ کہنے کا۔

میجر ویس کی رائے میں اسلام قبول کرنے والے جٹ اکثر و بیشتر مغل کا لقب اختیار کر لیتے ہیں۔ حقیقی مغلوں میں سے صرف چغتائی اور برلاس کی نمائندگی پنجاب میں کافی زیادہ نظر آتی ہے۔ اس طور درج کیے گئے افراد غالباً حقیقی مغل ہیں۔

پنجاب کی نسلیات میں یہ سوال کافی اہم ہے: ”بابر کے عہد سے کافی عرصہ پہلے انڈیا میں داخل ہونے والے مغل لشکروں کا کیا بنا؟“ طبقات ناصری کا مصنف مغلوں کی لوٹ مار اور وہشت کی اندوہناک تصویر پیش کرتا ہے۔ تاہم برنیئر نے اورنگزیب کے عہد میں مغل کی اصطلاح کی اہمیت پر خاطر خواہ روشنی ڈالی۔ وہ بتاتا ہے کہ مغل گوری رنگت کے مسلمان ہیں یعنی فارسیوں، ترکوں، عربوں اور ازبکوں جیسے۔ وہ عموماً کمان استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مطابق ”عظیم موگول“ ہندوستان میں غیر ملکی ہے اور گرد و پیش کے لوگ اس کے دشمن ہیں۔ اب دربار میں کوئی اصلی موگول موجود نہیں۔ سفید رنگت کی تمام نسلوں کو موگول کہہ دیا جاتا ہے۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کی تیسری یا چوتھی پشت کے نسبتاً سانولے افراد کا زیادہ احترام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی انہیں سرکاری عہدوں پر فائز کیا جاتا ہے۔ وہ پیدل یا گھوڑ سوار دستوں میں بطور پرائیویٹ سپاہی بھرتی کر لیے جانے پر ہی مطمئن ہیں۔

مکول..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مکوما..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مگل..... سازی ریاست بہاولپور میں تھوڑی سی تعداد میں ملنے والا قبیلہ۔ یہ پیشہ کے لحاظ سے لوہار



ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ پہلی صدی ہجری میں مکہ سے ہجرت کر کے سندھ آئے۔  
مگسی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مگھ..... انبالہ کی نارائن گڑھ تحصیل میں ایک چھوٹی سی ذات۔

مگھیانا..... سیالوں کی ایک شاخ جس کے نام پر جھنگ مگھیانا کا نام ہے۔

مگھیانا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مگے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مل..... منٹگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔

مٹا..... مٹا یا مولوی مسلمان پروہت ہے۔ اسے مولانا یا مٹلوانا بھی کہتے ہیں۔ ان کا تعلق کسی بھی قبیلے سے ہو سکتا ہے۔ جھنگ بار میں وہ نومولود بچے کے کان میں ”بانگ“ دینے کے لیے ایک یا دو روپے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ شادی کے موقع پر لڑکے اور لڑکی دونوں کے یا صرف لڑکی کے والدین بھی اسے پیسے دیتے ہیں۔ وہ مردے دفنانے اور جنازہ پڑھانے کے عوض نقد رقم یا اناج لیتا ہے۔

ملاح..... ملاح پنجاب کا کشتی ران ہے اور قدرتی طور پر ان اضلاع میں کثیر تعداد میں ملا جہاں کشتی رانی کے لیے دریا کی طولانی زیادہ ہے۔ دریائے سندھ پر اس نے خود کو عموماً جٹ بتایا۔ تقریباً ہر جگہ پر اس کی ذات جھینور اور مذہب اکثر و بیشتر اسلام ہے۔ تاہم، مسٹر ولسن کو یقین ہے کہ سرسا میں ستلج پر زیادہ تر ملاح جھیل ذات کے ہیں۔ وہ کشتی رانی کے مخصوص کام کے ساتھ ساتھ اکثر اپنی ذات کے کچھ دیگر عام پیشے بھی اپنالیتا ہے، مثلاً ماہی گیری، یا سنگھاڑے کی کاشت۔ البتہ وہ دیہی خدمت گار نہیں۔ خود کو مہانا، تارو یا درین بتانے والوں کو بھی ملاح کے تحت شامل کیا گیا۔

لاہور اور پشاور میں مہانا کے لیے کوئی علیحدہ اندراجات نہیں کیے گئے۔ انہیں سندھ کا چھیرا بتایا جاتا ہے۔ لیکن کم از کم پنجاب میں وہ اتنا ہی چھیرا ہے جتنا کہ کشتی ران۔ سنسکرت میں اس لفظ کا مطلب پانیوں کا سنگم یا دہانہ ہے۔ درین اور تارو پہاڑیوں میں پائے گئے جہاں وہ مسافروں کو دشوار گزار پہاڑ عبور کرنے میں رہنمائی کرتے ہیں۔ اول الذکر مسلمان اور موخر الذکر ہندو بتائے جاتے ہیں۔ لفظ درین کا اصلی مطلب بھینس کی وہ کھال ہے جس پر

لین دین کیا جاتا ہے۔ کھلے لفظوں میں شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ جھینور اور ماچھی زمین پر اور ملاح اور مہانا پانی پر اپنے اپنے پیشے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور سب کا تعلق ایک ہی ذات سے ہے۔

ملا غوری..... مشکوک پٹھان ماخذ رکھنے والا قبیلچہ۔ وہ آفریدی کے شمال میں کوہستان خیبر کے شمالی علاقے میں آباد ہیں۔ وہ چوریوں کے عادی ہیں مگر چھوٹی موٹی چوریاں ہی کرتے ہیں۔ وہ پہاڑی مہمند کے ساتھ منسلک ہیں، وہ خود کو مہمند سے کمتر تسلیم کرتے اور لال پورہ کے خان کو خراج ادا کرتے ہیں۔

ملان..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ملانا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ملتانى..... (1) ملتان کا رہنے والا۔ (2) گڑ گاؤں میں برتن ساز، کیونکہ وہاں برتن سازی کا زیادہ تر کام ملتان سے آئے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔

ملک..... (1) اونٹ پالنے والا۔ لاہور میں، جہاں تمام شتر بان بلوچ ہیں، کسی بھی اونٹ والے کو ملک کہا جاتا ہے۔ (2) کھتریوں کا ایک لقب۔ (3) مسلمانوں کا ایک طبقہ۔ (4) گھتوال جٹوں کا ایک لقب جو سروہارا جپوتوں کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ روہتک میں خان پور کلاں اور پانی پت تحصیل کے ملک اب بھی خود کو سروہارا جپوت کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ گڑھ غزنی سے ہجرت کر کے آئے، لیکن یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ گڑھ غزنی کس جگہ واقع ہے۔

ملکا..... (1) کھرل قبیلچہ، (2) منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان قبیلچہ۔

ملک دین..... زیریں میرانزی، کوہاٹ کی آبادیوں میں آفریدیوں کی ایک کثیر التعداد شاخ۔

ملکیار..... ہزارہ کے ہری پور میدان میں آباد ترینوں کی ایک شاخ۔ وہ ٹورا اور سپین کے ایک بھائی ملک یار کو اپنا جد امجد بتاتے ہیں۔ لیکن ٹورا ترین انہیں اپنی شاخ نہیں مانتے۔

ملن ہانس..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ملنے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ملوائى..... مالوہ (ستلج کا جنوب) کا باشندہ۔

ملو ترا..... سیالکوٹ میں ایک راجپوت قبیلچہ۔

ملود..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

ملہہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ملہی..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ملہھی..... سیالکوٹ اور جٹڈ میں ایک جٹ قبیلہ۔ سیالکوٹ کے ملہھی سروہار راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ ملہھی گڈریوں کے طور پر اپنے سات بیٹوں کے ہمراہ پنجاب میں آیا۔ ان سات بیٹوں نے متعدد مہینوں کی بنیاد رکھی۔ وہ تین پشتوں تک خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے رہے اور ملہھی کی چوتھی پشت میں میلمبر نے قصور کے قریب اچرک کی بنیاد رکھی۔ ان کی رسوم گورایوں والی ہی ہیں۔ ان کے برہمن ہنوترے، میراٹی گجر اور نائی رتین ہیں۔ وراثت کی منتقلی میں چونڈا ونڈ پر عمل کیا جاتا ہے۔ امرتسر اور گوجرانوالہ میں بھی ان کی بستیاں ہیں۔ گوجرانوالہ میں نارنگ ابن ورسی ہمایوں کے عہد میں آباد ہوا اور ایک ورک دوشیزہ سے شادی کی۔ لڑکی کو جہیز میں زمین ملی۔

ملٹی..... امرتسر کے علاوہ لدھیانہ میں بھی ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ انہیں اکثر ملہھی کے ساتھ گڈڈ کر دیا جاتا ہے۔ سیالکوٹ میں ان کی سات مہینیں بتائی جاتی ہیں۔

ملیازو..... کنیتوں کی ایک شاخ۔ یہ کہلور (بیللاس پور) کے راجا چند کے تیسرے بیٹے کی اولاد ہیں جو ایک کاشتکار لڑکی سے شادی کرنے کے باعث راجپوت کے عہدے سے گر گیا تھا۔ ایک اور بیان انہیں کہلور کے راجا کاہن چند کے تیسرے بیٹے تیج کی اولاد بتاتا ہے۔

ممبر..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

مہانا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھرل قبیلچہ۔

ممر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ممران..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ممرائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ممرہا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ممند..... امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

میرا..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

منج..... سارے دامن کوہ راجپوتوں میں منج سب سے زیادہ وسیع پیمانے پھیلے ہوئے ہیں، بشرطیکہ ہمارے اعداد و شمار درست ہوں۔ وہ جالندھر کے جنوب مغربی اور ضلع لدھیانہ کے شمال مغربی حصے میں آباد ہیں، اور تمام ملحقہ اضلاع و ریاستوں میں بھی پائے گئے۔ ان میں سے کوئی 9000 ضلع راولپنڈی میں ہیں۔ یہ آخری اس ضلع کے الپال ہیں جنہوں نے خود کو منج الپال بتایا۔ لیکن ان کا ماخذ بھی لدھیانہ یا جالندھر والے منج والا ہی ہے یا نہیں، اس بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ منج خود کو بھی راجپوت اور سیالکوٹ کے راجا رسالو کے باپ راجا سلواہن کی نسل سے کہتے ہیں۔ دو منج راجپوت شیخ چاچو اور شیخ کلچی کالدھیانہ کے جنوب مغرب میں ہتوڑ کے مقام پر آباد ہونا کوئی 600 سال پہلے بتایا جاتا ہے جس کے بعد ان کی اولادیں نواحی علاقوں میں پھیل گئیں۔ اور جالندھر کی روایات اسی خطے پر ان کی تسخیر علاؤ الدین خلجی کے دور میں بتاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اُج کے مخدوم شاہ جہانیاں (وفات 1383ء) نے شیخ چاچو کو مسلمان کیا۔ لگتا ہے کہ اگر اس روایت کی کوئی حقیقی بنیاد ہے تو اس سے مراد علاؤ الدین سید ہو گا۔ سلطنت دہلی ختم ہونے کے بعد ٹکوٹھی اور رائے کوٹ کے منج رئیس نے ستلج کے جنوب میں ایک وسیع و عریض حاکمیت قائم کی۔ حتیٰ کہ سکھوں اور رنجیت سنگھ نے اسے شکست دے کر تابع کیا۔ اس سے بھی پہلے کوٹ عیسیٰ کے منج نے سلاطین کے دور میں خاصی اہمیت حاصل کر لی تھی۔ منج ستلج کے شمال میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے میں کبھی بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ لیکن وہ تلوان، نکوڈر اور ملسیان کے ارد گرد ضلع جالندھر کے جنوب مغرب میں علاقے کے ایک بڑے حصے پر آباد ہیں۔ مغلوں کے دور میں اس علاقے کا بیشتر حصہ ان کی جاگیر میں تھا لیکن تارا سنگھ گھبیا اور سندھانوالہ نے اسے بیدخل کر دیا۔ اگرچہ منج شیخ چاچو کے دور سے بعد ہندو ہی تھے، لیکن اب وہ سب مسلمان ہیں۔ ان کے شجرہ نسب کے ماہرین جالندھر کے بھی کی طرح پٹیاہ میں رہتے ہیں۔ آئین اکبری میں منج کو غلط طور پر مسین لکھا گیا۔ اس نام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق زیادہ درست طور پر لدھیانہ کے غوریوہا سے ہے۔ فیروز پور کے منج اب بھی بیوہ کی شادی (کریوا) کی اجازت نہیں دیتے۔

منجوتھا..... جٹ قبیلہ جس کا کہنا ہے کہ وہ بلوچ کے ہمراہ مکران سے آیا۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان

کی سانگھڑ تحصیل میں ملتا ہے۔ اُروں کی طرح یہ بھی شادی کے معاملہ میں بلوچ روایت پر عمل پیرا ہے۔

منجوٹھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مندہاہار..... مندہاہار تقریباً کرنال کے ناروک انبالہ اور پٹیالہ کی نواحی حصے تک ہی محدود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایودھیا سے جنڈ آئے، چندیل اور برار اچیوتوں کو بیدخل کیا، جو شوالکوں اور اس پار گھگر کے خطوں میں بالترتیب آباد تھے۔ تب انہوں نے پٹیالہ میں کیلا سیت کے مقام پر اپنا مرکز متعین کیا اور جنڈ میں سفیدون اور کرنال میں اسندھ چھوٹے مرکز بنائے۔ وہ کم و بیش اس خطہ کے تنوار اور راجپوت کے درمیان آباد ہیں۔ لیکن حال ہی میں چوہان کے نیچے جمناکے کنارے (ضلع کرنال میں) پر پھیل گئے ہیں، اور ان کا مقامی مرکز گھروندا ہے۔ وہ ان علاقوں میں چوہان کی بعثت سے پہلے کے آباد تھے۔ فیروز شاہ نے پٹیالہ میں سامانا کے مقام پر انہیں سکھلایا۔ مندہاہار، قندھار، شکر وال اور پیہار راجپوتوں کو رام کے بیٹے لاوا کی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ لہذا یہ سورج بنسی راجپوت ہوئے۔ کم از کم کرنال میں تو وہ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔

مندل، مڑہل..... ایک قبیلہ جو پٹیالہ میں سامانا سے آیا اور اب کرنال میں ملتا ہے۔

مندز..... (1) یوسف زئی پٹھانوں کی ایک شاخ جو دریائے کابل کے شمال میں پشاور میدان پر آباد ہے۔ (2) امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

مندوخیل..... پٹھانوں کی قدیم ترین شاخوں میں سے ایک، لیکن ان کی تعداد زیادہ نہیں۔ یہ مندو ابن اسماعیل عرف غور غشت کی اولاد ہیں۔

مند..... جہلم میں ایک قبیلہ جسے بطور اعوان شمار کیا گیا۔

مند..... امرتسر اور ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مند..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مند ایامونڈا..... ہندو مرتاضوں کا ایک فرقہ جو جسم کے تمام بال، حتیٰ کہ بھنویں بھی مونڈھ دیتے ہیں۔ اور نگزیب کے دور میں ایک جادو گرنی کے کہنے پر انہوں نے دہلی پر چڑھائی کی اور اپنے خلاف بھیجے گئے 10,000 شاہی گھوڑ سواروں کو بھگا دیا، لیکن آخر کار انہیں مطیع کر لیا گیا۔

منڈن..... منگمری اور امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

منڈیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

منگٹ، مانگٹ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ یہ لدھیانہ اور پٹیالہ کے ماتحت حصے میں بھی ملتے ہیں۔

منگر..... جھنگ بارکا ایک پرانا قبیلہ۔

منگل..... ایک پٹھان قبیلہ جسے بنوچی نے بنوں سے نکالا۔ غالباً اب انہیں منگلی کہتے ہیں۔

منگلا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

منگن..... منگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

منگنی..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

منگیر..... منگمری میں زراعت پیشہ کھری قبیلچہ۔

منماہر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

من..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

منوالے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

منہاس..... جموں سرحد کے سارے علاقہ میں کافی بڑی تعداد میں ملنے والے راجپوتوں کا ایک قبیلہ (یعنی راولپنڈی، جہلم، سیالکوٹ اور گورداسپور وغیرہ میں)۔ وہ رام چندر کی نسبت سے سورج بنسی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے اجداد میں سے ایک اکل گھر دو آب (سیالکوٹ) میں آباد ہوا۔ اس کے بیٹے جھولاچن نے مدرادیس کے راجا چندرہنس کو شکست دی اور موجودہ جموں شہر بسایا۔ کشمیر کا موجودہ حکمران خاندان اسی کی نسل سے ہے۔ شاہی خاندان کے ایک رکن ملن ہنس نے کاشتکاری شروع کی اور اپنا مقام کھو بیٹھا اور اس کی اولاد منہاس کہلانے لگی۔

منہاس کی ہجرتوں کے بارے میں متنوع روایات ملتی ہیں۔ ایک رائے کے مطابق ان کا مورث اعلیٰ ایودھیہ سے آیا۔ جموں فتح کیا اور یہاں اسی نام کا ایک شہر بسایا۔ کچھ کہتے ہیں کہ اس تغیر سے قبل وہ سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ کچھ کے مطابق وہ پہلے کشمیر گئے، پھر سیالکوٹ آئے اور وہاں سے جموں کی طرف۔ اس سارے قبیلے کا پرانا نام جھوال لگتا ہے، لیکن اب اس

کا استعمال صرف اس شاہی شاخ کے لیے مختص ہے جو کھیتی باڑی نہیں کرتی اور کاشتکار بھائی بندوں کو بہ نظر تحقیر دیکھتی ہے۔ یہی کاشتکار منہاس کہلاتے ہیں۔ منہاس لوگ سلہریا اور نواح کے دیگر درجہ دوم راجپوتوں کے ساتھ باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ زیادہ تر منہاس ہندو ہیں (بالخصوص دریائے جہلم کے اس طرف کے خطے میں)۔ وہ مکلاوا کے موقع پر بکرے کے سر پر پانی ڈالتے اور سمجھتے ہیں کہ بکرے کے سر ہلانے سے ان کے آباؤ اجداد کو سکون مل رہا ہے۔ ہوشیار پور کے کچھ منہاس مسلمان ہیں۔ انہوں نے کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اس لیے شیخ کہلاتے ہیں۔ دیگر راجپوت اب بھی ان سے ملتے اور انہیں بھائی کہہ کر بلاتے ہیں، مگر ان کے ساتھ باہمی شادیاں نہیں کرتے۔

منیار..... ایک پیشہ ورانہ اصطلاح۔ مشرقی اضلاع کا منیار ایسا شخص ہے جو عموماً دیہات میں گھوم پھر کر کانچ کی چوڑیاں اور دیگر اشیاء بیچتا ہے۔ باقی سارے پنجاب میں کسی بھی پھیری فروش کو منیار کہتے ہیں۔ منیاری بیچنا کا مطلب گھوم پھر کر چھوٹی موٹی اشیاء بیچنا ہے۔ بساطی، کھوجا، پراچہ، بخارہ اور منیار خوانچہ فروش یا پھیری والے کے لیے مختلف علاقوں میں مختلف اصطلاحات ہیں۔

منیس، مانیس..... زیادہ تر مسلمان جنوں کا ایک قبیلہ جو منگمری میں نالہ ڈیگ کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ کچھ ایک منیس ہندو یا سکھ ہیں۔ وہ سیالکوٹ کے راجا سلواہن کے پوتے مانیس کی نسبت سے راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن ان کی حکایات میں مانیس اور مکہ کے مسلمانوں کے درمیان ایک جنگ کا ذکر ملتا ہے۔ وہ نسلی اعتبار سے بھٹیوں اور وٹوؤں سے منسلک لگتے ہیں۔ گوگیرہ تحصیل میں چاول کی زیادہ تر کاشت وہی کرتے ہیں۔

موتہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

موتھا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

موتے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

موتیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

موٹر..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلہ۔

موچانی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

موچر، موچھر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موچی..... لفظ موچی دراصل ایک پیشے کا نام ہے اور دباغت کار کو دباغت شدہ چمڑے کا کام کرنے والوں سے الگ کرتا ہے۔ موچی صرف چمڑے ہی کی اشیاء نہیں بناتا بلکہ چمڑے کو دانے دار بناتا، اس کی سطح کو رنگ دیتا یا پہلے والا رنگ بدلتا ہے۔ پنجاب کے مشرق میں یہ نام قصبات کے زیادہ ہنرمند کاریگروں کے لیے مستعمل ہے۔ تاہم مغرب میں سیدھے سادھے طور پر ایک مسلمان چمار کو بیان کرتا ہے، اور وہاں موچی وہی کچھ ہے جو مشرق میں چمار۔ اس کا تعلق بھی اسی ذات سے ہے، البتہ تبدیلی مذہب نے (چاہے بہت کم ہی لیکن) اس کی سماجی حیثیت کو بہتر کر دیا۔ وہ عام طور پر کپڑا نہیں بُنتا۔ البتہ ہوشیار پور میں موچیوں کی ایک کثیر تعداد جو لاہا بتائی گئی اور دیگر مسلمان اسے مذہبی یا سماجی رفاقت میں قبول نہیں کرتے۔ پنجاب کے مغرب میں ایک چمار یا موچی کی حیثیت اب وہ نہیں جو اسے مشرق میں بطور کھیت مزدور حاصل ہے۔ مغرب میں وہ صرف دباغت کار اور چمڑا مزدور ہے۔ اس کی تعداد اس وقت بہت کم ہو جاتی ہے جب کھیتوں میں کھیت مزدوری کا بہت بڑا حصہ سرانجام دیتا ہے۔ مزید برآں اب وہ خانگی خدمت گاری نہیں کرتا، اور ممکن ہے اس کی بہتر سماجی حیثیت میں یہ امر بھی کارفرما ہو۔ درحقیقت مسٹر کرشی بھی کہتے ہیں کہ کوئی چمار چاہے ہندو ہو یا مسلمان، جو نہی امور خدمت گاری چھوڑتا اور خود کو صرف چمڑے کے کام تک محدود کر لیتا ہے تو سماجی حیثیت میں اوپر اٹھ جاتا اور زیادہ قابل احترام نام ”موچی“ اپنالیتا ہے۔ موچی بالعموم اپنی خدمات کی انجام دہی میں وقت کا پابند نہیں اور ایک کہاوت ہے: ”موچی کا کل کبھی نہیں آتا۔“

موچی کا کوئی مترادف نہیں۔ کفش دوز کا مطلب جوتے سینے والا اور سراج، شیراج، سیراز یا شیراز کا مطلب گھوڑے کی کاٹھی بنانے والا ہے۔ لدھیانہ میں مسلمان موچی شیخ کہلاتا اور کپڑا بننے کا کام بھی کرتا ہے۔ درحقیقت ذات کا مرکزی پیشہ کپڑا بننا ہی ہے اس لیے عموماً موچی۔ جو لاہا کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ لیکن موچی عام مسلمانوں کی طرح گوت سے لاپروا ہو کر شادی کرتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ وہ جو لاہوں یا کسی بھی دیگر ذات میں شادی نہیں کرتے۔ اگرچہ ان میں سے بیشتر مسلمان ہیں، لیکن جنوب مشرقی پنجاب میں ہندو موچی



بھی ملتے ہیں جو چمڑے کے ڈبے اور کاٹھیاں وغیرہ تو بناتے ہیں مگر جو تے نہیں۔ لیکن مسلمان موچیوں میں ایسی کوئی بات نہیں، مسلمان موچی کام شروع کرنے سے قبل حضرت صالح اور حضرت میر کا نام لیتے ہیں جن کے مقبرے عرب میں اب بھی موجود ہیں۔ وہ ہر چھ ماہ بعد ان حضرات کے نام پر غرباء میں مٹھائی بانٹتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ”جام“ موچی کا پیشہ ورا نہ خطاب بن گیا ہے۔

موچی منگ..... خوشاب میں بادی یا بازی گر کا مترادف۔

مور..... ایک جٹ قبیلہ یا گوت جو جٹ کی سنگرور تحصیل میں ایک گاؤں کا مالک ہے۔

مورارے..... لدھیانہ میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مورن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موسیٰ خیل..... (1) امرتسر میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔ (2) میانوالی میں دریائے سندھ کے

کناروں پر آباد نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ۔ (3) مروت پٹھانوں کا ایک حصہ۔ (4) مٹی

پٹھانوں کی دو شاخوں میں سے ایک جس کے مزید دو حصے ہلیل زئی اور لہر زئی ہیں۔

(5) میدانی مہمند کے پانچ مرکزی حصوں میں سے ایک۔

مولا..... روہتک میں کچھ جٹوں کو مولا کہا جاتا تھا جنہیں زبردستی مسلمان کیا گیا۔ وہ اس ضلع کی

تینوں تحصیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور انہیں نہایت پست درجے کے ہندو جٹ بتایا

جاتا ہے۔

مومی..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ہندو کبوتر قبیلچہ۔

مونٹھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موندہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موندی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونڈ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مونن..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

موہانا..... سندھی میں ناہی گیر کا مترادف اور میانی کا متبادل۔ موہانا محض جھیلیوں اور ملاحوں کا ایک

پیشہ ورانہ گروپ ہی ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے مہانے اپنے نام کے ساتھ میر بہار کا سابقہ لگاتے ہیں۔

موہر..... (1) منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔ (2) امرتسر میں ایک ڈوگر قبیلچہ۔

موہل..... منگمری میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

موہنا..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

مہار ہمن..... اعلیٰ یا عظیم، اچار یہ برہمن جو تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کرتا ہے۔ چتا جلانے کے بعد وہ متوفی کی چار پائی پر بیٹھ جاتا ہے اور مرنے والے کے بیٹے اسے اٹھاتے ہیں۔ تب اسے مردہ آدمی کے تمام پہننے کے کپڑے اور چار پائی دے دی جاتی ہے۔

مہاجرین..... حضرت محمدؐ کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے والے افراد کی اولاد۔ 1881ء کی مردم شماری میں ضلع کرنال میں 8,560 افراد کا بطور مہاجرین اندراج ہوا، اور وہ بلاشبہ پانی پت سے تعلق رکھتے تھے۔

مہاجن..... یہ سود پر رقم دینے والے کے لیے عام اصطلاح ہے۔ لیکن پہاڑیوں میں پہاڑی مہاجن دکانداروں کے ایک پیشہ ورانہ گروہ کی صورت میں ہیں۔ اور ایک حقیقی ذات بننے کی جانب مائل ہیں۔ وہ بنیا اور کاتھ ذاتوں سے تعلق رکھنے والے ان مہاجرین کے باہمی ازدواج سے پھوٹنے والی مخلوط ذات لگتے ہیں جو میدانوں سے آئے اور عمومی طور پر تا جڑ کلرک ہیں۔ ہزارہ میں مہاجن سے مشکل ہی پہاڑی مہاجن مراد ہے۔ کیونکہ وہ نوکری کرتا، کاشت کاری کرتا، دکان چلاتا اور بطور پروہت بھی خدمات انجام دیتا ہے۔ گورداسپور اور سیا لکوٹ میں مہاجن کو کراڑ بھی کہتے ہیں۔

مہاد..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہار (مہر)..... راجپوت رتے کا ایک قبیلہ۔ یہ جوئیہ کے بھائی مہار کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے اور منگمری میں فاضلکا کے بالمقابل ستلج کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ جوئیہ کی طرح وہ بھی بہاولپور سے آئے لیکن انہیں جھگڑالو، بیوقوف، مکار، مویشیوں کے شوقین اور زراعت سے لاتعلق بتایا جاتا ہے۔ جٹ روایات کے برعکس بیٹوں کو پھونڈا اونڈ کے تحت وراثت میں حصہ ملتا ہے۔

یہ امر سر اور ملتان میں بھی ملتے ہیں۔

مہارہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہان صاحب..... رام دیو کا قائم کردہ ایک سکھ فرقہ۔ رام دیو گورو تیغ بہادر کے پیروکاروں اور گھوڑوں کے لیے پانی نکالا کرتا تھا۔ اس کا جوش و جذبہ دیکھ کر ایک روز گورو نے اس سے کہا: ”بھائی، تم تو بارش (مینہ) کی طرح پانی برساتے ہو۔“ تب سے ہی وہ مہان کہلانے لگا۔ گورو نے اسے بال باندھنے کے لیے اُون کی ایک ڈوری، ٹوپی اور نقارہ دیا تھا۔ وہ سادھ بن کر سکھ مت کا پرچار کرنے لگا۔

مہتر..... (1) چترال کے حکمران کا لقب۔ (2) کسی ذات کا سربراہ؛ چوہڑا۔

مہتر ملہی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہتوں..... راجپوتوں کی ایک شاخ جو برہمنی دھاگا پہنتے اور کھیتی باڑی پر گزارا کرتے ہیں۔

مہتوں..... راجپوت مہتہ کے طور پر جانی جانے کی دعویٰ دار ایک ذات۔ متعدد گوتوں کے نام ایک

جیسے ہونے کے باوجود مہتم اور مہتوں الگ الگ ذاتیں ہیں۔ مہتوں کو اب بطور راجپوت مہتہ

سکھ درج کیا گیا ہے۔ کپورتھلہ میں مہتوں کی روایت کے مطابق راجا جے سنگھ سوائی کے دو

بیٹے تھے۔ ایک بیٹے راجا جگنا کا باپ سے جھگڑا ہوا اور وہ پنجاب چلا آیا۔ تب اس نے اپنے

جد امجد کے نام پر بنگا درگاہ بنائی۔ مہتوں اصلاً تو ہندو ہیں لیکن اب سکھ مت کی کوئی نہ کوئی

صورت اختیار چکے ہیں، اور بہت سوں نے اسلام بھی قبول کر لیا ہے۔ ان کے ہاں شادی کے

موقع پر ایک بڑی دلچسپ رسم ادا کی جاتی ہے جسے ”سوئبر“ کہتے ہیں۔ جب دلہا اپنی دلہن کو

گھراتا ہے تو وہ ایک کانا پکڑ کر چلتا ہے جس پر لکھی کے سٹوں سے بنی سات چھوٹی چھوٹی

تھالیاں لٹکی ہوتی ہیں۔ روایت کے مطابق مہتوں راجا جگد یو کا ایک بھائی دھول بہت

طاقتور تھا اور جب بھی بھائی سے ملنے دربار آتا تو اپنا نیزہ فرش میں گاڑ دیا کرتا تھا۔ راجا

جگد یو کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ طاقتور بھائی اسے تاج و تخت سے محروم نہ کر دے، اس نے

اس بارے میں اپنے وزیر سے بات کی تو اس نے مشورہ دیا کہ قالین کے نیچے لوہے کی

سات تھالیاں رکھ دی جائیں تاکہ آئندہ جب دھول دربار میں آ کر نیزہ فرش میں گاڑنے

کی کوشش کرے تو ناکام ہو جائے۔ ایسا ہی کیا گیا لیکن دھول دربار میں آیا اور معمول کے

مطابق بلا دقت اپنا نیزہ گاڑ دیا۔ جگد یو اور اس کے وزیر نے شرمندہ ہو کر دھول سے معافی مانگی۔ اسی واقعہ کی یاد میں سات تھالیوں کو کانے میں پرویا جاتا ہے۔ بیوہ کی دوبارہ شادی کے حوالے سے ان کی روایات متنوع ہیں۔ مثلاً ہوشیار پور میں بیوہ عورت اپنے دیور یا جیٹھ سے شادی کرتی ہے (چاہے وہ پہلے سے شادی شدہ ہو)۔ تاہم کپور تھلہ میں وہ جیٹھ سے ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔

مہتہ..... (1) شملہ پہاڑیوں میں ایک پرگنہ کے انچارج افسر کا لقب۔ (2) پنجابی کھتریوں کی ایک شاخ۔ اس لفظ کا مطلب تولنے والا، میانہ رویا ثالث ہے۔

مہتیال..... جہلم میں بھوں کے مقام پر آباد گدھیو کوں کا ایک خاندان۔  
مہدو..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہر..... بہاولپور کا ایک قبیلہ جو خود کو عرب مورخین کے میڈیوں (Medes) سے جوڑتے ہیں۔  
مہرانا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہرٹہ..... برہمنوں کا ایک گروپ جو نابھا کی باول نظامت میں ملتا ہے۔  
مہلو کے..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

مہمند..... غوریہ خیل پٹھانوں کی ایک شاخ۔ وہ زیریں یا میدانی مہمند اور بالائی یا برہمند میں منقسم ہیں۔ میدانی مہمند ضلع پشاور کے جنوب مغرب اور دریا بارا کے جنوب میں ہیں۔ ان کی پانچ شاخیں ہیں: میارزئی، موسیٰ زئی، داویزی، متنی اور سرگانی۔ سارے غوریہ خیل کی طرح ان کے سردار بھی ارباب کہلاتے ہیں جس کا مطلب ”آقا“ ہے۔ یہ نام مغل شہنشاہوں کا عطا کردہ ہے۔ وہ عمدہ اور محنتی کاشتکار ہیں اور ماسوائے آفریدی بارڈر کے باقی تمام مقامات پر امن سے رہتے ہیں۔

برہمند سولہویں صدی کی ابتداء میں غوریہ خیل سے الگ ہوئے اور دکا کے مقام سے دریائے کابل پار کر کے اس دریا کے شمالی پہاڑی علاقے پر قابض ہو گئے، اور وہاں کے باشندوں کو اوپر کافرستان کی طرف نکال دیا۔ پھر انہوں نے دریائے کابل دوبارہ پار کیا اور دریا کے جنوبی کنارے اور آفریدی پہاڑیوں کے مغرب سے لے کر درہ خیبر کے شمال تک کے علاقے کے مالک بن گئے۔

مہن ..... امرتسر میں زراعت پیشہ ڈوگر قبیلچہ۔

مہنت ..... کسی بھی ہندو ڈیرے یا مذہبی ادارے کا سربراہ۔

مہنی ..... سیالوں کا ایک قبیلچہ جو اب تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ امرتسر میں اس نام کا ایک زراعت پیشہ ڈوگر قبیلہ بھی ہے۔

مہنیش ..... امرتسر میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

مہنیکے ..... چدھڑوں کا ایک قبیلچہ جس سے صاحبان کا تعلق تھا۔

مہوتا ..... ملتان تحصیل میں جٹ قبیلچہ۔ یہ بالاصل سندھ میں عمرکوٹ سے تعلق رکھتے تھے۔

مہی ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہے ..... امرتسر اور شاہ پور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔ یہ ملتان میں بھی ملتے ہیں جہاں انہیں

جموں سے آنے والے ایسے زائرین بتایا جاتا ہے جو شاہ جہاں کے عہد میں آباد ہوئے۔

مہیار ..... نیازی پٹھانوں کی ایک شاخ۔

مہیال، ..... یہ سارسوت برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ان سات مہینوں

یا قبیلچوں کی وجہ سے پڑ گیا جو ان میں شامل ہیں۔ وہ کافی حد تک دامن کوہ خطہ کوہستان نمک

تک محدود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد نے مغل دور میں اعلیٰ رتبہ حاصل کیے

جس کے بعد انہوں نے تمام پجاریانہ کام یا مقدس کردار کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیا۔ وہ کاشتکاری

کرتے ہیں، لیکن خاص طور پر فوج کی نوکری یا کلر کی بھی۔ وہ برہمن کہلانے پر اعتراض کرتے

ہیں کیونکہ ہماری فوج میں برہمنوں کی بھرتی ممنوع بتائی جاتی ہے۔ یہ ان کا اپنا بیان ہے، لیکن

ہزارہ خاص میں موہیال مہیال فرائض سرانجام دیتے اور دوسرے برہمنوں کی طرح نذرانے

اور دان وصول کرتے ہیں۔ ایک کہانی ان کا نام ”ماوا“ (یعنی متروک) سے ماخوذ بتاتی ہے۔

مہیرا ..... (1) کہار اور جھلیو ر ذات کے لیے ایک احترام کا لقب۔ (2) ڈولی بردار۔

مہیسر ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

مہیشری ..... مہادویو کا ایک لقب ہے۔ مہیشریوں کو بانیوں کی ایک شاخ بتایا جاتا ہے۔ ان کا ماخذ غیر

واضح ہے۔ انہیں بھابڑوں سے الگ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ جین مت کے پیروکار نہیں ہیں۔

مہیشری بھی خود کو بانیوں سے الگ ذات بتاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ ایک

فقیر کی بے حرمتی کرنے کے نتیجہ میں پتھر بن گیا تھا لیکن ہمیش یعنی مہادیونے اسے دوبارہ حیات عطا کی۔

میاں..... پہاڑی راجپوتوں کا ایک برتر طبقہ۔ وہ قدیم وقتوں سے لے کر 19 ویں صدی کی ابتدا تک دریائے ستلج اور سندھ کے درمیانی علاقہ میں آباد رہے۔ اس علاقہ میں پنجاب کے ہمالیہ کی بیرونی چوٹیاں شامل ہیں۔ ان کا مرکز کانگڑا میں ہے۔

میاں خیل..... ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک پٹھان قبیلچہ۔ گنڈاپور اور بابر کے درمیان تقریباً 256 مربع میل کا علاقہ ان کے زیر تسلط ہے۔ میاں خیل لوہانی پاوندوں کے ان قبائل میں سے ایک ہیں جو سولہویں صدی کے دوران دمان میں آباد ہوئے۔

میانگن..... پشاور تحصیل کے مہمند پٹھان قبیلچہ میں ایک قبیلچہ۔

میانہ..... (1) جٹوں کا ایک عرف۔ (2) میاں کی اولاد۔ لیکن کم از کم ہزارہ اور غالباً سرحد کے دیگر حصوں میں کسی بھی نو مسلم کو میانہ کہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کاشتکار ہیں۔

میانی..... ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان قبیلہ جو دادی گول کے میدانی میانیوں سے وابستہ ہیں اور موسم سرما انہی کے قریب گزارتے ہیں۔ ان کی تعداد 400 سے زیادہ نہیں۔

مچن خیل..... پٹھانوں کی ایک شاخ۔ انہیں سر بنگ نیازی بتایا جاتا ہے۔ تاہم، اب وہ مروتوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کا جد امجد شیخ مچن نیازی ابن لودئی کی اولاد میں سے تھا، اور اس کا اصل نام محسن تھا۔

میتلا..... جٹوں کا ایک قبیلہ جن کا مورث اعلیٰ (ایک راجپوت) میتلا فیروز شاہ کے عہد میں سیالکوٹ میں آباد ہوا۔ وہ ملتان تحصیل اور منگمری میں (بطور جٹ) ملتے ہیں۔

میدھ..... بلوچی، کشتی بان۔

میر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

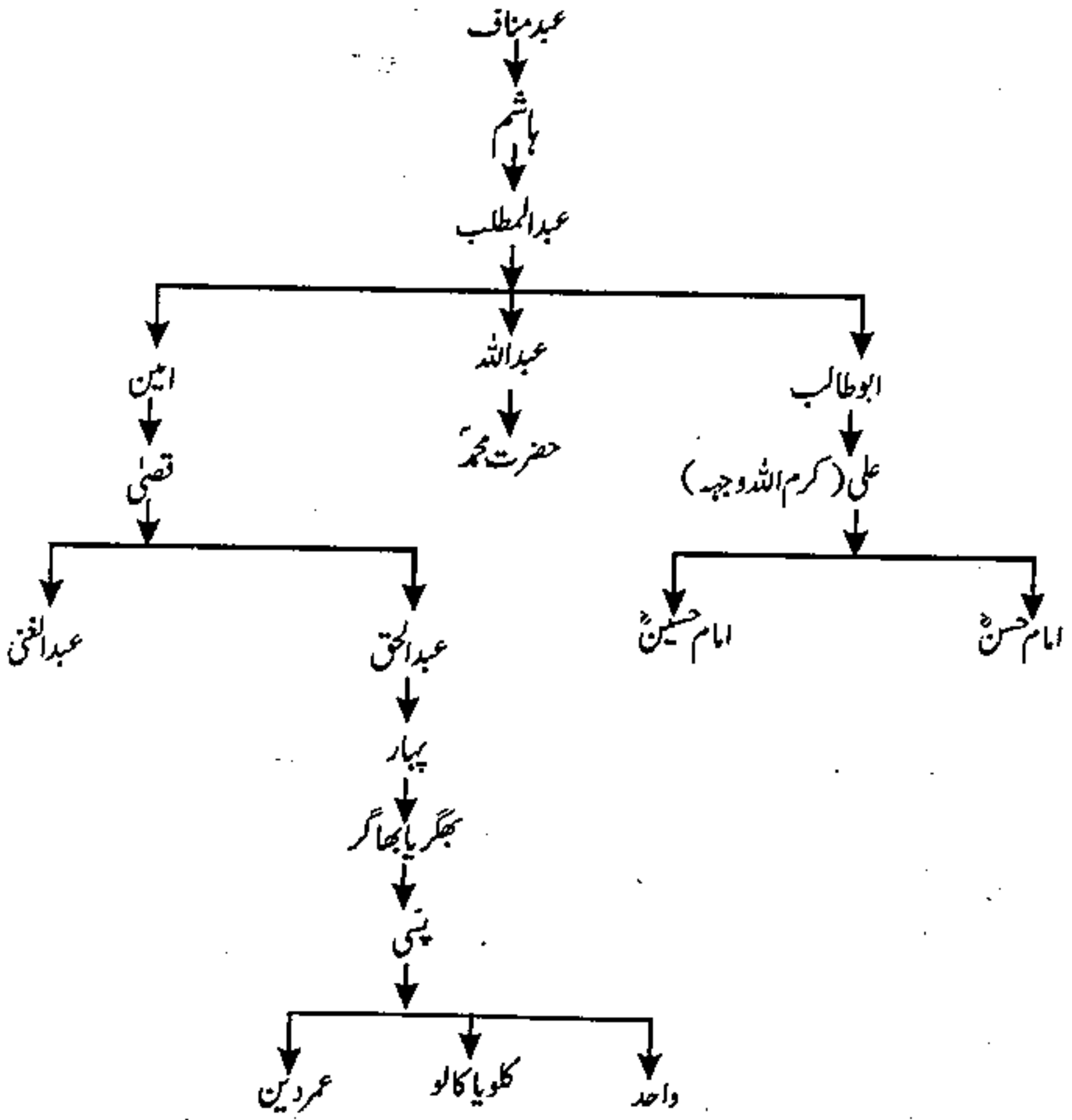
میراثی..... عربی لفظ میراث سے ماخوذ۔ میراثی پنجاب کی باقاعدہ ذاتوں میں سے ایک ہے۔

البتہ وہ "ذات" کی کسی بھی تعریف پر پورے نہیں اترتے۔ ان کے معمول کے افعال کا بہترین بیان 1865ء کی "سجرات سیٹلمنٹ رپورٹ" میں ملتا ہے۔ قبیلے کے خاندانوں کے

سربراہوں کا شجرہ نسب یاد رکھنا اور پڑھ کر سنانا۔ جائیداد کی وراثت کے معاملے میں کوئی تنازعہ ہونے پر انہیں ہی طلب کیا جاتا تھا۔ انہیں اپنے مالکوں کے مہمانوں کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ زراعتی طبقات گھریلو ملازم نہیں رکھتے۔ میراثی کسی تعزیت یا مبارک کے لیے اپنے مالکوں کے ہمراہ جاتے، وہ دور و نزدیک سے رشتہ داروں کو بلا تے، بیٹی کو اس کے میکے یا پھر بہو کو اس کے باپ کے گھر لے کر جاتے ہیں۔ شادی کی دعوت کے لیے تمام انتظامات میراثی اور اس کی بیوی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ شادی سے 20 روز قبل ہلدی، نمک اور مرچ کا انتظام کرنا، تمام رشتہ داروں کو اطلاع کرنا (گنڈ لے جانا)، مہمانوں کا خیال رکھنا وغیرہ۔ مندرجہ بالا خدمات لازمی ہیں اور اگر میراثی ان سے انکار کرے تو گاؤں سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور میراثی لے لیتا ہے۔

اپنی خدمات کے بدلے میں میراثی کو منگنی اور شادی کے درمیان دس یا بارہ مختلف مواقع پر آٹھ آنے سے لے کر دو روپے تک کے تحفے ملتے ہیں۔ بارات کی روانگی کے وقت دلہا اپنے وسائل کے مطابق تمام جمع شدہ میراثیوں کو ایک آنے سے ایک روپیہ تک دیتا ہے۔ ڈینزل ایشن نے ڈوم اور میراثی کے بارے میں لکھتے ہوئے رائے دی تھی کہ ڈوم ہندو اور انڈین جبکہ میراثی مسلمان اور عربی نام ہے۔ لوگ بحیثیت مجموعی انہیں ڈوم۔ میراثی کہتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اکثر چوہڑا۔ چمار یا موچی۔ جولاہا کی اصطلاح بھی بولی جاتی ہے جو ہرگز ایک نہیں۔ ڈوموں کو ہندوستان کے ارتھی جلائے والے اور جلا، ڈوم یا ڈومنا سے الگ کرنا چاہیے جو ہندوؤں کی نظر میں پلید ہے۔

میراثی یا ان میں سے کچھ طبقات عربی النسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روایت کے مطابق رسول اللہ نے ایک مرتبہ مدینہ کے کسی عکاس یا قصی نامی مسلمان کو کوڑوں کی سزا دی اور جب آپ نے اپنے آخری وقت میں کہا کہ اگر کسی نے اپنا انتقام لینا ہے تو لے لے، تب عکاس یا قصی نے آپ سے کہا کہ اپنی کمر سے ستر اٹھا دیں۔ قصی نے آپ کی کمر مبارک کو بوسہ دیا۔ ایک اور بیان کے مطابق قصی کا مقصد مہر نبوت دیکھنا تھا۔ اس کے علاوہ قصی کو ایک شیخ قریش بھی بتایا جاتا ہے:



بہر حال اس شجرہ نسب کی متنوع صورتیں ملتی ہیں۔ گجرات میں ایک بہت دلچسپ روایت ملتی ہے۔ جب حضرت علیؑ بارات لے کر حضرت فاطمہؑ کو پیا بنے آئے تو مسلمانوں کی رسم کے مطابق سب سے پہلے کہا گیا کہ دلہے کو دودھ پلایا جائے۔ کسی نے دودھ کا ایک پیالہ دلہا کے آگے کر دیا اور دلہن کے ایک گھریلو غلام واحد نے پیالہ پکڑ کر دلہن کے ہونٹوں سے لگایا۔ دلہا نے دودھ پی کر غلام کا شکر یہ ادا کیا اور انعام کا مطالبہ ہونے پر پیالے میں دو اشرفیاں ڈال دیں۔ لیکن واحد کسی زیادہ پائیدار اور قیمتی تحفے کا متمنی تھا۔ حضرت علیؑ قانون وراثت کے ماہر تھے اور غلام واحد نے ان سے یہ علم سیکھ لیا۔ اس لیے اس کی اولادیں میراثی کہلانے لگیں۔ ایک کبت میں یہ روایت بیان کی گئی ہے:



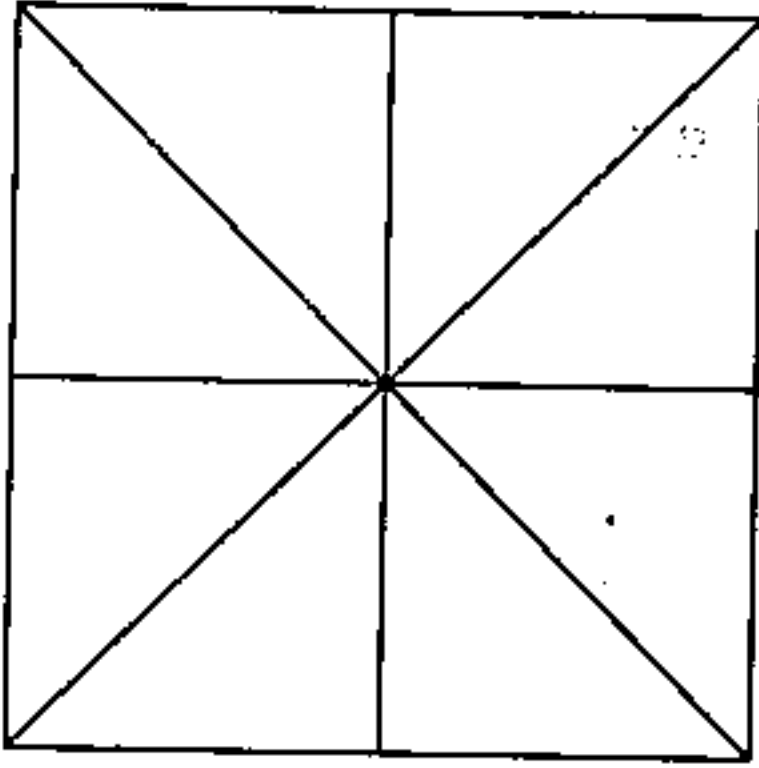
ہو یا حکم خدا سدا وہی جو آیا پاس  
 ملیا کٹورا واحد کو جن کا باپ عباس  
 پڑھو کلمہ، آکھو مومنو دین جو آیا راس  
 دودھ پلایا شاہ کو جتھوں ملی میراث

یہ روایت بمشکل ہی قابل غور ہے لیکن یہاں اسے بیان کرنے کا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ لوگ روایت میں کس حد تک آگے جایا جاسکتا ہے۔

کوئی فن یا مہارت رکھنے والے میراثی کلاؤنت کہلاتے ہیں۔ وہ گاتے اور طنزورہ بجاتے ہیں۔ انہیں راجپوتوں کے میراثی بتایا جاتا ہے۔ وہ بالخصوص دھرپت راگ گاتے ہیں۔ مشہور موسیقارتان سین کا تعلق بھی اسی گروپ سے تھا۔ کلاؤنت مذہباً مسلمان ہیں۔

اگرچہ زیادہ تر میراثیوں کا مذہب اسلام ہے لیکن وہ اکثر درگا بھوانی دیوی کو مانتے اور کوئی گیت شروع کرنے سے پہلے یہ بول پڑھتے ہیں: ”اے دُرگا بھوانی، ہماری انگ سنگ ہماری مشکل آسان ہوئے۔“ لدھیانہ میں کچھ میراثی اب بھی اس کی پوجا کرتے ہیں، لیکن تقریباً 50 سال پہلے اس کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ تاہم امرتسر میں میراثی سخی سرور کے ساتھ ساتھ دیوی کے نام پر بھی بھینٹیں وصول کرتے ہیں۔ گورداسپور میں پیر مرتضیٰ میراثیوں کا خصوصی ولی ہے اور ایک پیر ہدایت علی شاہ کی زیارت گاہ (بٹالہ میں) خصوصی عقیدت کا مرکز ہے۔ شاہ مساوی خود بھی میراثی تھا اور اس کا مقبرہ سیالکوٹ میں کسی جگہ مرکز خلاق ہے۔ میراثی بہت سے مسلمان اولیاء کو مانتے ہیں۔ اکثر سخی سرور سے ہی مراد مانگی جاتی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ دکھ اور تکلیف سے نجات دلاتا ہے۔ سیالکوٹ میں میراثیوں کا کوئی خصوصی پیر نہیں۔ وہ پیران پیر غوث اعظم جیلانی کو مانتے اور ”لاکھاں داداتا“ کا احترام کرتے ہیں۔ میراثی اور ڈھول پیٹنے والے شیخ اسے ایک عظیم ولی قرار دیتے ہیں۔ جب بھی کوئی میراثی اپنے جحمان کو دیکھے تو کہتا ہے: ”اللہ سچ؛ نبی برحق؛ دیدار اللہ؛ شفاعت حضرت دی۔“

پیدائش، شادیوں اور اموات کے موقع پر میراثی ”ویل“ وصول کرتے ہیں۔ دیہات میں بیٹے کی پیدائش پر میراثی اپنے سارے گھرانے کے ہمراہ جحمان کے گھر جاتا اور دہلیز کے



قریب ایک ”گولی“ بناتا ہے جس کا طریقہ یوں ہے۔  
 ڈیڑھ مربع فٹ جگہ کو پانی اور گوبر سے دھویا جاتا ہے۔  
 گیلی گیلی زمین پر اس طرح آٹا چھڑکا جاتا ہے کہ  
 بیرونی کنارے نظر آتے رہیں۔ اس کے بعد میراثی  
 چھوٹا سا مٹی کا دیا اس شکل کی بیرونی لائنوں میں سے  
 ایک پر رکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ گیلی مٹی کا ایک گولا

چراغ کے پاس رکھ دیتا ہے جس پر کسی اناج والی فصل کے چند تنکے لگے ہوتے ہیں۔ اس کا  
 مطلب ہے کہ نومولود اپنے خاندان کا نام روشن کرے گا اور اپنے خاندان کا درخت ثابت  
 ہوگا۔ اس کے بعد میراثی گھر کی چھت پر چڑھ کر مغرب یا شمال کی جانب منہ کر کے بیٹھ جاتا  
 ہے (مغرب میں خانہ کعبہ اور شمال میں پیر دستگیر کا مزار ہے)۔ تب برادری اسے ویلیس  
 (نقدی، کپڑے اور اناج) دیتی ہے۔ بچے کے والدین کے لیے بھی میراثی کو کچھ دینا ضروری  
 ہے۔ کبھی کبھی وہ ویل کے طور پر گائے یا بھینس بھی مانگ لیتا ہے۔ کہا روں کی طرح میراثیوں  
 کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کسی شخص کو نقصان پہنچانے کے لیے اس کا گڈا بنا کر اس  
 میں سونیاں چھوتے ہیں۔ جنوب مغربی پنجاب کے میراثی کچھ مختلف ہیں۔ ملتان میں ان  
 کے اعلیٰ ترین گروپ دوران اور کنوڑا ہیں۔ یہ جوئیوں کے میراثی ہیں مگر سادات سے بھی  
 ویلیس لیتے ہیں۔ وہ حضرت محمد کی نسل سے ہونے کے دعویدار ہیں۔ ڈیرہ غازیخان کے میراثی  
 کو میراثی لکھنا چاہیے کیونکہ وہ مرثیے پڑھتے ہیں اور سب کے سب شیعہ ہیں۔ وہ اور ان کی  
 عورتیں اموات کے موقع پر ہر قسم کا کام کرتی ہیں۔ قل خوانی پر انہیں کھانا کھلایا جاتا ہے مگر وہ  
 شادی اور دیگر تیوہاروں پر بھی نقارہ، ڈھول اور شرنا بجانے کے عوض نقد رقم وصول کرتے ہیں۔  
 میرانا..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

میرانزی..... یا ملک میری۔ بنگش کہلانے والے پٹھانوں کی مرکزی شاخوں میں سے ایک۔  
 میرانی، مرہانی..... ایک بلوچ قبیلہ جو کبھی بہت کثیر التعداد اور طاقتور ہوا کرتا تھا لیکن اب تقریباً  
 مٹ چکا ہے۔

میردادی..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلہ۔

میر ملہا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

میری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

میکن..... زراعت پیشہ جٹوں کا ایک چھوٹا سا قبیلچہ۔ انہیں پنوار راجپوت بتایا جاتا ہے اور ان کا جدا جدا بھی دھودھی والا ہی تھا۔ وہ گوندل علاقے کے مغرب میں واقع شاہ پور بار پر آباد ہیں۔ جہلم و گجرات میں بھی ان کی کچھ تعداد ملتی ہے۔ وہ چرواہا اور کچھ حد تک شورش پسند قبیلہ ہیں۔

میگ..... ڈنیزل ابٹسن نے میگ کو جموں پہاڑیوں کے دامن کے خطہ میں آباد چماروں کے طور پر بیان کیا لیکن اس کی سماجی حیثیت چمار سے کچھ بہتر لگتی ہے۔ اور اس برتری کی وجہ بلاشبہ یہ ہے کہ میگ چمڑے کا کام کرنے کے علاوہ کپڑا بھی بنتا ہے، کیونکہ سماجی پیمانے میں کپڑا بننے والا جو تاساز سے برتر شمار ہوتا ہے۔

میگل..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

میگلا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

میگھ (یا مہنگ)..... سیالکوٹ میں اور جموں کی سرحد کے ساتھ ساتھ ملنے والی ایک کتر ذات۔ لیکن

یہ امرتسر، گورداسپور، گجرات اور لاہور میں بھی ہیں۔ راولپنڈی میں وہ مہنگ کہلاتے ہیں۔ وہ

ایک گورو کو پوجتے ہیں جس کی گدی جموں شہر سے تین میل دور واقع گاؤں کیرن میں ہے۔ ہر

قسم کے مذہبی اور سماجی معاملے میں گورو کا فیصلہ حرف آخر ہوتا ہے۔ وہ شاذ و نادر ہی عدالت کا

دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان کے گاؤں میں رہ رہے ہوں تو ان کا بچا کھچا کھاتے

ہیں۔ اور ہندوؤں میں بھی ان کا یہی وطیرہ ہے۔ وہ بیوہ کی شادی کی اجازت دیتے ہیں۔ مگر

امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دیور یا جیٹھ سے ہی شادی کرے گی۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ اپنے

سرپرستوں کی مرضی سے مرحوم کی ذات کے کسی بھی آدمی کے ساتھ شادی کر سکتی ہے۔ اگر کوئی

بیوہ عورت شادی سے انکار کر دے تو گاؤں کے اہل قبیلہ چندہ ڈال کر اسے ضروریات زندگی

بہم پہنچاتے ہیں، اور اس کا بہت احترام بھی کرتے ہیں۔ انہیں بھگت کبیر کے پیروکار بتایا جاتا

ہے۔ وہ پیشے کی اعتبار سے بالعموم کپڑا بننے والے ہیں۔

میلو..... امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

میں..... منگیزی میں زراعت پیشہ اراکین قبیلہ۔

مینا..... کم از کم پنجاب میں تو مینا بلا تغیر جرائم پیشہ ہیں۔ تاہم، اپنے وطن الورا اور جے پور میں صورتحال ایسی نہیں لگتی۔ ریاست جے پور کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دراصل چھوٹی چھوٹی مینا ریاستوں سے مل کر بنی اور اب کچھواہارا چوتوں کے ماتحت ہیں۔ گڑگاؤں میں درحقیقت وہ کاشتکاری کرتے ہیں لیکن یہ امر ان کے پیشہ ور چور ہونے کی راہ میں حائل نہیں۔ اس ذات کی تفصیل میجر پاولیٹ نے ”گزیٹیئر آف الورا“ میں یوں بیان کی:

”اس وقت جے پور سردار کے ماتحت علاقہ کے کافی بڑے حصے پر قبل

ازیں مینوں کی حکومت تھی۔ انہیں اب بھی ایک اچھی سماجی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ راجپوت ان کے ہاتھوں سے لے کر کھاپی لیتے ہیں، اور جے پور ریاست میں وہ سب سے زیادہ قابل اعتماد محافظ ہیں۔ مینوں کے دو طبقات ہیں: ایک ”زمینداری“ اور دوسرا ”چوکیداری۔“ اول الذکر زبردست کاشتکار اور اچھے مہذب لوگ ہیں۔ کرولی کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ان پر مشتمل اور جے پور میں ان کی کافی تعداد ہے۔

اگرچہ چوکیداری مینوں کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے جس سے زمینداری مینوں کا، لیکن وہ اس سے الگ ہیں۔ وہ خود کو پیشہ ور سپاہی اور زراعتی برادری سے کچھ برتر خیال کرتے ہیں، جس سے وہ بیویاں تولے لیتے ہیں لیکن اپنی لڑکیاں انہیں نہیں دیتے۔ متعدد چوکیداری مینوں نے زراعت کا پیشہ اپنالیا اور مجھے یقین ہے کہ اس طرح کچھ حد تک اپنی ذات سے محروم ہو گئے۔ یہ چوکیداری مینے مشہور غارت گر ہیں۔ وہ ایک منتخب سردار کی قیادت میں جنوب کی طرف حیدرآباد کن تک جتھوں کی صورت میں سفر کرتے اور وہاں پر بے دھڑک ہو کر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ یہ وہ مرکزی طبقہ ہیں جس کے خلاف ”ٹھگی اینڈ ڈیکائی سپریشن ڈیپارٹمنٹ“ کو خصوصی اقدام کرنا پڑا ہے۔ اپنے دیہات میں وہ عموماً سخی ہیں، کیونکہ کامیاب لوٹ مار نے انہیں امیر و کبیر بنا دیا۔ آس پاس کے غریبوں کا ان

سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اس ”فائدہ“ کے نتیجے میں وہ مشہور ہو گئے۔ لیکن جن میں دور دراز کی مہمات کے لیے ہمت و حوصلہ نہیں وہ اپنے گھروں کے نزدیک ہی چوری اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور انہیں بہت بڑی مصیبت خیال کیا جاتا ہے۔ کچھ گاؤں انہیں اس بات کے لیے خاصا معاوضہ دیتے ہیں کہ وہ وہاں پر لوٹ مار کرنے کی بجائے ان کی حفاظت کریں۔ وہ بطور ڈاکو اس قدر بدنام ہیں کہ الور کے آخری سردار بنی سنگھ کو ڈرتھا کہ کہیں وہ اپنی زراعتی برادری کی عادات بھی نہ خراب کر لیں۔ لہذا انہیں دور رکھنے کی خواہش میں اس نے مہذب طبقہ کے ارکان کو ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور حتیٰ کہ ساتھ بیٹھنے یا تمباکو نوشی کرنے سے بھی منع کر دیا۔“

ہمارے جرائم پیشہ طبقات میں مینے سب سے زیادہ بے خوف ہیں۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو ان کا مرکزی مقام ضلع گڑگاؤں سے ملحق لیکن تمام اطراف سے راجپوتانہ علاقہ میں گھرا ہوا شاہ جہاں پور نامی گاؤں ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک ہماری پولیس کا انہوں نے مقابلہ کیا اور حتیٰ کہ مسلح قوت کے ساتھ مدافعت بھی کی۔ ان کی مہم جوئی بہت وسیع پیمانے پر ہے اور اگر ضرورت پڑی تو وہ ہمیشہ مہلک ثابت ہوئے۔ وہ 12 سے 20 آدمیوں کے جتھے کی صورت میں طویل سفر کرتے اور دن تک ڈاکہ زنی و لوٹ مار کرتے ہیں۔ جتھے عموماً دیوالی تہوار کے فوراً بعد روانہ ہوتے اور اکثر سارا سال غیر حاضر رہتے ہیں۔ راجپوتانہ اور دن میں موجود کارندے انہیں اطلاعات فراہم کرتے اور مارواڑ کی حمال ذاتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کیے ہوئے ہیں۔ کسی کامیاب مہم کے بعد وہ لوٹ کے مال کا ایک دہائی حصہ کالی دیوی کے مندر پر نذر کرتے ہیں۔ بحرمانہ مینے تقریباً 65 میل لمبے اور 40 میل چوڑے خطے پر آباد بتائے جاتے ہیں، جو بے پور کے شمال میں شاہ پورہ سے چالیس میل سے لے کر روہتک کی سرحد پر گراڈا تک ہے۔ ان کا راجپوت نسل ہونے کا دعویٰ غالباً صحت مند بنیادیں رکھتا ہے۔ تاہم، کہا جاتا ہے کہ وہ ایک راجپوت کے ناجائز بیٹے کی اولاد ہیں، اور عورتوں کی ضرب الامثال میں جب کوئی عورت دوسری کو ناجائز اختلاط کا طعنہ دینا چاہے تو اسے ”مینا دینا“ کہتی ہے۔ وہ

بیوہ کی شادی نہیں کرتے۔ ان کی اپنی بولی ہے، یا اس کی بجائے شاید محاوراتی الفاظ اور جملوں کا ایک ایسا مجموعہ جو بحرمانہ طبقات میں عام ہیں۔ مینے پنجاب میں ایک طرح سے گڑگاؤں اور پٹیالہ و ناہار پور کے نواحی علاقوں تک ہی محدود ہیں۔ وہ تقریباً سبھی ہندو ہیں اور چوکیداری شاخ اور گلوٹ قبیلچہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مینگھ وال..... بہاولپور کے دھیڈھ یا مینگھ وال (جیسا کہ وہ خود کو کہلوانا پسند کرتے ہیں) وہی لوگ ہیں جنہیں مشرق میں چمار کہتے ہیں۔ وہ مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے اور ہندوؤں کی نظر میں اچھوت ہیں۔ البتہ ان کے نام ہندوؤں والے ہیں۔ ان کی شادی کی تقریبات اروڑوں سے مشابہہ ہیں۔

میو..... گڑگاؤں، الورا اور بھرت پور کے پہاڑی علاقے کا ایک نہایت مخلوط قبیلہ جو ضلع دہلی اور ناہار پور کی باول نظامت میں بھی بکھرا ہوا ہے۔ میوات کا نام انہی کے نام پر ہے۔ مسلمان مورخین نے ان کا ذکر نہیں کیا مگر میواتی مسلمانوں کے سارے عہد کے دوران بدنام رہے۔ میو باون قبیلچوں میں منقسم ہیں جن میں سے بارہ مرکزی قبیلچے پال کہلاتے ہیں۔ مذہبی اعتبار سے میو ہندومت اور اسلام کا ایک خوشگوار ملغوبہ ہیں۔ لیکن عملی طور پر وہ بے شمار دیوتاؤں یا علامات کی پرشش کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ہندوؤں کی طرح ہولی مناتے لیکن ابراہیم کے نام پر خیرات بھی دیتے ہیں۔ ان کا پرانا لباس تنیا (رُومالی کا مثلث ٹکڑا) اور ایک دھوتی پر مشتمل تھا۔ یہ دھوتی سامنے سے تین یا چار اور پیچھے سے ایک انچ چوڑی تھی۔ نوجوان اکثر سامنے والے حصے پر پھول بوٹے بنا لیتے تھے۔ آجکل وہ سب جنوب مشرقی پنجاب کا عام لباس ہی پہنتے ہیں۔ ان کی عورتیں کھر درے کپڑے کا لہنگا (زمردی) یا لنگی پہنتی ہیں۔ وہ چھاتیوں کو بس ایک چھوٹی سی انگلیا سے ہی چھپاتی ہیں، مگر سینہ اور کمرنگی رہتی ہے۔ وہ صرف تین یا چار انچ لمبی آستینوں والی ایک جیکٹ پہنتی اور سر پہ چھوٹا سا سکارف رکھتی ہیں۔ ان کے لیے شائستگی کا معیار چہرہ یا چھاتیاں نہیں بلکہ ٹانگوں کو چھپانا ہے۔ میو مرد ہل چلانے آب پاشی کرنے اور فصل کاٹنے وغیرہ جیسے کام کرتے ہیں۔ شادی عموماً ساون میں نکاح کے ذریعہ ہوتی ہے، لیکن تاریخ قمری مہینے میں رکھی جاتی ہے۔ تاہم، دوبارہ شادی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

میوں..... میوات کے میوؤں اور میو یا میوں کو گڈڈ نہیں کرنا چاہے۔ میوں کرنال اور انبالہ میں بالائی جمنا اور مارکنڈ دریاؤں کے کنارے آباد ذات ہیں۔

میسر..... جہلم کی چکوال تحصیل میں تین مرکزی قبائل میں سے ایک۔ کٹر اور کھوٹ کے پاس زیادہ حصہ ہے۔ میسر زیادہ تر اس تحصیل کے وسط اور جنوب مغرب میں ہیں۔ مغرب اور جنوب میں بھی ان کی کچھ تعداد موجود ہے۔ یہ تینوں کہتے ہیں کہ وہ جموں کی پہاڑیوں سے آئے، بابر کی فوج میں شامل ہوئے اور اسی نے انہیں موجودہ مسکن میں (جو اس وقت غیر آباد تھا) آباد کیا۔ وہ بہت زیادہ تشدد اور تحکم پسند ہیں اور انہوں نے اپنی آزادی تنہا برقرار رکھی۔ مسٹر تھا مسن کے مطابق وہ بہت ممکن طور پر ان راجپوت یا نیم راجپوت قبائل کے گروپ میں سے ہیں جو دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر آباد ہیں۔ راولپنڈی کی کھوٹ پہاڑیاں اب کیتوال اور دھنیال کے پاس ہیں، جبکہ کھوٹ کا قصبہ اب جنجوعوں کے تصرف میں ہے اور ابھی تک ان کا نام لیے ہوئے ہیں۔ اب ان کا تعلق جہلم کی پہاڑیوں سے نہیں کوہستان نمک سے ہے۔

موجودہ میسر اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے بعیدی اجداد میں سے ایک ماڑ تھا؛ وہ درحقیقت منہاس راجپوت تھے اور کشمیر کے مہاراجوں کی طرح ڈوگر ہیں۔ اس خاندان کے ساتھ اپنی قرابت کے ثبوت میں وہ کہتے ہیں کہ 1848ء میں شورش پسندانہ رویہ اپنانے کی نتیجہ میں ان کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں؛ اور اس نے ان کے ساتھ موروثی تعلق کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں اپنی جاگیر میں دیہات دینے کے پیش کش کی۔ میسر کسروں کے ساتھ اور کچھ ایک کھوٹوں کی ساتھ بھی باہمی شادیاں کرتے ہیں۔



## ن

ناتھ..... لفظی مطلب گورو یا آقا ہے۔ شملہ پہاڑیوں میں وہ ایک باقاعدہ ذات بن گئے ہیں اور گورو گورکھ ناتھ اور بھرتری کی پوجا کرتے ہیں۔

بالائی پہاڑیوں، جہاں شیو کی پوجا غالب ہے، کے ناتھ میدانوں کے جوگیوں کے ساتھ بہت قریبی طور پر منسلک ہیں۔ تاہم وہ کسی مرتاضانہ کردار کا دکھاوا بہت کم اور مرکزی طور پر سبزیاں کاشت کر کے گذر بسر کرتے ہیں۔ لیکن وہ مخصوص نیم ملائیانہ فرائض سرانجام دیتے، کنتیوں کے جنازوں میں میدانوں کے اچارج کی جگہ سنبھالتے اور انہی کی طرح مرحوم کے کپڑے وصول کرتے ہیں۔ وہ نئے مکانوں کی تحریم اور جب وہ ناپاک ہو جائیں تو ان کو پاک بھی کرتے ہیں۔ اب وہ ایک حقیقی ذات کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور باہر سے بھرتی نہیں ہوتے۔ تقریباً ہر ایک ناتھ گھرانے میں ایک یا زائد افراد شیو کے احترام میں اپنے کان چھدواتے ہیں، اور انہیں کن پھٹا ناتھ کہا جاتا ہے۔ ان کی سماجی حیثیت بھی کافی حد تک میدانوں کے جوگی راول جیسی ہے۔

ناچنگ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ناچی..... عورتوں کا ایک طبقہ جنہیں کنجر جسم فروشی کے مقاصد کے لیے ان کے والدین یا دیگر طریقوں سے حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کی حیثیت کنجروں یا کنجر عورتوں سے کمتر ہے۔

نارتھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نارما، ناروا..... دریائے جہلم کے کنارے گجرات میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ ناروا اور ان کے میراثی اپنے شجرہ نسب کو راجا کرن کے ساتھ جوڑتے ہیں جس نے اُجین کی بنیاد رکھی اور پٹنہ تک کا علاقہ اپنے زیر نگیں کیا۔ قبیلے کا جد امجد ناروخان اکبر کا ہم عصر تھا۔ اس دور کی بد نظمی میں ناروخان کی اولادیں سارے علاقے میں منتشر اور مختلف مقامات پر آباد ہوئیں۔ ناروخان کی ساتویں پشت میں پہار خان گزرا ہے جو ایک ہیرو اور شاہراہوں پر ڈاکہ زنی کی وارداتیں



کرنے والا شخص تھا۔ وہ گجرات آیا اور دو دیہات فتح پور اور پوران بنائے۔ روایت کے مطابق پوران خان کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ پہار خان اس کے ساتھیوں کو پوران یعنی ”کھسوٹ کر لانے“ کا حکم دیا کرتا تھا۔ گجرات کے ناروا اپنی 9 ذیلی شاخیں بتاتے ہیں: سدریال، ادریال، سمبڑیال، ہودال، جلالی، جویال، امرال، حسن ابدالی اور المیان۔ یہ شاخیں آپس میں شادیاں کرتی ہیں، البتہ کبھی کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ وہ مغلوں سے بھی بیویاں لیتے ہیں لیکن انہیں اپنی بیٹیاں نہیں دیتے۔

نارووں میں جب بچے کی پیدائش ہو تو ماں کو سات روز تک اپنے کمرے میں ہی رہنا ہوتا ہے۔ اس کے سرہانے کے پاس کوئی لوہے کی چیز رکھ دی جاتی ہے۔ ساتویں روز اسے اور بچے کو باہر لایا جاتا ہے۔ تب میراثی گھر کی چھت پہ چڑھ کر بچے کے باپ کا شجرہ دہراتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ناروایا نارما ہوشیار پور کے نارورا چوتوں کے ساتھ کسی بھی تعلق کا دعویٰ نہیں کرتے۔

نارو..... نارو شاید ایک استثنیٰ کے ساتھ منج میں سے ہیں۔ کوہستانی راجپوتوں میں سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے، لیکن جالندھر اور ہوشیار پوران کے صدر مقامات ہیں۔ اپنے ماخذ کے بارے میں ان کے بیانات متضاد نظر آتے ہیں۔ ہوشیار پور والے (جن میں سے زیادہ تر بدستور ہندو ہیں) اور جالندھر کے ملحق شمالی حصوں والے کہتے ہیں کہ وہ چندر بنسی ہیں اور پہاڑیوں سے آئے۔ جالندھر کے گرد مشرق میں پھلور والے ایک رگھ بنسی راجپوت کو اپنا مورث اعلیٰ بتاتے ہیں جو ایودھیا سے آیا، شہاب الدین غوری کی ملازمت اختیار کی اور انجام کار پھلور کے نزدیک رہائش پذیر ہو گیا۔ ایک تیسری کہانی ہے پوریا جو دھ پور کے راجا کے بیٹے کو مشترک مورث اعلیٰ بتاتی ہے، جس نے محمود غزنوی کے دور میں اسلام قبول کیا اور ہوشیار پور میں بجواڑہ کے مقام پر آباد ہوا۔ ہوشیار پور سرحد پر ہریانہ خطے میں ناروا اس وقت تک آباد تھے، جب سکھوں نے انہیں نکال باہر کیا۔ جالندھر کے نارو کی اصلی آبادی مو (Mau) تھی۔ مسٹر برکلی کے مطابق یہ نام مشرقی ہندوستان یا وسطی انڈیا سے تعلق ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔ ناصر، ناصری..... ڈیرہ اسماعیل کی سرحد پر ایک پٹھان قبیلہ۔ ان کا کوئی اپنا علاقہ نہیں ہے۔ وہ سردیاں ڈیرہ جات اور گرمیاں غلزنئی علاقے میں بسر کرتے ہیں۔ ڈینزل ایلٹن کے

بقول وہ غلزئی کے پوتے ہوتک کی نسل ہیں۔ لیکن ہوتک کہتے ہیں کہ وہ ایک بلوچ قبیلہ اور محض ان پر منحصر ہیں۔ تمام پاوندہ قبائل میں وہ سب سے کم آباد ہیں، یعنی ان کی کوئی مستقل آبادی نہیں۔

ناگا..... مذہبی مرتاض، جو عموماً کسی سلسلے کا عسکریت پسند رکن ہوتا ہے؛ مثلاً دیکھیں داؤ پنتھی، بیراگی اور سنیا سی۔

ناگ پال..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔  
ناگری..... گورداسپور اور سیالکوٹ میں جٹوں کا قبیلچہ۔ سیالکوٹ میں ان کے 17 دیہات ہیں۔ یہ راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرتے ہیں اور علاؤ الدین غوری کے عہد میں دہلی سے ہجرت کر کے آئے۔

نامدھاری..... گوکوں کے لیے ایک مترادف۔ یہ سیالکوٹ میں استعمال ہوتا ہے۔  
نامدیو پنتھی..... چھیمبا بابا نامدیو نامی ایک مشہور بھگت گزرا ہے جسے رامانند کے شاگردوں میں سے ایک بتایا جاتا ہے۔ وہ 1443ء میں مارواڑ میں پیدا ہوا اور سکندر لودھی کے عہد (1488ء تا 1512ء) میں شہرت پائی۔ ایک کہانی کے مطابق مسلمانوں نے اسے رام رام کی بجائے اللہ اللہ کا ورد کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ مختلف معجزات کی بدولت بچ نکلا۔ اس کے پیروکار ایک فرقے کی صورت رکھتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد چھیمبوں یا دھویوں کی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلام کی زبردست مخالفت کی اور رام چندر کا سچا پیروکار تھا لیکن اس کا ہندومت کسی بھی طرح ایک عام ہندومت نہیں تھا۔ مثلاً اس نے خدا کی وحدانیت اور رسوم کی لایعنیت پر زور دیا۔ اس کے عقائد کافی حد تک نانک اور ابتدائی سکھوں جیسے ہیں۔ ہندو نامدیو پنتھیوں کا مرکز گورداسپور میں ہے۔ وہ جالندھر اور حصار میں بھی ملتے ہیں۔

نانڈلہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نانک پتر..... (1) اداسی کی ہم معنی اصطلاح۔ (2) نانک کی اولاد۔ کاروانوں کے ساتھ حفاظت کے لیے جانے والوں کو نانک پتر کہتے تھے۔ خیال تھا کہ ان کی پاکیزہ نسل قافلے کو محفوظ رکھے گی۔

نانک پنتھی..... تلونڈی کے کھتری نانک کا قائم کردہ سکھ فرقہ۔ وہ شمالی ہندوستان میں ہندومت کی

اعلیٰ صورتوں کی تعلیم دینے والے رشیوں جیسا ہی ہے۔ خدا کی وحدانیت، ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرق نہ ہونا، رسومات کی لایعنیت، دنیاوی خواہشات کو ترک کرنا، حتیٰ کہ تمام ذاتوں کی برابری نائک اور بھگتوں کے موضوعات ہیں۔ نائک کی مرتب کردہ آدی گرنٹھ سابقہ یا ہم عصر اساتذہ کے اقوال پر مبنی ہے۔ ان اساتذہ کی تعلیم بھی نائک والی ہی تھی۔ 16 ویں اور 17 ویں صدی کے نائک پننتھی کافی حد تک کبیر پننتھیوں اور داؤد پننتھیوں جیسے ہی تھے۔ دوسری طرف تمام سکھ نائک کے ماننے والے ہیں اور ایک اعتبار سے انہیں بھی نائک پننتھی کہنا چاہیے۔ صوبے کے بہت سے سکھوں نے اپنا اندراج اسی طور کروایا۔ یہ اصطلاح اس قدر لچک دار ہے کہ ہمارے جدولوں میں نظر آنے والی تعداد کی بنیاد پر کوئی نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح کی کچھ دیگر اصطلاحات نائک داسی، نائک شاہی، سکھ نائک داسی، سیوک گورونائک، نائک متھ، نائک پداری، بابا پننتھی وغیرہ بھی ہیں۔

نائک شاہی..... فقیروں کا ایک طبقہ۔ امرتسر میں ان کی 12 گدیاں ہیں۔ یہ ہندو اور سر بھنگی دونوں ہیں اور چوہڑوں کی شادی کی رسوم ادا کرتے ہیں۔

نائکی، یا نائگی کا پننتھ..... گڑگاؤں، روہتک اور حصار میں 1865ء کے دوران کافی توجہ حاصل کر لینے والا فرقہ۔ دراصل نائکی نامی ایک عورت، جو دھرم داس (زنول کے رہنے والے) کی بیوی تھی، دیدھ نامی برہمن کے ساتھ بھاگ گئی۔ دونوں نے بنگال میں سفر کے دوران وہ عقائد سیکھے جن پر اب ان کے پیروکار عمل پیرا ہیں۔

ناہر..... (لفظی مطلب شیر)۔ بھا بھڑوں کی ایک شاخ۔

نائک..... اہیریوں یا ہیریوں، تھوریوں اور بنجاریوں میں سرکردہ افراد کا لقب۔

نائی..... یہ ایک نہایت منظم پیشہ ورانہ ذات تشکیل دیے ہوئے ہیں اور اصولی طور پر نئے لوگوں کو اپنی برادری میں شمولیت کی اجازت نہیں دیتے۔ لفظ ”نائی“ بلاشبہ سنسکرت کے ناپک (ناخن صاف کرنے والا) سے مشتق ہے۔ تاہم لوک ریت کے مطابق نائی کا مادہ ”نہنا“ (کبھی بھی انکار نہ کرنے والا) ہے کیونکہ ایک مرتبہ اکبر نے بیربل سے ایک آن ملا غلام یعنی بلا اجرت کام کرنے والا غلام لانے کو کہا۔ بیربل نے ایک نائی کو پیش کیا جسے شہنشاہ نے ایک پیغام دے کر کابل بھیجا۔ نائی کوئی انعام طلب کیے بغیر فوراً روانہ ہو گیا۔ یوں اسے آن ملا کہا

جانے لگا۔

نائی کے متعدد لقب ہیں۔ ہندوؤں میں اسے ٹھا کر اور حتیٰ کہ راجا، نائن کورانی کہتے ہیں۔ خوشی کے مواقع پر دو اور القابات بھی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ کپورتھلہ میں کسی خاندانی سربراہ کی موت پر بین کرنے والی خواتین نائی کوراجا اور نائن کورانی کہتیں اور بڑے جوش کے ساتھ ماتم کرتی ہیں۔ اسی طرح منگنیوں اور شادیوں پر بھی نائی بڑی اہمیت رکھتا اور برادری کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

چونکہ سکھ اپنے بال نہیں ترشواتے، اس لیے یہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ ان کے نائی نہیں ہوں گے لیکن معاملہ یہ نہیں۔ ان کے ہاں بھی نائی موجود ہیں جنہیں نہیرنا (ناخن تراشنے والا) کہتے ہیں۔

شاہ پور میں مقامی نائیوں کو جاجک (سنسکرت کے یاچک یعنی گداگر سے ماخوذ) کہا جاتا ہے۔ کوہاٹ میں وہ حجام کے علاوہ ڈوم اور ڈھوپچی کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ مسلمانوں میں نائی ”حجام“ کہلاتا ہے جس کا لفظی مطلب قربانی دینے والا ہے۔ اس کا ایک لقب خلیفہ بھی ہے۔ مسلمان نائی کسبت نامہ میں بیان کردہ روایات اور احکامات پر یقین رکھتے ہیں۔ نائیوں کے لیے سلیمان کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی نائی جنوب کی طرف منہ کر کے کسی کی شیو کرنے لگے تو وہ مخصوص بول پڑھے گا، لیکن اگر اس کا رخ شمال کی جانب ہے تو استرا پکڑنے کے وقت کچھ پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح قینچی یا نہیرنا استعمال کرنے، دانت نکالنے وغیرہ کے لیے بھی مخصوص بول ہیں۔ (”پنجاب کی ذاتیں“ صفحہ 526 پر بھی دلچسپ معلومات ملیں گی)۔

نت..... جٹوں کا ایک قبیلہ جو جوگرہ کے بیٹے نت کی اولاد ہیں اور کنگ ہی کی طرح اجدادہیا کے سورج بنسی راجپوتوں کے ساتھ تعلق کے دعویدار ہیں۔ وہ سیالکوٹ میں پائے گئے۔

نت..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

نتری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

نتھو کا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلہ۔

نٹ..... نٹ پنجاب کا مثالی خانہ بدوش ہے۔ ممکن ہے نٹ اور بازی گر میں کوئی مناسب فرق موجود ہو لیکن عام محاورے میں دونوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ کچھ کے خیال میں بازی گر ایک مداری اور کرتب دکھانے والا ہے جبکہ نٹ صرف کرتب دکھاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس پیشے کے اعلیٰ رتبے تک پہنچنے والے خود کو فارسی نام سے کہلاتے ہوں، لیکن پھر کچھ کا خیال ہے کہ نٹوں میں صرف مرد جبکہ بازیگروں میں مرد و عورت دونوں مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ موخر الذکر فرق کئی اضلاع میں بتایا گیا۔ بحیثیت مجموعی یہ شاید زیادہ ممکن ہو کہ نٹ ایک ذات ہے جس سے دونوں طبقات کا تعلق ہے، اور بازیگر صرف ایک پیشہ ورانہ اصطلاح ہے۔ دہلی و حصار ڈویژنوں میں بازیگر کے لیے لفظ ”بادی“ استعمال ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح انبالہ کے علاوہ پنجاب کے دیگر حصوں میں بالکل نامعلوم ہے اور میں نے بادی اور بازیگر دونوں کو اکٹھا شمار کیا۔

نٹ سیلانی عادات و اطوار والا ایک خانہ بدوش قبیلہ ہیں جو اپنے کنبوں کے ہمراہ ادھر ادھر گھومتے ہیں۔ وہ ایک وقت میں صرف کچھ دنوں یا ہفتوں کے لیے کسی بڑے گاؤں یا قصبوں کے نواح میں قیام کرتے ہیں اور رہنے کے لیے گھاس کے عارضی جھونپڑے بناتے ہیں۔ پست طبقہ کرتب دکھانے اور شعبہ بازی کے علاوہ گھاس، پیال اور نرسل سے اشیاء بنا کر فروخت کرتا ہے اور پنجاب کے وسط میں انہیں بطور میراثی بھی بتایا گیا، تاہم یہ بات مشکوکہ ہے۔ وہ اکثر تھوڑی بہت جراحی اور امراض کا علاج بھی کرتے ہیں، اور جادوگری کے الزام سے بالاتر نہیں۔ ان کے دو مرکزی طبقات بتائے گئے: ایک وہ جن کے صرف مرد ہی کرتب دکھاتے ہیں اور دوسرے وہ جن کی عورتیں (جو کبوتری کہلاتی ہیں) بھی مظاہرہ اور جسم فروشی کرتی ہیں۔ ان کی تقریباً تین چوتھائی تعداد نے خود کو ہندو بتایا اور باقی نے زیادہ تر مسلمان۔ وہ عموماً ”پھیرا“ لگا کر شادی کرتے اور اپنے مردوں کی چٹا جلاتے ہیں، لیکن درحقیقت اچھوت ہیں۔ وہ شکار کرنے کے لیے بہت سے کتے پالتے اور جنگلوں کے چھوٹے موٹے جانور کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ ”دیوی“ سکھ خا کروہوں کے گرو، گورو تیج بہادر جی اور ہنومان یا بندر دیوتا کی خصوصی تعظیم کرتے ہیں۔ ہنومان کی تعظیم کرنے کی وجہ بندروں کی کرتبانہ صلاحیت ہے۔ وہ بالعموم اپنا سلسلہ نسب مارواڑ میں جوڑتے ہیں اور صوبہ بھر میں پائے

گئے، ماسوائے سرحد کے جہاں وہ بالکل نامعلوم ہیں۔ بہاولپور میں نٹ اور منگمری میں بازیگر کے طور پر درج کی گئی بہت بڑی تعداد حیران کن ہے۔ یورپ کے خانہ بدوش قبائل کی طرح ان کے مختلف قبائل پر راجا اور رانی (بادشاہ اور ملکہ) حکومت کرتے ہیں۔ بتایا گیا کہ مسلمان نٹ اپنی کنواری عورتوں سے جسم فروشی کرواتے ہیں لیکن شادی شدہ سے نہیں اور جب نٹ عورت شادی کرتی ہے تو اس کی جسم فروشی سے ہونے والے فائدے کی تلافی کے طور پر بچہ دادی کو دیا جاتا ہے، یا اسے تیس روپے ادا کر کے واپس لیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ روایت نٹوں کی بجائے شاید پرنوں کی ہے۔ ایک دوسرا اور زیادہ ممکن بیان یہ ہے کہ پہلی شادی شدہ بیوی قبیلے کی ہوتی ہے اور اسے خانہ نشین رکھا جاتا ہے، اس کے بعد مسلمان نٹ (جو عموماً قصبوں میں پایا گیا) اتنی عورتوں سے شادی کرتا ہے جتنی کہ وہ سیلانی قبائل سے خرید کر یا کسی اور طرح سے حاصل کر سکے اور ان سے پیشہ کراتا ہے۔

نٹ کا ماخذ غیر واضح ہے۔ امرتسر میں عام روایت کے مطابق وہ بالاصل مارواڑ کے برہمن تھے جن کا فرض چتا جلانے کے لیے لکڑی مہیا کرنا تھا۔ ایک دلچسپ روایت جدید ریاست سر مور کے قیام کونٹوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔

نجار..... ترکھان کے لیے فارسی اصطلاح۔

نجاری..... امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلچہ۔

نجر..... جٹوں کا ایک قبیلچہ۔ مخصوص سنا رشاخیں اس کے ساتھ ہم ماخذ ہونے کی دعویٰ دیتے ہیں۔

نجر..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ندھو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ندھے..... (1) منگمری میں مسلمان کمبوہ (زراعت پیشہ) قبیلچہ۔ (2) منگمری میں زراعت پیشہ ارا میں قبیلچہ۔

نڈھال..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارا میں قبیلچہ۔

نرا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

نرکت..... بھٹی راجپوتوں کی ایک شاخ۔ ان کا یہ نام جارحیت پسند بانی جام کی وجہ سے پڑا جو سومرا کی ساتویں پشت میں تھا۔

نرملہ..... نرملایا "پاکیزہ رشی" ایک سکھ سلسلہ ہیں۔ اکالیوں کی طرح ان کا آغاز بھی گورو گووند سنگھ کے دور میں ہوا لیکن مفصل تاریخ مبہم ہے۔ وہ تقریباً مکمل طور پر خانقاہوں میں رہتے اور مجرد ہیں۔ وہ بھیک نہیں مانگتے بلکہ نذرانوں پر گزارا کرتے ہیں۔ اخلاق کے لیے ان کی شہرت بہت اعلیٰ ہے اور امرتسر میں ان کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ وہ اکھاڑہ نامی ایک مجلس کے مطیع اور مہنت کے زیر اختیار ہیں۔ یہ مجلس مخصوص عرصہ بعد پنجاب بھر میں تمام نرملہ آبادیوں کا دورہ کرتی ہے۔ مرکزی اکھاڑہ ہردوار میں ہے۔

نرنکاری..... ایک سکھ فرقہ۔ نرنکار کا مطلب غیر مادی ہے۔ بابا نانک کو بھی نانک نرنکار کہا جاتا تھا۔ البتہ یہ فرقہ حالیہ دور کا ہی ہے۔ اس کا بانی پشاور کا ایک کھتری بھائی دیال داس تھا۔ 1870ء میں اس کی وفات پر اس کے بیٹے بھائی بھرا سنگھ یا دربار سنگھ نے نشست سنبھالی اور پھر ایک اور بیٹے بھائی رتانے۔ نرنکاری نظر نہ آنے والے خدائے واحد کو مانتے ہیں جو دعائیں سنتا ہے۔ وہ بت پرستی سے پرہیز کرتے ہیں اور برہمنوں کو کچھ نذر نیاز نہیں دیتے۔

نسوانا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ جہاں ان کے چند دیہات ہیں۔ جھنگ میں انہیں بطور خالص جٹ قبیلہ بتایا جاتا ہے مگر 1901ء کی مردم شماری میں وہ راجپوت نظر آتے ہیں۔ وہ چنیوٹ تحصیل کے شمالی کونے پر آباد ہیں۔ وہ طاقتور، صحت مند، بہادر اور چوریوں کی وجہ سے بدنام ہیں۔

نشانیا..... سکھوں کی دوسری مسل۔ ان کے افراد کھتری اور رنگریٹھوں (تبدیلی مذہب کرنے والے جھاڑو کش) سے بھرتی ہوئے۔

نقاش..... پھول بوٹے بنانے والا۔

نقال..... نقلیں اتارنے والا، ہندی بھانڈ کا عربی مترادف۔ لاہور میں نقالوں کو باشی بھی کہتے ہیں اور ان کا اصل میراثی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ راستے میں ملنے والے کسی بھی کھاتے پیتے آدمی سے پیسے ایٹھے بغیر اس کی جان نہیں چھوڑتے۔ لدھیانہ میں نقال میراثی ملتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں چھوٹا ہوتا ہے۔

نقشبندی، نقشبندیہ..... خواجہ پیر محمد نقشبند یا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے پیروکار۔ نقش بند کا لفظی مطلب مصور ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ خواجہ اور اس کا باپ کپڑے پر نقش بنایا کرتے تھے۔

نقشبندی ایک صوفی سلسلہ ہیں۔ خواجہ احمد نقشبند کا مزار سرہند میں ہے، اسے مجدد الثانی کا خطاب دیا گیا۔ سرحد پار کے تمام افغان اس سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں۔ سارے انڈیا میں اس فرقے کی متعدد زیارت گاہیں ہیں اور اہمیت کے اعتبار سے ان کا درجہ سہروردیہ کے بعد آتا ہے۔ وہ بلا حس و حرکت بیٹھ کر اور سر جھکائے، نظریں زمین پہ گاڑے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

نکل سینی، یانرنگ کا ریا..... گجرات کی جنگ کے بعد جب سروالٹر گلبرٹ نے خالصہ کا تعاقب شروع کیا تو انہوں نے راولپنڈی میں ہتھیار ڈال دیئے اور ایک روپیہ فی کس کے عوض اپنے گھروں کو واپس جانے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ ضلع کے سکھوں میں زبردستی عیسائی بنائے جانے کا زبردست خوف پایا جاتا تھا۔ کچھ ماہ بعد تین افراد کو یورپی لباس میں راولپنڈی چھاؤنی کے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا گیا۔ سب سے زیادہ عمر والے نے خود کو مہنت اور دوسرے دو کو چیلہ بتایا۔ مہنت نے دو تاروں والا ایک ساز دو تارا بجایا اور اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر گیت گائے جن میں بالعموم انگریزوں اور بالخصوص جان نکلسن کی مداح سرائی کی گئی تھی۔ جان نکلسن راولپنڈی میں کئی فوجی کارروائیاں کرنے کے باعث کافی مشہور ہو چکا تھا۔ چنانچہ خود کو نکل سینی فقیر بتانے والے یہ افراد سمجھ رہے تھے کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر خود کو ایک نئے فرقے کے ساتھ منسلک پا کر خوش ہوگا اور انہیں دھرم شالا بنانے کے لیے کافی بڑی جاگیر عنایت کرے گا۔ لیکن کچھ بھی نہ ملنے پر ان کا جوش و جذبہ ٹھنڈا پڑ گیا اور دو یا تین سال بعد ان کے بارے میں کوئی بات سننے میں نہ آئی۔ انہیں عیسائیت کے بارے میں ذرہ برابر بھی علم نہ تھا۔ لیکن وہ قرآن اور گرنٹھ کی طرح بائبل کو بھی سچا مانتے تھے۔

نکلی..... ضلع لاہور کے جنوب مغربی حصے کا باشندہ، سنگھ، اس علاقے کا ایک سکھ۔ کبھی کبھی اسے نہایت غلط طور پر نگر یا بھی کہتے ہیں۔

نگارا..... چیموں کے مرکزی قبیلچوں میں سے ایک۔ یہ بالخصوص سیالکوٹ کی پسزور تحصیل میں ملتے ہیں۔ براستہ جالندھر دہلی سے ہجرت کر کے وہاں آئے۔ غالباً اصل تلفظ ناگرا ہوگا۔

نگیان..... قلیل التعداد مقدس قبیلچہ، لیکن شاہ پور بار میں 10,000 ایکڑ سے زائد زمین کا مالک ہے۔ ان کا علاقہ گوندلوں کے جنوب مغرب میں ہے۔



نلوکا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نمٹس.....شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

نند.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نندپ.....کپاس صاف کرنے والا۔

نندن.....امر تسر میں زراعت پیشہ کبوسہ قبیلچہ اور منگمری میں مسلمان قبیلچہ۔

نندوانا.....منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

ننگا یا سز بھنگی.....جو گیوں کا ایک فرقہ یا ذیلی سلسلہ جس کی بنیاد مست ناتھ کے دور راجپوت بھگتوں نے رکھی۔ وہ لنگوٹی کے سوا کچھ نہیں پہنتے۔ ان کے دوسا دھو باری باری اس آگ کے پاس ایک ٹانگ پر کھڑے رہتے ہیں جو ان کے بانیوں نے روشن کی تھی اور تب سے جل رہی ہے۔ وہ گوشت کھاتے، شراب پیتے اور تمام ذاتوں کے افراد کو اپنی برادری میں شامل کر لیتے ہیں لیکن دھانکوں یا چماروں کے کان نہیں پھاڑتے۔ وہ مجرد رہتے لیکن کسی کے ہاتھ سے بھی لے کر کھا لیتے ہیں۔ ان کا صدر مقام روہتک میں بوہر ہے۔

ننگلو.....کلہور کے سولہویں راجا سنگر چند کے بیٹے چوہامیاں کی نسل ہونے کے دعویدار راجپوتوں کی شاخ۔

ننوا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نوار.....امر تسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نورکانی.....صرف ڈیرہ غازی خان میں ملنے والا قبیلہ جو شمال میں سندھ اور شمالی کھوسہ اور قصرانی کے درمیان آباد ہے۔ کبھی یہ قبیلہ بڑا بار سوخ اور اہم تھا اور سارے سا نکھڑ علاقے پر اعلیٰ تر حقوق ملکیت رکھتا تھا لیکن اب اس کی کوئی سیاسی تنظیم نہیں۔ رنجیت سنگھ دور کے ابتدائی ایام میں اس کا قبائلی تشخص تباہ ہو گیا۔ لیکن یہ وقوعہ بہت حالیہ دور کا ہے اور قبیلہ ہنوز اپنا قبائلی ڈھانچہ اور نسلی خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہے۔

نور.....راجپوتوں کی ایک شاخ جو اب موجود نہیں۔ کہا جاتا ہے وہ دکن سے ہجرت کر کے قدیم

دور میں پنجاب آئے اور ضلع گورداسپور میں کلانور کی بنیاد رکھی۔

نور بخشی.....ہلستان کا ایک فرقہ۔

نورڈھا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔  
 نور کے، نور کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھرن قبیلچہ۔

نوشاہی..... ایک مسلمان مذہبی سلسلہ۔ یہ قادریوں کی ایک ذیلی شاخ ہیں اور ان کا آغاز سید عبدالوہاب بن عبدالقادر جیلانی سے ہوا۔ تاہم اصل بانی حاجی پیر محمد سچیا تھا جس کا مقبرہ گجرات میں دریائے چناب کے کناروں پر نوشہرہ میں ہے۔ اسے نوشوہ یعنی دلہا کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی شادی کے موقع پر فقیر بنا تھا۔ اس فرقے کے پیروکار سماع کو جائز سمجھتے ہیں، ان کی ایک شاخ پاک رحمانی ہے۔

نوگ..... برہمنوں کی ایک شاخ جو جہلم میں گدھیو کوں کے پروہت ہیں۔

نول..... جھنگ تحصیل میں ایک جٹ قبیلہ۔ یہ بھنگو کی طرح ہی اس خطے کے پرانے باشندے ہیں۔ انہوں نے سیالوں سے پہلے چناب کے ارد گرد کی پٹھاڑ زمینوں پر قبضہ کیا۔ ان کی روایت انہیں بیکانیر کے راجادھن سے ملاتی ہیں جو جھنگ میں آباد ہوا۔ اس دور میں یہ علاقہ برہمن سلطنت میں تھا۔ نول اسی راجادھن کا بیٹا تھا۔ اس علاقے میں آنے کے بعد سیال کچھ عرصہ تک نول کے مطیع رہے اور انہی کے توسط سے مالیہ ادا کرتے تھے۔ شورش پسند اور لاقانون نول زراعت سے زیادہ مویشی پالنے اور مویشی پالنے سے زیادہ مویشی چوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ چناب کالونی میں بھی آباد ہوئے۔

نون..... (1) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ضلع کی شجاع آباد تحصیل کے شمال میں وہ نمایاں ہیں۔ بھٹیوں کی ایک شاخ بھی نون بتائی جاتی ہے جو دہلی کے قریب کسی تھانے واہن نامی جگہ سے ہجرت کر کے آئے۔ سید جلال نے انہیں مسلمان کیا۔ وہ اپنے نام کے ساتھ رانا لگاتے ہیں۔ شجرہ نسب نون، اوتھیرا، کنجر اور کلیار کوراج و دن کے بیٹے دکھاتا ہے جو الگ الگ قبیلوں کے مورث اعلیٰ بنے۔ ایک اور شجرے کی روش سے بے اور اوتیرا دونوں نون اور جھکڑ کے بھائی ہیں۔ نون منگمری میں بھی ملتے ہیں۔ (2) شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔ (3) امرتسر میں زراعت پیشہ گوجر قبیلچہ۔

نوناری..... (1) منگمری میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ (2) ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

نوبانا..... منگمری میں زراعت پیشہ بلوچ قبیلچہ۔

نوہیل..... منگمری میں مسلمانوں کا ایک قبیلہ۔

نوہیل کے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

نہالکے..... منگمری میں زراعت پیشہ کھل قبیلچہ۔

نہنگ..... لفظی مطلب ”بے فکر“ (دیکھیں ”اکالی“)

نیچ، نیچ..... شاہ پور، ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ بہاولپور کے نیچوں نے سید جلال کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

نیاریا..... سونے اور چاندی کی چیزیں دھونے اور قیمتی دھاتوں کو پالش کرنے والا۔ ڈیرہ جات کے جنوب میں اسے سودھا اور انبالہ و سر مور میں سونی کہتے ہیں۔ غالباً اس کی ذات سنار ہی ہے، البتہ سنار کے برعکس وہ بالعموم مسلمان ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ صرف پشاور میں اس کا اندراج بطور ہندو ہوا۔

نیازی..... ابراہیم عرف لودئی کے تین بیٹوں میں سے ایک نیازی کی اولاد۔ چنانچہ وہ لودھی پٹھان اور دوتی، پرنگی، سور وغیرہ کے قرابت دار ہیں۔ انہیں اندر نے غزنی کے جنوب میں واقع شیل گڑھ سے بیدخل کیا۔ تب وہ عظیم کوہ سلیمان کے دامان یا مشرقی کناروں پر قابض ہوئے اور ٹانک کو اپنے قبضے لے لیا۔ وہاں انہوں نے اپنی خانہ بدوش زندگی جاری رکھی۔ کوہاٹ میں ان کی تعداد کافی ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی ملتے ہیں۔

موجودہ نیازی اپنے ہی لوگوں کی نظروں میں پست ترین افغانی ہیں، لیکن کسی دور میں انہوں نے شمالی ہند کی تاریخ میں بڑا کردار ادا کیا۔

نیایک..... نیایہ سوتر میں مہارت رکھنے والا۔

نے پال، نیپال..... بھٹی قبیلے کے بھونی کے بیٹے نے پال کے نام سے منسوب ایک قبیلچہ۔ یہ فیروز پور سے اوپر دریائے ستلج کے کنارے ملتے ہیں۔ وہ محمد شاہ کے عہد حکومت میں سرسا سے آئے اور کبھی فیروز پور تک کے علاقہ پر قابض تھے۔ لیکن ڈوگروں نے انہیں اوپر کی طرف دھکیل دیا اور انہوں نے گوجروں کو بے دخل کیا۔ مسٹر برانڈر تھ ان کے بارے میں کہتے ہیں: ”وہ اپنی عادات میں گوجروں اور ڈوگروں کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ غالباً آہلوالیہ حکمرانوں کے دور میں بھی خود مختار رہے اور صرف تبھی جنس کی صورت میں تھوڑا سا

مالیہ ادا کیا کرتے تھے جب کاردار انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیتے، لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ڈوگروں یا گوجروں کی نسبت اپنے ہندو ماخذ کو زیادہ بھول چکے ہیں، اور شادی وغیرہ کے رشتوں میں اسلامی شریعت پر عمل کرتے ہیں، مثلاً قریبی خونی رشتہ داروں میں شادی کرنے کی اجازت ہے۔“ فیروز پور کے نے پال مسلمان جنٹوں کی لڑکیوں سے شادی کرتے، بیوہ کو شادی کی اجازت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں گوت گنالا نامی دستور بھی ہے جس کے تحت دلہن کو اس کے شوہر کے قبیلہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

نیر..... امرتسر میں زراعت پیشہ کمبوہ قبیلچہ۔

نیکوکارا..... لفظی مطلب ”نیک کام کرنے والا۔“ جھنڈیر کی طرح وہ بھی ایک مقدس قبیلچہ ہیں۔ وہ بالخصوص ہاشمی قریشی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کا جد امجد 480 سال قبل بہاولپور میں آیا تھا۔ گوجرانوالہ میں بھی ان کی کچھ زمین ہے لیکن وہ کوئی اہم قبیلہ نہیں۔

نین..... جنٹوں کا ایک قبیلہ جو پٹیالہ کے ایک الگ تھلگ حصے میں ہی ملتے ہیں، لیکن ان کے کچھ اندراجات حصار اور دہلی سے بھی ہوئے۔ وہ پنوار راجپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور غالباً جنوب مشرق سے آئے۔ وہ بیراگیوں کا خصوصی احترام کرتے ہیں۔ کلون میں ان کی ایک سٹی ہے جہاں وہ دیوالی کے موقع پر زمین کھودتے ہیں۔ منگمری میں اس نام کا ایک ارا نیں قبیلچہ بھی ہے۔

نیولا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔



9

واتل..... سیالکوٹ کا ایک خانہ بدوش اور ایک حد تک جرائم پیشہ قبیلہ۔ وہ مسلمان ہیں اور سورت نہیں کھاتے مگر چوہڑوں کے ساتھ مل کر کھاپی لیتے ہیں۔ البتہ چوہڑے ان کے ساتھ کھانے پینے سے محترز ہیں۔ واتل کشمیر کے خانہ بدوش ہیں۔ کشمیر میں ان کے دو گروپ ہیں: ایک مسلمان اور دوسرا چھوت۔

واج ورہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وارن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وارہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واسلی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ منگمری میں واسلی بھی نام کا ایک زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ بھی ملا۔

واگھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واگی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

والر..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

والوٹ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وام مارگی..... شکتیوں یعنی دیوی آپاسکوں کی ایک شاخ۔ وہ کالی دیوی کو جانور بھینٹ کرتے اور اس رسم میں گوشت اور شراب دونوں استعمال کرتے ہیں۔ وہ نسوانی تخلیقی سرچشمے کے پجاری ہیں مگر اپنی پوجا کے طریقے بالکل مخفی رکھتے ہیں۔

وان و ر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہٹی..... سرمور میں ایک عام اصطلاح برائے ”باہٹی“۔

واہگہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہلہ..... ملتان اور امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

واہل..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وباوہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وٹارہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وٹو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وٹو..... ستلج کے راجپوت قبائل میں سے ایک۔ ان کے ماخذ کی روایت ”بھٹی“ کے ضمن میں دی گئی ہے۔ وہ ایک بھٹی قبیلچہ ہیں۔

سرسا کی روایت یہ لگتی ہے کہ سیالکوٹ کے بھٹی راجا سلواہن کی ایک اولاد راج جو نہار بیکانیر میں رہائش پذیر ہوا، جہاں اس کے دو بیٹے اچل اور بتیر پیدا ہوئے۔ موخر الذکر سے سدھو اور برار جٹ پھوٹے۔ اول الذکر کے بھی دو بیٹے جے پال اور راج پال تھے۔ جے پال بھٹی خاص کا اور راج پال وٹو کا مورث اعلیٰ تھا۔ وٹو بابا فرید کے ذریعے اپنے قبول اسلام کی تاریخ کھیوا کے دور میں بتاتے ہیں جس نے منٹگمری میں حویلی پر حکومت کی اور مشہور وٹو سردار لکھے خان کا پیش رو بنا۔ ضلع سرسا میں وہ دریائے ستلج کے دونوں کناروں پر آباد تھے، اور منٹگمری و بہاولپور کے ملحق حصوں پر فاضلکا کے 16 میل اوپر لگی ہی سے لے کر اس کے 70 میل نیچے پھلا ہی تک۔ ان سے اوپر ڈوگر اور نیچے جوئیہ ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے دریا کو دائیں کنارے سے عبور کیا اور صرف کوئی پانچ پستیں پہلے سرسا کی پرریز میں بسیط ہو گئے جو اس وقت تک تقریباً بے آباد تھیں۔ ضلع منٹگمری میں دریائے راوی پر بھی ان کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے۔ یہ ناممکن نہیں ہے کہ کچھ وٹوؤں نے خود کو سیدھا سادا بھٹی ہی بتایا ہو، کیونکہ چند ایک نے اپنا تعلق دونوں ہی سے بتایا۔ پہلے یہ قبیلہ خالصتاً گلہ بان اور اپنے دیگر پڑوسی گلہ بان قبائل جتنا ہی شورش پسند اور غارت گر تھا۔ 1857ء میں کافی زیادہ مشکلات پیدا کرنے والے راوی کے وٹو کی عادتیں بمشکل ہی بدلی ہیں لیکن بہت تھوڑے سے جنگل کے مالک ستلج کے وٹو نے زراعت کا پیشہ بہت عمومی سطح پر اختیار کر لیا ہے اور کیپٹن ایلفنسٹون کا کہنا ہے: ”ان کی کچھ زمینیں اچھی کاشت شدہ ہیں اور ریوڑ قلیل ہو گئے ہیں۔ بیشتر کو شکل و صورت کے اعتبار سے پرامن ارائیوں یا کھوکھروں سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی عادات غیر معمولی تبدیلیوں سے عبارت رہی ہیں۔ وہ ابھی تک ان کارداروں کے بارے میں خوشی کے ساتھ بات کرتے ہیں

جنہیں وہ سکھ اقتدار میں جان سے مار دیا کرتے تھے اور ان برسوں کے بارے میں بھی جن میں انہوں نے مالیہ نہیں دیا، کیونکہ سکھ اس کی وصولی کر سکنے میں ناکام یا خوفزدہ تھے۔“ مسٹر پرسرا نہیں یوں بیان کرتے ہیں: ”اپنی شائستگی اور مہمان نوازی میں خود پر نازاں ہیں۔ وہ صرف معتدل محنت، خاص مواقع پر کثیر اخراجات کرنے والے اور تعلیم سے بے نیاز اور مویشیوں کے دلدادہ ہیں۔“ تاہم وہ انہیں کاٹھیا، کھرل، سیال، بہنیوال، بلوچ اور جوئیہ کے ساتھ لازمی طور پر ڈاکو قبائل اور کم و بیش مویشی چوری کے عادی“ شمار کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سے سیدھا سادا مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ اس خطہ کے غالب قبائل ہیں جو زراعتی زندگی کے مقابلہ میں گلہ بانی کو بہتر خیال کرتے ہیں۔

ایک روایت ان کا سلسلہ نسب سلواہن کے بیٹے پیتل سے جوڑتی ہے جو اپنے بھائیوں سے جھگڑ کر بھٹنیر چلا گیا۔ بارہ پشتوں بعد ادھم، پنواروں کے ساتھ لڑائی کے باعث ہجرت کر کے پنجاب آیا اور اس نسل کے وقار کوٹہ (وٹہ) لگانے کی وجہ سے وٹو کا خطاب پایا۔

وٹوؤں کی کچھ خصوصیات بہت نمایاں ہیں۔ ان میں طلاق نہ ہونے کے برابر ہے، نظر باز عورتوں کو قتل کر دیا یا پھر مفرور قرار دے دیا جاتا ہے۔ ان کے ہاں طلاق کی بات کرنا بیوقوفی تصور ہوتا ہے۔ بیوہ یا بیٹی کو اپنے شوہر یا باپ کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ملتا، بلکہ وہ صرف گزارے کے لیے ہی رقم لے سکتی ہے۔ بیٹی کی قیمت ہرگز وصول نہیں کی جاتی، لیکن کسی وٹو کو بیوی کے لیے اکثر 200 یا 500 روپے ادا کرنے پڑ جاتے ہیں۔ وٹو اپنی بیٹیاں صرف سیدوں اور جوئیوں میں بیاتے ہیں مگر اپنے لیے بیٹیاں تو ہاروں کی پہلی پانچ شاخوں اور چوہانوں، چھینوں اور بھٹیوں سے لیتے ہیں۔ جوئیوں کی طرح وہ بھی بچہ گود نہیں لیتے۔

وٹو زئی..... منگمری میں زراعت پیشہ پٹھان قبیلچہ۔

وجہا..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وجر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وجلا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وجوکا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

وجھل..... منگمری میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

ودھرا.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھل.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھن.....شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ودھوا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڈالا.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڈاہ.....ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڈوال.....امر تسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وربھو.....منگلگری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ۔

ورپال.....امر تسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ورک.....امر تسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ (غالباً ”ورک“)

ورک..... ایک جٹ قبیلہ جس کا مرکز گوجرانوالہ اور لاہور اضلاع ہیں۔ وہ خصوصاً موخر الذکر ضلع

کے 132 دیہات میں آباد ہیں۔ اس علاقے کو اب بھی ”ورکیت“ کہتے ہیں۔ وہ اپنا مورث

اعلیٰ ورک نامی ایک منہاس راجپوت بتاتے ہیں جو جموں چھوڑ کر امر تسر میں غلجی کے مقام پر

آباد ہوا۔ جڑانوالہ میں اگرچہ ان کی دو تہائی تعداد نے خود کو راجپوت بتایا، مگر وہ اپنے پڑوس

کے جٹ قبائل میں آزادانہ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ ورک

راجپوتوں کے منہاس قبیلے کے ملہن نمس (وہی مل) کی اولاد ہیں اور اس کا تعلق جموں کے

راجوں کے ساتھ تھا۔ جموں میں پرگھنوال سے نکل کر وہ امر تسر میں آباد ہو گیا اور ایک جٹ

لڑکی سے شادی کی۔ وہ اس لڑکی کی طاقت پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ورک کی وفات کے بعد بیوی

ستی ہو گئی لیکن چتا جلانے سے چند لمحے قبل ایک بیٹے کو جنم دیا۔ اگرچہ حاضر لوگوں نے

بچے کو بھی جلا ڈالنے کا ارادہ کیا مگر ایک میراٹی نے اسے بچا لیا اور اس کا نام اجیا رکھا۔ شادی

کے موقع پر وہ سب سے پہلے جنڈیاں کی رسم ادا کرتے ہیں لیکن ان کے تمام مرد اور عورتیں

ایک پیر کے درخت کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں۔ کرائے پر لیے ہوئے ایک دے کو نہلا دھلا

کر قریب کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنا سر ہلائے تو اس سے اجداد کی خوشنودی مراد لی جاتی

ہے۔ تب سیر اور ماٹا تقسیم ہوتا ہے (دیکھیں ”وڑانچ“ کے ضمن میں)۔ گوجرانوالہ سے ملنے



والی روایت کے مطابق ورک کے باپ میدرسین (اندرسین) نے پرگھووال کو خیر باد کہا اور امرتسر میں آباد ہو گیا۔ اس کی ایک گلی بیوی کے لطن سے تین بیٹے درگر، ورک اور ورن پیدا ہوئے۔ ورک نے چار بیٹے چھوڑے جن میں سے صرف ایک کے ہاں اولاد ہوئی۔ 25 پشتیں قبل اس کا پوتا مغرب کی طرف گوجرانوالہ میں آ گیا۔ وہاں قبیلے کی تین بڑی شاخیں جو پڑ، پچرا اور جو ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں اس قبیلے نے تھوڑی بہت سیاسی اہمیت حاصل کر کے گوجرانوالہ دلاہور کے خاصے بڑے علاقے پر حاکمیت قائم کی۔ بالآخر نجیت سنگھ نے انہیں اپنا مطیع کیا۔ ورن کے ساتھ باہمی شادی سے گریز کیا جاتا ہے لیکن دیگر جنٹوں کے ساتھ اجازت ہے۔ ان کے ہاں گپڑی ونڈ کا دستور رائج ہے۔ بیٹیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں ملتا لیکن قبیلے کے اندر 10 سال کی عمر تک کا بچہ گود لینا عام بات ہے۔ امرتسر میں کمبوہوں کا ایک زراعت پیشہ قبیلہ بھی ورک ہے۔

- وروال..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔
- ورہ..... منگمری میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔
- ورھے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔
- وریا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔
- وریاہ..... امرتسر میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلہ۔
- وریا..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔
- وریہ..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔
- وریے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

وڑانچ..... صوبہ کے بہت بڑے جٹ قبائل میں وڑانچ بھی شامل ہیں۔ اکبر کے دور میں وہ ضلع گجرات کے دو تہائی حصہ پر آباد تھے۔ فی الحال وہ ضلع کے 170 دیہات میں رہتے ہیں۔ وہ چناب پار کر کے گوجرانوالہ میں بھی گئے اور وہاں 41 دیہات پر مشتمل ایک پٹی پر آباد ہو گئے اور لدھیانہ و مالیر کوٹلہ تک کی پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ پھیل گئے ہیں۔ وہ بہر صورت راجپوت ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن کہتے ہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ ڈھوڈھی ایک جٹ تھا جو محمود غزنوی کے ہمراہ انڈیا آ کر گجرات میں آباد ہوا۔ وہاں یہ قبیلہ مستحکم ہو گیا اور دھرتی کے اصل

گو جر حکمرانوں کو جزو اُبے دخل کر دیا۔

ایک اور کہانی کہتی ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ راجا کرن کی اولاد تھا جو قصر کی کے شہر سے دہلی گیا اور جلال الدین فیروز شاہ نے اسے حصار میں بسایا۔ اس کے بعد کوئی پانچ سو سال پہلے یہ قبیلہ گوجرانوالہ کو نقل مکانی کر گیا لیکن ان کا آبائی وطن گجرات اور نقل مکانی مشرق کی جانب ہونے پر بہت کم شک کی گنجائش ہے۔ سکھوں کے دور میں اس قبیلے کا وزیر آباد خاندان سرفراز ہو گیا اور اس کی تاریخ لپل گریفن نے ”دی چیفس آف پنجاب“ کے صفحہ 409 پر بیان کی ہے۔ وہ تقریباً سبھی مسلمان ہیں لیکن اپنی تمام قبائلی اور متعدد ہندو روایات بدستور قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ مقامی قبائل میں شادی بیاہ کرتے ہیں۔ وہ ضلع لاہور میں چوہنگ یا وڑانچ کے طور پر معلوم نظر آتے ہیں۔

وڑانچ کا نام پٹھانوں کے بدیچ قبیلے کے ساتھ ان کے تعلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ گورداسپور میں اسلام قبول کر لینے والے جٹ روحانی رہنماؤں کے طور پر کافی شہرت رکھتے ہیں اور جھنگی بخت شاہ جمال کی مشہور زیارت گاہ (ڈیرہ نائک سے تقریباً چار میل دور) اس قبیلے کے افراد کے لیے محترم ہے۔ سیالکوٹ میں وڑانچ شادی کے موقع پر جٹوں کی عمومی روایات پر کاربند ہیں مگر تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ۔ مثلاً سیرا (میٹھا آٹا) اور مانڈا تیار کیا جاتا ہے اور دلہا خاندان کی عورتوں کے ہمراہ جنڈ کے درخت کے پاس جاتا ہے۔ وہاں میراٹی ایک دُنبے کا کان کاٹتا اور خون سے تمام حاضر افراد کی پیشانی پر تلک لگاتا ہے۔ درخت کی ایک شاخ پر سرخ اور پیلے رنگ کا دھاگہ (مولی) باندھ دیا جاتا ہے اور لڑکا اپنی تلوار سے ایک ڈالی کاٹتا ہے۔ میراٹی دُنبے کو اپنے گھر لے جاتا ہے۔ میراٹی، برہمن اور نائی کو چار چار آنے ملتے ہیں جبکہ دیگر پست ذاتوں کو دو دو آنے۔ سیرا اور مانڈا اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ شادی شدہ مردوں کو تیرہ تیرہ ٹکڑے اور لڑکوں بالوں کو تین تین ٹکڑے ملیں۔ اس کے بعد ”مایاں“ کا موقع آتا ہے۔ اس رسم میں برادری کے درمیان اُبلے چاول بانٹے جاتے ہیں، لڑکے کے سر پہ تیل لگتا ہے اور گانا باندھا جاتا ہے۔ اب لاگیوں کو اوپر مذکور ویلیں ملتی ہیں۔ تب دلہا سہرا باندھتا اور نیا لباس پہنتا ہے۔ گورداسپور کی شکر گڑھ تحصیل میں ایک جرائم پیشہ وڑانچ گروہ بتایا جاتا ہے۔ وہ غالباً جموں پہاڑیوں کے جرائم پیشہ بوڑوں اور سیالکوٹ کے پکھی واروں کے ہی

ہم نسل ہیں۔

وزیری یا وزیر..... ایک پٹھان قبیلہ جسے دو مرکزی شاخوں یعنی محسود اور درویش خیل وزیریوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہماری سرحد سے پرے کا سارا بنوں علاقہ درویش خیل وزیری کے قبضہ میں ہے۔ جنوب میں درہ گول تک اسی قبیلے کا محسود قبیلچہ آباد ہے۔ وزیری، لکنی (خاخانی) کے بیٹے سلیمان کی نسل اور کرلازری قبائل میں سے ایک ہیں۔ قبیلے کا اصل مقام برمل کی پہاڑیوں میں تھا (خوست سلسلہ کے مغرب میں)، جو انہیں ان کے رشتہ دار (شیتک کی اولاد) بنوچیوں سے الگ کرتی ہیں۔ ایک خونیں لڑائی کی وجہ سے لائی کو وہاں سے بھاگنا پڑا اور وہ مغربی کوہ سفید کی شمالی ڈھلوانوں پر ننگرہار میں مقیم ہو گیا، جہاں اس کی اولاد لائی وزیری آج بھی آباد ہیں۔ خزرئی کے تین بیٹے موسیٰ، محسود اور گربز تھے۔ محسود سے محسود وزیری بنے جو علی زئی اور بہلول زئی میں تقسیم ہیں جبکہ موسیٰ درویش کی اولادوں میں سے اتمان زئی اور احمد زئی قبیلچے ہیں جنہیں بالعموم درویش خیل وزیری کے زیر عنوان آپس میں گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔

چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں وزیری مشرق کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے سب سے پہلے سلسلہ خوست عبور کر کے بنوچی کو شوال سے بے دخل کیا اور ٹوچی کے شمال میں بنوں اور کوہاٹ بارڈر کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر دریائے ٹوچی عبور کر کے انہوں نے شرقیوں کے بیٹے اُمر کی اولادوں اور ابدالی کے قریبی رشتہ داروں کو ٹوچی کی جنوبی پہاڑیوں سے باہر زریں بنوں اور ٹانک بارڈر پر دھکیل دیا تاکہ کابل کے نزدیک لوگر وادی میں پناہ لے سکیں۔ بیٹنی کوکانی گرام سے بے دخل کر کے گرنجی سے پرے ہماری سرحد کے عین ساتھ والی زریں پہاڑیوں کی طرف ہانک دیا۔ یوں انہوں نے اس سارے الجھے ہوئے کوہستانی سلسلہ کی ملکیت حاصل کر لی جو کہ سلیمان خاص کی نشاندہی کرنے والے درہ گول سے شروع ہو کر ہماری سرحد کے ساتھ شمال کی جانب تھل اور دریائے گرم کی طرف جا کر کوہ سفید کے زریں سلسلہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ محسود اور درویش خیل ان کی دو اہم ترین شاخیں ہیں۔

اول الذکر دریائے ٹوچی اور درہ خور کے جنوب والی پہاڑیوں اور موخر الذکر شمال والی پہاڑیوں پر آباد ہے جبکہ درویش خیل علاقہ میں احمد زئی جنوبی اور اتمان زئی شمالی حصوں میں آباد ہیں۔ اتمان زئی کی ایک اہم شاخ، حسن خیل اس خطہ کے انتہائی شمال مغرب میں ہے۔

یہ دو بہت بڑی شاخیں عملی اعتبار سے خود مختار قبیلے ہیں، ان کا کوئی مشترک سردار نہیں، بس تھوڑے بہت مشترک احساسات ہیں۔ وہ برٹل علاقہ پر اب بھی برائے نام آباد ہیں۔ تاہم، سلیمان خیل اور خروٹی اپنے ریوڑوں کے ہمراہ موسم سرما وہاں گزارتے ہیں اور ان کے قیام کے دوران وزیری اپنے گاؤں کی بیرونی دیوار کے اندر ہی رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ مکمل خانہ بدوش اور سیلانی تھے لیکن گزشتہ برس کے دوران انہوں نے مروت، بنوچی اور خٹک کے میدانی علاقہ پر یلغار کی اور اب بنوں اور کوہاٹ میں ان کی زراعتی زمینیں ہیں۔

وسیر..... ضلع ملتان کی میلسی تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ اور ساندل بار (ضلع لاکپور) میں ایک چھوٹا سا قبیلہ جہاں وہ واگھوں کے مطیع تھے۔ اب وہ اور واگھے متعدد دیہات میں مشترک طور پر آباد ہیں۔

سرایڈورڈ میٹکلیکن کے بقول ”وسیر پنوار ہیں۔ وہ پاک پتن سے آگے کوٹ قبولہ سے ہجرت کر کے ساندل بار میں آئے۔ وسیر حافظ آباد تحصیل کے جنوب میں رہتے ہیں۔ انہیں جٹ شمار کیا گیا۔“ وہ شاذ و نادر ہی بھٹیوں کے ساتھ شادیاں کرتے ہیں تاہم، ایک اور بیان میں بتایا گیا ہے کہ وہ کسی بھی قبیلے سے بیویاں لے لیتے ہیں مگر اپنی بیٹیاں صرف بھٹیوں کو دیتے ہیں۔

وگ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگڑ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگن..... منٹگمری اور ملتان میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وگھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وگھا..... منٹگمری میں ایک زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وگھل..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ولانا..... سیالکوٹ میں راجپوت ماخذ کا دعویٰ کرنے والے جٹوں کا قبیلہ۔ ان کا مورث اعلیٰ جہلم کے قریب رہتا تھا اور جموں کے راجا مل دیو کے دور میں یہ لوگ سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔

ولانا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ولانہ..... گوجرانوالہ تحصیل کے شرپور تھانہ کے ایک گاؤں بوہمر میں آباد جٹوں کا قبیلہ۔ انہیں

”کریمنل ٹرائبز ایکٹ“ میں شامل کیا گیا ہے۔

وَلَسْرِي..... منگمری میں زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

وَلَوَانَا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

وَلِيرَائِي..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وَمَك..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وَنَانِك..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان اور ہندو کنبوہ قبیلچہ۔

وَنَجْو..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وَنَدْر..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وَنڈا..... منگمری میں زراعت پیشہ ہندو جٹ قبیلچہ۔

وَنگَرِي گَرِيَا بَنگِيرَا..... مغربی پنجاب میں چوڑی گر کے لیے متبادل اصطلاح۔

وَنگھَايَا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وَهَالَا..... سیالکوٹ میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ کنگوں کی طرح ان کا جدا جدا مجر بھی جوگرہ تھا۔

وَهَانڈِي..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وَهَرَوَا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وَهَوَج..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

وِيرَار..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ۔

وِيرِي..... گلوں کی ایک شاخ جو راجا پیر کو مانتے ہیں۔ اس کا مقبرہ فیروز پور کی موگا تحصیل میں

رجیانا کے مقام پر ہے۔

وِيشِيہ، وِيش..... چار روایتی ذاتوں میں سے ایک۔ انہوں نے برہما کی رانوں سے جنم لیا۔ ان کا

پیشہ (ویش) تجارت، مویشی پالنا اور زراعت ہے مگر پہلے دو پیشوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ضرورت پڑنے پر ویش کسی شو در والے پیشے کو بھی اختیار کر لیتا ہے۔

وِيہَا..... مرکزی طور پر صادق آباد کارواری اور بہاولپور کی الہ آباد پیش کاری میں ملنے والا ایک

قبیلہ۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان اور ملتان کے تلمبہ ”علاقہ“ کے دیہوں سے باہمی شادیاں

کرتے ہیں۔

وہیوال (بہیوال)..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ منگمری میں یہ وہیوال بھٹی کے نام سے زراعت پیشہ راجپوت قبیلچے کے طور پر ملتے ہیں۔ وہ اور بگھیلے دریائے راوی کے کنارے کمالیہ کے فوراً بعد کے علاقے پر آباد ہیں۔ ظاہری صورت اور عادات میں وہ ضلع کے دیگر جٹ قبائل سے مختلف نہیں۔ وہ حصار کے بہیوال کے ساتھ کسی تعلق کی بات نہیں کرتے۔ وہ تعداد میں تو کم ہیں مگر ڈاکہ زنی میں کوئی قبیلہ ان کا ہم پلہ نہیں۔

ویریے..... امرتسر میں زراعت پیشہ ارائیں قبیلچہ۔

وینس..... امرتسر، منگمری اور شاہ پور میں ملنے والا ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ ملتان کی شجاع آباد اور ملتان تحصیلوں کے وینس سیکس سے آئے ہوئے ہجو آ (جنجوعہ) راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جن کا جدا مجد وینس فیروز شاہ کے عہد میں ملتان میں آباد ہوا تھا۔ سیالکوٹ میں بھی وہ ہجو آ راجپوت ماخذ پر ہی زور دیتے اور کہتے ہیں کہ ان کا بانی وینس فیروز شاہ کے ہمراہ پنجاب میں آیا تھا۔ سیالکوٹ کی ہی ایک اور روایت کے مطابق سن پال کے 22 بیٹوں میں سے ایک وینس تھا۔ اس کے دو بھائیوں رن پال اور ہر پال سے ہجولی راجپوتوں کا سلسلہ چلا۔ (2) منگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلچہ۔

امرتسر کے وینس واضح طور پر ”وینس“ جیسے ہیں۔ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس نام کا تعلق لفظ بھینس سے ہے۔ لیکن خیال غالب ہے کہ وینس کا مادہ سنسکرت کا لفظ ویشیہ (ویش) ہے۔ ”وینس“ بھی دیکھیں۔



۵

ہارل..... یہ بلاشبہ ہرل ہی ہیں۔ شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہارنی..... ایک نہایت جرائم پیشہ قبیلہ جو لدھیانہ، جالندھر اور ہوشیار پور اضلاع میں ملتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے ہارنی قادر یہ اور حنفیہ فرقوں کے کٹر مسلمان ہیں۔ وہ گاگرا میں شاہی شاہ، پتر میں ہسوشاہ، بودل وال میں ظاہرولی، دہلی میں شاہ عبدالکریم، اجمیر میں چشتی اور سورت میں تیمور شاہ کے مقبروں کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ تاہم وہ شراب نوشی سے اجتناب نہیں کرتے۔

ہاسل..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ قبیلہ۔

ہال..... جٹوں کا قبیلہ جو کبھی جہلم تھل میں اس خطے پر آباد تھے جہاں اب لٹوں کا مسکن ہے۔ لیکن اب یہ صرف چند ایک خاندانوں پر مشتمل ہیں۔ لٹا گاؤں کے مغرب میں ان کی قدیم بستی کی باقیات ملتی ہیں۔

ہالی..... گدی قبائل میں کھالوں کی صفائی کرنے والا۔ وہ جوتے بناتا اور پہاڑی بانس کے کبل بناتا اور سبز پتے کی پلیٹیں بھی بناتا ہے۔ کبھی کبھار ہالی رفع حاجت والی جگہ کی صفائی بھی کرتا ہے۔ چمبہ میں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

ہانڈا..... ایک کھتری گوت یا شاخ۔

ہانس..... جٹ میں ایک چھوٹا سا جٹ قبیلہ۔ یہ لدھیانہ، ملتان اور منٹگمری میں بھی ہیں۔ ملتان اور منٹگمری میں ان کا اندراج راجپوت اور جٹ دونوں کے طور پر ہوا۔ منٹگمری میں ہانس کے مقام پر ان کا ایک سدھ بابا سلیمان ہے جسے دلہا دلہن بھینٹ پیش کرتے ہیں غالباً اس نام کا تعلق ”ہنس“ سے ہے۔

ہانسہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہانسہ..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہانسی..... امرتسر میں ایک زراعت پیشہ ارائیں قبیلہ۔

ہتانو..... امرتسر میں ارائیں قبیلچہ (زراعت پیشہ)۔

ہتھار..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہتھاری..... ہتھار کے باشندے۔

ہتیار..... گجرات میں جٹوں کا ایک قبیلہ۔ ان کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ وہ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا کرتے تھے۔ وہ اکبر کے دور میں شاہ پور سے ہجرت کر کے گجرات میں آئے۔

ہتیری..... سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ۔ یہ بھٹی کی ساتویں پشت میں بھونی کی اولاد ہیں۔ بھونی کی اولاد میں سے ایک رائے دانو (جس کے خاندان میں دختر کشی کا رواج تھا) کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جسے ایک برہمن نے بچا لیا اور چار سال تک اپنے پاس ہی رکھا۔ لیکن اس نے سوچا کہ اگر وہ کبھی بھی اپنے باپ کے ہاتھ لگ گئی تو مار دی جائے گی، لہذا اسے خود ہی مار ڈالا اور یہ شاخ ہتیری کے نام سے مشہور ہو گئی۔ ”ہتیری“ کا لفظی مطلب گائے کو ہلاک کرنے والا ہے۔

ہتی خیل..... بنوں میں آباد وزیر پٹھانوں کی احمد زئی شاخ کا ایک نہایت منظم، امیر اور کثیر التعداد حصہ۔ یہ مزید دو شاخوں، کیمل خیل اور ادا خیل پر مشتمل ہے۔ کیمل خیل کی تعداد ادا خیل سے چار گنا زیادہ ہے۔

ہجرا..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ (یہ غالباً ہجرا یا ہجرا ہیں)۔

ہجن..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ہجوآہ..... راجپوتوں کی ایک شاخ جو اب تقریباً ختم ہو گئی ہے۔ گھمن، ہجوآہ، کھیر، ایشلی اور وینس جٹ قبائل اسی سے تعلق کے دعویٰ دار ہیں۔

ہجولی..... گھمن جٹوں کی ایک شاخ کا نام۔ اس کا درجہ راجپوت والا ہے اور یہ جو دھا کے تین بیٹوں میں سے دو، ہر پال اور رن پال کی نسل سے ہیں۔ تیسرے بیٹے سن پال نے مختلف قبائل سے 22 بیویاں لی تھیں۔ چنانچہ بدستور راجپوت رہنے والے ہجولیوں نے ان کے بچوں کے ساتھ شادیاں کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اپنے رتبے سے گر کر جٹ ہو گئے۔

ہدوال..... کشمیر کے علاقوں میں ایک طاقتور اور کثیر التعداد قبیلہ جو جہالوں کے دشمن ہیں۔

ہہرا..... شاہ پور میں ایک زراعت پیشہ کھوکھر قبیلچہ۔



ہراج..... سیالوں کے مرکزی قبیلوں میں سے ایک۔

ہرائیکے..... سیالکوٹ میں بھٹیوں کی ایک شاخ۔

ہرپال..... اعوانوں کی ایک شاخ۔

ہرچند..... ہوشیار پور میں راجپوتوں کی ایک شاخ۔ اس کا رتبہ دووال سے کمتر ہے۔

ہرر..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہرگن..... شاہ پور میں زراعت پیشہ راجپوت قبیلچہ۔

ہرل..... ایک راجپوت قبیلہ جو کھڑوں کے جد امجد رائے بھوپا کی ہی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتا

ہے مگر یہ دونوں مختلف بیٹوں کی اولاد تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ پنوار راجپوت تھے جو

جیسلمر سے آج آئے اور پھر وہاں سے ضلع منگھری میں کمالیہ چلے گئے۔ مسٹر سٹیڈمین کا کہنا ہے

کہ جھنگ میں (جہاں وہ بالائی چناب کے بائیں کنارے پر چھوٹی سی تعداد میں ہی ملتے

ہیں) رانج روایت انہیں اہیروں کی ایک شاخ بتاتی ہے، نیز وہ ضلع بھر کے بدترین چور بھی

ہیں۔ وہ بہت بڑے بڑے گلے اور ریوڑ چراتے اور بہت خراب کاشتکار ہیں۔ ایک اور بیان

کے مطابق وہ مثیلا (شاہ پور کا ایک گاؤں) میں آباد ہونے والے بھٹہ جٹ تھے اور وہاں سے

پیر شاہ دولت کی قیادت میں ہجرت کر گئے۔ کٹر مسلمان ہونے کے ناطے وہ برہمنوں سے

خدمات نہیں لیتے، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کی جوٹھی چیز کھاتے ہیں جو روزانہ نماز نہ پڑھتا ہو۔

قبیلے کے اندر ہی شادی کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن بنینس (وینس)، گوندل، سیدھن

جنوں، لالی، لک اور کھڑل وغیرہ کے ساتھ ازدواجی رشتے قائم کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

منگھری میں ہرل ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلے کے طور پر شمار ہوئے۔ اس ضلع میں وہ سب کے

سب مسلمان ہیں۔

ہری..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔ جٹ میں اس نام کا ایک جٹ قبیلہ بھی ہے۔ شادی

ہری میں ان کا ایک جٹھیرا ہے۔ وہ دیوالی کے موقع پر اس کے نام پر ایک تالاب میں سات

مٹھی مٹی ڈالتے ہیں۔

ہری پال، ہرپائیل..... ڈوم یا ڈوم کے تین بیٹوں میں سے ایک، جار کا بیٹا یا پوتا اور شیرانی پٹھانوں

میں ہری پال شاخ کا بانی۔

ہزارا..... عموماً لیکن غلط طور پر پٹھان قرار دی جانے والی ایک نسل۔ وہ منگول تاتاری ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ ہزارہ ہے جو کہ ترکی کے منگ یا Legion کا فارسی متبادل ہے۔ وہ کابل اور غزنی سے لے کر ہرات، اور قندھار سے لے کر بلخ تک آباد ہیں۔ انہیں چنگیز خان نے اس علاقے میں آباد کیا تھا۔ وہ دروں زواجی پر سختی سے عمل کرنے کے باعث اپنی نسلی خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ضلع ہزارہ کے نام کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہزارا پنجاب میں آباد نہیں لیکن مزدوروں کے طور پر ضرور ملتے ہیں۔ یہ سب کے سب شیعہ ہیں۔

ہسانہ..... سیالوں کا ایک قبیلہ۔

ہستام، ہستام..... ملتان میں ایک زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہکلا..... گوجروں کی ایک شاخ۔ گجرات کے ہکلا راجپوت یونانی خون کے گوجروں سے بھی برتر ماخذ کی دعویٰ داری ہیں یعنی وہ خود کو سکندر اعظم کی نسل سے بتاتے ہیں۔ ہکلا کے بقول راجپوتوں کی طرح وہ بھی پٹوار ہیں اور ان کا نام راجا ہک یا ہکدار کے نام پر ہے جس نے ”سارے ہند“ پر یورش کی اور راجپوتانہ کا بادشاہ بنا۔ تاہم راجا باڑونج دو آب اور متھرا پر قابض رہا لیکن غور کے مسلمانوں نے آخری غزنوی حکمران خسرو ملک کی حمایت کرنے پر اس کے بیٹے اور پوتے کو معزول کر دیا۔ سکھ دور میں ہکلا دوبارہ برسر اقتدار آئے۔ ان کے سردار چند و احمد خان نے جہلم سے زمان شاہ ابدالی کی توپ رنجیت سنگھ کے لیے حاصل کی اور برنالی و بھاگو بطور جاگیر وصول کیے۔ اس کے پوتے مہر علی نے چیلیانوالہ میں برطانیہ کا ساتھ دیا۔

ہلاوت..... (دیکھیں ”اہلاوت“)

ہلن..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ ماہتم قبیلہ۔

ہمتھ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہمدانی..... منگمری اور امرتسر میں زراعت پیشہ سید قبیلہ۔

ہمدی (جمدی)..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہمیریا ہمار..... ملتان تحصیل میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہمشیرہ، ہمشیرا..... ملتان اور بہاولپور میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہمند کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھریل قبیلچہ۔

ہموکا..... شاہ پور میں زراعت پیشہ قبیلچہ۔

ہنہی..... جٹ قبیلہ جس کی ایک شاخ گورچانی اور دوسری تھی لُنڈ علاقے میں (ڈیرہ غازیخان کی تحصیل جام پور میں) رہتی ہے۔ اس قبیلے نے بلوچ انداز و اطوار، روایات اور لباس کے ساتھ ساتھ بلوچ شناخت بھی اختیار کر لی ہے۔

ہنجر، ہنجرائی، ہنجر اوں..... (1) گوجرانوالہ بار میں آباد ایک اہم جٹ قبیلہ۔ غالباً یہ قدیمی نسل کا ایک چرواہا قبیلہ ہوا کرتے تھے۔ وہ گوجرانوالہ میں 37 دیہات کے مالک ہیں لیکن مشرق اور مغرب کی طرف پہاڑوں کے دامن میں بھی ملتے ہیں۔ وہ اصلاً سروہارا چپوت ہونے کے دعویدار ہیں اور بتاتے ہیں کہ ان کا جد امجد ہنجر اوں حصار کے نواح سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ کے حافظ آباد پرگنہ میں آیا اور اُنہیں نامی شہر تعمیر کیا جس کی باقیات اب بھی ملتی ہیں۔ ان کے اجداد میں مل اور ڈھول شامل ہیں۔ ان کے آدھے قبیلچے اب بھی حصار "علاقہ" میں رہتے ہیں۔

(2) حصار میں مسلمان پچادوں کا قبیلچہ۔ یہ بھی سروہارا چپوت نسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ہنجر..... منگمری میں زراعت پیشہ جٹ مسلمان قبیلچہ۔ یہ بلاشبہ ہنجر ہی ہے۔

ہنجرائے..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ مسلمان قبیلچہ۔ یہ بلاشبہ ہنجر ہی ہے۔

ہنجن..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہندالی..... سکھوں کا تیسرا سب سے پرانا فرقہ۔ یہ مانجھا کے ایک جٹ ہندال کے بیٹے پدھی چند کے پیروکار تھے جنہیں تیسرے گورو امر داس نے سکھ کیا۔ پدھی چند غالباً امرتسر میں جنڈیالا گورو کا پروہت تھا جس نے ایک مسلمان عورت سے شادی کر لی اور پیروکار اسے چھوڑ گئے۔ تب اس نے اپنا ایک علیحدہ مسلک قائم کیا۔ اس نے ایک گرنٹھ اور جنم ساکھی مرتب کی جس میں ہندال کو گورو نانک سے بھی اوپر کا درجہ دیا۔ پدھی چند 1654ء میں فوت ہوا اور دیوی داس (ایک مسلمان بیوی سے جنم لینے والا بیٹا) جانشین ہوا۔ مسلمانوں کی جانب سے ایذا دہی کے دوران ہندالیوں نے گورو نانک کے سکھ ہونے سے انکار کیا اور بعد میں رنجیت سنگھ نے انہیں

ان کی زمینوں سے بے دخل کر دیا۔ اب ہندالیوں کو ”زنجنی“ یا خدا کے پجاری کہا جاتا ہے۔ وہ شادیوں اور جنازوں کے مواقع پر تمام ہندو رسوم کو مسترد کرتے ہیں اور نہ ہی مرنے والے کا کر یا کرم انجام دیتے ہیں۔

ہند کی..... ایک نسلیاتی اصطلاح۔ نفرت کے ساتھ ان تمام مسلمانوں کو ہند کی کہا جاتا ہے جو بالاصل ہندو ہونے کے ناطے ہند کو بولتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ قبل حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بنوں میں بالعموم اعوان یا جٹ کا شتکار کو کہتے ہیں لیکن وسیع تر مفہوم میں اس میں ہندی، پنجابی یا ان سے ماخوذ کوئی بھی بولی بولنے والا مسلمان ہند کی ہے۔ مقامی محاوروں میں ہند کی کا کوئی اچھا تاثر نہیں ملتا، مثلاً: ”اگر ہند کی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو وہ جاتے جاتے بدبو چھوڑ جائے گا“ اور ”اگر ہند کی تمہارا دست راست بھی ہو تو اسے کاٹ ڈالو۔“

ہندل..... منگمری میں مسلمان قبیلہ (بلاشبہ ہندل)۔

ہندل..... کیپور تھلہ، امرتسر اور سیالکوٹ میں زراعت پیشہ قبیلچہ جو راجپوت ماخذ اور رام چندر کی اولاد ہونے کا دعویٰ ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ ہندل اجدوہیا کارہنے والا تھا اور اس کی پانچویں پشت میں سارنے ذات سے باہر ہونے پر پنجاب کے ضلع امرتسر کا رخ کیا۔ اس کی اولاد نے جٹ عورتوں سے شادی کی اور زراعت اپنالی۔

ہند وال..... ہند کی کا مترادف۔

ہند وال..... ہزارہ میں تناؤلیوں کا ایک ذیلی قبیلہ معلوم ہوتا ہے۔

ہند وانہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلچہ۔

ہندو ریا..... ہوشیار پور میں اول درجے کی ایک ہندو راجپوت شاخ۔

ہندال..... جٹوں کا ایک قبیلہ۔

ہندیے..... امرتسر میں زراعت پیشہ کبہ قبیلچہ۔

ہنوتراہ..... ملہھی جٹوں کی خدمات سرانجام دینے والے برہمنوں کی ایک شاخ۔

ہوت..... بلوچ کی حقیقی اور بہت وسیع پیمانے پر بکھری ہوئی شاخوں میں سے ایک۔ مکران میں

اب بھی ان کا ایک طاقتور قبیلہ ہے۔ انہوں نے دو سو سال تک ڈیرہ اسماعیل خان پر حکومت

کی۔ کھوسہ قبیلے کا کچھ حصہ اور بالا چانی مزاری کو ہوت نسل سے ہی بتایا جاتا ہے۔ منگمری میں

ان کا اندراج بطور زراعت پیشہ قبیلہ ہوا۔

ہوتک..... گجانی پٹھانوں کی دو بڑی قسموں میں سے ایک۔

ہودا، سودا..... روہتک اور سامپلا تحصیلوں میں ایک جٹ قبیلہ۔

ہورل..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلہ (یہ بلاشبہ ہرل ہی ہیں)۔

ہورہ..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہولی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہولے..... برہمنوں کی ایک شاخ جو میسروں کے ہمراہ جموں سے نکلے اور اب بھی چکوال کے چودھریال سے شادیوں کے موقع پر قلیل رقم بطور فیس وصول کرتے ہیں۔ چکوال میں تولنے کا کام انہی کے ہاتھ میں ہے لیکن دیگر برہمن اب بھی انہیں اس ذات کا مانتے ہیں۔ ان کا یہ نام پڑنے کی وجہ زبردستی قبول اسلام کروائے جانے کا ہول (خوف) ہے۔

ہوندل..... سیالکوٹ میں جٹ قبیلہ۔ یہ سورج بنسی راجپوت نسل ہونے کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جد امجد سرب اجودھیا سے ہجرت کر کے امرتسر آیا اور پھر اس کی اولاد نے سیالکوٹ کا رخ کیا۔ ان کے ہاں قانون وراثت چونڈا ونڈ ہے۔

ہوندی..... ملتان میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔

ہپو کے..... منگمری میں ایک زراعت پیشہ کھل قبیلہ۔

ہجڑا..... (1) جٹوں کا ایک اہم قبیلہ، (دیکھیں ”ہجڑا“)۔ (2) کھوجا، کھسرا، منٹ، یا اگر وہ زنانہ

کپڑے پہن کر ناچتا ہو تو زنخا۔ پہلے زمانوں میں سردار اور اعلیٰ رتبے کے لوگ اپنے زنانہ

خانوں کی حفاظت کے لیے انہیں مقرر کیا کرتے تھے اور یہ خواجہ سرا، نواب یا ناظر کے نام سے

بھی جانے جاتے تھے۔ راجپوتانہ میں اب بھی ان سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ پنجاب میں ہجڑا

عام طور پر ”ڈیرہ دار“ ہے۔ وہ چوڑیاں اور دیگر زنانہ زیور پہنتا ہے۔ اگر وہ سفید کپڑے پہنے تو

سر پہ پگڑی رکھنے کی بجائے ایک شال اوڑھتا ہے اور ہاتھوں پر مہندی لگی ہوتی ہے۔ ہجڑے

مردوں والے نام رکھتے لیکن آپس میں گفتگو کے دوران صیغہ مونث استعمال کرتے ہیں۔ وہ

کسی گھر میں بیٹا پیدا ہونے پر وہاں جا کر ناچتے گاتے اور نقد رقم کے علاوہ کپڑے بھی لیتے

ہیں۔ کچھ دیہات میں وہ چوکیوں کی صورت میں منظم ہیں اور ناچنے والی لڑکیوں کی طرح

انہیں بھی شادیوں پر بلایا جاتا ہے۔ وہ مسخرا پن کرتے اور بڑے مشاق رقاص ہیں۔ ڈیرے میں چیلہ اپنے گورو کی جگہ سنبھالتا ہے اور اس جانشینی کے موقع پر ضیافت کی جاتی ہے۔ سب ہیجڑے مسلمان ہیں اور بالخصوص شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی کو مانتے ہیں۔ محرم میں وہ تعزیہ نکالتے ہیں، ان کی برادری میں شامل ہونے والا ہندو مذہب اسلام اختیار کر لیتا ہے۔

ہیجڑا برادری میں تمام ذاتوں کے افراد شامل ہیں، مثلاً سید، شیخ، گوجر، جولاہا وغیرہ۔ صاحب جان نامی ایک متقی ہیجڑا تھا جو 100 کی سال کی عمر میں مکہ میں فوت ہوا۔ کسی نئے فرد کو برادری میں شامل کرنے کی رسم چادر اوڑھنا کہلاتی ہے لیکن وہ اس رسم کی ساری کارروائی کو خفیہ رکھتے ہیں۔ وہ زمینداروں کے کمیس نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت کے پابند ہیں۔

ہیر..... منگمری میں زراعت پیشہ مسلمان جٹ قبیلچہ (یہ بلاشبہ ہیر ہی ہیں)۔

ہیر، اہیر یا پوروال..... جٹ قبیلے کے گروہ میں تیسرا رکن، جبکہ دیگر دو بھٹلر اور مان ہیں۔ ان کا وطن غالباً ستلج کے شمال میں ہے اور وہ مشرق میں انبالہ سے لے کر مغرب میں گجرات تک پہاڑیوں کے دامن میں کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ جالندھر کی نکودار تحصیل میں ہیر نامی ایک بہت پرانا گاؤں بھی ہے جہاں ہنوز ہیر جٹ رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ تین ہزار سال یعنی نامعلوم عرصہ سے یہاں آباد ہیں۔

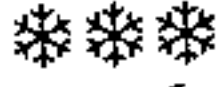
ہیسی، ہینسی..... گونو اور شملہ پہاڑی ریاستوں میں پیشہ ور گائیگوں کی ایک پست ذات۔ ان کی عورتیں ناچتی ہیں۔

ہیم راجی..... ملتان میں ایک ہندو قبیلہ جس کی تفصیل معلوم نہیں۔



# ی

یوسف زئی..... یہ ایک پٹھان قبیلہ ہے (دیکھیں ”پٹھان“ کے ضمن میں)۔  
یوہل..... امرتسر میں زراعت پیشہ جٹ قبیلہ۔



# تیرے عشق نچایا

(انتخاب کلام بلھے شاہ مع اردو ترجمہ)

ترتیب و ترجمہ: سلیم اختر

”تیرے عشق نچایا“ پنجابی کے معروف صوفی شاعر بلھے شاہ کا انتخاب کلام مع اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں 69 کافیاں، متفرقات کے عنوان سے کچھ دوہڑے اور سہ حرفیاں بھی شامل ہیں۔ سلیم اختر کے اس ترجمے کو ملک بھر میں قارئین نے پسند کیا ہے۔

# چنے دی بوٹی

(کلام سلطان باہو مع اردو ترجمہ)

ترتیب و ترجمہ: پروفیسر محمد یونس حسرت

حضرت سلطان باہو کا کلام پنجابی زبان و ادب کے کلاسیک کا حصہ ہے۔ ان کے کلام میں زبان کی روانی، مرشد سے عشق اور اس عشق سے خدا اور اس کے بندوں سے محبت کا درس ملتا ہے۔

بک ہوم



بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان

فون: 042-37245072-37231518 فیکس: 042-37310854

bookhome1@hotmail.com - bookhome\_1@yahoo.com

www.bookhomepublishers.com



# ہیروارث شاہ

(مع اردو ترجمہ)

ترجمہ: اکرم شیخ

شہرہ آفاق لوک داستاں ہیروارث پنجا ب کے شیکسپیر وارث شاہ کی  
تصنیف کا اردو ترجمہ ممتاز صحافی، ادیب اکرم شیخ نے کیا ہے۔

# کلام بابا فرید گنج شکرؒ

(مع اردو ترجمہ)

ترتیب و ترجمہ: پروفیسر محمد یونس حسرت

پنجابی کے پہلے شاعر بابا فرید پاک پتن شریف والے کے کلام کا ترجمہ  
پروفیسر محمد یونس حسرت نے سلیس اردو زبان میں کیا ہے۔

بک ہوم

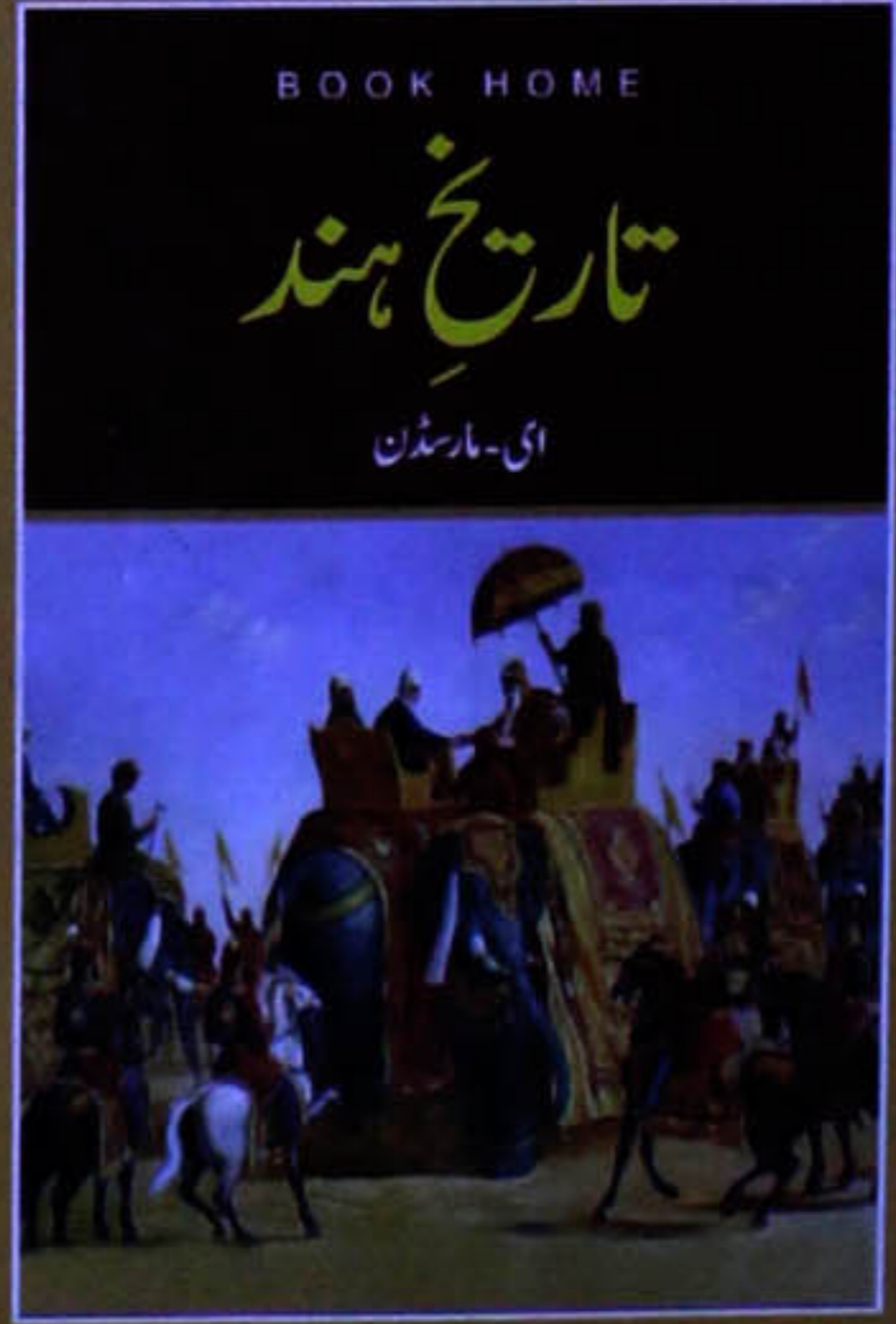
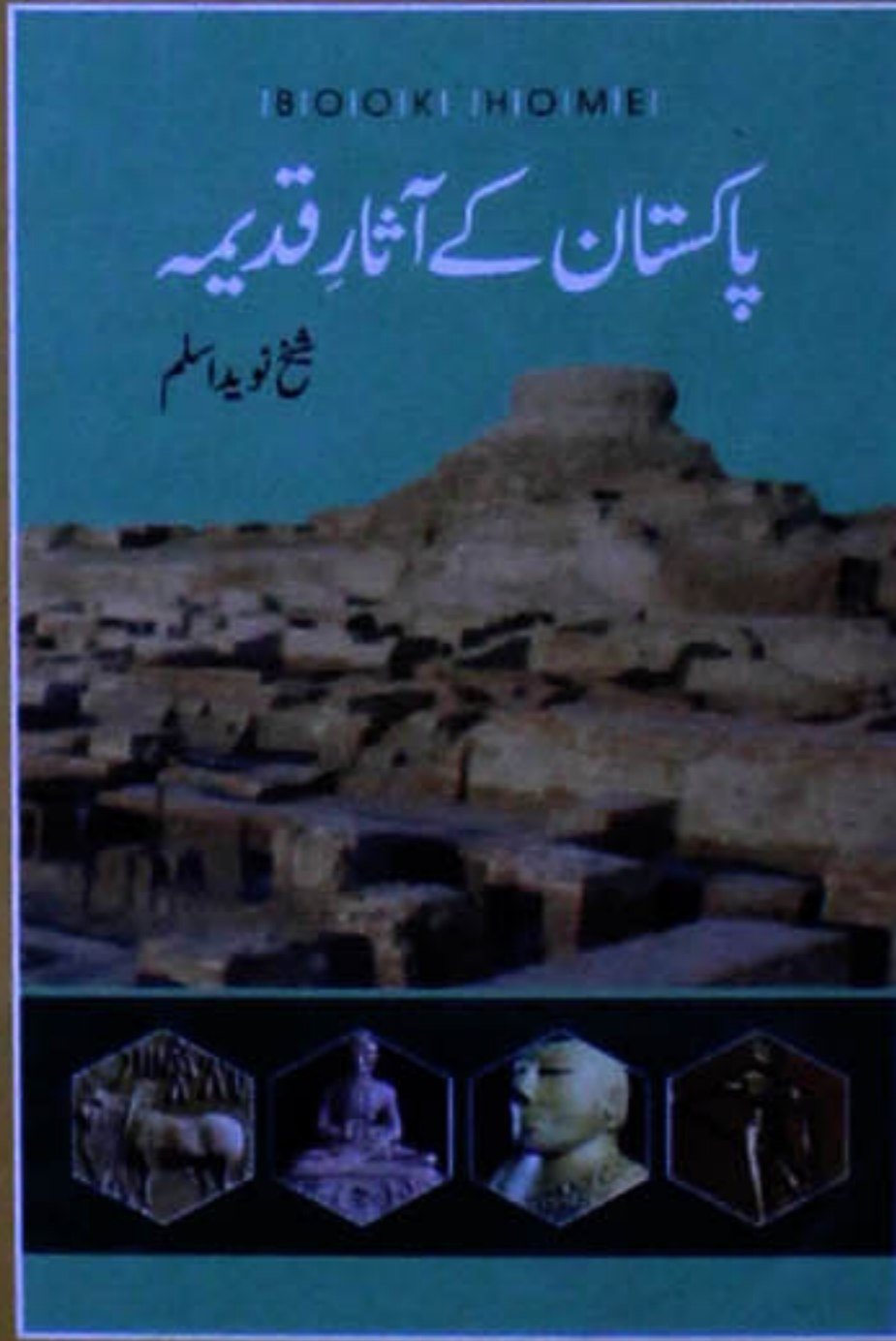
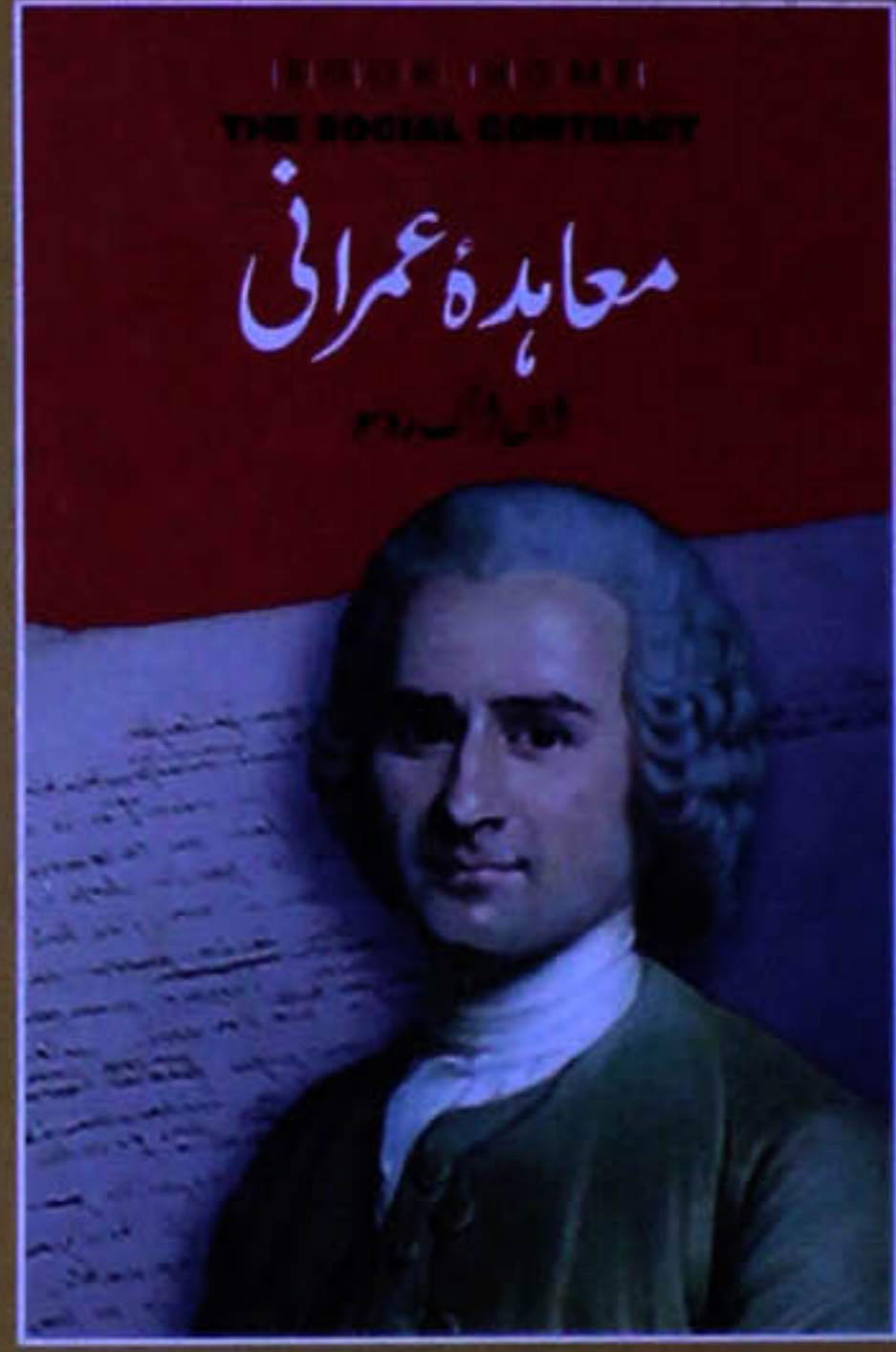
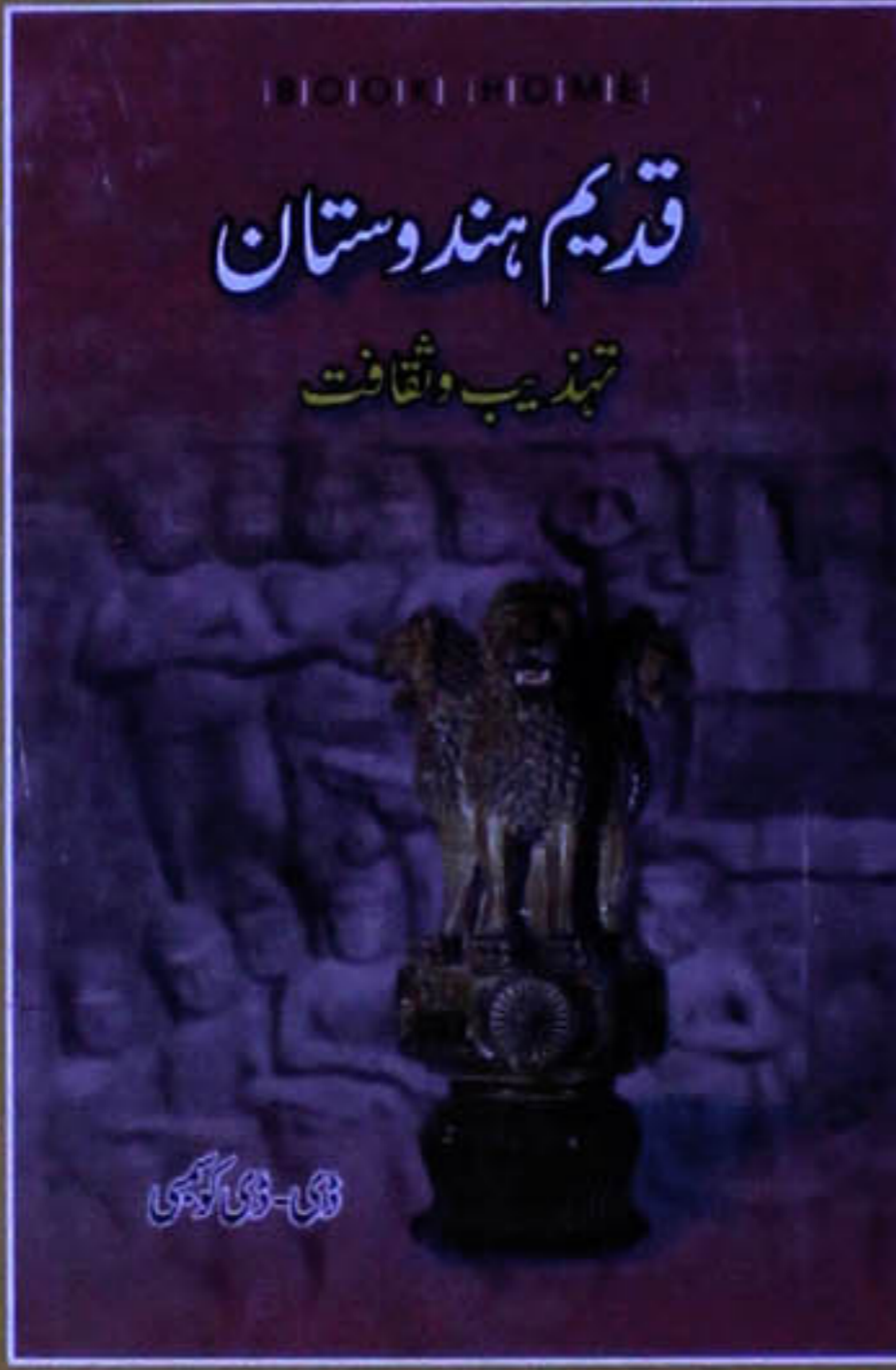


بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور پاکستان

فون: 042-37231518-37245072 فیکس: 042-37310854

bookhome1@hotmail.com • bookhome\_1@yahoo.com

www.bookhomepublishers.com



بک ہوم



B000085

بک سٹریٹ 46 - مزنگ روڈ لاہور پاکستان فون : 37245072 - 042-37231518 فیکس : 042-37310854

E-mail: [bookhome1@hotmail.com](mailto:bookhome1@hotmail.com) - [bookhome\\_1@yahoo.com](mailto:bookhome_1@yahoo.com)  
[www.bookhomepublishers.com](http://www.bookhomepublishers.com)